

DELHI
UNIVERSITY
LIBRARY.

u
616.

I KK 11
pt. 1

DELHI UNIVERSITY LIBRARY

Sl. No. LC

168N30

Date of release for loan

Ac. No. 26035

This book should be returned on or before the date last stamped below. An overdue charge of one anna will be charged for each day the book is kept overtime

1 APR 1981

جلہ حقوق محفوظ ہیں

هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ

شیخ بوعلی ابن سینا کی عظیم الشان ہستند کتاب ،
قانون کے پہلے حصہ (کلیات) کا سلیس ترجمہ اور شرح

ترجمہ و شرح

کلیات قانون

حصہ اول

از

حکیم محمد کبیر الدین

مؤلف و پروفیسر طبیہ کالج دہلی و مدیر رسالہ المسیح

۱۹۳۰ء
۱۳۴۹ھ

ملنے کا پتہ :- دفتر المسیح - قریل باغ - دہلی

قیمت چار روپے

(مطبوعہ محبوز المطابع برقیہ دہلی)

طبع اول تعداد دو ہزار

دیباچہ

فن طب کی سب سے بڑی کتاب، شیخ ابو علی سینا کی عظیم الشان تالیف 'قانون طب' دنیا میں جو کچھ قدر و منزلت رکھتی ہے، اس سے نہ صرف ہمارے اطباء واقف ہیں، بلکہ یہ بے نظیر علمی ذخیرہ یورپ میں کافی شہرت حاصل کر چکا ہے۔ اور مدت ہائے دراز تک یورپ کی درسگاہوں میں مختلف زبانوں میں ترجمہ ہونے کے بعد سرمایہ نصاب تعلیم رہا ہے۔

اس سے قبل قانون کے سب سے زیادہ ضروری اور اہم حصے حمیات قانون کا ترجمہ دفتر المسیح شائع کر چکا ہے، جو ملک میں خاص قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے، اور طبیبہ کالج دہلی نیز دیگر سرکاری اور غیر سرکاری طبی مدارس کے نصاب تعلیم میں داخل ہے۔

ملک کی بہت بڑی خواہش تھی کہ تمام قانون کا اردو ترجمہ اگر اسی مخصوص طرز بیان سے شائع کیا جائے، تو فن طب کی بہت بڑی خدمت حاصل ہوگی چنانچہ اسی خواہش کی تکمیل کے لئے میں نے غایت شوق و محنت اور انتہائی کاوش کے ساتھ اس طرف خاص توجہ کی، اور سب سے پہلے کلیات قانون کا ترجمہ مع ضروری شرح کے خاص اہتمام کے ساتھ شائع کیا، جس کی ایک اہم اور زبردست خوبی یہ بھی ہے کہ صفحہ کے دائیں عمود میں اصل عربی عبارت ہے، اور اس کے مقابل بائیں عمود میں فقرہ بہ فقرہ اس کا ترجمہ ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ یہ صورت جس طرح عربی داں طلباء و اطباء کے لئے مفید ہے، اسی طرح اردو جانتے داں کے لئے بھی ہے۔

شیخ کے شہرہ آفاق، مخصوص اور مغلط طرز بیان نے ہمیشہ شارحین و مفسرین کو سرگرداں اور پریشان رکھا ہے۔ ایسے مقامات میں تمام اقوال پر بہت زیادہ غور کرنے کے بعد جس محقق کی بات مجھے پسند آئی ہو، میں نے اسے اختیار کیا ہو، اور اسکے ساتھ ہی اس کا نام بھی لکھ دیا ہو، تاکہ میری ذمہ داری کسی حد تک کم ہو جائے۔ علامہ علی حسین گیلانی، جو قانون کے سب سے مستند شاح ہیں، اور جن کا نام اختصار کیساتھ اکثر متعارف ہیں گیلانی لکھا گیا ہے، میں نے زیادہ تر انہی بزرگ کی رائے پر اعتماد کیا ہو، اور ایسے مقامات بہت کم آئے ہیں، جہاں میں نے اسے اختلاف کیا ہو۔ علامہ محمد بن محمود علی، جنکو میں نے اکثر مقامات پر لفظ آملی کے ساتھ یاد کیا ہو، بہت مشہور شاح ہیں، اور اکثر شاحین کے مختلف اقوال پر بہت شرح و بسط کے ساتھ پیش کیا کرتے ہیں۔ لیکن علامہ علی حسین گیلانی زیادہ تر وہیں اپنے فہم کو حرکت دیتے ہیں، جہاں ان کی رائے سے اختلاف کرنا مقصود ہوتا ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا اَسْتَحِقُّهُ بِعُلُوِّ شَانِهِ وَسُبْحَانَ اِحْسَانِهِ وَصَلَوَاتُهُ عَلٰى نَبِيِّهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ
وبعد اے بعد:-

تقدیر التمس متنی بعض خلص اخوانی ومن یلزمونی اسعافہ
داغ ہو کہ مجھ سے میرے بعض مخلص بھائیوں، اور ایسے
دوستوں نے التماس کیا، جنگی حاجت ردائی اپنے مقدمہ
اور طاقت کے موافق مجھ پر لازم ہے کہ ایک کتاب علم طب میں
ایسی لکھوں جو قوانین کلیہ و جزئیہ پر اس طرح مشتمل ہو کہ اس میں
باجود شرح و بسط کے اختصار مد نظر رہے، اور بیان کا بیشتر
حق ادا ہونے کے باوجود ہاتھ سے ایجا زد جائے۔ چنانچہ میں
حقہ من البیان الا بجزا فاسعفتہ بذلک + نے یہ کتاب لکھ کر ان کی حاجت پوری کر دی +

ورایت ان اتکلم او لا فی الامور
درایت ان اتکلم او لا فی الامور
العامة الكلية فی کل قسم الطب اعنی
القسم النظری والقسم العملی تم بعد
ذلك اتکلم او لا فی کلیات احکام قوی
الادویة المفردة ثم فی جزئیاتھا ثم
بعد ذلك فی الامراض الواقعة بعضو
عضو فابتدا او لا بتشریح ذلك لعضو
ومنفعته واما تشریح الاعضاء المفردة
البسطة فیکون قد سبق متنی ذکرہ
فی الكتاب الاول ا لکے وکل ذلك
منافعھا ثم اذا فرغت من تشریح
میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ پہلے علم کی دونوں قسموں نظری
اور عملی، کے امور عامہ کلیہ بیان کروں، اس کے بعد ادویہ مفردہ کی
قوتوں (اثروں) کے احکام کلیہ میں کلام کروں، اسکے بعد ان کے
احکام جزئیہ میں اس کے بعد ان امراض کا ذکر کروں جو ایک ایک
عضو میں پیدا ہوتے ہیں، (جنکو امراض خاصہ کہتے ہیں،
مثلاً امراض مخصوصہ سر، چشم، اذن وغیرہ) چنانچہ جب میں ان
امراض خاصہ کا ذکر کر دوں گا، تو پہلے میں ان اعضا کی تشریح اور
منفعت (منافع الاعضاء) لکھوں گا۔ رہے اعضا مفردہ (بسیطہ)
ان کی تشریح اور منافع اس سے پہلے ہی کتاب اول (کلیات)
میں گزر چکی ہوگی، اور ہم اس سے فارغ ہو چکے ہونگے۔ پھر میں
جب اس عضو کی تشریح سے فارغ ہو چکوں گا، تو اکثر مقامات پر

ذات العضو ابتدأت فی اکثر اس عضو کی کیفیت حفظ صحت کھونگا مثلاً تشریح دماغ کھنے
المواضع بالدلالة على کیفیت حفظ کے بعد یہ کھونگا کہ دماغ کی صحت کی حفاظت کیونکر کی جاسکتی ہے
صحتہ ثم دلت بالقول المطلق على (علیٰ ہذا) اس کے بعد اس عضو کے کلیات امراض، اس کے
کلیات امراضہ و اسبابہ و اسباب، طرق تشخیص (علامات)، اور طرق معالجات کئی طور پر
طرق الاستدلال علیہا وطرق (عام بیان کے ساتھ) بیان کرونگا، پھر جب اس کلی بیان
معالجاتہا بالقول الکی ایضاً فاذا (امور کلیہ) سے فارغ ہونگا، تو ان کے امراض جزئیہ کی طرف
فرغت من هذا الامور الکلیۃ توجہ کرونگا، چنانچہ اس وقت بھی اکثر اوقات حد مرض (تعریف
اقلت علی الامراض الجزئیۃ ودلت مرض)، اسباب، اور دلائل (علامات) کے بارہ میں کلی
اوکافی اکثرہا ایضاً علی الحكم الکی احکام پہلے بتاؤنگا، بعد ازاں ان امراض کے احکام جزئیہ کا ذکر
فی حدہ و اسبابہ و دلائلہ ثم کرونگا، اس کے بعد ان امراض کے علاج بطور قواعد کلی بیان
تخلصت الی الاحکام الجزئیۃ ثم کرونگا، پھر معالجات جزئیہ بتاؤنگا، جن میں ادویہ مفردہ و مرکبہ
اعطیت القانون الکی للمعالجۃ ثم درج ہونگی، ادویہ مفردہ میں سے جن ادویہ اور جن کے منافع کا
نزلت الی المعالجات الجزئیۃ بدواء ذکر ادویہ مفردہ کی کتاب کے جداول اور اصباح (رنگین
دواء بسیط و مرکب و ما کان قد سلف خانوں) میں ہو چکا ہے، اور جن کے استعمال کو میں اس مناسب
ذکر من الادویۃ المفردۃ و منفعتها الامراض خیال کرتا ہوں، جیسا کہ معلم کو اس وقت پہل چاہیگا، جبکہ وہ
فی کتاب الادویۃ المفردۃ فی الجداول یہاں تک پہنچے گا، ان (ادویہ) کو میں معالجات میں کمر نہ
والاصباح التي ادری استعمالها فیه کما کھونگا، سوائے اسکے کہ بقدر ضرورت کچھ مکرر آجائیں، اور
تفتت ایہا المعلم علیہ اذا وصلت الیہ ادویہ مرکبہ میں سے جنکا ذکر اقربا و ذین (قربا و ذین) میں ہونا
اکثر لاقلی لامر و ما کان من الادویۃ المركبۃ چاہئے، اور جنکو میں بتانا مناسب خیال کرتا ہوں، ان کے
انما الاخری بہ ان یكون فی القربا و ذین الذی انی منافع اور مضار کا ذکر، اور بنانے کی ترکیب آخری کتاب

لہ جداول اصباح (رنگ و رنگ) سے مراد وہ سولہ رنگین خانے ہیں، جنکا ذکر شیخ نے کتاب ثانی (کتاب الادویہ) کے شروع میں
کیا ہے۔ ان سولہ خانوں میں سولہ مخصوص رنگ تھے، اندھ ایک رنگ میں مخصوص ادویہ کا ذکر تھا، علامہ علی حسین گیلانی کہتے ہیں
کہ میں نے اس قسم کا ایک نسخہ دیکھا تھا، مگر متاخرین کی پست ہمتی سے یہ چیز ناپید ہو گئی +

لہ اقربا و ذین، یا اقربا و ذین، یونانی لفظ انکر ابا دین کا معرب ہے، جس کے معنی ہیں: ادویہ مرکبہ کا

دفتر (گیلانی) +

آخرتہ آخرت ذکر منافعہ و مضارہ و کیفیتہ خط الیہ* (پانچویں کتاب۔ قرابادین) میں لکھو گا +

وہ آیت ان افرغ من هذا الكتاب میں مناسب سمجھتا ہوں کہ امراض فاسکہ اس کتاب (تیسری
الی کتاب هو ایضاً فی الامور الجزئیة کتاب) سے فارغ ہونے کے بعد اسی کتاب لکھوں، جس میں اگرچہ امر
مختص بذکر الامراض التي لا تختص جزئیہ ہی کا ذکر ہوگا، مگر اس میں ایسے امراض کا ذکر ہوگا، جو کسی خاص
بعضوبینہ و هناك نورد ایضاً الکلام عضو کے ساتھ مخصوص نہیں ہوتے (یعنی اس میں امراض عامہ
فی الزینة و ان اسلک فی هذا الكتاب کا ذکر ہوگا)، اور اسی جگہ زینت (اور امراض زینت) میں بھی گفتگو
ایضاً مسلکی فی الكتاب الجزئی الذی کروں۔ اس کتاب (چہارم) میں بھی میرا مسلک (دوبہ) وہی ہوگا
قبلہ جو اس سے قبل کی کتاب جزئی (کتاب سوم) میں رہا ہے +

فاذا حقاً بتوفیق اللہ تعالیٰ الفراع من هذا اور جب خدا تعالیٰ کی توفیق سے یہ کتاب تیار ہو جائے
الکتاب جمعت بعد کتاب الانقرا باذین تو آخر میں ادویہ مرکبہ کی ایک اقرا باوین (کتاب پنجم) لکھوں +
وهذا کتاب لا یسم من یدعی هذا جو شخص اس مناعت (طب) کا دعویٰ کرے، اور لوگوں
الصناعة و یکتسب بها ان لا یكون جله کا علاج کرنا شروع کرے، اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کتاب
معلوماً محفوظاً عندہ و انہ (قانون) کے بیشتر معلومات اس کے ذہن میں محفوظ ہوں۔ کیونکہ یہ
یشتمل علی اقل ما لا بد للطیب منہ کتاب تلیل ترین ضروریات طبیب پر مشتمل ہے۔ رہا اس سے زیادہ
واما الزیادۃ علیہ فامر غیر (دوسری چیزوں کا) بیان کرنا، تو یہ ایک دشوار امر ہے (کیونکہ
مضبوط طبیب کی جزوی ضروریات کا شمار کرنا محال ہے، اور ایک طبیب
کے لئے اسکا یا درکنا دشوار) +

وان آخر اللہ تعالیٰ فی الاجل وساعداً لکنا اگر خدا تعالیٰ نے موت سے کچھ عرصہ تک بچایا، اور قیمت نے
انتصبت انتصباتاً ثانیاً و اما الان فانی مدد کی تو میں اس کے لئے دوسری مرتبہ کھڑا ہو گا، (یعنی ایک مفصل
اجمع هذا الكتاب واقسمہ الی کتب خمسہ علی کتاب لکھو گا)۔ اس وقت تو میں اس کتاب (قانون) کو جمع کرتا ہوں
هذا المثال والله سبحانه وتعالى الموفق (قانون کی تالیف کرتا ہوں) اور حسب تفصیل ذیل اسکو پانچ کتابوں
للصواب والسداد تقسیم کرتا ہوں۔

الکتاب الاول فی الامور الکلیۃ من علم الطب پہلی کتاب علم طب کے امور کلیہ میں (کلیات میں)۔
الکتاب الثانی فی الادویۃ المفردۃ۔ دوسری کتاب ادویہ مفردہ میں۔
الکتاب الثالث فی الامراض الجزئیۃ الواقعۃ تیسری کتاب ان امراض جزئیہ میں جو کہ اندر اور باہر سے

بأعضاء الإنسان عضو من سائر الأجزاء
 الكتاب الرابع في الأمراض الجزئية
 التي إذا وقعت لم تختص بعضو
 في الزينة
 الكتاب الخامس في تركيب الأدوية
 وهو القربا با دین *

پاؤں تک ایک ایک عضو میں واقع ہوتے ہیں *
 چوتھی کتاب ان امراض جزئیہ میں جو کہ کسی خاص عضو کے
 ساتھ وابستہ نہیں ہوتے (امراض عامہ)، نیز اس میں زینت اور
 (امراض زینت) کا بھی ذکر ہے *
 پانچویں کتاب میں ادویہ کی ترکیب کا ذکر ہے یہی کتاب
 قرا با دین ہے *

کتاب اول

کتاب اول میں چار فنون ہیں :-

فن اول میں تعریف طب اور موضوعات طب یعنی
 امور طبیعیہ کا ذکر ہے *
 فن دوم میں امراض، اسباب، اور اعراض کلیہ کی تفسیر
 بیان کی گئی ہیں *
 فن سوم میں حفظ صحت کا ذکر ہے *
 فن چارم میں امراض کے اصول علاج کے طریقے بیان
 کئے گئے ہیں *

فن اول

فن اول چھ تعلیموں پر مشتمل ہے *
 تعلیم اول موضوعات اور تعریف طب میں *
 تعلیم دوم ارکان میں *
 تعلیم سوم فروجات میں *
 تعلیم چارم اخلاط میں *
 تعلیم پنجم اعضاء میں *
 تعلیم ششم ادویہ، قوی اور افعال میں *

الكتاب الاول

فہو أربعة فنون

الفن الاول في حد الطب وموضوعاته
 من الامور الطبيعية
 الفن الثاني في تصنيف الامراض
 والاسباب والاعراض الكلية
 الفن الثالث في حفظ الصحة
 الفن الرابع في تصنيف وجوه المعالجة
 بحسب الامراض الكلية
 الفن الاول
 وهو ستة تعاليم

التعليم الاول في موضوعات الطب حدًا
 التعليم الثاني في الاركان *
 التعليم الثالث في المزاجات *
 التعليم الرابع في الاخلاط *
 التعليم الخامس في الاعضاء *
 التعليم السادس في الادوية والقوى
 والافعال

التعليم الاول

وهو فصلان

الفصل الاول في تحديد الطب
الفصل الثاني في موضوعات الطب

التعليم الثاني

فصل واحد وهو في الاركان

التعليم الثالث

الثاني فصول

الفصل الاول في تعليم المزاج
الفصل الثاني في امزجة الاعضاء
الفصل الثالث في امزجة الاسنان

التعليم الرابع

فصلان

الفصل الاول في ماهية الخلط واقسامه
الفصل الثاني في كيفية تولد الخلط

التعليم الخامس

فصل وخمس جل

الفصل في ماهية العضو واقسامه
الجلد الاول في العظام وهي ثلثون فصلاً

تعليم اول

بين دو فصلين ہیں :-

فصل اول تعريف طب (عرب) میں +
فصل دویم موضوعات میں +

تعليم دویم

اس میں فقط ایک ہی فصل ہے، جس میں ارکان کا بیان ہے

تعليم سویم

اس میں تین فصلیں ہیں :-

فصل اول میں مزاج کا ذکر کیا گیا ہے +
فصل دویم میں اعضا کے مزاجوں کا بیان ہے +
فصل سویم میں اسنان (عروں) کے مزاجوں کا
ذکر ہے +

تعليم چارم

اس میں دو فصلیں ہیں :-

فصل اول میں ماہیت خلط اور اقسام کا ذکر ہے +
فصل دویم میں خلط کے پیدا ہونے کی کیفیت درج ہے +

تعليم پنجم

اس میں ایک فصل اور پانچ جملے ہیں :-

فصل میں عضو کی ماہیت اور اسکے اقسام کا ذکر ہے +
پہلا جملہ [بڈیوں (کی تشریح) میں]۔ اس جملے میں تین فصلیں ہیں +

الفصل الاول فی قول کلی فی العظام والمفاصل

الثانی فی تشریح الحنف

الثالث فی تشریح ما دون الحنف

الرابع فی تشریح عظام الفکین والالاف

الخامس فی تشریح الاسنان

السادس فی منفعة الصلب

السابع فی الفقرات

الثامن فی منفعة العنق وتشریح عظامه

التاسع فی تشریح فک الفک والصدک ومنافعها

العاشر فی تشریح فقرات القطن

الحادی عشر فی تشریح العجز

الثانی عشر فی تشریح العصعص

الثالث عشر فی کلام کالخامة فی منفعة الصلب

الرابع عشر فی تشریح الاضلاع

الخامس عشر فی تشریح القص

السادس عشر فی تشریح الارکوة

السابع عشر فی تشریح الکف

الثامن عشر فی تشریح العصد

التاسع عشر فی تشریح الساعد

العشرون فی تشریح المرفق

الحادی والعشرون فی تشریح الرسغ

الثانی والعشرون فی تشریح مشط الکف

الثالث والعشرون فی تشریح الاصاب

پہلی فصل میں ہڈیوں اور جوڑوں کا کلی (عمومی) بیان ہے۔

دوسری فصل۔ تشریح حنف +

تیسری فصل۔ تشریح ما دون الحنف (حنف کے سوا

دوسری ہڈیوں کی تشریح) +

چوتھی فصل۔ دونوں جوڑوں (فک) اور ناک کی ہڈیوں

کی تشریح +

پانچویں فصل۔ دانتوں کی تشریح

چھٹی فصل۔ صلب (ریڑھ) کی منفعت

ساتویں فصل۔ ہروں کا بیان

آٹھویں فصل۔ گردن کی منفعت اور اسکی ہڈیوں کی تشریح

نویں فصل۔ سینے کے ہروں کی تشریح اور اسکے منافع

دسویں فصل۔ کمر کے ہروں کی تشریح

گیارہویں فصل۔ عجز کی تشریح

بارہویں فصل۔ عصعص کی تشریح

تیرہویں فصل۔ منفعت صلب کا تذکرہ بطور غائرہ کے

چودھویں فصل۔ پسلیوں کی تشریح

پندرہویں فصل۔ قص کی تشریح

سولہویں فصل۔ ترقوہ (ہنسی) کی تشریح

سترہویں فصل۔ کف (شانہ) کی تشریح

اٹھارہویں فصل۔ عصد (بازو) کی تشریح

انیسویں فصل۔ ساعد رکلائی کی تشریح

بیسویں فصل۔ مرفق (کنہی) کی تشریح

اکیسویں فصل۔ رسغ (پونچھ) کی تشریح

بائیسویں فصل۔ مشط کف کی تشریح

تیسویں فصل۔ انگلیوں کی تشریح

الرابع والعشرون في منفعة الظفر	چوبیسویں فصل - ناخن کی تشریح
الخامس والعشرون في تشریح عظام العنق	پچیسویں فصل - عاذر پٹرو کی ہڈیوں کی تشریح
السادس والعشرون في كلاً الجمل في منفعة الرجل	چھبیسویں فصل - ٹانگ کی منفعت کا محل تذکرہ
السابع والعشرون في تشریح عظم الفخذ	ساتھویں فصل - فخذ (ران) کی تشریح
الثامن والعشرون في تشریح عظم الساق	اٹھائیویں فصل - ساق (پنڈلی) کی ہڈی کی تشریح +
التاسع والعشرون في تشریح الركبة	انیسویں فصل - رُکبہ (گھٹن) کی تشریح +
الثلاثون في تشریح القدم	تیسویں فصل - قدم کی تشریح +
الحملۃ الثانیة فی العضل فی تسعة وعشرون فصلاً	دوسرا جملہ عضلات کے بیان میں۔ اس جلد میں انیس فصلیں ہیں۔
الفصل الاول کلام کلی فی العصب	پہلی فصل - اعصاب، عضلات، وتر، اور رباط کا
والعصل والوتر والرباط	عمومی تذکرہ
الثانی فی تشریح عضلة الجمجمة	دوسری فصل - جبہ (پیشانی) کے عضلہ کی تشریح
الثالث فی تشریح عضلة المقلة	تیسری فصل - مقلہ (ذکرہ چشم) کے عضلہ کی تشریح
الرابع فی تشریح عضل الجفن	چوتھی فصل - جفن (پہوٹے) کے عضلات کی تشریح
الخامس فی تشریح عضل الحنك	پانچویں فصل - رخسارہ کے عضلات کی تشریح
السادس فی تشریح عضلة الشفة	چھٹی فصل - ہونٹ کے عضلات کی تشریح
السابع فی تشریح عضل المنخر	ساتھویں فصل - منخر (نخفہ) کے عضلات کی تشریح
الثامن فی تشریح الفك الاعلى	آٹھویں فصل - بالائی جبڑہ (فک اعلیٰ کے عضلات)
	کی تشریح
التاسع فی تشریح عضل الراس	نویں فصل - سر کے عضلات کی تشریح
العاشر فی تشریح عضل الحنجرۃ	دسویں فصل - عضلات حنجرہ کی تشریح
الحادی عشر فی تشریح عضل الحلقوم والصک	گیارہویں فصل - حلقوم اور سینے کے عضلات کی تشریح
الثانی عشر فی تشریح عضل عظم اللامی	بارہویں فصل - عظم لامی کے عضلات کی تشریح
الثالث عشر فی تشریح عضل اللسان	تیرہویں فصل - عضلات زبان کی تشریح
الرابع عشر فی تشریح عضل العنق	چودھویں فصل - عضلات گردن کی تشریح
الخامس عشر فی تشریح عضل الصدر	پندرہویں فصل - عضلات سینہ کی تشریح

سولہویں فصل - بازو کی حرکت کے عضلات کی تشریح
 سترہویں فصل - کلائی کی حرکت کے عضلات کی تشریح
 اٹھارہویں فصل - پونچے کی حرکت کے عضلات کی تشریح
 انیسویں فصل - انگلیوں کی حرکت کے عضلات کی تشریح
 بیسویں فصل - ریڑھ کی حرکت کے عضلات کی تشریح
 اکیسویں فصل - عضلات شکم کی تشریح
 بائیسویں فصل - عضلات اُٹشبین کی تشریح
 تیسویں فصل - عضلات شانہ کی تشریح
 چوبیسویں فصل - عضلات قصبہ کی تشریح
 پچیسویں فصل - عضلات مقعد کی تشریح
 چھبیسویں فصل - ران کی حرکت کے عضلات کی تشریح
 ستائیسویں فصل - پنڈلی کی حرکت کے عضلات کی تشریح
 اٹھائیسویں فصل - مفصل قدام کے عضلات کی تشریح
 انیسویں فصل - پاؤں کی انگلیوں کے عضلات کی تشریح
 تیسرا جملہ | اعصاب کے بیان میں ۱۰ اس جلد میں چھ فصلیں ہیں:
 پہلی فصل | اعصاب کے تعلق عمومی تذکرہ
 دوسری فصل | اعصاب دماغی کی تشریح اور ان کے
 مسالک (رفقار - راہ)

السادس عشر تشریح عضل حركة العنصر
 السابعة عشر في تشریح عضل حركة الساعد
 الثامن عشر في تشریح عضل حركة الرسغ
 التاسع عشر في تشریح عضل حركة الاصابع
 العشرون في تشریح عضل حركة الصلب
 الحادي والعشرون في تشریح عضل البطن
 الثاني والعشرون في تشریح عضل الانشبين
 الثالث والعشرون في تشریح عضل المثانة
 الرابع والعشرون في تشریح عضل القصب
 الخامس والعشرون في تشریح عضل المقعد
 السادس والعشرون في تشریح عضل الفخذ
 السابع والعشرون في تشریح عضل الساق
 الثامن والعشرون في تشریح عضل الفخذ
 التاسع والعشرون في تشریح عضل اصابع الرجل
 الجملۃ الثالثة في العصب وهي ستة فصول
 الفصل الاول كلام کلی في العصب خاص
 الثاني في تشریح العصب للدماغی ومسالكه

الثالث في تشریح العصب للخاعی للذی
 بین الرقبة ومسالكه
 الرابع في تشریح عصب الراس الخاعی للذی
 الخامس في تشریح عصب القطن
 السادس في تشریح عصب العجز والعصعص
 الجملۃ الرابعة في الشرائین وهي خمسة فصول
 الاول في صفة الشریان

تیسری فصل - گردن کے اعصاب نخاعی (حرام مغز کے
 اعصاب) کی تشریح اور ان کے مسالک
 چوتھی فصل - سینے کے مہروں کے اعصاب نخاعی کی تشریح
 پانچویں فصل - کمر کے اعصاب کی تشریح
 چھٹی فصل - عجز اور عصعص کے اعصاب کی تشریح
 چوتھا جملہ | شریان کے بیان میں - اس جلد میں پانچ فصلیں ہیں:
 فصل (۱) شریان کی صفت

الثانی فی تشریح الشریان الوریڈی
الثالث فی تشریح الشریان الصاعد
الرابع فی تشریح الشریان الثین السبائین
الخامس فی تشریح الشریان النازل
الجملة الخامسة فی الاوردة و

ہی خمسة فصول

الاول فی صفة الاوردة

الثانی فی تشریح الوریڈ المسسم بالباب

الثالث فی تشریح الاجوف وما یصعد

منه

الرابع فی تشریح اوردة الیدین

الخامس فی تشریح الاجوف النازل

التعلیم السادس

وهو جملة وفصل

الجملة فی القوى وهو ستة فصول

الاول فی اجناس القوى بقول کلی

الثانی فی القوى الطبیعیة الخادمة

الثالث فی القوى الطبیعیة الخادمة

الرابع فی القوى الحيوانية

الخامس فی القوى النفسانية المدركة

السادس فی القوى النفسانية المحركة

الفصل الاخير فی الافعال

(فصول الفن الاول من الكتاب الاول

احد وتسعون فصلاً)

فصل (۲) شریان وریڈی کی تشریح

فصل (۳) شریان صاعد کی تشریح

فصل (۴) شریان سبائی کی تشریح

فصل (۵) شریان نازل کی تشریح

یا نچوال جملہ | وریڈوں کے بیان میں ۱۰ اس جلد میں پانچ
فصلیں ہیں۔

فصل (۱) وریڈوں کی صفت

فصل (۲) باب نامی وریڈ کی تشریح

فصل (۳) اجوف کی تشریح، اور جو اس سے نکلے اور

چڑھتی ہے (اجوف صاعد)۔

فصل (۴) ہاتھ کی وریڈوں کی تشریح

فصل (۵) اجوف نازل کی تشریح

تعلیم ششم

اس تعلیم میں ایک جملہ اور ایک فصل ہے۔

جملہ | کے اندر قوتوں کا بیان ہے، جس میں چھ فصلیں ہیں۔

فصل (۱) قوتوں کی جنسوں کا عمومی تذکرہ

فصل (۲) قوائے طبعیہ مخدومہ

فصل (۳) قوائے طبعیہ خادمہ

فصل (۴) قوائے حیوانیہ

فصل (۵) قوائے نفسانیہ مدركة

فصل (۶) قوائے نفسانیہ محركة

آخری فصل | افعال کے بیان میں

(الغرض کتاب اول کے پہلے فن میں اکا نوے فصل ہیں)

الفن الثانی

فهو ثلاثة تعالیم

التعلیم الاول فی الامراض

التعلیم الثانی فی الاسباب

التعلیم الثالث فی الاعراض

التعلیم الاول

ثمانية فصول

الفصل الاول فی تعلیم السبب والمرض والعرض

الثانی فی اقسام احوال البدن واجناس الامراض

الثالث فی امراض التركيب

الرابع فی امراض الاتصال

الخامس فی الامراض المركبة

السادس فی امور تعد مع الامراض

السابع فی اوقات الامراض

الثامن فی تمام القول فی الامراض

التعلیم الثانی

وهو جملتان

الجملة الاولى فی الاشياء التي تحدث عن سبب

سبب من الاسباب العامة الجملة

الثانية فی تعدیل سبب سبب لكل واحد

من العوارض البدنية

الجملة الاولى

وهي تسعة عشر فصلاً

فن دوم

فن دوم میں تین تعلیمیں ہیں،

تعلیم اول - امراض میں

تعلیم دوم - اسباب میں

تعلیم سوم - اعراض (علامات) میں

تعلیم اول

میں آٹھ فصلیں ہیں :-

فصل (۱) سبب، مرض، اور عرض کا بیان .

فصل (۲) احوال بدن کی قسمیں، اور امراض کی جنسیں .

فصل (۳) امراض ترکیب .

فصل (۴) امراض اتصال .

فصل (۵) امراض مرکبہ .

فصل (۶) وہ چند امور جن کا شمار امراض کیساتھ کیا جاتا ہے .

فصل (۷) اوقات امراض

فصل (۸) امراض کے بارہ میں آخری تذکرہ .

تعلیم دوم

اس تعلیم میں دو جملے ہیں . پہلے جملہ میں اُن چیزوں کا تذکرہ

ہے، جو اسباب عامہ سے پیدا ہوتی ہیں . اور دوسرے

جملہ میں عوارض بدنہ کے ایک ایک سبب کو اسباب جزئیہ

کو شمار کیا گیا ہے .

پہلا جملہ

اس جملہ میں انیس فصلیں ہیں :-

فصل (۱) اسباب کا قول کلی (عمومی تذکرہ)۔	الاول قول کلی فی الاسباب
فصل (۲) ہوا محیط بالابدان (جو ہمارے پاس موجود ہے) کی تاثیر +	الثانی فی تاثیر الهواء المحیط بالابدان
فصل (۳) موسموں کے طبائع (مزاج)۔	الثالث فی طبائع الفصول
فصل (۴) فصول (موسم) کے احکام اور ان کی تبدیلیاں۔	الرابع فی احکام الفصول لتغایرها
فصل (۵) بہترین ہوا کا بیان۔	الخامس فی الهواء الجید
فصل (۶) ہواؤں کی کیفیتیں کیونکر عمل کرتی ہیں، اور تقاضائے موسم کیا ہے؟	السادس فی فعل کیفیات الاھویۃ ومقتضیات الفصول
فصل (۷) ایک سال کے اندر مختلف قسم کے موسموں کی ترکیب کے احکام۔	السابع فی احکام ترکیب السنۃ
فصل (۸) اُن عارضی تغیرات ہوائیہ کی تاثیر جو مجزلے طبع سے بہت زیادہ مفاد نہ ہوں۔	الثامن فی تاثیر التغیرات الهوائیۃ غیر المتضادۃ للجمعی الطبیعیۃ
فصل (۹) اُن ردی تغیرات ہوائیہ کی تاثیر جو مجزلے طبعی کے مضاد ہوں۔	التاسع فی تاثیر التغیرات الهوائیۃ الردیۃ المضادۃ للجمعی الطبیعی
فصل (۱۰) موجبات ریاح (مختلف ہواؤں سے کیا باتیں پیدا ہوتی ہیں)	العاشر القول فی طبائع الرياح
فصل (۱۱) موجبات مساکن (مختلف مقامات کی تاثیرات)	الحادی عشر القول فی موجبات المساکن
فصل (۱۲) موجبات حکمت و سکون۔	الثانی عشر فی موجبات الحرکۃ والسکون
فصل (۱۳) خواب و بیداری کے موجبات (احکام)۔	الثالث عشر فی موجبات النوم والیقظۃ
فصل (۱۴) حرکات نفسانیہ کے موجبات۔	الرابع عشر فی موجبات الحرکات النفسانیۃ
فصل (۱۵) ماکول و مشروب (کھانا پینا) کے احکام۔	الخامس عشر فی موجبات ما یؤکل ویُشرب
فصل (۱۶) پانیوں کے حالات۔	السادس عشر فی احوال المیاء
فصل (۱۷) استفراغ و احتباس کے احکام۔	السابع عشر فی موجبات الاستفراغ والاحتباس
فصل (۱۸) بدن کے ایسے اسباب اتفاقیہ کا تذکرہ، جو ضروری ہوں، اور نہ مضر ہوں۔	الثامن عشر کلام فی اسباب تنفوت البدن غیر ضروریۃ ولا ضارۃ

التاسع عشر موجبات الاستحسان والتضييق

الجملة الثانية

تسعة وعشرون فصلاً

الفصل الاول في المسنخات

الثاني في المبردات

الثالث في المرطبات

الرابع في المجففات

الخامس في مفسدات الشكل

السادس في اسباب لسدة وضيق المجاري

السابع في اسباب اتساع المجاري

الثامن في اسباب الخشونة

التاسع في اسباب الملاسة

العاشر في اسباب الخلع

الحادي عشر في اسباب سوء المجاورة

لنعم المقاربة

الثاني عشر في اسباب سوء المجاورة لمنع المباحة

الثالث عشر في اسباب الحركات الغير الطبيعية

الرابع عشر في اسباب زيادة العظم والعد

الخامس عشر في اسباب النقصان

السادس عشر في اسباب تفرق الاتصال

السابع عشر في اسباب القرحة

الثامن عشر في اسباب الورم

التاسع عشر في اسباب لوجع عظام الاطلاق

العشرون في اسباب وجع وجع

الحادي والعشرون في اسباب مايوجب لوجع

فصل (۱۹) حمام کرنے، اور دھوپ کھانے کے احکام۔

دوسرا جملہ

اس جملہ میں انتیس فصلیں ہیں۔

فصل (۱) مسنخات (گرمی پیدا کرنے والی چیزیں)۔

فصل (۲) مبردات (سردی پیدا کرنے والی چیزیں)۔

فصل (۳) مرطبات (رطوبت پیدا کرنے والی چیزیں)۔

فصل (۴) مجففات (خشکی پیدا کرنے والی چیزیں)۔

فصل (۵) مفیدات شکل (شکل بگاڑنے والی چیزیں)۔

فصل (۶) سدہ اور مجاری کی تنگی کے اسباب۔

فصل (۷) مجاری کے کشادہ ہو جانے کے اسباب۔

فصل (۸) خشونت (گھردرا ہو جانا) کے اسباب۔

فصل (۹) ملاست (چکنا ہو جانا) کے اسباب۔

فصل (۱۰) خلع (جوڑا دکھڑنے) کے اسباب۔

فصل (۱۱) اس سورہ المجاورت کے اسباب، جو عضو کو

قریب ہونے سے باز رکھے۔

فصل (۱۲) اس سورہ المجاورت کے اسباب، جو عضو کو بعید بنی باز رکھے

فصل (۱۳) حرکات غیر طبعیہ کے اسباب۔

فصل (۱۴) زیادت عظم (تخم) اور زیادت عد کے اسباب۔

فصل (۱۵) نقصان کے اسباب۔

فصل (۱۶) تفرق اتصال کے اسباب۔

فصل (۱۷) قرعہ کے اسباب۔

فصل (۱۸) ورم کے اسباب۔

فصل (۱۹) مطلقاً درد کے اسباب۔

فصل (۲۰) ایک ایک درد کے اسباب۔

فصل (۲۱) سکون درد کے اسباب۔

فصل (۲۲) دروستے کیا اثرات پیدا ہوتے ہیں۔

فصل (۲۳) اسباب لذت ۔

فصل (۲۴) حرکت کیونکر درد پہنچاتی ہے ؟

فصل (۲۵) اخلاطِ دریدہ کیونکر درد پہنچاتے ہیں۔

فصل (۲۶) ریاح کیونکر درد پیدا کرتی ہیں۔

فصل (۲۷) تخمہ (بد مضمی) اور امتلاء کے اسباب۔

فصل (۲۸) احتباس و استقراغ کے اسباب ۔

فصل (۲۹) ضعف اعصاب کے اسباب ۔

تعلیم سوم

اس میں گیارہ فصلیں اور دو جملے ہیں۔

فصل (۱) اعراض و دلائل (علامات) کا عمومی تذکرہ ۔

فصل (۲) امراض خاصہ و امراض شریکہ کے علامات فارقہ۔

فصل (۳) علاماتِ امزجہ۔

فصل (۴) معتدل المزاج کے علامات کا خلاصہ۔

فصل (۵) اس مزاج کے علامات جو اعتدالِ سوہبت

زیادہ خارج ہو جائے۔

فصل (۶) امتلاء کی علامتیں ۔

فصل (۷) ہر ہر خلط کے غلبہ کی علامتیں ۔

فصل (۸) سد کی علامتیں ۔

فصل (۹) علاماتِ ریاح ۔

فصل (۱۰) علاماتِ اورام ۔

فصل (۱۱) علاماتِ تفرقِ اتصال ۔

جملہ اول

بیان نبض میں ہر جلد میں انیس فصلیں ہیں ۔

الثانی والعشرون فی اسباب اللذۃ

الثالث والعشرون فی کیفیۃ ایلام الحركۃ

الرابع والعشرون فی کیفیۃ ایلام الاخلاط الرودیۃ

الخامس والعشرون فی کیفیۃ ایلام الریاح

السادس والعشرون فی اسباب التخمۃ والامتلاء

السابع والعشرون فی اسباب الضعف

الثامن والعشرون فی اسباب المجتبس ویستفرغ

التاسع والعشرون فی اسباب ضعف الاعضاء

التعلیم الثالث

احد عشر فصلًا وجملتان

الاول کلام کلی فی الاعراض والدلائل

الثانی فی علامتا الفرق بین الامراض الخاصة والاشترکیۃ

الثالث فی علامات الامزجة

الرابع فی حاصل علامتا المعتدل المزاج

الخامس فی علامات من خرج عن الاعتدال

باخراط

السادس فی علامتا الدالة علی الامتلاء

السابع فی علامتا الدالة علی غلبة خلط خلط

الثامن فی علامتا الدالة علی السدد

التاسع فی علامات الدالة علی الریاح

العاشر فی علامتا الدالة علی الاورام

الحادی عشر فی علامتا تفرق الاتصال

الجملۃ الاولى

فی النبض وہی تسعة عشر فصلًا

الاول کلام کلی فی النبض

الثانی فی النبض المستوی والمختلف

الثالث فی اصناف النبض لمکرم المخصوص بالاسماء علیہ السلام

الرابع فی الطبیع من اصناف النبض

الخامس فی اسباب انواع النبض المذكورة

السادس موجبات الاسباب الماسكة وصلها

السابع فی نبض الاسنان والاجناس اعنی لذكور

والاناث

الثامن فی نبض الامهات

التاسع فی نبض الفصول

العاشر فی نبض البلدان

الحادی عشر فی النبض الذی

یوجبہ المتناولات

الثانی عشر فی موجبات النوم

والیقظة فی النبض

الثالث عشر فی احکام نبض الرياضة

الرابع عشر فی احکام نبض السجّات

الخامس عشر فی نبض الحبالی

السادس عشر فی نبض الاوجاع

السابع عشر فی نبض الاورام

الثامن عشر فی احکام نبض العوارض النفسانية

التاسع عشر فی تغایر الامور المضادة

طبیعة هیئة النبض

الجملة الثانية

فی البول والبراز وهی ثلثة عشر فصلاً

فصل (۱) نبض کے بارہ میں عمومی تذکرہ۔

فصل (۲) نبض مستوی و مختلف۔

فصل (۳) نبض مرکب کی قسمیں، جنکے الگ الگ نام ہیں۔

فصل (۴) نبض طبعی کی قسمیں۔

فصل (۵) نبض کی مذکورہ قسموں کے اسباب۔

فصل (۶) نبض کے محض اسباب ماسکہ کے احکام۔

فصل (۷) مختلف عمروں کی نبض، اور مختلف جنسوں

(مردوں اور عورتوں) کی نبض۔

فصل (۸) مختلف مزاجوں کی نبض۔

فصل (۹) موسموں کی نبض۔

فصل (۱۰) ملکوں کی نبض۔

فصل (۱۱) وہ نبض جو مختلف چیزوں کے کھانے سے

پیدا ہوتی ہے۔

فصل (۱۲) خواب و بیداری کے احکام نبض کے

بارہ میں۔

فصل (۱۳) ریاضت کی نبض کے احکام۔

فصل (۱۴) حمام کرنے والوں کی نبض کے احکام۔

فصل (۱۵) حاملہ عورتوں کی نبض۔

فصل (۱۶) دردوں کی نبض۔

فصل (۱۷) نبض اور ام۔

فصل (۱۸) عوارض نفسانیہ کی نبض کے احکام۔

فصل (۱۹) ان امور کے چند تغیرات جو نبض کی ہیئت

کی طبیعت کے مضاد ہیں۔

جملہ دویم

بول و براز کے بیان میں۔ اس میں تیرہ تفصیلیں ہیں :-

الفصل الاول قول کلی فی البول

الثانی فی دلائل الوان البول

الثالث فی کلائل قوام البول وکیفیتہ

الرابع فی کلائل رائحة البول

الخامس فی الکلائل المأخوذة من الزبد

السادس فی دئل انواع الرسوب

السابع فی دلائل کثرة البول وقلته

الثامن فی البول لصحی النضیر الفاضل

التاسع فی ابوال الاسنان

العاشر فی ابوال الرجال والنساء

الحادی عشر فی ابوال حیوانات

الثانی عشر فی اشیاء سیالة تشبه

الابوال یمتن بہ الاطباء والفرق

بینہما

الثالث عشر فی کلائل البراز

فصول الفہن الثانی ثمانية وتسعون فصلاً

الفن الثالث

فصل وخمسة تعالیم

الفصل فی سبب الصحة والمرض

وضرورة الموت

التعلیم الاول فی التربة

التعلیم الثانی فی التدبیر المشترك للباقین

التعلیم الثالث فی تدبیر المشاغل

التعلیم الرابع فی تدبیر بدن بدن من غیرا

فصل (۱) قارورہ (بول) کا عمومی تذکرہ۔

فصل (۲) قارورہ کی رنگتوں کے دلائل (علامات)۔

فصل (۳) قارورہ کے قوام اور کیفیت کے دلائل (علامات)۔

فصل (۴) قارورہ کی بو کے علامات۔

فصل (۵) وہ علامات جو زبد (کف) جھاگ سمیٹاؤ ہیں۔

فصل (۶) رسوب کی قسموں کے علامات۔

فصل (۷) علامات کثرت و قلت قارورہ۔

فصل (۸) صبح، پختہ، اور اچھا قارورہ۔

فصل (۹) مختلف عمروں کے قارورے۔

فصل (۱۰) مردوں اور عورتوں کے قارورے۔

فصل (۱۱) جانوروں کے قارورے۔

فصل (۱۲) چند سیال چیزیں جو قارورہ سے مشابہ

ہوتی ہیں، اور جن سے اطباء کے امتحان لئے جاتے ہیں، اور

ان کے درمیان فرق۔

فصل (۱۳) براز کی علامتیں۔

(فن دوم کی تفصیل، اٹھانوے ہیں)

فن سویم

فن سویم میں ایک فصل اور پانچ تعلیمیں ہیں۔

فصل میں صحت اور مرض کے سبب کا تذکرہ ہے، اور

یک موت ضروری ہے۔

تعلیم (۱) بچوں کی تربیت کے بیان میں۔

تعلیم (۲) بائقوں کے مشترک تدابیر حفظ صحت۔

تعلیم (۳) بچوں کی تدبیر۔

تعلیم (۴) ہر شخص کی تدبیر جسکے مزاج اچھے نہ ہوں۔

التعلیم الخامس فی الانتقالات

تعلیم (۵) انتقالات کے بیان میں (یعنی بدن کا ایک حال سے دوسرے حال میں منتقل ہونا، خواہ موسموں کے لحاظ سے ہو، یا ملکوں کے لحاظ سے)۔

التعلیم الاول

فی التریبۃ اربعۃ فصول

تعلیم اوّل

(بچوں کی) تربیت کے بیان میں ۱۰ اس تعلیم میں چار فصلیں ہیں :-

- فصل (۱) تدبیر مولود، پیدائش سے کھڑے ہونے تک۔
- فصل (۲) رضاع (دودھ پلانے) کے تدابیر۔
- فصل (۳) بچوں کے امراض اور معالجات۔
- فصل (۴) اطفال کی تدبیر و سن صبی تک۔

الاول فی تدبیر المولود حکما یولد الی ان ینفخ
الثانی فی تدبیر الرضاع
الثالث فی الامراض الّتی تعرض للصّبیاء وعلاجها
الرابع فی تدبیر الاطفال ذابغوا البصی

التعلیم الثانی

فی التدبیر المشترك للبالغین سبعة عشر
فصلاً

بالغوں کے مشترکہ تدابیر حفظ صحت۔ اس میں سترہ فصلیں ہیں :-

- فصل (۱) ریاضت کا محل تذکرہ۔
- فصل (۲) ریاضت کی قسمیں۔
- فصل (۳) ریاضت شروع کرنے کا وقت۔
- فصل (۴) دلائل (دلائل)۔
- فصل (۵) حمام کرنے کی تدبیریں اور حماموں کا ذکر۔
- فصل (۶) ٹھنڈے پانی سے نہانا۔
- فصل (۷) تدبیر ماکول (کھانے کی احتیاط)۔
- فصل (۸) پانی اور شراب کی تدبیر۔
- فصل (۹) نیند اور بیداری کی تدبیر۔
- فصل (۱۰) وہ چند باتیں جو اس مقام سے ہٹا کر بعد کے

الفصل الاول جملة القول فی الرياضة
الثانی فی انواع الرياضة
الثالث فی وقت ابتداء الرياضة
الرابع فی الدلائل
الخامس فی تدبیر الاستحمام وذكر الحمامات
السادس فی الاغتسال بالماء البارد
السابع فی تدبیر الماکول
الثامن فی تدبیر الماء والشراب
التاسع فی تدبیر النوم والیقظة
العاشر فیما یجب ان یؤخر عن هذا الموضع

لکھی جائیں گی۔

فصل (۱۱) کمزور اعضا کا قوی کرنا۔

فصل (۱۲) مکان جو ریاضت سے عارض ہوتی ہے۔

فصل (۱۳) انگریزائی اور جہائی (نعلی و ثنائب)۔

فصل (۱۴) اعیاء و ریاضی (ریاضت کی مکان) کا علاج۔

فصل (۱۵) ان حالات کی تدبیر جو ریاضت سے پیدا

ہوتے ہیں۔

فصل (۱۶) اس مکان کا علاج جو خود بخود پیدا ہوتی ہے۔

فصل (۱۷) ان بدنوں کی تدبیر جنکے مزاج اچھے نہ

رہے ہوں۔

تعلیم سوم

اس تعلیم میں بڑھوں کی تدبیر لکھی گئی ہے۔ اس میں چھ

فصلیں ہیں۔

فصل (۱) بڑھوں کی تدبیر کا عمومی تذکرہ (کلام کلی)۔

فصل (۲) بڑھوں کا تغذیہ۔

فصل (۳) بڑھوں کی شراب۔

فصل (۴) بڑھوں کے سردوں کا کھولنا۔

فصل (۵) بڑھوں کی مالش۔

فصل (۶) بڑھوں کی ریاضت۔

تعلیم چارم

اس تعلیم میں ہر بدن کی تدبیر لکھی گئی ہے، جسکا مزاج اچھا

نہ رہا ہو۔ اس میں پانچ فصلیں ہیں۔

فصل (۱) اس مزاج کی اصلاح جس میں گرمی بڑھی ہوئی ہے

الحادی عشر في تقوية الاعضاء الضعيفة

الثاني عشر في الاعياء الذي يتبع الرياضة

الثالث عشر في التلطى والتناوب

الرابع عشر في علاج الاعياء الرياضي

الخامس عشر في تدبير احوال تتبع

الرياضة

السادس عشر في علاج الاعياء الحاد بنفسه

السابع عشر في تدبير الابدان التي

امزجتها غير فاضلة

التعليم الثالث

في تدبير المشائخ ستة فصول

الاول قول كلي في تدبير المشائخ

الثاني في تغذية المشائخ

الثالث في شراب المشائخ

الرابع في تفتيح سد المشائخ

الخامس في ذلك المشائخ

السادس في رياضة المشائخ

التعليم الرابع

في تدبير بدن بدن ممن مزاجه

غير فاضل وهو خمسة فصول

الاول في استصلاح المزاج الاذيد حارة

الثانی فی استصلاح المزاج فصل (۲) اس مزاج کی اصلاح جس میں برودت

اللازید برودة

زیادہ ہو۔

الثالث فی تدبیر الابدال السریعة

القبول للمرض

کرتے ہوں۔

الرابع فی تسہیل القضیف

الخامس فی تقضیف السمین

فصل (۴) لاغر کو فریہ بنانا۔

فصل (۵) فریہ کو لاغر کرنا۔

تعلیم پنجم

التعلیم الخامس

فی الاستقالات وهو فصل واحد

وجملہ

المفصل فی تدبیر الفصول

والجملہ فی تدبیر المسافرین وهي ثمانية فصول

الاول فی تدبیر اعراض تنذر بامراض

فصل امسویوں کی تدبیر

فصل (۱) ان اعراض وعلامات کا تذکرہ جو امراض کی

اطلاع دیتے ہوں۔

الثانی قول کلی فی تدبیر المسافر

الثالث توفی الحر فی السفر وتدبیر

الغنایہ

فصل (۲) مسافر کی تدبیر پر کلام کلی۔

الرابع فی تدبیر من سافر فی البر

الخامس فی حفظ الاطراف عن البر

کا انتظام کرنا۔

السادس فی حفظ اللون فی السفر

السابع فی توفی المسافر مرضاً المیاء المختلفة

فصل (۵) اطراف (ہاتھ پاؤں) کو سردی سے بچانا۔

الثامن فی تدبیر کب البحر

فصل (۶) سفر میں بدنی رنگت کی حفاظت۔

فصل (۷) مسافر کا سفر کے مختلف پانیوں کی مضرت سے بچنا۔

فصل (۸) بحری مسافر کی تدبیر

(تیسرے فن کی تفصیل بیان میں ہیں)

فصل (۹) بحر میں سفر کے مختلف پانیوں کی مضرت سے بچنا۔

فصل (۱۰) بحر میں سفر کے مختلف پانیوں کی مضرت سے بچنا۔

الرابعون فصلاً

الفن الرابع

احد وثلاثون فصلاً

الفصل الاول قول کلی فی العلاج

الثانی فی معالجة امراض سوء المزاج

الثالث فی انه کیف یجوز فی سبب استنفاع

الرابع فی قوانین مشتركة للقی والإسهال

الخامس کلام فی الإسهال وقوانینه

السادس فی افراط المسهل ووقت قطعه

السابع فی تلاقی حال من آفراط

به الإسهال

الثامن فیمن شرب الدواء ولم یسهله

التاسع فی احوال الادویة المسهلة

العاشر فیما یجب ان یطلب من

هذا الباب فی کتب اخرى

الحادی عشر فی القی

الثانی عشر فیما یفعله من یتقیاً

الثالث عشر فی منافع القی

الرابع عشر فی مضار القی المفرط

الخامس عشر فی تدارک احوال

تعرض للمقته

السادس عشر فیمن افراط علیه القی

السابع عشر فی الحفنة

الثامن عشر فی الإطلیة

التاسع عشر فی النطولات

فن چهارم

اس فن میں اکتیس فصلیں ہیں۔

فصل (۱) علاج کے بارہ میں قول کلی (اصول علاج)۔

فصل (۲) امراض سوء مزاج کا علاج۔

فصل (۳) استنفاع کیونکہ ضروری ہوتا ہے اور کب کیا جائے۔

فصل (۴) قی اور اسہال کے مشترک قوانین۔

فصل (۵) اسہال اور اس کے قوانین۔

فصل (۶) سہل کی زیادتی اور اس کے روکنے کا وقت۔

فصل (۷) اس شخص کا تدارک جسے زیادہ دست

آگئے ہوں۔

فصل (۸) جس نے دوا پی، اور اسے دست نہ آگئے ہوں۔

فصل (۹) ادویہ مسهلہ کے احوال۔

فصل (۱۰) اس باب کی اُن چیزوں کا ذکر جو دوسری

کتابوں میں ملیں گی۔

فصل (۱۱) قی کا بیان۔

فصل (۱۲) قی کرنے والا شخص کیا کیا کرے۔

فصل (۱۳) قی کی شفعیتیں۔

فصل (۱۴) قی مفرط کی مضرتیں۔

فصل (۱۵) اُن حالات کا تدارک جو قی کرنے والوں کو

عارض ہوتے ہیں۔

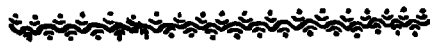
فصل (۱۶) اس شخص کا ذکر جسے بافراط قی آگئی ہو۔

فصل (۱۷) حقنہ کا بیان۔

فصل (۱۸) طلاؤں کا بیان۔

فصل (۱۹) نطولات کا بیان۔

العشرون فی الفصل	فصل (۲۰) قصہ۔
الحادی والعشرون فی الحجامۃ	فصل (۲۱) حجامت (سنگھی کچھانا)۔
الثانی والعشرون فی العلق	فصل (۲۲) علق (جونک)۔
الثالث والعشرون فی حبس الاستفرغات	فصل (۲۳) استفرغات کو بند کرنا۔
الرابع والعشرون فی معالجات السدد	فصل (۲۴) سدوں کا علاج۔
الخامس والعشرون فی معالجات الاورام	فصل (۲۵) اورام کا علاج۔
السادس والعشرون فی البط	فصل (۲۶) بٹا (شکاف دینا)۔
السابع والعشرون فی علاج فسا ^{لقطع} اعضاء	فصل (۲۷) فسا و عضو کا علاج اور اسے کاٹ دینا۔
الثامن والعشرون فی معالجات الفرق الاصل	فصل (۲۸) تفرق اتصال کے معالجات۔
التاسع والعشرون فی الکی	فصل (۲۹) کتے (داغ دینا)۔
الثلاثون فی تسکین الاوجاع	فصل (۳۰) درووں کی تسکین۔
الحادی والثلاثون وصیۃ فی اناباتی	فصل (۳۱) وصیت اس امر کی کہ ہم کس (مرض کے)
المعالجات تبدلی	معالجہ کو شروع کریں۔
فجميع هذه الفصول بين هذا الكتاب	(اس کتاب کی ساری فصلیں دو سو تا ستم ہیں)
مأتمن واثنان وستون فصلاً	



الکتاب الاول

کتاب اول

فی الامور الکلیۃ من الطب، وهو
اربعة فنون

کتاب اول میں علم طب کے امور کلیہ (کلیات طب) کا ذکر ہے
ہے، اور اس کتاب میں چار فنون ہیں۔

الفن الاول

فن اول

فی حد الطب وموضوعاته من الامور
الطبیعیۃ، وهو ستة تعالیم

فن اول میں تعریف طب (حد طب) اور موضوعات طب
(امور طبیعیہ) کا ذکر ہے۔ اس میں چھ تعلیمیں ہیں۔

التعلیم الاول فی حد الطب وموضوعاته

تعلیم اول تعریف و موضوعات طب

وهو فصلان، الفصل الاول فی تحدید الطب
والفصل الثانی فی موضوعات الطب.

تعلیم اول میں دو فصلیں ہیں، پہلی فصل تعریف طب میں، اور
دوسری فصل موضوعات طب میں۔

الفصل الاول فی حد الطب

فصل اول تعریف طب

اقول: ان الطب علم یعرف منه احوال
بدن الانسان من جهة صالحه
ویزول عنها، لیحفظ الصحۃ حاصلۃ
ویستردھا من ائللۃ

میں کہتا ہوں: طب ایک ایسا علم ہے، جس سے
بدن انسان کے حالات، بلحاظ صحت و عدم صحت (زوال و صحت)
معلوم ہوتے ہیں؛ تاکہ اگر صحت حاصل ہے، تو اسکی حفاظت کی جائے
اور اگر وہ زائل ہو گئی ہے، تو اسے لوٹا کر لانے کی کوشش کی جائے۔

ولقائل ان یقول: ان الطب ینقسم
الی نظری و عمل، وانتم قد
جعلتم کلہ نظراً، اذ قلتم انه
علم.

اعتراض کوئی کہنے والا یہ کہہ سکتا ہے کہ ”طب کی دو قسمیں ہیں،
نظر اور عمل (نظری و عملی)، اور آپ نے ساری طب کو نظر (علم)
بنا دیا، کیونکہ آپ نے (تعریف طب میں) کہا ہے کہ ”وہ ایک
علم ہے“۔

وحینئذ نجیبہ ونقول انه یقال:

اس وقت میں اس معترض کا جواب دیتا ہوں کہ ”نظری

ان من الصناعات ما هو نظری اور علی کی تقسیم کئی چیزوں میں آتی ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے کہ
وعلی، ومن الفلسفة ما هو نظری صناعات کا ایک حصہ نظری ہے، اور دوسرا علی، اور فلسفہ کا
وعملی، ویقال: ان من الطب ما هو ایک حصہ نظری ہے، اور دوسرا علی، اسی طرح طب کے بارہ
نظری و عملی، ویكون المراد فی میں بھی کہا جاتا ہے کہ اس کا ایک حصہ نظری ہے، اور دوسرا علی
کل قسمة بلفظ النظری والعلی شیئا لیکن ہر جگہ اس تقسیم میں لفظ نظری اور علی سے دوسری چیز مراد
اخر لا يحتاج الى بیان اختلاف ہوتی ہے۔ اس وقت ہمیں اس کے بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ
المراد فی ذلك الا فی الطب فاذا کہاں کہاں کیا مراد ہوتی ہے؛ ہاں علم طب میں جو مراد ہوتی
قیل ان من الطب ما هو نظری و ہے، اسے ہم یہاں ذکر کرتے ہیں۔ چنانچہ جب یہ کہا جاتا ہے کہ
منه ما هو عملی فلا یجب ان تظن ان طب کا ایک حصہ نظری ہے، اور دوسرا علی۔ تو اس وقت تمہارا
مراد ہم فیہ هو ان احد قسمی یہ گمان کرنا واجب اور مناسب نہیں، جیسا کہ بہت سے لوگوں کا
الطب هو تعلم العلم والقسم الآخر وہم اس طرف چلا گیا ہے، کہ ”اس سے اطباء کی مراد یہ ہے کہ
هو مباشرة العمل كما یدہب الیہ طب کی ایک قسم علم کا سیکھنا ہے، اور دوسری قسم عمل کرنا (مباشرت
وہم کثیر من الباحثین عن هذا عل)؛ بلکہ تمہیں یہ جانتا چاہئے کہ اس سے کچھ اور مراد ہے؛ اور
الموضع بل یحق علیک ان تعلم المراد وہ یہ ہے کہ طب کی دونوں قسمیں علم ہی ہیں (ان میں سے کوئی
من ذلك شیء اخر وهو انه لیس بھی عمل نہیں ہے)۔ لیکن ایک قسم علم اصول ہے (جو عمل نہیں بتاتی)
ولا واحد من قسمی الطب الا علماً اور دوسری علم کیفیت عمل (جو عمل کا طریقہ بتاتی ہے)۔ پھر پہلی قسم
لکن احد ہما علم اصول والاخر علم کا نام علم یا نظری رکھ دیا گیا، اور دوسری قسم کا عمل۔ چنانچہ
کیفیتہ المباشرة ثم یخص الاول طب نظری سے ہماری مراد یہ ہے کہ اس کی تعلیم سے فقط کسی امر
منہما باسم العلم او باسم النظر کا اعتقاد حاصل ہو جاتا ہے، جو کیفیت عمل کو بیان نہیں کرتا جیسا
والاخر باسم العمل فنحنی بالنظری کہ طب میں بتایا جاتا ہے کہ بخار کی تین قسمیں ہیں، اور مزاج کی
لہ صناعات اور علم دونوں عرث عام میں مقابلہ ہوئے جاتے ہیں۔ چنانچہ جو علوم عمل کرنے (کام کرنے) سے حاصل ہوتے
ہیں، انہیں عرفاً صناعات (میشہ) کہا جاتا ہے، مثلاً دوبار، سنار وغیرہ کی صنعت۔ اور جو محض نظر اور استدلال
(ذہنی طور پر غور کرنے) سے حاصل ہوتے ہیں، انہیں علوم کہا جاتا ہے۔ صناعات نفس کا وہ ملکہ ہے، جس کی
وجہ سے انسان کسی موضوع (مثلاً کسی جسم) کو ارادہ سے کسی مقصد و غرض کے لئے استعمال کرنے پر قادر ہو جاتا ہے، مثلاً
وہ جو ہے کو اپنے ارادہ سے تلوار بنانے پر قادر ہے (گیلانی) +

منہ ما یكون التعلیم فیہ مفیداً الاعتقاد
 نوتیس ہیں اور طب علمی سے ہماری مراد یہ نہیں ہوتی ہے کہ
 فقط من غیر ان یتعرض لبيان کیفیۃ
 بالفعل کوئی عمل کیا جائے، اور بدن کو حرکت دی جائے، بلکہ طب
 عمل مثل ما یقال فی الطب ان اصنافاً
 کے اس دوسرے حصے سے ہماری مراد یہ ہے کہ اس کی تعلیم سے
 الحمیات ثلثة وان الامزجة تسعة
 ایک ایسی رائے (علم) ہیں حاصل ہو جاتی ہے، جو کیفیتِ عمل
 ونعنی بالعلمی منہ لا العلی بالفعل ولا
 کو بیان کرتی ہے جیسا کہ علم طب میں بتایا جاتا ہے کہ "اور ام
 مزاولۃ الحركات البدنیۃ بلا لقسم
 مارہ کی ابتداء میں رادع، مبرد، اور کثف دوائیں استعمال کرنی
 الاخر من علم الطب الذی یفیل التعلیم
 چاہئیں، اس کے بعد رادعات کے ساتھ مرخیات ملائی جائیں
 فیہ رایا ذلک الراى متعلق ببیان
 پھر انتہاء کے بعد انخطاط تک محض مرخیات محلہ پر قناعت کرنی
 کیفیۃ عمل مثل ما یقال فی الطب ان
 چاہئے؛ ہاں اگر اور ام ایسے مواد سے لاحق ہوئے ہوں، جنہیں
 الا ورام الحارۃ یجب ان یقر بالیہا
 اعضا، رئیسہ نے پینکا ہو (تو اس وقت یہ اصول غلط ہوگا)۔
 فلا بتداء ما یردع ویثرو کثف ثم من بعد
 چنانچہ اس تعلیم سے تجھے ایک ایسی رائے (علم) حاصل ہو رہی
 ینجز الراحۃ بالمرخیات ثم من الانیاء الی الانخطاط
 ہے، جس میں کیفیتِ عمل کا ذکر ہے، جب تجھے یہ دونوں حصے
 علم المرخیۃ المحلۃ الا فی اور ام تو من مولد تک ہوا
 حاصل ہو گئے، تو سمجھ لے کہ تجھے علم علمی (طب نظری) اور علم عملی،
 الرئیستہ فیہ العلم مفید لمرأیاً ہو ینال کیفیۃ عمل
 دونوں آگئے (اور تو طبیب بن گیا)؛ خواہ تو کبھی بھی عمل نہ کرے
 علمتین القسمین فقد حصل العلم علمی علی المرخیۃ
 (اور علاج کرنے کا کبھی بھی اتفاق نہ ہو) +
 وتیس لقائل ایضاً ان یقول ان احوال بدن
 اسی طرح کوئی کئے والا یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ بدن
 الانسان ثلثة الصحة والمرض وحالة لا
 انسان کے حالات تو تین ہیں، صحت، مرض، اور تیسری حالت
 صحة ولا مرض وانت اتصرت علی قسمین
 صحت و لا مرض، اور آپ نے محض دو قسمیں (صحت و زوال صحت)
 فان هذا القائل لعله اذا فکر لم یجد
 بتائی ہیں۔ کیونکہ یہ کہنے والا شاید جب غور کرے گا، تو ان دونوں باتوں
 احکام المرین واجبا لا هذا التثلیث
 میں سے ایک بات کو بھی بجا تصور نہ کرے گا، نہ تثلیث کو (کہ بدن
 ولا اخلا لنا به ثمرانه ان کان
 انسان کی حالتیں تین ہیں)، اور نہ اس امر کو کہ ہمیں اسکی حاجت
 هذا التثلیث واجباً فان قولنا
 (اور یہ کہ ہم نے کسی حالت کو چھوڑ دیا ہے)، پھر اگر بالفرض
 الزوال عن الصحة یتضمن المرض
 یہ تثلیث ضروری ہی ہے، تو ہمارا لفظ "زوال صحت" و دونہر
 والحالة الثالثة التي جعلوها لیس
 مشتمل ہے، اس کے اندر مرض بھی داخل ہو گیا، اور حالت
 لها حد الصحة وهي ملكة او حالة
 ثالثہ بھی؛ جسکو لوگوں نے (اپنے طور پر) بنالیا ہے (اور بغیر

تصدیر عنہا الافعال من الموضوع غور کئے گھر لیا ہے، جس پر نہ صحت ہی کی تعریف صادق آتی ہے
لہا سلیمۃ ولا لہا مقابل ہذا الحد اور جو نہ تعریف صحت کے مقابلہ ہی میں کھڑی ہو سکتی ہے؛ چنانچہ
الا ان یجد والصحة کما یشتمون صحت وہ ملکہ یا حالت ہے، جس سے موضوع (بدن انسان) کے
ولیشترطون فیہ شرطاً ما بہم افعال یلیم (صحیح) صادر ہوتے ہیں۔ ہاں اگر وہ صحت کی تعریف
الیہا حاجۃ اپنی شمار کے مطابق جس طرح چاہیں، کر ڈالیں، اور اس میں ایسی
شرطیں بڑھا دیں، جن کی ہیں کوئی حاجت نہیں ہے (تو تفسیری حالت
بن سکتی ہے) *

ثم لا مناقشة مع الاطباء فی ہذا وما ہم لیکن ہیں اطباء کے ساتھ اس بارہ میں کوئی جھگڑا نہیں ہے
ممن یناقشون فی مثله ولا توذی اور نہ وہ لوگ ایسے ہیں کہ اس قسم کی باتوں میں جھگڑا کریں، اور نہ
ہذا المناقشة بہم او بمن یناقضہم اس قسم کے جھگڑاؤں سے اطباء کو، یا جھگڑا کرنے والوں کو، طب
الی فائدتہ فی الطب واما معرفۃ میں کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ رہا یہ جاننا کہ اس بارہ میں صدق
الحق فی ذلک فمما یلیق باصول کیا ہے؟ تو یہ دراصل دوسری صناعت (مثلاً طبیعیات و انبیات)
صناعۃ اخری کے اصول سے وابستہ ہے (اس لئے ایک طبی کتاب میں اس
جھگڑے کو نہ چھیڑنا چاہئے) *

الفصل الثانی فی موضوعات الطب دوسری فصل موضوعات طب

لما کان الطب ینظر فی بدن الانسان چونکہ علم طب بدن انسان سے بلحاظ صحت و زوال صحت
من جهة ما یصح ویزول عن الصحة بحث کرتا ہے، اور ہر ایک شے کا علم اسی وقت پورے طور پر
والعلم بکل شیء انما یحصل ویتم اذا حاصل ہو سکتا ہے جبکہ اُس شے کے اسباب سے آگاہی حاصل
کان لہ اسباب ان یعلم من اسبابہ کیجائے بشرطیکہ اُس شے کے اسباب ہوں؛ اس لئے ضروری ہے
فیجب ان یعرف فی الطب اسباب کہ علم طب میں صحت و مرض کو جاننے کے لئے صحت اور مرض
لہ موضوع علم کسی علم میں جس چیز کے حالات سے بحث کیجاتی ہے، اُسے موضوع علم کہتے ہیں۔ علم طب میں بدن انسان
کے حالات (صحت و مرض) سے بحث ہوتی ہے، اسلئے بدن انسان علم طب کا موضوع ہے۔ یہاں جو بہت سی چیزیں موضوعات
کے تحت میں بیان کی گئی ہیں، یہ سب بدن انسان سے تعلق رکھنے والی ہیں +
لہ سوائے ذات الکی کے ہر چیز اسباب سے وابستہ ہے +

ہوگا ارکان و ہذا ان موضوعان ہیں۔ پھر ان کی دو قسمیں ہیں، موضوع قریب اور موضوع بعید؛ بحسب التركيب وان كان ايضاً موضوع قریب تو اعضا اور ارواح ہیں، اور موضوع بعید اخلاط مع الاستحالة وكل ما وضع كذا لك اور اس سے بھی بعید تر ارکان ہیں، اخلاط اور ارکان دونوں فانه يساق في تركيبه واستحالة واحدة التركيب کے محاذ سے موضوع ہیں، اگرچہ ترکیب کے ساتھ استحالة ما وتلك الواحدة في هذا الموضع بھی ہوتا ہے (یعنی ارکان اور اخلاط کے مرکب ہونے سے ارواح التي تلحق تلك الكثرة اما مزاج اور اعضا بنتے ہیں، جو صحت و مرض کے حقیقی موضوع اور محل واما هيئة اما المزاج فبحسب ہیں، اور جب یہ مرکب ہوتے ہیں، تو ارکان اور اخلاط میں استحالة الاستحالة واما الهيئة فبحسب بھی ہو جاتا ہے)۔ پھر جو چیز صحت و مرض کے لئے اس طرح موضوع بنتی ہے، وہ ترکیب و استحالة کے بعد کسی ایک وحدت تک پہنچتی ہے (یعنی اس کی کثرت ترکیب و استحالة کے بعد کسی وحدت میں تبدیل ہو جاتی ہے) چنانچہ اس مقام میں وہ وحدت جو اس کثرت کے بعد آتی ہے، وہ مزاج ہے، یا ہیئت؛ مزاج تو استحالة کے محاذ سے ہے، اور ہیئت ترکیب کے محاذ سے۔

یعنی مثلاً کثیر اور متعدد ارکان اسی وقت عضو کی شکل اختیار کر سکتے ہیں، جبکہ ان میں استحالة ہوتا، اور ایک مزاج پیدا ہو جاتا ہے، اسی طرح متعدد اخلاط عضو بنانے کے لئے جب باہم ملتے ہیں، تو اس وقت بھی ایک مزاج بن جاتا ہے، اور ان کے اپنے مزاج ٹوٹ جاتے ہیں۔ علیٰ ہذا ان مختلف ارکان اور مختلف اخلاط کی ہیئیں یقیناً الگ الگ ہیں۔ جب یہ باہم ملتے ہیں، اور مگر عضو بناتے ہیں، تو ان سب کی ہیئت ختم ہو جاتی ہے، اور عضو کی ایک نئی ہیئت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہی معنی ہیں کہ کثرت کے بعد کوئی وحدت آ جاتی ہے، کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ ترکیب و استحالة کے بعد سارے ارکان اور اخلاط کی کیفیتیں اور مزاج اور ان سب کی ہیئیں ٹوٹ جاتی ہیں، اور عضو کا ایک مخصوص مزاج اور ایک ایک مخصوص ہیئت بن جاتی ہے، جب ہی یہ عضو کلا سکتا ہے، اور صحت و مرض کا محل بن سکتا ہے۔

واما الاسباب النفا علیہ ففی الاسباب صحت و مرض کے اسباب فالعلیہ وہ ہیں جو بدن انسان لے موضوع قریب اور موضوع بعید سے مراد یہ ہے کہ صحت اور مرض بقول شیخ حقیقت میں اعضا اور ارواح سے وابستہ ہیں، اصل میں تندرست یا بیمار تو یہی ہوتے ہیں، رہے اخلاط اور ارکان، تو ان میں صحت و مرض اس وقت قائم ہو سکتی ہے، جبکہ یہ اعضا، اور ارواح میں تبدیل ہو چکے ہوں۔ یعنی صحت و مرض بالذات اور بلا واسطہ اعضا، اور ارواح کی کیفیت ہیں، اور بلا واسطہ ارکان اور اخلاط کی +

المغیرۃ والحفاظۃ لحالات بدن الانسان من الاھویۃ وما يتصل بها والمطاعم والمیاء والمشارب وما يتصل بها والاستغراغ والاحتقا والبلدان والمساکن وما يتصل بها والحركات والسکونات البدنیۃ والنفسانیۃ ومنها الیقظۃ والنوم والاستحالة فی الانسان والاختلاف فیها وکذا فی الاجناس والصناعات والاعدادات والاشیاء العاسرۃ علی البدن الانسانی مما سئلہ اما غیر مخالفۃ للطبیعۃ واما مخالفۃ للطبیعۃ واما الاسباب الصوریۃ فالمر اجات والقوی الحادثۃ بعدھا والترکیب

المغیرۃ اور حالات میں تغیر پیدا کرتے، یا ان کی حفاظت کرتے ہیں انسان من الاھویۃ وما يتصل بها والمطاعم والمیاء والمشارب اور وہ چیزیں جو اس سے قریب ہیں (یعنی موسمی تغیرات) (۲) مطاعم (کھانے) وما يتصل بها والاستغراغ والاحتقا میاء (پانی) اور مشارب (پینے کی دوسری چیزیں) اور جو باتیں والبلدان والمساکن وما يتصل بها والحركات والسکونات البدنیۃ ان سے قریب ہیں (یعنی دوسری متفرق باتیں) (۳) استغراغ (۴) احتباس، بلدان (ممالک)، مساکن (رہائشی مقامات) اور وہ متفرق چیزیں جو ان سے قریب ہیں۔ (۵) حرکات و سکونات بدنیه، اور حرکات و سکونات نفسانیۃ۔ (۶) نیند اور بیداری (۷) عموماً کے تغیرات اور اختلافات، (۸) اسی طرح جنس (نکر و مؤنث وغیرہ) تغیرات۔ (۹) مختلف صناعات (پیشے)، (۱۰) مختلف عادات (۱۱) وہ بیرونی چیزیں جو بدن انسان پر وارد ہوتی ہیں، اور اسے سس کرتی ہیں (چھوٹی ہیں) خواہ مخالف طبیعت نہ ہوں (مثلاً کوئی مفید لیب لگائے) یا مخالف طبیعت ہوں (مثلاً آگ سے جلنا)، صحت و مرض کے اسباب صوریہ تین ہیں۔ ۱۔ مزاجات، اور وہ قوی جو مزاج کے بعد پیدا ہوتے ہیں، اور ترکیب (ساخت اور ہیئت)۔

صحت خارج میں اسی وقت پائی جاسکتی ہے، جبکہ مزاج، قوی، اور ترکیب، تینوں درست ہوں، اسی طرح مرض اس وقت متحقق ہو سکتا ہے، جبکہ ان میں سے کوئی، یا تینوں خراب ہوں +

واما الاسباب التامیۃ فالافعال اور اسباب التامیۃ (غائیہ) افعال ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے و فی معرفۃ الافعال معرفۃ القوی کہ افعال کے جاننے کے لئے قوتوں کا جاننا، اور دروحوں کا جاننا الاحالۃ ومعرفۃ الاسرار والحاملۃ جو قوتوں کی حامل (سواری) ہوتی ہیں، ضروری ہے۔ جیسا کہ ہم للقوی کما سنبتین عنقریب بیان کریں گے +

فہذا موضوعات صناعات الطب صناعۃ طب (علم طب) کے یہ موضوعات مذکورہ اس من جہۃ انھا با حۃ عن بدن الانسان لحاظ سے ہیں کہ وہ بدن انسان سے لحاظ صحت و مرض بحث کرتی اندہ کیف یصح و یمرض واما من ہے (یعنی یہ کہ بدن میں کیونکر صحت حاصل ہوتی ہے، اور وہ

جہۃ تمام هذا البحث وهو ان
تحفظ الصحة ويزال المرض فيجب
ان يكون لها ايضا اجزاء اخرى يجب
اسباب هذين الحالين والا تمهما
واسباب ذلك التداوير بالماكول
والمشروب واختيار الهوا و
تقدير الحركة والسكون والعلاج
بالدواء والعلاج باليد كل ذلك
عند الاطباء بحسب ثلاثة اصناف
من الاصحاء والمرضى والمتوسطين
الذين نذكرهم ونذكر انهم
كيف يعدون متوسطين بين
قسمين لا واسطة بينهما في الحقيقة

کیونکر مریض ہوتا ہے۔ ۰ رہا یہ امر کہ اس بحث کی غرض کیا ہے،
حفاظت صحت اور ازالہ مرض؛ تو اس لحاظ سے بھی ان دونوں
غرضوں (حفظان صحت و ازالہ مرض) کے اسباب و آلات
(ذرائع) کے مطابق چند دوسرے موضوعات ہیں، چنانچہ اس
مقصد کے اسباب و ذرائع یہ ہیں: (۱) ماکول و مشروب کی
تدبیر (۲) مناسب ہوا کا پسند کرنا (۳) حرکت و سکون مناسب
اندازہ کے ساتھ اختیار کرنا (۴) دوا کے ذریعہ علاج کرنا (علاج
بالدواء) (۵) ہاتھ سے علاج کرنا (علاج بالید - جراحات)۔
یہ ساری مذکورہ باتیں اطباء کے نزدیک تین قسموں کے لحاظ سے
بتائی جاتی ہیں، (۱) تندرستوں کے لحاظ سے، (۲) بیماروں کے
لحاظ سے، (۳) اور درمیان کی لوگوں (متوسطین - حالت ثالثہ والوں)
کے لحاظ سے، جنکے بارے میں ہم آگے ذکر کریں گے، اور یہ بتائیں گے
کہ کیونکر یہ لوگ ایسی دو قسموں کے درمیان شمار کئے گئے ہیں جنکے
پنج میں دراصل کوئی واسطہ مکمل نہیں سکتا (یعنی یہ کہ حقیقتاً صحت

واذ قد فصلنا هذه البیاناً فقد اجتمع
ان الطب ينظر في الاركان والمرجات والاعراض
والاعضاء البسيطة والمركبة والادواح
وقواها الطبيعية والحيوانية والنفسية
والافعال وحالات البدن من الصحة
والمرض والمتوسط بينهما واسبابها

اور مرض کے درمیان کوئی تیسری چیز نہیں نکل سکتی) +
جب ہم ان بیانات کی تفصیل کر چکے، تو سب کو اکٹھا
کر کے اب ہم بتانا چاہتے ہیں کہ علم طب مندرجہ ذیل چیزوں
سے بحث کرتا ہے: ارکان، مزاجات، اخلاط، اعضا کے
بسیطہ (مفردہ)، اعضا کے مرکبہ، ادواح - قوائے طبیعیہ حیوانیہ
اور نفسانیہ، انفعال، حالات بدن بلحاظ صحت و مرض و حالت
ثالثہ؛ اور ان کے اسباب مندرجہ ذیل:

من المأكول والمشرب والاهوية والمياه
والبالدان والمساكن والاستفرغ والاحتقان (احتباس)، صناعات (پیشے)
والهناغا والعادات والحركات البدنية
والنفسانية والسكون والالسان والجناس

یعنی ماکل و مشرب (کھانے پینے)، ہوائیں، مياہ (پانی)، بلدان
و مساکن، استفرغ و احتقان (احتباس)، صناعات (پیشے)
عادات - بدنی و نفسانی حرکات و سکونات، اسنان (عمریں)
اجناس (جنس مذکر و جنس مؤنث وغیرہ) وہ امور غریبہ (عارضی امور)

والواردات علی البدن من الاموال الغریبة جو بدن پر وارد ہوتے ہیں، حفاظتِ صحت اور ہر مرض کے علاج والتدابیر بالمطاعم والمشان و خنیاء الہوا کے لئے کھانے پینے کی تدبیر کرنا، ہوا کا اختیار کرنا، حرکات و تقلید الحركات والسکونات واستعمال الادویہ و اعمال سکونات کا ایک اندازہ مقرر کرنا، دواؤ کا استعمال کرنا، اور ہاتھ الید لحفظ الصحة وعلاج مرض مرض کے کاموں (اعمال ید-جراحیات) سے فائدہ اٹھانا +

فیعص هذه الامور انما یجب ان امور میں سے بعض تو محض ایسے ہیں کہ طبیب کو طبیب علیہ من حیث هو طبیب ہونے کی حیثیت سے محض ان کی ماہیت کا جان لینا (علمی طور پر) ان یتصورہا بالماہیۃ فقط تصورا تصور کر لینا، اور ان کے وجود کا اقرار کر لینا (تصدیق کرنا) ضروری علمیا ویصدق بھلیتہ تصدیقا ہے، اسے (بحیثیت طبیب ہونے کے) مان لینا چاہئے کہ وہ علی انہ وضعہ مقبول من صاحب چیزیں اس کے موضوعات (مسلمات) میں سے ہیں، اور علم طبعی العلم الطبیعی وبعضہا یلزمہ ان سے قبول کر لی گئی ہیں (ان میں زیادہ دلیل و بحث کی گنجائش نہیں ہے، ہاں چونکہ وہ اصل میں علم طبعی کے ذاتی مسائل ہیں، اس لئے وہاں البتہ ان کو دلائل و براہین سے ثابت کیا جاتا ہے) اور اس کے برعکس بعض امور ایسے ہیں، جو علم طب میں دلائل و براہین سے ثابت کئے جاتے ہیں (طبیب پر، بحیثیت طبیب ہونے کے فرض ہے کہ ایسے مسائل کو دلائل و براہین سے ثابت کرے) +

فما کان من هذه کالمبادی چنانچہ ان میں سے ہر امر مبادی (مسلمات) کے مانند فیلزمہ ان یتقلد ہلیتہا فان مبادی ہیں، طبیب پر فرض ہے کہ ان امور کے وجود کو بلا دلیل مان لے العلوم الجزئیۃ مسلمۃ وتبرهن (تقلید کے طور پر تسلیم کرے) کیونکہ علوم مجزیئہ (چھوٹے علوم) فی علوم اخرى اقدم منها و کذلک کے مبادی ہمیشہ بلا دلیل مان لئے جاتے ہیں (مسلمات میں سے حتی یرتقی مبادی العلوم ہوتے ہیں)، اور دوسرے علوم میں جو ان سے مقدم (ادبتر)

سہ ہر علم میں کچھ موضوعات و مبادی (مسلمات) ہوا کرتے ہیں، اور کچھ مسائل، مسلمات بلا دلیل مان لئے جاتے ہیں اور مسائل کو دلائل سے ثابت کیا جاتا ہے۔ چنانچہ علم طب میں بھی دو نوع چیزیں موجود ہیں، جنکو شیخ اس موقع پر تفصیل سے بیان کر رہا ہے، علم طب طبعی کی ایک شاخ ہے، کیونکہ طبعیات میں علم چشام سے بحث ہوتی ہے، اور علم طب میں محض بدن انسان سے، اس لئے علم طب بقایہ طبعیات کے چھوٹا علم (علم جزئی) ہے +

کھا الی الفلسفة الاولى التي
يقال لها علم ما بعد الطبيعة
ہوتے ہیں، ان کو دلائل و براہیں سے ثابت کیا جاتا ہے، حتیٰ
کہ تمام علوم کے مبادی فلسفہ اولیٰ (آسمانیات) پر ختم ہوتے
ہیں، جسکو علم ما بعد الطبيعة کہا جاتا ہے +

واذا شرع بعض المتطبين فاختار
في اثبات العناصر والمزاج وما يتولد ذلك
مما هو موضوع له من العلم الطبيعاني
يغلط من حيث يورد في صناعة الطب
ما ليس من صناعة الطب ويغلط
من حيث يظن انه يبين شيئاً ولا
يكون قد بينه البته
اگر کوئی بڑا طبیب (مثلاً جالینوس) عناصر، مزاج، اور
اسی قسم کی دوسری چیزوں کو، جو علم طبعی سے بطور مسلمات لے لی
گئی ہیں، دلائل سے ثابت کرنا شروع کر دے، تو سمجھنا چاہئے کہ
وہ دو غلطیاں کر رہا ہے، اول تو وہ علم طب میں وہ باتیں لا رہا
ہے، جو علم طب سے خارج ہیں، دوم یہ کہ وہ سمجھ رہا ہے کہ اُس نے
(علم طب میں سے) کچھ بیان کیا، حالانکہ اُس نے کچھ بھی بیان
نہیں کیا کیونکہ وہ طبی مسئلہ ہی نہیں ہے) +

فالذي يجب ان يتصوره الطبيب
بالمأهية ويتقلا ما كان منه
غير بين الوجود والهلوية هو هذه
الجملة الاركان انها هل هي وكم
هي والمزاجات انها هل هي وكم
هي والاخلاط ايضا انها هل هي وكم
هي وكيف هي والقوى هل هي
وكم هي واين هي والاسرار
هل هي وكم هي واين هي وان
لكل تغير حال وثباته سبباً وان
الاسباب كم هي واما الاعضاء
ومنافعها فيجب ان يصادفها
بالحس والتشريح
چنانچہ جن چیزوں کی ماہیت کا جان لینا (تصور کر لینا) اور
جنگے وجود کا بلا دلیل تسلیم کر لینا طبیب کے لئے ضروری ہے،
وہ یہ چند ہیں: (۱) ارکان کا وجود، اور ان کی تعداد، (۲)
مزاجات کا وجود، اور ان کی تعداد، (۳) اخلاط کا وجود، انکی
تعداد، اور ان کی کیفیت؛ (۴) قوی کا وجود، ان کی تعداد، اور
ان کے مقامات؛ (۵) اسرار کا وجود، ان کی تعداد، اور
انکے مقامات۔ (۶) فلسفہ کا یہ مسئلہ مان لینا کہ کسی حالت کا
بدلنا اور اس کا قائم رہنا کسی سبب کے بغیر ناممکن ہے، اور یہ
کہ اسباب کتنے ہیں (اسباب کی کتنی قسمیں ہیں)۔ رہے اعضاء
اور ان کے منافع (افعال) تو وہ حس اور تشریح (لاش چیرنے)
سے معلوم کئے جائیں (یعنی اعضاء کی ہیئت، وضع اور مقدار و
عدد و حس و تشریح سے معلوم ہو سکتے ہیں، پھر یہی چیزیں ان کے
منافع و افعال کے علم کا ذریعہ بن جاتی ہیں) +

لہ فلسفہ اولیٰ وہ علم ہے جس میں ایسی چیزوں سے بحث کی جاتی ہے جو خارج ہیں، اور نہ ذہن میں مادہ کی محتاج
ہوتی ہیں، مثلاً خدا، نفس، وغیرہ کا علم +

والذی یجب ان یتصورہ ویبرهن علیہ الامراض واسبابها الجزئیة ثابته کرنا ضروری ہے، وہ امراض، ان کے اسباب جزئیہ، وعلما تھا وانه کیف یزال المرض یحفظ اور ان کے علامات ہیں، اور یہ کہ مرض کا ازالہ کیونکر کیا جائے، اور الصحة فانه یلزمه ان یعطى البرهان علی ماکان من هذا خفی الوجود بتفصیلہ جنکا وجود بین اور واضح نہ ہو، اُن کو یہ تفصیل مع بیان مقدار و تقدیرہ و توقیتہ وقت و دلائل سے ثابت کرنا ضروری ہے +

وجالینوس اذا حاول اثباته اگر جالینوس (جیسا کوئی طبیب) پہلے حصہ کو (جسکو بلا دلیل البرهان علی القسم الاول فلا یجب مان لینا طبیب کے فرائض میں سے ہے) دلائل سے ثابت ان یحاول ذلك من جهة انه طبیب کرنے کا ارادہ کرے، تو اس وقت یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ وہ طبیب ولكن من جهة انه یجب ان یكون ہونے کی حیثیت سے ایسا کر رہا ہے، بلکہ اسلئے ایسا کر رہا ہے فیلسوفاً یتکلم فی العلم الطبیعہ کا کہ وہ فیلسوف (فلسفی) بننا چاہتا ہے، اور فلسفی بنکر علم طبعی میں ان النقیہ اذا حاول ان یشث صحة گفتگو کر رہا ہے۔ جس طرح اگر کوئی فقیہ (علم فقہ کا جاننے والا) وجوب متابعة الاجماع فلیس دلائل سے یہ ثابت کرنا شروع کر دے کہ اجماع اور کثرت رائے له ذلك من جهة انه فقیہ ولكن کی متابعت کا وجوب صحیح ہے (یعنی یہ کہ یہ مسئلہ صحیح ہے کہ کثرت رائے کی پیروی کرنا واجب ہے)، تو یہ اس لحاظ سے نہ ہوگا کہ من جهة ما هو متکلم وہ فقیہ ہے، بلکہ اس لحاظ سے ہوگا کہ وہ متکلم (علم کلام کا جاننے والا) ہے۔

ولكن الطبیب من جهة ما هو طبیب لیکن طبیب کے لئے بحیثیت طبیب ہونے کے، اور فقیہ والفقیہ من جهة ما هو فقیہ لیس کے لئے بحیثیت فقیہ ہونے کے یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ وہ اس قسم یمکنه ان یدبرهن علی ذلك کے مسائل کو دلائل سے ثابت کرے؛ اور اگر ایسا وہ کریگا، تو ذرا

اسباب کلیہ (عمومی اسباب) کا ذکر فلسفہ میں آیا کرتا ہے، مثلاً یہ کہ اسباب کی دو قسمیں ہیں، عامہ اور ناقصہ، پھر اسباب ناقصہ کی چار قسمیں ہیں، فاعلیہ، مادیہ، صوریہ اور غائیہ +

اسلئے تاریخ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ جالینوس نے کوشش کی تھی کہ سرکاری طور پر اُسے طبیب کی نچا حکیم کا لقب دیا جائے۔ مگر اس مقصد میں وہ کامیاب نہ ہو سکا + اسلئے علم فقہ میں شریعت کے جزوی مسائل ہوتے ہیں، مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ کے مسائل اور علم کلام میں خدا کو اور اس کے صفات کو ثابت کرنے کے بعد نبوت کو ثابت کیا جاتا ہے، اور اسی میں بتایا جاتا ہے کہ اجماع (کثرت رائے) کا ماننا ضروری

والا و قمر الدور

(چکر) لازم آئیگا +

مثلاً طبی مسائل کے ثبوت کا دار و مدار علم طبی کے مسائل پر ہے، یعنی طبی مسائل طبعیات کے مسائل پر موقوف ہیں، تو اگر طبعیات کے مسائل کو علم طب میں دلائل سے ثابت کرنا شروع کر دیا جائے، تو اسکے معنی یہ ہو گئے کہ طبعیات کے مسائل کا ثبوت علم طب کا محتاج ہے۔ اس طرح طب طبعیات کے محتاج ہوئی، اور طبعیات علم طب کی۔ یہی صورت و فور کی ہے +

تعلیم دوم۔ ارکان

التعلیم الثانی فی الارکان

وہو فصل واحد الارکان ہی اجسام بسیطة وہی اجزاء اولیة لبدن الانسان وغیرہ الی لا یمکن ان ینقسم الی اجسام مختلفة الصور و یحدث بامتزاجها الانواع المختلفة الصور من الکائنات

اس تعلیم میں محض ایک ”فصل“ ہے۔ ارکان (عناصر) وہ بسیط (مقرد) اجسام ہیں جو بدن انسان وغیرہ کے لئے ابتدائی اجزاء (اجزاء اولیہ) ہیں۔ اور جنکا ایسے اجسام میں منقسم ہونا ممکن نہیں جن کی صورتیں (ماہیتیں) مختلف ہوں، اور جن کے باہم ملنے اور ترکیب پانے سے کائنات کے مختلف انواع (موالید ثلاثہ) پیدا ہوتے ہیں +

فلتسلم الطیب من الطبیع انھا اربعة لا غیر اثنان منها خفیفان واثنان ثقیلان فالخفیفان النار والهواء والثقیلان الارض والماء

طیب کو علم طبی سے یہ تسلیم کر لینا چاہئے کہ ارکان چار ہی ہیں، کم و بیش نہیں۔ دوران میں سے خفیف (ہلکے) ہیں، اور دو بھاری (ثقیل)۔ آگ اور ہوا ہلکے ہیں، اور ارض (مٹی) اور پانی بھاری +

والارض جسم بسیط موضعه الطبیع هو وسط الكل یكون فیه بالطبع ساکناً و یتحرك الیه بالطبع ان كان مباءئله و ذلك ثقله المطلق وهو بارد یا بس بالطبع ای طبعه طبع اذا خلی وما یوجبہ ولم یغیرہ سبب من خارجہ ظہر عنہ برد محسوس ویس و وجودہ

ارض (مٹی) ایک جسم بسیط ہے، جسکا طبعی مقام تمام عناصر کا وسط (مرکز) ہے؛ جب وہ میاں ہوتی ہے، تو بالطبع ساکن رہتی ہے، اور جب وہ میاں سے دور ہوتی ہے، تو حرکت کر کے اوپر ہیرو بخ جاتی ہے۔ مٹی کے ثقل مطلق رتب سے زیادہ بھاری ہونے کے یہی معنی ہیں۔ ارض اپنی طبیعت سے بارد یا بس (طبعی) طبع ای طبعہ (طبع) یا بس (سرد و خشک) ہے، یعنی ارض کی طبیعت ایک ایسی طبیعت ہے کہ اگر اسے (حق الامکان) خالص کر لیا جائے، اور اسے اپنے طبعی مقتضایہ پر چھوڑ دیا جائے، اور باہر کا کوئی سبب اسے

فی الکائنات وجود مفید
لاستمساک والنبات وحفظ
الاشکال والہیئات
بل زدے، تو نمایاں طور پر اسکی برودت و پیوست محسوس ہوگی
مٹی کا وجود کائنات (عالم کے موالید۔ نباتات، حیوانات اور
جمادات) میں اس مقصد کے لئے ہے کہ وہ مرکبات مستحکم ہوں،
(اُن کے اجزاء ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ رہیں) پائدار رہیں
اور شکلوں اور ہئیتوں کی حفاظت کر سکیں +

واما الماء فهو جسم بسیط
موضعه الطبیعی ان یکون شاملا
للارض مضمولا للهواء اذاکانا
علم وضعها الطبیعیین وهو
ثقله الاضافی وهو بار درطب
ای طبعہ طبعہ اذ اخلی وما یوجبہ ولم
یعارضہ سبب من خارج ظہر عنہ
برد محسوس وحالہ ہی رطوبة و
ہی کونہ فی جبلتہ بحیث یجیب
بادنی سبب الی ان یتفرق ویختل
ویقبل اتی شکل کان شاملا
یحفظہ
ماء (پانی) ایک جسم بسیط ہے، جسکا طبعی مقام یہ ہے
کہ یہ زمین (کے کرہ) کو گھیرے رہے، اور خود ہوا (کے کرہ)
سے گھرا رہے، بشرطیکہ یہ دونوں عناصر اپنے طبعی وضع پر قائم
ہوں، یہی معنی اس کے ثقل اضافی (نسبتاً بھاری ہونے) کے
ہیں۔ پانی بار درطب ہے، یعنی پانی کی طبیعت ایک ایسی طبیعت
ہے کہ جب اسے (حق الامکان) خالص کر لیا جاتا ہے، اور
اسے اپنے مقتضایہ پر چھوڑ دیا جاتا ہے، اور کوئی خارجی سبب
اس میں تغیر نہیں پیدا کرتا، تو اس سے نمایاں سردی (برودت
محسوس) اور ایک ایسی حالت ظاہر ہوتی ہے، جسے رطوبت
کہا جاتا ہے، پانی کی رطوبت کے معنی یہ ہیں کہ وہ بالذات اور
بالطبع ایک ایسی حالت میں ہے کہ وہ اُتنی اور معمولی سبب سے
متفرق اور پراگندہ بھی ہو سکتا ہے، اور پھر ملکر متحد بھی ہو سکتا ہے
اور ہر شکل کو قبول بھی کر سکتا ہے، جسکی پھر حفاظت نہیں کر سکتا +

رطوبة اُس کیفیت کا نام ہے جس کی وجہ سے جسم مختلف شکلوں کو آسانی سے قبول بھی کر سکتا ہے، اور پھر
انہیں آسانی سے چھوڑ بھی دیتا ہے، اس کے برعکس پیوست اُس کیفیت کا نام ہے، جسکی وجہ سے جسم نہ مختلف شکلوں کو
آسانی سے قبول کر سکتا ہے، اور نہ انہیں یہ آسانی چھوڑ ہی سکتا ہے +

ووجودہ فی الکائنات لیستلس
للہیات التي تتراد فی اجزائها من
التشکیل والتخطیط والتعدیل
فان الرطب وان کان سہلا للترك
پانی کا وجود کائنات (موالید ثلاثہ) میں اس لئے ہے کہ
پانی کی وجہ سے وہ مرکبات آسانی کے ساتھ اُن ہئیتوں کو بلحاظ
شکل، صورت، خطوط، اور ہمواری کے قبول کر سکیں، جو اسکے
مختلف حصوں میں مقصود ہوتے ہیں؛ کیونکہ جسم رطب (ترجمہ)

للهیات الشکلیہ فہو سہل القبول
لہا کما ان الیابس وان کان عسر
القبول للھیات الشکلیۃ فہو عسر للترك
لہا ومہما یخمر الیابس بالرطب
استفاد الیابس من الرطب قبولاً
للمتلاید والتشکیل سہلاً واستفاد
الرطب من الیابس حفظاً لما
حدث فیہ من التقویم والتعلیل
قویاً واجتمع الیابس بالرطب عن
تشتتہ واستمسک الرطب بالیابس
عن سیلانیہ

و اما الهواء فهو جسم بسيط مفعه
الطبيع ان يكون فوق الماء وتحت
النار وهذا خفته الاضافيه
وطبعه حار رطب على قياس
ما قلنا ووجوده في الكائنات
لتحلل وتلطيف وتخف وتستقل

هو اء ایک جسم بسیط ہے، جسکا طبعی مقام (موضع طبیعی)
یہ ہے کہ یہ پانی کے اوپر درآگ (کرۂ نار) کے نیچے رہے۔ یہی
اس کی حقیقت اضافیہ (نبتاً ملکہ ہونے) کے معنی ہیں۔ ہوا
کی طبیعت ایسی طور پر (جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے) حار رطب
ہے۔ ہوا کا وجود کائنات (موالید) میں اس غرض کے لئے
ہے کہ وہ متخلل (پڑے۔ مسامار)، الطیف (رقیق القوام) و
خفیف (ملکہ) رہیں، اور وہ بلند ہو سکیں (بلند ہو کر ایک قدم
قامت حاصل کریں) +

واما النار فهي جرم بسيط موضعي طبيعي
ان تكون فوق الاجرام العنصرية
كلها ومكانها الطبيعي هو السطح المقعر
من الغلاف الذي ينتهي عنده الكون

نار (آگ) ایک جسم بسیط ہے، جس کا طبعی مقام یہ ہے
کہ یہ سارے اجرام عنصریہ (تمام ارکان) کے اوپر رہے
چنانچہ اس کا طبعی مکان آسمان کی وہ مقعر سطح ہے جہاں کون
وفا دھم ہو جاتا ہے۔ یہی اس کی خفقت مطلقہ (سب کے

والفساد لہا وذلك خفتها المطلقة ہلکے ہونے کے معنی ہیں +

عالم میں تغیرات پتھر پتے ہیں، مختلف مواد سے مختلف چیزیں بنتی رہتی ہیں، ایک چیز بگڑتی ہے، اور دوسری چیز تیار ہو جاتی ہے۔ اسی کو کون و فساد کہا جاتا ہے (کون = بننا، فساد = بگڑنا)۔ کلڑی کے جلنے اور بگڑنے سے دھواں بن جاتا ہے۔ کون و فساد بقول حکماء قدیم آسمان کی اسی سطح تک ہوا کرتے ہیں، جو ہم سے قریب تر ہے اس سے اوپر کون و فساد نہیں ہے۔ کون و فساد عناصر کی خصوصیت ہے۔ آسمانوں میں کون و فساد اور اسی قسم کے تغیرات نہیں ہوتے ہیں +

وطبعها حاد یا بس ووجودها آگ کی طبیعت حاد یا بس ہے۔ آگ کا وجود کائنات فی الکائنات لتنجیح وتلطیف ومنتزج میں اس مقصد سے رکھا گیا ہے کہ وہ موائید میں نفع دے سکے بالعناصر وتجری فیہا لتنفيذ الجوهر (پچاسکے)، لطافت پیدا کر سکے، عناصر کے ساتھ ملکر ہوائی جوہر الہوائی وتکسر من محوصة کو (اپنی حرارت کی وجہ سے) مرکبات میں نفوذ کر سکے، اور تاکہ برد العناصرین الثقیلین الباردین دونوں (ارض و ہوا) ثقیل اور ٹھنڈے عنصروں کی بردوت کی فتر جمع عن العنصریة الی المزاجیة جدت (صرافت) کو توڑ دے، جس سے یہ دونوں عناصر عنصریت (عنڈیت) سے لوٹ کر مزاجیت (اعتدال - عدم عنڈیت) کی طرف آجائینگے (اور ان کی تیز کیفیتیں ٹوٹ جائیں گی) +

والثقیلان اعون فی کون الاعضاء چاروں عناصر میں سے دونوں ثقیل عناصر پانی اور وفی سکونہما والخفیفان اعون فی (مٹی) اعضاء کی پیدائش اور ان کے سکون میں معاون ہیں کیونکہ کون الاسرار و فی تحرکها اعضاء کے اندر خاکی اور مائی اجزاء زیادہ ہیں، جو بار بار داخل و خارج و تحریک الاعضاء وان کان الحرك ہیں) اور دونوں خفیف عناصر (ہوا، اور آگ) اردواح کی پیدائش الاول هو النفس فهذه هي الاکان اور ان کی حرکت کے، نیز اعضاء کی حرکت کے معاون ہیں۔ اگرچہ محرک اول (اصلی محرک) نفس ہے (نفس ہی اعضاء وغیرہ میں تحرک پیدا کرتا ہے۔ لیکن اردواح ہلکے ہونے کی وجہ سے جلد متحرک ہو سکتے ہیں، اسی طرح اجزاء ہوائیہ اور نارہ کی وجہ سے اعضاء میں ایک قسم کا ہلکا پن آ جاتا ہے، اس لئے ان اجزاء کی وجہ سے حرکت قبول کرنے کی ان میں مزید استعداد پیدا

لان کیونکہ اردواح میں اجزاء ہوائیہ اور نارہ غالب ہوتے ہیں + آئی۔

ہو جاتی ہے)۔

تعلیم سویم

اس میں تین فصلیں ہیں۔

التعلیم الثالث

ثلاثة فصول

فصل اول مزاج

الفصل الاول في المزاج

مزاج وہ کیفیت ہے جو ایسے عناصر کی متضاد کیفیوں کے باہم فعل و انفعال (تاثیر و تاثر) سے پیدا ہوتی ہے جو چھوٹے چھوٹے اجزاء میں اس لئے منقسم ہوتے ہیں کہ ہر ایک کے بیشتر اجزاء ایک دوسرے کے ساتھ مل سکیں، (ایک دوسرے کو مس کر سکیں)؛ چنانچہ جب یہ اجزاء وغیرہ اپنی قوتوں (کیفیتوں) سے باہم فعل و انفعال کرتے ہیں، تو ان ساری (کیفیتوں) سے ایک ایسی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے، جو عناصر کے تمام اجزاء میں یکساں (متشابه) ہوتی ہے +

المزاج كيفية تحدث من تفاعل كیفیات متضادة موجودة في عناصر متصغرة الاجزاء لئلا تماس اكثر كل واحد منها اكثر الاخر اذا تفاعلت بقواها بعضها في بعض حدثت عن حيلتها كيفية متشابهة في جميعها هي المزاج

چونکہ ارکان مذکورہ میں آؤلی قوتیں (ابتدائی قوتیں کیفیتی) چار ہیں: حرارت، برودت، رطوبت اور یبوست، اسلئے یہ ظاہر ہے کہ بننے بگڑنے والے اجسام (اجسام کائنات فاسدہ) میں جو مزاج پیدا ہوتے ہیں، وہ انہی کیفیات سے پیدا ہوتے ہیں + تقسیم عقلی کے لحاظ سے (نہ کہ اس لحاظ سے کہ وہ خارج میں موجود ہے) مطلق مزاج کی دو قسمیں ہیں :- ایک قسم تو یہ ہے کہ مزاج اس معنی سے معتدل ہو کہ مرکب میں متضاد کیفیات کی مقداریں (شدت و ضعف کے لحاظ سے) بالکل برابر ہوں، اور حقیقی طور پر مزاج درمیانی کیفیت ہو کہ کیفیت متوسطہ ہو اسی کو

ولان القوى الاولیة في الاركان المذكورة اربع هي الحرارة والبرودة والرطوبة واليبوسة فبین ان المزاج في الاجسام الكائنة الفاسدة انما تكون عنها وذلك اما بحسب ما يوجب القسمة العقلية بالنظر المطلق غير مضاف الى شئ فهو على وجهين واحد الوجهين ان يكون المزاج معتدلا على ان يكون المقادير من الكيفیات المتضادة في الممتزج متساوية

لہ اجسام کائنات فاسدہ سے مراد مواد ثلاثہ، اور ارکان ہیں، انہی میں کون و فساد (بننا اور بگڑنا) ہوتا ہے، مثلاً گلابی کے جلنے سے دھواں بن جاتا ہے، اور مرکبات کے توڑنے سے ارکان بکھل آتے ہیں +

متقاومة و يكون المزاج كيفية متوسطة معتدل حقیقی کہا جاتا ہے) اور دوسری قسم یہ ہے کہ مزاج
 بینہما بالتحقیق والوجه الثاني ان لا يكون کیفیات متضادہ کے بالکل وسط میں نہ ہو، بلکہ وہ کسی ایک طرف
 المزاج بین الکلیات المتضادة وسطا مائل ہو، خواہ ہر دو متضاد کیفیات، رطوبت و یبوست، اور
 مطلقا ولكن يكون اميل الى احد الطرفين اما في حرارت و برودت، میں سے ایک میں زیادتی ہو، یا دونوں
 احدی المتضادتين اللتين هي القوة والحركة میں (اگر ایک میں زیادتی ہوگی، تو چار سفوف میں حاصل ہوگی، اور
 والرطوبة واليبوسة واما في کلیتہا اگر دو کیفیتوں میں زیادتی ہوگی، تو اس سے چار مرکب قیں بنیں گی)۔
 لكن المقرب في صناعة الطب بالاعتدال لیکن علم طب میں اعتدال اور عدم اعتدال سے نہ مراد
 والخروج عن الاعتدال ليس ہے، اور نہ وہ (نہ قسم اول مراد ہے، اور نہ قسم دوم)۔ بلکہ طبیب
 هذا ولا ذاك بل يجب ان يتسلم کہ علم طبی سے یہ تسلیم کر لینا چاہئے کہ اس معنی کے لحاظ سے معتدل
 الطبيب من الطبيعى ان المعتدل على ہرگز پایا نہیں جاسکتا؛ چہ جائیکہ وہ کسی انسان یا عضو انسان کا
 هذا المعنى مما لا يجوز ان يوجد مزاج ہو، علیٰ ہذا طبیب کو یہ بھی جانتا چاہئے کہ معتدل، جسے
 اصلا فضلا عن ان يكون مزاج اطباء اپنے مباحث میں استعمال کرتے ہیں، اُس تعادل سے
 انسان او عضوا انسان وان تعلم ان مشتق نہیں ہے، جبکہ معنی ”ہموزن ہونے“ (برابر ہونے) کے
 المعتدل الذي يستعمله الاطباء في مباحثہم ہیں، بلکہ یہ سُدُل فی القسمة سے مشتق ہے (جس کے معنی تقسیم
 هو مشتق لا من التعادل الذي هو التوازن من انصاف کرنے کے ہیں)؛ اور عدل فی القسمة سے مراد
 بالسوية بل من العدل في القسمة و یہ ہے کہ مرکب کو، خواہ وہ مرکب سارا بدن ہو، یا کوئی ایک عضو
 هو ان يكون قد تو فرغیہ علیٰ لم تخرج بدنًا ہو، کمیت (مقدار) اور کیفیت کے لحاظ سے عناصر کا اتنا حصہ
 کا نا تمامہ و عضوا من العناصر کما انها کیفیات تھا دیا جائے، جو اس کے لئے انسانی مزاج میں بہترین تقسیم اور بہترین
 القسط الذي ينبغي له في المزاج الانساني على قدره و نسبت تناسب پر ہونے کے لئے موزوں ہو۔

یعنی اس مزاج میں عناصر صرکی کیفیات اور کیفیات اتنی ہوں، جس سے وہ بہترین حالت پر رہ سکے
 اور اس کے افعال مطلوبہ کے لئے موزوں ہو، خواہ اس میں حسب ضرورت حرارت یا برودت فی نفسہ زیادہ ہی
 ہو، یعنی اس کے افعال زیادتی حرارت یا زیادتی برودت ہی کے مقتضی ہوں۔ اسی قسم کے مزاج کو معتدل طبی
 کہا جاتا ہے۔ یہ مزاج گاہے معتدل حقیقی سے قریب اور گاہے اس سے دور ہوتا ہے، جیسا کہ انسان کا مزاج معتدل حقیقی
 انسان کا مزاج معتدل حقیقی سے دوسرے حیوانات وغیرہ کی نسبت سے قریب ہے، ورنہ حقیقت میں انسان کا
 مزاج معتدل حقیقی سے گرم و تر ہے، جیسا کہ شیخ نے خفا میں لکھا ہے کہ انسان کا مزاج حار و رطب ہے (گیلا و نم)۔

سے بہت قریب ہوتا ہے، جسکو شیخ یوں بیان کرتے ہیں:

لکنہ قد عرض له ان يكون هذا القصة التي تفر
علا انسان قربة جلا من المعتدل الحقيقي الاول
ليكن یہ تقسیم، جو انسانی مزاج کو پنجٹی گئی ہے، معتدل
حقیقی سے بہت ہی قریب ہے، جسکا ذکر پہلے آیا ہے +

وهذا الاعتدال المعتبر بحسب ابدان
الناس ايضا الذي هو بالقياس الى
معتدل طبی کی آٹھ قسمیں
پھر یہ اعتدال (اعتدال طبی) جو بدن انسان کے
محاط سے ہے، نیز جو بدن انسان کے علاوہ

غيره مما ليس له ذلك الاعتدال وليس
له قرب الانسان من الاعتدال المذكور في الاول
دوسروں کے محاط سے بھی ہے، جنکو یہ اعتدال حاصل نہ ہو،
اور جنکو معتدل حقیقی سے ایسا قرب نہ ہو جیسا انسان کو حاصل
الاول يعرض له ثمانية اوجه من الاعتبارات
ہے، مختلف اعتبارات کے محاط سے آٹھ قسموں میں منقسم ہے:

فانه اما ان يكون بحسب النوع
مقيسا الى ما يختلف مما هو
(۱) معتدل نوعی بالقياس الى الخارج (یعنی وہ مخصوص
مزاج جو کسی نوع کو حاصل ہو، اس نوع کے لئے یقیناً معتدل
اور مناسب ہوگا، اور دوسرے خارجی انواع کے مزاج اس کے
لئے ہرگز مناسب نہ ہونگے، مثلاً انسانی مزاج انسان کے لئے
بمحاط انسان ہونے کے تمام دوسرے انواع حیوانیت کے
مزاج سے مناسب ہوگا) +

واما ان يكون بحسب النوع مقبسا
الى ما يختلف مما هو فيه
(۲) معتدل نوعی بالقياس الى الداخل (یعنی وہ معتدل
مزاج جو کسی نوع کے افراد میں سے کسی فرد کو حاصل ہو، جو اس
نوع کے لئے دوسرے افراد کے مزاجوں سے زیادہ مناسب ہو) +

واما ان يكون بحسب صنف من
النوع مقبسا الى ما يختلف مما
(۳) معتدل صنفی بالقياس الى الخارج (یعنی وہ مخصوص مزاج
جو کسی نوع کے ایک صنف (ایک گروہ) کو اسی نوع کی دوسری
صنفوں کے مقابل میں حاصل ہو، مثلاً ہندوستانیوں کا مزاج
ان کے ہندوستانی ہونے کے محاط سے ان کے لئے دوسرے

مزاجوں سے بہتر ہے) +

واما ان يكون بحسب صنف من
النوع مقبسا الى ما يختلف مما هو
(۴) معتدل صنفی بالقياس الى الداخل (یعنی وہ معتدل
مزاج جو کسی نوع کے ایک صنف کے افراد میں سے کسی فرد کو
حاصل ہو، جو اس صنف کے دوسرے افراد کے مزاجوں
داخل فی الصنف

واما ان يكون بحسب الشخص من الصنف من النوع مقبسا الى ما يختلف مما هو خارج عنه وفي صنفه وفي نوعه

(۵) معتدل شخصي بالقياس الى الخارج (یعنی وہ مخصوص مزاج جو کسی صنف کے کسی شخص کو حاصل ہو اور وہ اس صنف کے دوسرے اشخاص کے مزاجوں سے اس کے اذیل و صفات کے لحاظ سے اس کے لئے موزوں ہو) *

واما ان يكون بحسب الشخص مقبسا الى ما يختلف من احواله في نفسه

(۶) معتدل شخصي بالقياس الى الدّاخل (یعنی وہ مزاج جو کسی شخص کے لئے اپنے ذاتی احوال کے لحاظ سے زیادہ موزوں ہو، مثلاً وہ مزاج جو کسی شخص کو جوانی کی عمر میں یا موسمِ ربیع میں حاصل ہو اور وہ اس کے لئے دوسری عمروں اور دوسرے موسموں کے مزاج کے لحاظ سے زیادہ موزوں ہو) *

واما ان يكون بحسب العضو مقبسا الى ما يختلف مما هو خارج عنه وفي بدن

(۷) معتدل عضوي بالقياس الى الخارج (یعنی وہ مزاج جو ہر ایک عضو کو بدن کے دوسرے اعضاء کے مقابلہ میں حاصل ہوتا ہے، (وہ یقیناً اس عضو کے لئے دوسرے اعضاء کے مزاجوں کے مقابلہ میں زیادہ موزوں ہوتا ہے) *

واما ان يكون بحسب العضو مقبسا الى احواله في نفسه

(۸) معتدل عضوي بالقياس الى الدّاخل (یعنی مزاج عضوی اس عضو کے ذاتی حالات کے لحاظ سے، مثلاً کسی عضو کا وہ مزاج جو حالتِ جوانی میں حاصل ہوگا، وہ دوسری عمروں کے مزاج کے لحاظ سے زیادہ موزوں ہوگا) *

والقسم الاول هو الاعتدال الذي للانسان بالقياس الى سائر الكائنات وهو شئ له عرض وليس مقصرا في حد وليس ذلك ايضا كيف اتفق بل له في الافراط والتفريط حدان اذا خرج عنها بطل المزاج

قسم اول (اعتدال نوعی بالقياس الى الخارج) وہ اعتدال ہے جو انسان کو دوسری کائنات (موالید) کے مقابلہ میں حاصل ہے یہ ایک وسیع چیز ہے، اور کسی ایک حد میں بند نہیں ہے (یعنی یہ نہیں ہے کہ انسانی مزاج ہمیشہ ایک ہی نقطہ پر ہوا کرتا ہے، اور اس میں کمی و بیشی نہیں ہوتی، اگر ایسا ہوتا، تو ہر شخص صورت و سیرت کے لحاظ سے ایک و دوسرے کے مشابہ ہوتا، بلکہ کمی و بیشی کے لحاظ سے انسان کا مزاج ایک کافی وسعت رکھتا ہے، جس کے اندر

عن ان یکون مزاج الانسان مختلف افراد کے مزاج ہوا کرتے ہیں؛ پھر یہ بھی نہیں ہے کہ یہ وسعت کوئی متعین چیز نہیں ہے (اور جس وسعت کو بھی فرض کر لیا جائے، اس کے اندر انسانی مزاج آجائے) بلکہ یہ ایک متعین اور محدود چیز ہے، اور افراط و تفریط کے لحاظ سے یہ دو قدوں کے اندر بند ہے؛ ہاں ان دونوں قدوں سے باہر ہوا، کہ انسانی مزاج سے خارج ہو گیا +

واما الثاني فهو بواسطة بين
طرفي هذا المزاج العريض و
يوجد في شخص في غاية الاعتدال
من صنف في غاية الاعتدال في
السن الذي يبلغ فيه الشو غايه
النمو وهذا ايضا وان لم يكن
الاعتدال الحقيقي المذکور
في ابتداء الفصل حتى يمتنع
وجوده فانه مما يعنى وجوده
وهذا الانسان ايضا انما يقرب
من الاعتدال الحقيقي المذکور
كيف اتفق ولكن يتكا في اعضائه
الحارة كالقلب والباردة كاللماغ
والرطوبة كالکبد واليابسة
كالعظام فاذا توازنت وتعاقدت
تربت من الاعتدال الحقيقي
المذکور واما باعتبار كل عضو
في نفسه فليس معتدلا الا عضوا
واحدا وهو الجلد على ما نصفه

قسم دویم | اعتدال نوعی بالقیاس إلى الداخل (در اصل اس پہلے وسیع و طریقی مزاج کے دونوں سروں کے درمیان وسط ہے) (مرکز میں واقع ہے)، اور یہ مزاج نہایت معتدل صنف کے اس شخص میں پایا جاتا ہے جو نہایت درجہ اعتدال پر ہو، اور اس کی عمر میں ہو جبکہ اس کا نشو و ارتقا، اپنی انتہا کو پہنچ چکا ہو، یہ مزاج اگرچہ اعتدال حقیقی نہیں ہے، جس کا ذکر ابتدائے فصل میں آچکا ہے اور جس کا پایا جانا محال ہے، مگر یہ کہ اس کا وجود نادر اور دشوار ضرور ہے۔ پھر ایسا انسان بھی اگر اعتدال حقیقی سے قریب تر ہے، تو اس کے یہ معنی نہیں ہے کہ اس میں کوئی خصوصیت نہیں ہے، بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ قلب جیسے اعضائے حارہ، دماغ جیسے اعضائے بارودہ، جگر جیسے اعضائے رطبہ، اور پٹریوں جیسے اعضائے یابسہ اس کے اندر برابر ہوتے ہیں؛ اور جب یہ سب برابر ہوتے ہیں، تو ان کا مزاج اعتدال حقیقی مذکور سے قریب تر ہو جاتا ہے۔ رہا یہ کہ اگر ایسے انسانی مزاج کو ہر عضو کے لحاظ سے دیکھا جائے، تو معتدل حصہ ایک عضو ملے گا، جو جلد ہے، اور جس کا ذکر ہم اس کے بعد کرنے والے ہیں۔ علیٰ ہذا اگر اس کو رواج اور اعضائے رطبہ کے لحاظ سے دیکھا جائے، تو بھی یہ ممکن نہیں کہ یہ اعتدال حقیقی سے قریب تر ہو جائے؛ بلکہ اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے گا، تو انسانی مزاج حرارت اور رطوبت کی طرف بڑھا ہوا ثابت ہوگا؛ کیونکہ

بعد و اما بالقیاس الی الارواح والی
الأعضاء الرئيسية فليس يمكن ان
يكون مقارباً لذلك الاعتدال الحقيقي
بل خارجاً عنه الى الحرارة والرطوبة
فان مبدأ الحياة هو القلب والروح
وهما حاران جداً ما تزلان الى الافراط
والحيوة بالحرارة والنشوة بالرطوبة بل الحار
تقوم بالرطوبة وتغذي منها
والاعضاء الرئيسية ثلثة كما سبقين
بعد هذا والبارد منها واحد و
هو الدماغ وبردته لا يبلغ ان
يعدل حرارة القلب والكبد واليا بس منها
او القريب من البوسة منها واحد و
هو القلب وبيوسته لا يبلغ ان يعدل رطوبة
الدماغ والكبد وليس للدماغ ايضا بذلك
البارد ولا القلب يضرب ذلك اليا بس لكن
القلب بالقياس الی الآخرين یا بس
والدماغ بالقياس الی الآخرين بارد
واما القسم الثالث فهو ضيق عرضاً
من القسم الاول اعني من الاعتدال
النوعی الا ان له عرضاً صالحاً و
هو المزاج الصالح المسمى من الامم
بحسب القياس الی اقليم من
الاقاليم وهو من الاهوية فان
للهند مزاجاً يشماهم يصحون به

مبدأ حیات (سرچشمہ زندگی) قلب و روح ہیں، اور یہ دونوں بہت
گرم ہیں، اور ان کا میلان افراط (زیادتی) کی طرف ہے۔ علیٰ ہذا
حیات انسانی (زندگی) حرارت سے حاصل ہوتی ہے، اور نشو
و ارتقاء (بڑھوتری) رطوبت کے وسیلے سے، بلکہ حرارت کا قیام
رطوبت (جسم رطب) ہی کے ساتھ ہوتا ہے، اور حرارت (جسم حار)
رطوبت (جسم رطب) ہی سے پرورش پاتی ہے (یعنی گرم جسم کی
اور انکی گرمی اسی وقت تک قائم رہتی ہے، جب تک اس کے اندر
رطوبت باقی ہوتی ہے) +
اب رہے اعضاء رئیسہ، تو یہ تین ہیں، جیسا کہ ہم اس کے
بعد بیان کریں گے۔ ان تینوں میں بارد (ٹھنڈا) محض ایک دماغ ہے
جبکی برودت اتنی نہیں ہے کہ وہ قلب و جگر کی گرمی کا مقابلہ کر سکے
(اور انکی گرمی ٹوٹ کر بدن کو معتدل بنا دے)؛ اور ان تینوں میں
یا بس (خشک) یا پیوست کے قریب محض ایک قلب ہے، جبکی
پیوست اتنی نہیں ہے کہ وہ دماغ و جگر کی رطوبت کی برابر
کر سکے۔ علاوہ ازیں دماغ بھی ایسا زیادہ بارد نہیں ہے، اور
نہ قلب ایسا زیادہ خشک ہے۔ ہاں قلب باقی دوسروں
(جگر و دماغ) سے نسبتاً خشک ہے؛ اور دماغ باقی دوسروں
(جگر و قلب) سے نسبتاً بارد ہے +

قسم شومیم | (معتدل صنفی بالقیاس الی انحراف) یہ لحاظ وسعت
قسم اول سے، یعنی اعتدال نوعی سے تنگ ہے، لیکن پھر بھی کافی
وسعت و گنجائش رکھتی ہے، یہ وہ مزاج ہے جو لحاظ اقلیم یا لحاظ
ہوا کسی گروہ کے لئے موزوں ہوتا ہے، مثلاً ہندوستانیوں کا
ایک مخصوص مزاج ہے، جو سارے ہندوستانیوں میں پایا
جاتا ہے؛ اسی طرح صقالہ کے لئے بھی ایک دوسرا مخصوص مزاج
ہے، جس سے وہ تندرست اور سلامت رہتے ہیں، یہ دونوں

و مصدقہ بہتہ ایضا مزجہ آخر صحیح
یہ رکن و حد ماہ معتدل بتیس
ان صفہ و غیر معتدل یہ صد کا خر
فات مسنہ ایندی ذکیف
بیمہ ج مصدقہ ہی مرض اوہدث
وکنہ حال المبدان الصفا لہی
اذا تکلیف من اجہ ایندی مریض
اوہلک فیکون اذن لکل واحد
من صناف سکن المعمور
مزاج خاص یوافق ہوا اقلیمہ
وہ مرض و لہر صہ طرق اقراط
و غیر ایض

مرض پنے پنے صنف کے کاتھ سے معتدل ہیں۔ در دوسری
صنف کے ہی و سے غیر معتدل؛ کیونکہ ایک ہندوستانی کا مرض
میں گر مر جائے در صفا ہی کا مرض سے مل جائے تو وہ
بہرہ ہو جائیگا، ہلاک، ہی صر بدن صفا ہی کا ہے جب
کے سندھی مرض مل جائیگا، تو وہ کسی عربی بہرہ ہلاک ہو جائیگا
غرض باشندگان معمورہ (زمین کا آباد حصہ) کے تمام صنفوں
کے لئے ایک مخصوص مزاج ہوا کرتا ہے، جو اس تعلیم کی ہوا
کے موافق ہوتا ہے۔ اور اس وسعت کے دو کتا رہے، اقراط و غیر
ہوتی ہے۔ اور اس وسعت کے دو کتا رہے، اقراط و غیر
پرتے ہیں یعنی ہر صنف کے اندر ہر شخص کا مزاج ایک ہی جیسا
نہیں ہوا کرتا ہے۔ بلکہ اسکے افراد کے مختلف مزاج ہوتے ہیں
جو کسی صنف کے مخصوص مزاج کے حدود کے اندر ہوتے ہیں۔

[illegible]

واعدا قسم اخذ اسر یهو صیق
 حوطه من القمہ کو دل و انت ست
 و هو المزاح الذی یجب ان یکون
 المختص معین حتی یکون موجوداً
 حتماً یعنی اولہ البصائر بعد ۲
 طرفہ افراط و تفریط و یجب ان
 العلم ان کل شخص یستحق مزاحاً
 بخصمه بقدر ما ذکا یمن ان بشالاکہ
 قسم ختم
 رائدہ لہ تفسیر ہا لب تر بان اکا لیل ۱۰۰
 در اندر نم سویم سے چھ لفظ گنجائش و وسعت
 کے بست نمک ہے یہ وہ مزاح ہے جو کسی شخص میں کو عقل
 برتا ہے۔ جس سے وہ موجود نہ نہ ہو۔ اور مجرب ہے۔ اس
 مزاح میں جو کوئی دوسری کے کانٹا سے بک وسعت ہوتا ہے۔ جو
 افراط و تفریط کے دو سلاہوں سے گھری رہتی ہے۔ یہ چاٹنا
 جاسے کہ ہر شخص کا ایک مخصوص مزاح ہوتا ہے جس میں
 شاید ہی کوئی دوسرے شخص شریک ہو۔ ان ممکن ہے کہ دوسرا
 شریک ہو۔

واما القسم السادس فهو الواسطة | **قسم ششم** (اعتدال شخصی بالقياس إلى الداخل) دراصل
بين هذين الحدين أيضًا وهو المزاج | **قسم ہفتم** تنم پنجم کے دونوں کناروں کے درمیان میں
الذی إذا حصل للشخص كان | واسطہ ہے (مرکز میں ہے)۔ یہ وہ مزاج ہے کہ یہ جب کسی
على افضل ما ينبغي له ان يكون | شخص کو حاصل ہوتا ہے، تو وہ اپنے دیگر حالات کے لحاظ سے
عليه | بہترین حالت میں ہوتا ہے +

واما القسم السابع فهو المزاج الذي | **قسم ہفتم** (اعتدال شخصی بالقياس إلى الخارج) یہ وہ مزاج
يجب ان يكون لنوع كل عضو من | ہے جس کا تمام انواع اعضاء کے لئے جو نامزدی
الأعضاء ويختلف به غير ٢ فان | ہے، اور جس کی وجہ سے عضو کی ہر نوع دوسری نوع سے جدا
الاعتدال الذي للعظم هو ان يكون | ہو جاتی ہے۔ چنانچہ (مثلاً) ہڈی کا اعتدال یہ ہو کہ اس میں پوست زیادہ
اليابس فيه أكثر وللدماغ ان يكون | ہو، دماغ کا اعتدال یہ ہو کہ اس میں طوبت زیادہ ہو، طبع کا اعتدال یہ ہو کہ اس میں حرارت
الرطب فيه أكثر وللقلب ان يكون | زیادہ ہو، عصب کا اعتدال یہ ہو کہ اس میں برود زیادہ ہو، اس مزاج میں بھی ایک صحت
الخارفيه أكثر وللعصب ان يكون البارد فيه | (عرض) ہوتی ہے، جو افراط و تفریط (کمی بیشی) کے دو کناروں گھری رہتی ہے،
أكثر ولهذا المزاج ايضا عرض يحد طرفاً | اس کی وسعت پچھلے مذکورہ مزاجوں کی وسعتوں سے کمتر ہوتی ہے
وتفریط وهو دون العرض المذكور في المزاج | (یا مختلف ہوتی ہے) +

یہ آخری خط کنیدہ جو بعض نسخوں میں نہیں ہے۔ چنانچہ اگر ایسا ہو تو بہتر ہے۔ قرشی کہتا ہے کہ ”اگر یہ بیان
کبھی ہوئی ہے، تو یہ سہو و غلطی ہے“ کیونکہ بعض اعضاء بہت ہی گرم ہیں، اور بعض بہت ہی سرد۔ تاہم ہے کہ انسان
کا مزاج اتنا گرم یا اتنا سرد ہو سکے۔ پھر یہ کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ ”اس کی وسعت مذکورہ مزاجوں کی وسعتوں
سے کمتر ہوتی ہے“

واما القسم الثامن فهو الواسطة | **قسم ششم** (اعتدال شخصی بالقياس إلى الداخل) دراصل
بين هذين الحدين وهو المزاج | **قسم ہفتم** تنم پنجم کے دونوں کناروں کے بیچ میں واسطہ
العضو الشخصي الذي إذا حصل | ہے (مرکز میں ہے)۔ یہ وہ مزاج ہے جو کسی عضو میں کو جب
كان على افضل ما ينبغي له ان يكون | حاصل ہوتا ہے، تو وہ اپنے دیگر احوال کے لحاظ سے بہترین
عليه | حالت پر ہوتا ہے (مثلاً فرض کیا جائے کہ ایک شخص کا دل
اسکی جانی کے وقت بہترین خدمت انجام دے رہا ہے، تو اس وقت
اس کے دل کا مزاج بمقابلہ بڑا ہے، اور بچنے وغیرہ کے سبب

بتر ہوگا! اسی مزاج کو معتدل عضوی بالہیاس اِلٰی الدّاخل
کہا جاتا ہے) *

اعتدال حقیقی اگر اس لحاظ سے تمام انواع (انواع موالید)
سے قرب کو دیکھا جائے کہ معتدل حقیقی سے قریب تر کون ہے
تو انسان (کا مزاج) ثابت ہوگا۔ پھر اگر انسان کے صفوں
کا لحاظ کیا جائے، تو ہمارے نزدیک یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ
اگر دائرۃ معدل النہار کے مقابل زمین پر کوئی آبادی ہو یعنی خط
استوا پر کوئی آبادی ہو، تو یہ ضروری امر ہے کہ اس کے
باشندے دوسری صفوں کی نسبت سے اعتدال حقیقی سے قریب
ہونگے؛ بشرطیکہ ارضی (زمینی) اسباب میں سے کوئی امر اس کے
خلات پیدا نہ ہو جائے؛ مثلاً پہاڑوں اور سمندروں کی وجہ سے
اس میں تغیر نہ آجائے *

فاذا اعتبرت الانواع کان اقربها
من الاعتدال الحقیقی هو الانسان
واذا اعتبرت الاصناف فقد صح
عندنا انه اذا کان فی الموضع
الموازی لمعدل النهار عمارۃ ولم
يعرض له من الاسباب امر مضاد
لغنى من الجبال والبحار فيجب ان
يكون سكانها اقرب الاصناف
من الاعتدال الحقیقی

اس سے شیخ کا مقصد اس اعتراض کا دور کرنا ہے کہ ”خط استوا کے باشندے بہت گرم ہوتے ہیں؛ جیسا
کہ جنس اور زنج کے بعض شہروں کے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے؛“ کیونکہ ممکن ہے کہ ان ملک کی گرمی کے اسباب
کچھ دوسرے ہوں، جو زمین سے متعلق ہوں۔ علاوہ ازیں خط استوا کے بعض دوسرے ملک، مثلاً سرانڈیپا
نہایت درجہ معتدل ہیں، جن میں ہمیشہ ربيع کے آثار پائے جاتے ہیں، خواہ کوئی موسم ہو (گیلانی) *

وصحان الظن الذی یقع ان هناك
خروجاً عن الاعتدال بسبب
قرب الشمس ظلّ فاسدّ ذان
مسامتة الشمس هناك احتلّ کایة
وتغیر الهواء من مقاربتها
هنا اکلا کثر عمر صامما ههنا
وان لم یکن تسامت ثم ساثر
انہ یہ بھی ہمارے نزدیک ثابت ہو چکا ہے کہ خط استوا
کے بارے میں یہ گمان کرنا غلط ہے کہ وہاں قرب آفتاب کی
وجہ سے عدم اعتدال (خروج اعتدال) گرمی کی زیادتی ہے؛
اور یہ کہ وہاں آفتاب کی مسامتہ (دھوپ کی کرنوں کا سر پر
سیدھا پڑنا) اتنی تکلیف دہ نہیں ہے، اور ہوا میں اتنا
تغیر نہیں پیدا کرتی، جتنا کہ ہمارے یہاں (اقلیم رائج میں) یا
ان ملک میں جو ہم سے بھی بلحاظ عرض البلد درجہ میں (مثلاً پانچویں

لہ معدل النهار دراصل وہ دائرہ یا خط ہے، جو لوہی آسمان پر فرض کیا جائے۔ یہ دائرہ بویب سے پچھم کی طرف
گزرتا ہے۔ اسی دائرہ کی سید میں جو خط زمین پر فرض کیا جاتا ہے، اسے ”خط استوا“ کہتے ہیں *

احوالہم فاضلۃ متشابہۃ اور چٹھی اقلیم میں) آفتاب کی سامنت کا قریب ہونا تکلیف دہ
ولا یتضاد علیہما الہوا ۱۶ ہوتا، اور ہمارا کہ بہت زیادہ بدل دیتا ہے، خواہ وہاں تسامنت
تضاداً محسوساً بل بے تشابہ مزاج نہ ہو (خواہ آفتاب کی کرنیں وہاں سیدھی نہ پڑ رہی ہوں، جیسا
دائماً و کثرت علما فی تصحیح ہذا کہ خط استوا میں پڑتی ہیں)۔ علاوہ ازیں باشندگان خط استوا
الرای رسالۃ کے بقیہ دوسرے احوال (موسم، ہوا، دن اور رات) بہت بہتر

اور کیاں جوتے ہیں نہ یہاں دن بڑے جوتے ہیں، اور ہوا
زیادہ گرم ہوتی ہے، اور نہ یہاں راتیں لمبی ہوتی ہیں، اور ہوا
زیادہ سرد ہوتی ہے؛ ان کی ہواؤں میں نمایاں اختلاف
(تضاد محسوس) نہیں ہوا کرتا؛ بلکہ ان کے مزاج ہمیشہ یکساں
رہتے ہیں۔ اس خیال کی تحقیق (تبیح) میں ایک رسالہ بھی پیش
کھا ہے (جو آبِ نایاب ہے، گیلانی) ۶

ثُمَّ بَعْدَ هَؤُلَاءِ فَاعْدِلْ الْاَصْنَافَ
سُكَّانِ الْاَقْلِيمِ الْوَالِيعِ فَانْهَضْ
يَحْتَرِقُونَ بِدِوَامِ مَسَامَتِ الشَّمْسِ
عَلَى رُؤُوسِهِمْ حِينَئِذٍ تَبَاعِدُهَا
عَنْهُمْ كَسُكَّانِ اَكْثَرِ الْاَثْنَانِ وَالْثَالِثِ
وَلَا هُمْ فَيُؤْنِئُونَ بِدِوَامِ
بُعْدِ الشَّمْسِ عَنْ رُؤُوسِهِمْ كَسُكَّانِ
اٰخِرِ الْخَامِسِ وَمَا هُوَ اَبْعَدَ مِنْهُ
عَرَضًا

اس خط استوار کے موسم گرما میں آفتاب کی کرنیں بالکل سیدھی پڑتی ہیں (مسامتہ)، اور قلم رابع کے موسم گرما میں آفتاب کی کرنیں بالکل سیدھی نہیں پڑتی ہیں، بلکہ بمقابلہ موسم سرما کے آفتاب کی کرنیں سیدھ کے قریب پڑ جاتی ہیں (قرب مسامتہ)۔ مگر پھر بھی ان ملکوں کی گرمی بمقابلہ خط استوار کے بہت شدید ہوتی ہے، جس کے بہت سے وجوہ ہیں؛ ازاں قبیل یہ وجوہ سے کان ملکوں میں گرمی کے دن بہت بڑے ہوتے ہیں +

نیک انکے سروں سے آفتاب دور رہتا ہے +

بلحاظ اشخاص (افراد انسان) کے اگر دیکھا جائے تو معتدل حقیقی سے قریب تر وہ شخص ہوگا جو کسی معتدل ترین نوع کی معتدل ترین صنف کا معتدل ترین فرد ہو +

بلحاظ اعضاء کے اگر دیکھا جائے، تو یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اعضاء رئیسہ اعتدال حقیقی سے قریب تر نہیں ہیں؛ بلکہ معلوم ہونا چاہئے کہ تمام اعضاء کے مقابلہ میں کم (گوشت) اعتدال حقیقی سے قریب تر ہوتا ہے؛ اور اس سے بھی قریب ترین جلد ہے۔ جلد کے معتدل ہونے کی دلیل یہ ہے کہ جلد ایسے پانی سے متاثر نہیں ہوتی (گرمی سردی محسوس نہیں کرتی) جس میں گرم و سرد پانی برابر ملائے گئے ہوں؛ آدھا پانی کھولتا ہوا ہو، اور آدھا جا ہوا (برق کی صورت میں)، علیٰ ہذا جلد میں جو برد و اعصاب سے حاصل ہوتی ہے، تقریباً اُس کی تعدیل عروق، روح اور خون کی حرارت سے ہو جاتی ہے (اور دونوں کیفیتیں حرارت و برد و برابری ہو جاتی ہیں) + (یہ تو حرارت اور برد و برابری کے لحاظ سے جلد کے معتدل ہونے کی دلیل ہے؛ اب رطوبت و پیوست کے لحاظ سے جلد کا اعتدال ثابت کیا جاتا ہے)؛ اسی طرح جلد ایسے جسم سے متاثر نہیں ہوتی، جس میں خشک ترین جسم (مٹی) اور سیال ترین جسم (پانی) باہم بھی طرح ملائے جائیں، اور یہ دونوں جسم بالکل برابر ہوں (یعنی خشک و تر جسموں کی وجہ سے مجموعہ مرکب میں نہ رطوبت زیادہ ہو، اور نہ پیوست)۔ رہا یہ امر کہ یہ کیونکر معلوم ہوا کہ جلد ایسے جسموں سے متاثر نہیں ہوتی؟ یہ اس طرح ثابت ہوا کہ جلد ان کو محسوس نہیں کرتی (جلد میں ایسی چیزوں کا احساس نہیں ہوتا)۔ رہی یہ بات کہ یہ کیونکر ثابت ہوا کہ جلد ان جسموں کے مشابہ ہے (مثیل اور

واما فی الاشخاص فهو اعدل شخص من اعدل صنف من اعدل نوع

واما فی الاعضاء فقد ظهر ان الاعضاء الرئيسة ليست مثالیة الاقرب من الاعتدال الحقیقی بل بحسب ان يعلم ان اللحم اقرب من الاعضاء من ذلك الاعتدال و اقرب منه الجلد فانه لا یکاد ینفعل عن ماء ممزوج بالتساوی نصفه جمل ونصفه مغلی و یکاد یتعادل فیہ تسخین العروق والروح والدم لتبرید العصب وكذلك لا ینفعل عن جسم حسن الخلط من ائیس الاجسام و اسلیها اذا کانا فیہ بالسویة و انما یعرف انه لا ینفعل لانه لا یحس و انما کان مثله لما کان لا ینفعل منه لانه لو کان مخالفا له لا نفعل عنه فان الاشياء المتفقة العنصر المتضادة الطباثر ینفعل بعضها عن بعض

ہم کیفیت ہے۔ اور یہ کہ جس طرح یہ اجسام معتدل ہیں، اسی طرح جلد بھی معتدل ہے؟ اس لئے کہ جلد ایسے جسموں سے متاثر نہیں ہوتی۔ اگر وہ اس سے مخالف ہوتی (مثلاً نہ ہوتی) تو یقیناً ان سے متاثر ہوتی؛ اسلئے کہ وہ تمام چیزیں ایک دوسرے سے متاثر ہوا کرتی ہیں، جو مادہ کے لحاظ سے ایک ہوں، اور طبیعت کے لحاظ سے متضاد ہوں (مخالف ہوں)۔

قطرہ قدیم کے مسلمات ہیں سے ہے کہ تمام عناصر اور ان کے سارے مرکبات ایک مادہ (ہیوٹی) میں شریک ہیں، یعنی سب کا مادہ ایک ہے، اور افلاک (آسمان) کا ہیوٹی دو سرا ہے، شیخ نے یہ کیوں کہا کہ ”جو مادہ کے لحاظ سے ایک ہوں؟“ اسلئے کہ آسمان کے ساتھ مثلاً اگر کوئی گرم عنصر ملے، تو یہ دونوں باوجود مختلف الطباع ہونے کے ایک دوسرے سے متاثر نہیں ہوتے؛ کیونکہ یہ دونوں ایک مادہ میں شریک نہیں ہیں۔ مزعم *
وانما لا ینفعل الشئ عن مشارکہ یہ بھی واضح رہے کہ کوئی جسم اپنی جیسی کیفیت والے جسم سے مثلاً فی الکلیفۃ اذا کان مشارکہ فی الکلیفۃ گرم جسم دوسرے گرم جسم سے (اُس وقت متاثر نہیں ہوتا ہے) جبکہ دوسرا جسم اس کیفیت میں اُس کے مشابہ ہو (یعنی جبکہ دونوں شبیہ فیہا کی کیفیتیں شدت وضعف کے لحاظ سے ایک درجہ کی ہوں)۔ *

واعدل الجلد جلد الید واعدل جلد الید جلد الکف واعدل جلد الراحۃ واعدلہ ماکان علی الاصل واعدلہ ماکان علی السبابة واعدلہ ماکان علی الامتلاء منہا فلذلک ہی وانا مل الاصل بخری تکاد تکون ہی کا لحاظ کما بالبطبع فی مقادیر الملوین فان الحاکم یجب ان یکون متساوی المیل الی الطرفین جمیعاً حتی یخس بخروج الطرف عن التوسط والعدل و یجب ان تعلم مع ما قد علمت

پھر تمام جلد میں سے ہاتھ کی جلد زیادہ معتدل ہے؛ اور ہاتھ کی جلد میں سے بھی کف (پہنچہ) کی جلد، اور پہنچہ کی جلد میں سے راحہ کی جلد، اور راحہ کی جلد میں سے انگلیوں کی جلد، اور انگلیوں میں سے سبابة (انگشت شہادت) کی جلد، اور سبابة کی جلد میں سے انگلی پور (اناملہ) کی جلد سب سے معتدل ہے، یہی وجہ ہے کہ سبابة کے انگلی پور کی جلد، اور دوسری انگلیوں کے انگلی پوروں کی جلد کیفیات طبعہ (کیفیتیں) جو چھوکر معلوم کی جاتی ہیں (کی مقدار بتانے کے لئے تقریباً گویا بالبطبع) (قدرتی طور پر) حاکم ہیں۔ کیونکہ حاکم کا میلان دونوں طرف برابر ہونا چاہئے، تاکہ وہ اندازہ کر سکے کہ درمیانی حالت اور اعتدال سے وہ کیفیت کتنی ہٹی ہوئی ہے۔ *

دواؤں کے مزاج سے مراد کیا ہے؟ جو باتیں تمہیں معلوم ہو چکی ہیں،

انا اذا قلنا للذوا انه معتدل ان کے ساتھ تھیں یہ بھی جانتا چاہئے کہ جب ہم کسی دوار (یا مقدار) فلسنا لفعن بدل لک انہ معتدل کے متعلق کہتے ہیں کہ "یہ معتدل ہے" تو اس سے ہماری مراد یہ علی الحقیقۃ فلاک غیر ممکن ولا نہیں ہوا کرتی ہے کہ یہ دوار حقیقت میں معتدل ہے (یعنی یہ کہ ایضاً انہ معتدل بلا اعتدال یہ معتدل حقیقی ہے)؛ کیونکہ یہ تو غیر ممکن ہے (کہ دنیا میں کوئی انسان فی مزاجہ والا لکان چیز حقیقی طور پر معتدل ہو)؛ اور نہ اس سے ہماری مراد ہوا کرتی ہے کہ اُس میں ایسا اعتدال پایا جاتا ہے، جیسا کہ انسان میں ہوا من جوہر الانسان بعینہ ہے کہ اُس کا مزاج انسان کے مزاج کی طرح ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو وہ دوار (دوار ہی کیوں رہتی؟) جو ہر انسان نہ ہو جاتی +

کیونکہ یہ تو فلسفہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ مختلف اجسام میں مختلف صورتوں (مختلہ نوعیہ) کے قبول کرنے کی استعداد ان کے مزاجوں ہی کی وجہ سے پیدا ہوا کرتی ہے؛ اور جب ان اجسام کا مزاج بدل جاتا ہے، تو وہ صورت نوعیہ بھی بدل جاتی ہے۔ چنانچہ حیوانات کے مرنے کی وجہ یہی ہوا کرتی ہے کہ ایک وقت میں ان کے مزاج اور عناصر کی ترکیب خراب ہو جاتی ہے +

ولکنا لنعنی انه اذا فعل عن الحار بلکہ اس سے ہماری مراد یہ ہوا کرتی ہے کہ وہ دوار جب الغریزی فی بدن الانسان بدن انسان کی حرارت غریزی (حار غریزی - اصلی حرارت) سے قتیکیف بکیفیۃ لم تکن تلک الکیفیۃ متاثر ہوتی ہے (اور قوت باضمہ سے اُس کے اجزاء بکھل آتے ہیں) خارجیۃ عن کیفیۃ الانسان جنگو عمل کرنے کا موقع مل جاتا ہے) تو بدن انسان میں ایک ایسی الی طرف من طرفی الخروج عن کیفیت پیدا ہوتی ہے جو انسانی کیفیت (انسانی مزاج) سے المساوۃ ولا اعتدال فلا یؤثر فیہ کسی طرف خارج نہیں ہوتی (انسانی مزاج اور اس کے اعتدال سے اثلاً ما تلا عن الاعتدال فکانہ کسی طرف ہٹی ہوئی نہیں ہوتی)؛ اس لئے اس سے بدن میں کوئی معتدل بالقیاس الی فعلہ فی ایسا اثر پیدا نہیں ہوتا جو اعتدال سے ہٹا ہوا ہو۔ پس گویا وہ اپنے بدن الانسان فعل کے لحاظ سے معتدل ہے +

ولکن لک اذا قلنا انه حار وبارد اسی طرح ہم جب کسی دوار کے بارہ میں کہتے ہیں کہ "وہ فلسنا لفعن ان جوہرہ فی غایۃ الحارۃ گرم ہے، یا سرد ہے" تو اس سے ہماری مراد یہ نہیں ہوا کرتی ہی او البرودۃ ولا انہ فی جوہرہ اخر من کہ اُس دوار کا جوہر نہایت درجہ گرم یا ٹھنڈا ہے (جیسا کہ غماہر بدن الانسان او ابدہ والا لکان کے بارہ میں سمجھا جاتا ہے)؛ اور نہ اس سے یہ مراد ہوا کرتی ہے کہ

المعتدل فی مزاجه مثل مزاج اُسکا جو ہر بدن انسان سے گرم یا ٹنڈا ہے۔ اگر اس سے یہ مراد
 الانسان ولكننا نعني انه يحدث ہو، تو یہ لازم آئے کہ دوار معتدل کا مزاج انسان کے مزاج جیسا
 منه فی بدن الانسان حراً سراً ہو (اور یہ ہو نہیں سکتا، جیسا کہ ہم ابھی بتا چکے ہیں)۔ بلکہ اس سے
 او برودة فوق اللتين له ولهذا ہمارے مراد یہ ہوا کرتی ہے کہ اس دوار سے بدن انسان میں اتنی
 قد يكون الدواء بارداً بالقياس گرمی یا سردی پیدا ہوتی ہے جو بدن کی گرمی یا سردی سے زیادہ ہے
 انی بدن الانسان حاراً بالقياس یہی وجہ ہے کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جو دوار بدن انسان کے محاذ
 ابی بدن العقرب وحاراً بالقياس لی سے سرد ہوتی ہے، وہ بدن عقرب (بھجی) کے محاذ سے گرم، یا
 بدن الانسان بارداً بالقياس لی بدن انسان کے محاذ سے گرم اور بدن حیتہ (سانپ) کے محاذ سے
 الحية بل قد يكون دواء واحد ايضاً سرد۔ بلکہ گاہے ایسا ہوتا ہے کہ ایک ہی دوار ایک شخص کے
 حاراً بالقياس ابی بدن ذید فوق كونه لئے شلاً زید کے لئے کم گرم ہوتی ہے، اور دوسرے شخص کے لئے
 حاراً بالقياس ابی بدن عرم ولهذا يمرض شلاً غمز کے لئے، زیادہ گرم۔ اسی وجہ سے معالجوں کو ہدایت
 المعالجون بان لا يقيموا على دواء واحد فی کی جاتی ہے، کہ جب مزاج کے بدلنے میں ایک دوا سے کامیابی نہ
 تبدل المزاج اذا لم ينجم تو اسی ایک دوا پر قائم نہ رہیں (بلکہ دوسری دوا بدل دیں) +

کیونکہ یہ ممکن ہے کہ پہلی دوار کی کیفیت اس مخصوص بدن کی ذاتی استعداد کی وجہ سے کم ہو، اور دوسری
 دوار میں زیادہ ہو۔ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ مختلف لوگوں میں دوار کا اثر قبول کرنے کے لئے استعداد کم و بیش ہوا کرتی
 ہے؛ اسی طرح مختلف دوار کے اثرات مختلف لوگوں میں کم و بیش اور بدیر یا بہ سرعت ظاہر ہوا کرتے ہیں؛ جسکے حقیقی
 اسباب کھول کر بتائے نہیں جاسکتے +

واذ قد استوفينا القول في المزاج جب ہم ”مزاج معتدل“ کو پوری تفصیل کے ساتھ بیان
 المعتدل فلننتقل الى غير المعتدل کر چکے، تو اب ہمیں ”غیر معتدل“ کی طرف منتقل ہو جانا چاہئے؛
 فنقول ان الامزجة الغير المعتدلة چنانچہ ہم کہتے ہیں کہ مزاجات غیر معتدل، خواہ نوع کے
 سواء اخذنا بالقياس الى النوع محاذ سے غیر معتدل سمجھے جائیں، یا صنف یا شخص، یا عضو کے محاذ
 او الصنف او الشخص او العضو سے، ان کی آٹھ قسمیں ہیں (حار، بارڈ، رطب، یا بئ، حار رطب،
 ثمانية بعد الاشتراك في انها حار یا بئ، بارڈ رطب، بارڈ یا بئ)۔ اگرچہ یہ ساری قسمیں اس
 مقابلة للمعتدلات تلك الثمانية متحدت علی امر میں شریک ہیں کہ یہ آٹھوں قسمیں معتدل کی مقابل ہیں۔ یہ
 هذا الوجه وهوان الخارج عن الاعتدال آٹھ قسمیں اس طرح بنتی ہیں: مزاج غیر معتدل (خارج از اعتدال)

اما ان يكون بسيطاً وانما يكون خرجاً في مضادة واحدة واما ان يكون مركباً وانما يكون خروجه في المضادتين جميعاً والبسيط الخارج في المضادة الواحدة اما في المضادة الفاعلة وذلك على قسمين لانه اما ان يكون احرماً مما ينبغي لكن ليس اربط ولا ايسر مما ينبغي او يكون ابرد مما ينبغي وليس اربط ولا ايسر مما ينبغي واما ان يكون في المضادة المنفعلة وذلك على قسمين لانه اما ان يكون ايسر مما ينبغي وليس اربط ولا ابرد مما ينبغي واما ان يكون اربط مما ينبغي وليس اربط ولا ابرد مما ينبغي

يا بسيط (مفرد) ہوگا جس میں فقط ایک ہی کیفیت میں زیادتی ہو کر تھی ہے، یا مرکب، جس میں زیادتی ایک ساتھ دو کیفیات میں ہو کر تھی ہے +

چنانچہ غیر معتدل مفرد، جو صرف ایک کیفیت میں اعتدال سے خارج ہو کر تا ہے، اس کی دو صورتیں ہیں: ایک کیفیت فاعلہ میں عدم اعتدال (خروج از اعتدال) ہوگا، یا کیفیت منفعلہ میں اگر کیفیت فاعلہ میں عدم اعتدال ہوگا، تو پھر اس کی دو صورتیں ہیں: (۱) اعتدال سے زیادہ حرارت ہو، لیکن اعتدال سے زیادہ رطوبت یا بیوست نہ ہو، (۲) اعتدال سے زیادہ برودت ہو، لیکن رطوبت و بیوست میں زیادتی نہ ہونا اور اگر کیفیت منفعلہ میں عدم اعتدال ہوگا، تو اس کی بھی دو صورتیں ہیں: (۱) اعتدال سے زیادہ بیوست ہو، اور حرارت و برودت میں کوئی زیادتی نہ ہو؛ (۲) اعتدال سے زیادہ رطوبت ہو، اور حرارت و برودت میں سے کوئی چیز زیادہ نہ ہو +

لیکن یہ چاروں قسمیں اپنی حالت پر کچھ عرصہ تک قائم نہیں رہتی ہیں (بلکہ جلد ہی مفرد سے مرکب بن جاتی ہیں)؛ چنانچہ غیر معتدل حار (سود مزاج گرم) بدن میں جلد ہی بیوست پیدا کر دیتا ہے؛ سو و مزاج بار و بدن میں رطوبت غریبہ (عارضی اور غیر مفید رطوبت) بڑھا دیتا ہے؛ سو و مزاج یا ايسر جلد ہی بدن میں برودت بڑھا دیتا ہے؛ اور سو و مزاج رطوب اگر بہ افراط ہو (شدت کے ساتھ ہو)، تو یہ بمقابلہ سو و مزاج یا ايسر کے جلد بدن میں برودت بڑھا دیتا ہے؛ اور اگر بہ افراط نہ ہو، تو وہ (بمقابلہ یا ايسر کے) زیادہ عرصہ تک بدن کو اعتدال کی حالت پر قائم رکھتا ہے؛ مگر آخر کار لہ حرارت و برودت کو کیفیت فاعلہ کہا جاتا ہے، اور رطوبت و بیوست کو کیفیت منفعلہ +

ابرد مما ینبغی اس میں برودت بڑھا دیتا ہے +
وانت تفہم من هذا ان الاعتدال والصحة تشد اس سے تم سمجھ سکتے ہو کہ اعتدال وصحت بمقابلہ برودت
مناسبة للخارج منها البرودة فلهذا علی المزاج المفردة کے حرارت سے زیادہ مناسبت رکھتے ہیں +
یہ تو حقیقت ہے کہ بمقابلہ برودت کے حرارت صحت سے زیادہ مناسبت رکھتی ہے، لیکن یہ امر قابل غور
ہے کہ شیخ کے کس قول سے اسکا پتہ چلتا ہے +

واما المركبة التي يكون الخروج فيها في غير معتدل مرکب، جس میں ایک ساتھ دو کیفیتیں نہ زیادہ ہوا
المضادتين جميعاً قل ان يكون المزاج احدهم کرتی ہیں، اس کی چار قسمیں ہیں: (۱) حار رطب (۲) حار یاابس
ارطب معاً ما ینبغی او احدهما یسب معاً (۳) باردر رطب (۴) باردر یاابس۔ لیکن یہ ممکن نہیں ہے کہ
او ابرد و اربط معاً او ابرد و ایسب معاً ایک ساتھ حار اور بارد دونوں جمع ہوں، (حرارت کے ساتھ
ولا يمكن ان يكون احدهما ابرد معاً ولا برودت بھی زیادہ ہو)، اور ایک ساتھ رطب اور یاابس دونوں
ارطب و ایسب معاً جمع ہوں (رطوبت کے ساتھ یہ سب بھی زیادہ ہو) +

وکل احد من هذه الامزجة الثمانية بمران آٹھوں مزاجوں کی دو صورتیں ہیں: (۱) بلا مادہ
لا یخلو اما ان يكون بلا مادة وهو ان کے ہو؛ یعنی اس مزاج سے بدن میں عنصر کوئی کیفیت
یحدث ذلك المزاج في البدن کیفیت (سادہ طور پر) پیدا ہو جائے، بدن کی یہ کیفیت اس وجہ سے
وحد ما من غير ان يكون قد نہ پیدا ہوئی ہو کہ بدن کے اندر کوئی ایسی خلط داخل ہو جس کی
تکلیف البدن بها لنفوذ خلط فيه بھی کیفیت ہو، اور جس نے اپنی کیفیت کے مطابق بدن کو متغیر
متکلیف بہ فیغیر البدن الیه کر دیا ہو، مثلاً مریض دق کی حرارت، جو اسکے بدن میں ہوتی
مثل حرارة المدقوق وبرودة ہے، اور اس شخص کے بدن کی برودت جو ہرث سے سرد
الخصم المصمود المثلوج ہو گیا ہو (جسے پالا مار گیا ہو) +

واما ان يكون مع مادة وهو ان يكون البدن (۲) مادہ کے ساتھ ہو۔ اس سے مراد یہ ہے
انما تکلیف بکیفیت ذلك المزاج الخارج انما تکلیف بکیفیت اس مزاج غیر معتدل کی کیفیت اس وجہ سے پیدا
خلط نافذ فيه غالب عليه تلك الکيفية مثل ہو گئی ہو کہ بدن میں کوئی اسی کیفیت کی خلط داخل (نافذہ گسی
تأثر الجسم الانسانی بسبب مزاجی او تنحیث ہوئی) ہو۔ مثلاً انسانی جسم کا بلغم زجاجی سے سرد ہو جانا؛ یا
سہ قدر کا خیال ہے کہ تپ دق میں کوئی مادہ نہیں ہوتا ہے، اور مریض دق کے بدن میں حرارت کسی مادہ کے بغیر
ہوتی ہے۔ لیکن یہ قابل غور مسئلہ ہے۔ ہاں دوسری مثال (برودت کی مثال صحیح ہے +

صغر کلاشی و زنجاری و سنجلی فی الکفا الثانی و الرابع مقرر کرانی زنجاری سے گرم ہو جانا، تمھیں کتاب سویم و
مثلاً لو احد واحد من الامزجة الستة عشر چارم میں ان سٹول مزاجوں میں سے ہر ایک کی مثال لیگی +
واعلم ان المزاج مع المادة قد يكون على مزاج مع مادہ (مزاج مادہ) دو طور پر ہوا کرتا
جہتین و ذلك لان العضو قد يكون ہے: (۱) گاہے عضو اُس مادہ میں بھیگا ہوا اور اُس سے
تاریقاً منتقلاً فی المادة مبتلاً بها وقد يكون ترہتا ہے (مادہ اس عضو میں سرایت کئے ہوئے ہوتا ہے)
تاریقاً المادة محتبسة فی محاربه (۲) گاہے اُس عضو کے راستوں (مخاری) اور اُس کے جو فوں
و بطونه فریما کان احتباساً و (بطون) کے اندر بند ہوتا ہے۔ پھر مادہ جو عضو کے اندر داخل
مدخلتها توریما و ربما لم یکن ہوتا، اور اس کے اندر بند ہوتا ہے، گاہے یہ ورم پیدا کرتا
اور گاہے نہیں کرتا ہے +

فقد اهو القول فی المزاج فلیتسلط الطیب ہی مزاج کی بحث تھی، ان بیانات میں جو باتیں واضح
من الطبیعی علی سبیل البوضوح ما لیس نہ ہوں (بلکہ دلیل کی محتاج ہوں)، ان کو علم طبی سے تقلید کے طور
بینا له فی نفسه پر تسلیم کر لینا چاہئے +

الفصل الثانی منہ و هو فی مزجۃ الاعضاء

فصل دوم - امر مزجۃ اعضاء

اعلم ان الخالق تعالیٰ اعطى كل حیوان و خالق برتر نے حسب تقاضائے امکان ہر حیوان اور ہر
كل عضو من المزاج ما هو الباقی یہ و عضو کو ایسا مزاج عنایت فرمایا ہے جو اُس کے لئے انسب اور
اصح لا فعاله و احواله بحسب حتمال اس کے افعال و احوال کے لحاظ سے بہترین ہے، اس مسئلہ کی
الامکان له و تحقیق ذلك الی الفیلسوف تحقیق طبیب سے متعلق نہیں ہے، بلکہ اس کا تعلق فیلسوف
دون الطیب و اعطى الانسان اعدال (فلسفی) سے ہے۔ چنانچہ اس عالم میں جہاں تک ہو سکتا ہے
مزاج یمکن ان يكون فی هذا العالم مع ان میں سے انسان کو بہترین (معتدل ترین) مزاج دیا گیا ہے،

لہ علم اصول میں ثابت ہو چکا ہے کہ نفوس اور صورت نوعیہ، جو اجسام اور مواد پر قدرت کی طرف سے فائز ہو کر رہتے ہیں، اسی
اسی قدر شریف اور تہذیب بلند ہوتے ہیں، جتنے ان اجسام کے مزاج شریف ہوتے ہیں، اور مزاج کی شرافت یہ ہے کہ وہ اعتدال
حقیقی سے زیادہ قریب ہو۔ اب ظاہر ہے کہ انسان کا نفس تمام نفوس سے اشرف و اعلیٰ ہے، کیونکہ اسکے کام و یکہ حیوانات کے کاموں
سے بلند و ارفع ہیں، مثلاً آلات کی ایجاد، عدالت، حکمت، علوم، اور اکات الہامات، وغیرہ۔ یہ چیزیں ایسی ہیں کہ انسان دیگر
حیوانات سے امتیازی شان رکھتا ہے +

مناسبة لقوا التي بها يفعل بفعل اور اس کے ساتھ ہی انسان کی آن قوتوں کی مناسبت کا بھی خیال
واعطى كل عضو ما يليق به من رکھا گیا ہے، جنکے ذریعہ سے انسان سے فعل لطف و انفعال و تاثیر
مزا جہ فجعل بعض الاعضاء وتأثر) انجام پاتے ہیں؛ اور اس کے ہر عضو کو ایسا مزاج بخشنا
ا حرو و بعضها ابرد و بعضها ايس گیا ہے جو ان کے لئے مناسب و لائق ہے۔ چنانچہ اس کے
و بعضها ا رطب بعض اعضا، گرم بنائے گئے ہیں، بعض سرد، بعض خشک اور
بعض تر +

فاما احترام في البدن فهو الروح چنانچہ بدن کی تمام چیزوں سے زیادہ گرم
والقلب الذي هو منشأه ثم الدم روح اور قلب ہے جو نشاۃ روح ہے (سرچشمہ روح
فانه وان كان متولدا في الكبد ہے، جہاں روح پیدا ہوتی ہے)۔ ان دونوں چیزوں کے
فانه لا اتصاله بالقلب يستفيد بعد خون کا درجہ ہے، خون اگرچہ جگر میں پیدا ہوتا ہے، مگر
من الحرا سرۃ ما ليس للكبد ثم الكبد چونکہ وہ قلب سے اتصال و تعلق رکھتا ہے، اس لئے خون میں قلب اتنی حرارت
لانہ كدم جامدا ثم اللحم و حاصل ہو جاتی ہے، یعنی جگر میں موجود نہیں ہو، خون کے بعد جگر کا درجہ ہے، کیونکہ
هو اقل حرا سرۃ منها وانما يقصر جگر کی گویا جاہل خون، جگر کے بعد گوشت کا درجہ ہے، یعنی گوشت کی حرارت جگر کو کتر ہو جاتی ہے
عنہا بما يخالطه من اليا ف اعصب میں بمقابلہ جگر کے کم حرارت ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں اعصاب
البارد ثم العضل و هو اقل کے ریشے، جو مزاجاً بار د ہیں، مخلوط ہوتے ہیں، اس کے بعد
حرارة من اللحم المفرد بما عضلات ہیں، جنکی حرارت کم مفرد سے اس لئے کتر ہوتی ہے
يخالطه من العصب والرباط ثم کہ عضلات کے ساتھ اعصاب اور رباطات مل جاتے ہیں اس کے
الطمال لما فيه من عكس الدم بعد طحال کا درجہ ہے؛ طحال کے کم گرم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ
ثم الكلى لان الدم ليس فيها اس کے اندر عکس الدم (خون کا میل - سوداوار) رہتا ہے۔ اس کے
بالكثير ثم لحم الثدي ولا نشين بعد گروے ہوا؛ گروے کے کم گرم ہونے کی وجہ یہ ہے
ثم طبقات العروق الضواريہ کہ ان میں خون زیادہ نہیں ہوتا ہے۔ اس کے بعد لحاظ حرارت
الاجواء لها العصبية بل لما ثمی (پستان) اور خصيتين (منشین) کا گوشت ہے۔
يقبله من سخين الدم اس کے بعد عروق ضواریہ (شرائین) کے طبقات ہیں

لہ بدن انسان میں دونوں قسم کی قوتیں پائی جاتی ہیں، (۱) قوت فاعلہ، جیسے ہاضمہ، جذبہ، دفعہ، محرکہ وغیرہ اور (۲) قوت
شفعولہ (اثر پذیر ہونے والی قوت) مثلاً احساس، ادراک، طردنا، خوش ہونا، غصہ ہونا وغیرہ +

والروح اللدین فیہا شمر طبقات العروق السواکن لاجل الدم وصلہ شمر جلدة الکف المعتدلة

طبقات شرائین کے گرم ہونے کی وجہ اس کا عصبی جوہر نہیں ہے (کیونکہ عصبی جوہر توبار دہوا کرتا ہے) بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ شرائین کے طبقات اس خون اور روح سے گرمی حاصل کر لیتے ہیں، جو ان کے اندر رہتے ہیں۔ اس کے بعد بخاظ حرارت عروق سنوکن (دریدوں) کے طبقات ہیں۔ دریدوں کے گرم ہونے کی وجہ محض خون ہے (جوان کے اندر ہوتا ہے) اس کے بعد کف (بچہ) کی جلد ہے، جو معتدل ہے (یعنی حرارت و برودت کے محاظ سے اعضائے حارہ و بارہ کے بیچ میں ہے) +

وا بدحما فی البدان البلیغم ثم الشعر ثم العظم ثم الغضروف ثم الرباط ثم الوتر ثم الغشاء ثم العصب ثم النخاع ثم الدماغ ثم الشحم ثم السین ثم الجلد ولما اربط ما فی البدان فالبلیغم ثم الدم ثم السین ثم الشحم ثم الدماغ ثم النخاع ثم لحم الثدي ولا نشین ثم الریة ثم الکبد ثم الطحال ثم الکلیتان ثم العضل ثم الجلد

بدن کی تمام چیزوں میں سب سے سرور بلغم ہے پھر ترتیب شعر بال، ہڈی، غضروف (گڑی) رباط، وتر، غشاء (جلی)، عصب، نخاع (حوام مغز)، دماغ، شحم، سین، جلد (سرور میں کم ہوتے چلے گئے ہیں) +

بدن کی تمام چیزوں میں سب سے رطب بلغم ہے پھر ترتیب خون، سین، شحم، دماغ، نخاع، پستان اور خضیوں کے گوشت، ریه (مخشش)، جگر، طحال، گردے، عضلات، اور جلد (رطوبت میں کم ہوتے چلے گئے ہیں) +

هذا هو الترتیب الذی رتبہ جالینوس ولكن یجب ان یعلم ان الریه فی جوہرھا وغریزھا تھالیست برطوبة شدیدة الرطوبة لان کل عضو مشبیه فی مزاجھا الغریزی بما یغذی بہ وشبیه فی مزاجھا العارضی بما یفضل منہ ثم الریه یغذی من اسخن الدم واكثره حیطة للصفر اء یعلمنا هذا جالینوس بعینه ولكنها قد یجتمع فیہا فضل کثیر

یہ جالینوس کی بتائی ہوئی ترتیب ہے۔ لیکن یہاں معلوم ہونا چاہئے کہ پیپٹڑے کا جوہر اور اس کی طبیعت ایسی زیادہ رطب نہیں ہے۔ کیونکہ ہر عضو کا اصلی مزاج اس کی اپنی غذا سے، اور عارضی مزاج اس کے ذاتی فضلات سے مشابہ ہوا کرتا ہے؛ اور پیپٹڑے کے تغذیہ میں بہت ہی گرم خون خرقہ ہوا کرتا ہے، جو صفراء کے ساتھ بہت زیادہ ملا ہوا ہوتا ہے۔ یہ بات ہمیں جالینوس ہی نے بتائی ہے (اس لحاظ سے پیپٹڑے میں رطوبت زیادہ نہ ہونی چاہئے)۔ لیکن بدن سے جو بخارات پیپٹڑے کی طرف چڑھتے رہتے ہیں، اور جو نزلے اس پر گرتے

من الرطوبة مما يتصل بالهامة بخارج
البدن وما يتصل بالهامة من التزلات
واذا كان الامر على هذا فالكلبد رطب
من الرية كثيرا في الرطوبة الغريزية
والرية اشد ابتلاكا وان كان دواء الابتلا
قد يجعلها رطب في جوهرها ايضا
وهكذا يجب ان يفهم من حال البلغم
والدم من جهة وهي ان ترطيب
البلغم في اكثر الامور هو على سبيل البلب
وترطيب الدم على سبيل التقدير
في الجوهر على ان البلغم الطبع المائي
قد يكون في نفسه اشد رطوبة
من الدم فان الدم بما يستوفى حظه
من النضج يتحلل منه شئ كثير من الرطوبة
التي كانت في البلغم المائي الطبع
الذي استحاله اليه فتعلم بعد ان
البلغم الطبع دم استحاله بعض
الاستحالة

رہتے ہیں، ان سے پھیپھڑے میں بہت سی رطوبتیں جمع
ہو جاتی ہیں۔ جب یہ بات ہے، تو ثابت ہوا کہ اصلی رطوبت
کے لحاظ سے جگر بہ نسبت پھیپھڑے کے زیادہ رطب ہے، اور
پھیپھڑا (رطوبات فضلیہ سے) بہت زیادہ بیگنا ہوا رہتا ہے
(تھڑا ہوا رہتا ہے)۔ اگرچہ ہر وقت کا بیگنا رہنا پھیپھڑے
کے جوہر کو بھی رطب بنا دیتا ہے +
اسی لحاظ سے بلغم اور خون کا حال بھی سمجھنا چاہئے: یعنی
بلغم کی ترطیب اس قسم کی ہے کہ اس سے عصفو بیگنا جاتا ہے،
اور خون کی ترطیب اس قسم کی ہے کہ رطوبت عصفو کے جوہر میں
قائم ہو جاتی ہے۔ اگرچہ طبعی مائی بلغم (رقیق بلغم) گاہے حقیقت
میں خون سے زیادہ رطب ہوتا ہے۔ کیونکہ خون چونکہ اپنے حصہ
ہضم کو پورا کر لیتا ہے بلغم بننے کے بعد خون بننے کے لئے ایک
عرصہ تک پکتا ہے) اس لئے بلغم طبعی رقیق کی ہلکت سی رطوبت اس
ہضم کی وجہ سے تحلیل ہو جاتی ہے، اور وہ بلغم خون بن جاتا ہے +
جیسا کہ تحصیل غفریب بعد کہ معلوم ہو گا کہ بلغم طبعی (گویا) خون
ہی ہے، جس میں ابھی تھوڑا استحالہ رہضیم) ہوا ہے (اور
کچھ استحالہ ابھی باقی ہے، جب پورا استحالہ ہو جائیگا، تو بلغم
پورے طور پر خون کی شکل میں تبدیل ہو جائیگا) +

تمام بدن کی چیزوں میں سب سے خشک
شعر ربال (بال) ہے، کیونکہ بال بخارات دغانیہ (دھواں ٹی پڑتی
بھاپ) سے پیدا ہوتا ہے، جسکے بخارات (اجزاء مائیہ) تو تحلیل
ہو جاتے ہیں، اور خالص دغائیت (دھواں) بستہ ہو کر بال
کی شکل میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ بال کے بعد ہڈی کا درجہ
ہے، کیونکہ ہڈی تمام اعضاء سے سخت ہے (اور سختی ہمیشہ سب سے
ہی کی وجہ سے حاصل ہوا کرتی ہے) لیکن ہڈی بمقابلہ بالوں کے

والہا ایس ما فی البدن فالشعر لانه من
بخار دغانی تحلل ما کان فیہ من خلط
البخار وانعقدت الدخانیة الصرفة
ثم العظم لانه اصلب الاعضاء لكنه
ارطب من الشعر لان کون العظم من الدم
ووضعه وضع نشاف للرطوبات الغريزية
ممكن فيها ولان لک ما کان العظم يغذو

کثیرا من الحيوانات والشعر لا یغذ وشیئا رطب ہے۔ کیونکہ ہڈی کی پیدائش خون سے ہوتی ہے؛
منہا او عس ان یغذ وواحداً امتزجتا نیز ہڈی (گوشت وغیرہ کے بیج میں) ایسی جگہ پر رہتی ہے
كما قد ظن بعض ان الخفافیش تھصمه جہاں وہ رطوبات غریزہ (رطوبات اصلہ) کو چوستی رہتی
وتسيفه لکنا اذا اخذنا قدرین متساویین ہے (اس کے برعکس بال باہر سوکتے رہتے ہیں)۔ یہی وجہ ہے
من العظم والشعر فی الوزن فقطرنا کہ ہڈی سے بہت سے حیوانات تغذیہ حاصل کرتے ہیں، اور
ہما فی القرع والا بنیق سال مل العظم باؤں سے کوئی جانور غذا حاصل نہیں کرتا؛ یا یہ کہ صرف ایک
ماء ودھن اکثر وبقیہ لہ تغل اقل العظم جانور باؤں سے غذا حاصل کرتا ہے؛ جیسا کہ بعض لوگوں کا
اذن ا رطب من الشعر بعد العظم فی لیستہ گمان ہے کہ چمکا ڈٹوں کی غذا میں بال ہضم ہو جاتے ہیں۔
الغضروف ثم الرباط ثم الوتر ثم الغشاء ہڈی کے بعد پرست میں یہ ترتیب غضروف، رباط، وتر، غشاء
ثم الشرايين ثم الاوردہ ثم عصب الحركۃ شرايين، اور دہ، اعصاب حرکت، قلب، اعصاب حس اور جلد
ثم القلب ثم عصب الحس فان عصب الحركۃ ہیں۔ اعصاب حرکت بمقابلہ معتدل کے بار دہی زیادہ ہیں،
ابرد وایس مع اکثر ا من المعتدل و اور یابس بھی؛ اور اعصاب حس بمقابلہ معتدل کے اگرچہ بار دہ
عصب الحس برد وایس یس اکثر ا من المعتدل ہیں، مگر یابس زیادہ نہیں ہیں؛ بلکہ پرست میں شام معتدل
بل عسی ان یكون قریباً منہ وایس ایضاً سے قریب ہی ہوں؛ اور برودت میں بھی اُس سے بہت
کثیر البعد منہ فی البرد ثم الجلد زیادہ دور نہ ہوں +

الفصل الثامن فی فرجۃ الاسنان والاجناس فصل سویم عمروں ورجسوں کے مزاج

الانسان اربعۃ فی الجملة سن النمو و یسمی اجمالاً (اور عرفاً) آستان یعنی عمریں چار ہیں : (۱)
سن الحد اثنہ وھوالی قریب من ثلاثین سن نمو (بڑھنے کا زمانہ) جسکو سن حد اثنہ بھی کہا
سنۃ ثم سن الوقوف وھو سن الشباب جاتا ہے۔ یہ تقریباً تیس سال تک ہے۔ (۲) سن الوقوف
وھوالی نحو من خمس وثلاثین سنۃ اور اربعین (ٹھہراؤ کا زمانہ)، جسکو سن شباب یعنی جوانی کا زمانہ کہا جاتا
سنۃ و سن الاخطاط مع بقاء من القوة ہے۔ یہ تقریباً پینتیس یا چالیس سال تک ہے۔ (۳) سن
وھو سن المتکملین وھوالی نحو من ستین انحطاط (گھٹاؤ کا زمانہ)، جس میں قوتیں باقی ہوں؛ یہ سن
سنۃ و سن الاخطاط مع ظهور الضعف متکملین (ادھیڑوں کی عمر) ہے۔ یہ تقریباً ساٹھ سال تک
فی القوة وھو سن الشیوخ اللے ہے۔ (۴) سن انحطاط جس میں قوتوں کی کمزوری نمایاں ہوں

آخر العمر
لکن سن الحد اثنی عشر ينقسم الى سن الطفولة
وهو ان يكون المولود بعد غير
مستعد الاعضاء للحركات والنمو
والى سن الصبى وهو بعد النمو
وقبل الشدة وهو ان يكون الانسان
قد استوفت السقوط والنبات ثم
سن الترعيع وهو بعد الشدة ونبات
الانسان قبل المراهقة ثم سن الغلامية والها
الى ان يقبل وجهه ثم سن الفتى
الى ان يقف النمو

یہ سن شیوخ (بزرگوں کی عمر) ہے، جو آخر زندگی تک چلتی ہے
پھر سن حد اثنی عشر (سن نو) کے چند حصے ہیں (۱) سن
طفولیت جس میں بچے کے اعضاء اب تک چلنے پھرنے اور کھڑے
ہونے کے قابل نہیں ہوتے (یہ تقریباً چار سال تک ہے) (۲)
سن صبی، بچے کے کھڑے ہونے کے بعد اور اعضاء کے
سخت ہونے سے پہلے، جس میں دانت گر کر گم چکے ہیں (اسکی
انتہا سات سال تک ہے) اس کے بعد (۳) سن ترعیع
ہے، جو اعضاء کے سخت و مستحکم ہونے اور دانت اُگنے کے بعد
شروع ہوتا، اور مراهقة (بلوغ - اختلام) سے پہلے ختم ہوجاتا
ہے، (سن ترعیع کی انتہا تیرہ سال ہے) اسکے بعد (۴) سن
غلامیت و رماق ہے، یہاں تک کہ ڈاڑھی مونچھ نکل آئیں
اسکے بعد (۵) سن فتی (زوجانی کی عمر) ہے، یہاں تک
کہ نگوڑے بڑھوتری ہو کر جائے +

ڈاڑھی مونچھ کے ذکر سے ثابت ہو رہا ہے کہ یہ عمریں مردوں کے لحاظ سے بیان کی گئی ہیں۔ درندہ عورتیں
عموماً تیس سال تک نمونیں پاتی ہیں (گیلانی) +

والصبیان اعنى من الطفولية الى
الحد اثنی عشر من الحرارة كالمعتدل
وفي الرطوبة كالزائد ثم بين الاطباء لا قد
اختلاف في حرارة الصبى والشاب
فبعضهم يرى ان حرارة الصبى شد
ولذلك ينمو اكثر ويكون افعاله الطبيعية
من الشهوة والهضم اكثر وادوم
ولان الحرارة الغريزية المستفاد
فيهم من المنى اجمع واحداث
وبعضهم يرى ان الحرارة الغريزية

صبیان کا مزاج، یعنی طفولیت سے آخر حد اثنی عشر
تک (نمو کا پورا زمانہ) حرارت میں گویا معتدل ہے، اور رطوبت
میں گویا زائد ہے۔ پھر بچہ اور جوان کی حرارت کے بارہ
میں متقدمین اطباء کا اختلاف ہے +

افریق اول بعض اطباء کی رائے ہے کہ بچوں کی حرارت شدید تر
ہے؛ یہی وجہ ہے کہ بچے زیادہ بڑھتے ہیں، ان کے
طبی افعال، جیسے بھوک، ہضم، زیادہ ہیں، اور پائدار (دیرپا)
ہیں؛ اور یہ کہ بچوں کی حرارت غریزیہ جو ان میں منی سے مل
ہوتی ہے، زیادہ اکٹھی ہوتی، اور تازہ تر (نئی) ہوتی ہے +

افریق ثانی دوسرے گروہ کا خیال ہے کہ جوانوں کی حرارت

فی الشبان اقوی بكثير لان دمهم غریزیه (اصلی حرارت) بہت زیادہ قوی ہوتی ہے۔ کیونکہ جوانوں اکثر وامتن ولذلك یصیبهم الرعاف میں خون زیادہ ہوتا، اور ان کا خون زیادہ گاڑھا ہوتا ہے اکثر واشد لان مزاجهم الى الصفء اسی وجہ سے جوانوں کو نکسیر بکثرت اور شدت پہنچتی ہے۔ امیل وھن ارج الصبیان الى البلغم امیل اور اس لئے کہ جوانوں کا مزاج صفراء کی طرف میلان رکھتا ولا ینھما قوی حرکات والحركة بالحرارة ہے، اور بچوں کا مزاج بلغم کی طرف۔ اور اس لئے کہ جوان وھما قوی استمراء وھما وذلك بلحاظ حرکات کے زیادہ قوی ہوتے ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ بالحرارة واما الشهوة فلیست تكون حرکت حرارت ہی سے پیدا ہوتی ہے۔ نیز جوانوں کی قوت بالحرارة بل بالبرودة ولھذا ما باضمہ زیادہ قوی ہوتی ہے، اور ہضم حرارت ہی سے ہوا کرتا یجد ان الشهوة الکلیبۃ فی اکثر الامور ہے۔ یہی بھوک، تودہ حرارت سے نہیں ہوتی، بلکہ برودت من البرودة والدلیل علی ان ھولاء سے ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شہوت کلبیہ (کتنے کی بھوک) اشد استمراء لانہ لا یصیبهم من اکثر اوقات برودت ہی سے ہوا کرتی ہے۔ جوانوں کے النھوع والقی والتخمة ما یعرض قوی المضغ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ بچوں کو بد معنی (سور ہضم) للصبیان سوء الهضم والدلیل کی وجہ سے ہوا بگائی، تے، اور تخمہ لاحق ہوا کرتا ہے، وہ علی ان مزاجهم امیل الى الصفء جوانوں کو نہیں ہوتا۔ یہی اس کی دلیل کہ جوانوں کا مزاج ھوان امراضهم حارة کلھا صفراء کی طرف زیادہ مائل ہوا کرتا ہے، یہ ہے کہ ان کے کھی الغب وقیھم صفراء واما اکثر امراض الصبیان فانھا دابة اور ان کی تے صفراء ہی ہوا کرتی ہے۔ اس کے برعکس بچوں باددۃ وحمیاتھم بلغمیۃ واکثر کے اکثر امراض سرودتہ (بارد و رطب) ہوا کرتے ہیں، اور اکثر ما یقن فونہ بالقی بلغم واما النمو ان کی تے میں بلغم خارج ہوا کرتا ہے۔ رہا نمو، جو بچوں فی الصبیان فلیس من قوۃ حرارتھم میں ہوا کرتا ہے، تو اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ انکی حرارت ولكن لکثرة سطوہم وایضا قوی ہے، بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ بچوں میں رطوبت بکثرت فان کثرة شہوتھم تدل ہوتی ہے۔ نیز بچوں میں بھوک کا زیادہ ہونا اس امر کو علی نقصان حرارتھم ھذا ھو مذہب بتاتا ہے کہ بچوں کی حرارت کم ہوتی ہے۔ یہ تودوں فریقہ (فریقین) واحتیاجھما کے مذاہب اور ان کی جہتیں (دلیلین) ہیں +

واما جالینوس فیرد علی الطائفتین مذہب جالینوس رہا جالینوس، وہ ان دونوں گروہوں کی

جميعاً ویدری ان الحرارة فیہا متساویۃ تردید کرتا ہے۔ مس کی رائے ہے کہ اصل میں بچوں اور جوانوں
فی الاصل لکن حرارۃ الصبیان دونوں، کی حرارت مساوی ہوتی ہے۔ لیکن بچوں کی حرارت
اکثر کمیتہ و اقل کیفیتہ اسی حدتہ و بلحاظ کیفیت کے (مقدار کے لحاظ سے) زیادہ، اور بلحاظ کیفیت
حرارۃ الشبان اقل کمیتہ و اکثر کے، یعنی بلحاظ تیزی (حدت) کے کم ہے۔ اور جوانوں کی حرارت
کیفیتہ اسی حدتہ کمیت کے لحاظ سے کم، اور کیفیت یعنی حدت کے لحاظ سے
زیادہ ہے +

وبیان هذا علی ما یقولہ فہو ان جالینوس کے قول کے مطابق اس بیان کی توضیح یہ ہے
یتوہمان حرارۃ واحدۃ بعینہا کہ ایک ایسی حرارت فرض کی جائے جو مقدار میں بعینہ ایک ہو
فی المقدار و جسم لطیفاً حارّاً و احکماً (مثلاً آفتاب کی حرارت)؛ یا ایک ایسا لطیف اور گرم جسم فرض
فی الکیف والکم فشا تارۃ فی جوہر کیا جائے، جو کمیت اور کیفیت کے لحاظ سے ایک ہو (مثلاً جلتی
مرطب کثیر کالماء و فشا آخری فی ہوئی آگ)؛ پھر یہ حرارت یا یہ جسم ایک مرتبہ پانی جیسے رطب
جوہر یا بس قلیل کالجرواذا کان جوہر میں پھیلا یا جائے جو مقدار میں زیادہ ہو؛ اور دوسری
الذات فانما نجد حینئذ الحار المائ مرتبہ پھر جیسے خشک جوہر میں پھیلا یا جائے، جو مقدار میں کم ہو
اکثر کمیتہ والین کیفیتہ و الحار الحجری اس حالت میں گرم پانی کی حرارت بلحاظ کمیت کے زیادہ اور
اقل کمیتہ واحد کیفیتہ و علی هذا بلحاظ کیفیت کے نرم ہوگی؛ اور گرم پتھر کی حرارت اس کے
فقیس وجود الحار فی الصبیان برعکس بلحاظ کمیت کے کم اور بلحاظ کیفیت کے تیز۔ اسی طور پر
والشبان فان الصبیان انما تولدوا بچوں اور جوانوں کی حرارت کو سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ بچے منی سے
من المنی اکثر الحرارة و تلاء الحرارة پیدا ہوتے ہیں، جس میں بکثرت حرارت ہوتی ہے۔ اور
لم یعرض لها بعد من الاسباب اب تک کوئی ایسا سبب بھی لاحق نہیں ہوا ہے جو اس حرارت
ما یطغیہا فان الصبی مُمَعِنٌ فی التریہ کو بچا دے (کم کر دے)۔ اس لئے کہ ابھی وہ بڑھ رہا ہے اور
ومتد سرج فی النمو ولم یقف نو کے مارج طے کر رہا ہے، اسکا نوا بھیڑ کا نہیں ہے،
بعد فکیف یتراجہ چہ جائیکہ وہ گشتا شروع ہو جائے +

واما الشاب فلم یقع له سبب یزید اسی طرح جوانوں میں بھی کوئی ایسا سبب لاحق نہیں
فی حرارۃ الغریزۃ ولا یصفا ہوا ہے، جس سے اُن کی حرارت غریزیہ زیادہ ہو گئی ہو؛
وقع له سبب یطغیہا بل تلك الحرارة اور نہ کوئی ایسا سبب پیش آیا ہے، جس سے اُن کی حرارت

مستحفظۃ فیہ برطوبة اقل کیفیتہ بجہ گئی ہو۔ بلکہ یہ حرارت جو انوں میں ایک ایسی رطوبت کے ساتھ
 وکمیتہ معالی ان تاخذ الحرا سرتہ محفوظ رہتی ہے، جس کی کیت اور کیفیت (بچوں کی نسبت)
 فی الاخطاط و لیست قلة هذه الرطوبة کم ہوتی ہے؛ یہاں تک کہ (جوانی کے ختم ہونے پر) حرارت
 تعد قلة بالقياس الى استحقاق الحرارة ^{مقتضی شروع ہوا} ~~مستحفظ~~ جاتی ہے۔ رطوبت کی یہ کمی (جو جوانوں میں ہوتی
 ولكن بالقياس الى النمو فكان الرطوبة ^{مقتضی شروع ہوا} حرارت کی حفاظت کے لحاظ سے کمی شمار نہیں کی جاسکتی،
 تكون اولاً بقدر ما تفي بکلا الامرین بلکہ نو کے لحاظ سے (یا سن نو کے لحاظ سے) کمی شمار کی جاسکتی
 فتكون بقدر ما تحفظ الحرا سرتہ ہے۔ گویا اوائل میں یہ رطوبت اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ یہ
 وتفضل ايضا للنمو ثم تصير باخرة دونوں کاموں کے لئے کافی ہوتی ہے، یعنی وہ اس قدر ہوتی
 بقدر ما تفي بکلا الامرین ولا باحد ہے کہ حرارت کی حفاظت بھی کر سکتی ہے، اور نو کے لئے بھی
 الامرین فيجب ان يكون في الوسط بجہتی ہے۔ پھر آخر میں (اخطاط میں) وہ اس قدر گھٹ جاتی ہے
 بحيث تفي باحد الامرین دون الآخر کہ نہ دونوں کاموں کے لئے کافی ہوتی ہے، اور نہ ایک کے
 ومحال ان يقال انها تفي بالنتهيۃ لئے۔ اس لئے ضروری ہے کہ درمیان میں ایسا زمانہ آئے
 ولا تفي بحفظ الحرارة الغریزیۃ کہ وہ محض ایک کام کے لئے کافی رہے، اور دوسرے کام کو
 فانه كيف يزيد على الشئ انجام نہ دیکھے۔ اور یہ تو محال ہے کہ وہ نو کے لئے تو کافی ہو،
 ما ليس يمكنه ان يحفظ الاصل اور حرارت غریزیہ کی حفاظت کے لئے کافی نہ ہو۔ کیونکہ یہ کیونکہ
 فبقی ان يكون انما تفي بحفظ الحرارة ممکن ہے کہ جو چیز اصل کی حفاظت نہ کر سکے، وہ اُس پر کسی شے
 ولا تفي بالنمو ومعلوم ان هذا السن کا امتداد کرے۔ اس دلیل سے اب یہی صورت باقی رہی کہ وہ
 هو سن الشباب (اس زمانہ میں) محض حرارت غریزیہ کی حفاظت کے لئے کافی
 ہوتی ہے، اور نو کے لئے کافی نہیں ہوتی۔ اور یہ معلوم ہے
 کہ یہ عمر (جس میں رطوبت صرف اس قدر ہوتی ہے کہ وہ حرارت
 غریزیہ کی محض حفاظت کر سکتی ہے) جوانی کی عمر ہے۔

واما قول الفريق الثاني ان النمو
 في الصبيان انما هو بسبب الرطوبة کی وجہ سے ہوتا ہے غلط ہے؛ کیونکہ یہ رطوبت حقیقت میں
 دون الحرارة فقول باطل وذلك نو کا مادہ ہے۔ اور مادہ خود بخود نہ منفعل (متاثر) ہوتا ہے
 لان الرطوبة مادة للنمو والمادة اور نہ اس سے خود بخود کوئی چیز پیدا ہو جاتی ہے؛ بلکہ ایسا

لا تتفعل ولا تتخلق بنفسها بل عند اُس وقت ہوتا ہے جبکہ قوت فاعلہ (قوت مؤثرہ) اس مادہ فعل القوۃ الفاعلۃ فیہا والقوۃ الفاعلۃ میں عمل کرتی ہے۔ چنانچہ وہ قوت فاعلہ اس مقام میں نفس ہنہامی نفس او طبیعتہ باذن اللہ یا طبیعت ہے، جو خدا سے برتر کے حکم سے کام کرتی ہے۔ اور تعالیٰ ولا تفعل الا بالہ ہی الحرارۃ نفس یا طبیعت اپنے آل کے بغیر کام نہیں کرتی؛ اور اس کا الغریزیۃ

وقولہما لیصان قوۃ الشهوۃ علی ہذا ان لوگوں کا یہ قول بھی باطل ہے کہ ”بچوں فی الصبیان انما ہی لبرد المزاج میں بھوک کی شدت (قوت) اس وجہ سے ہوتی ہے کہ ان کا قول باطل فان تلك الشهوۃ مزاج بارہ ہوتا ہے“ کیونکہ ایسی خراب بھوک، جو مرد و عورت الفاسدۃ التي تكون لبرد المزاج مزاج کی وجہ سے ہوتی ہے، اس کے ساتھ غذا ہضم ہوتی لا یكون معها استمرار ولا اغتذاء ہے، اور نہ وہ بدن میں لگتی ہے نہ بدن اس سے پرورش ولا استمرار فی الصبیان فی اکثر باتا ہے؛ حالانکہ بچوں کا ہضم اکثر اوقات بہترین رہا کرتا ہے الاوقات علی احسن ما یكون ولو اور اگر (بالفرض) ایسا نہ ہوتا، تو ان کے بدن میں تحلیل شدہ ذلك لما كانوا یوسدون من لبلل اجزاء سے زیادہ بدل یعنی غذا ہرگز نہ پہنچ سکتی، اور نہ یہ طرح الذی هو الغذاء اکثر مما سکتے (نہرپا سکتے)۔ ہاں البتہ گلہ حص کی وجہ سے یتخلل حتی ینمو وکثرہم قد یعرض کھانے کی بے ترتیبی کی وجہ سے، یا اس وجہ سے ان میں ہضمی لہم سوء استمرار لہم لشرہم پیدا ہو جایا کرتی ہے کہ بُری چیزیں، اور رُکب غذائیں کھا لیتے وسوء ترتیبہم لمطعموہم ہیں، اور کثیر مقدار میں کھا لیتے ہیں، اور کھا کر بے قاعدہ طور ولتناولہم الاشیاء الرديۃ پر حرکات میں مشغول ہو جاتے ہیں (حالانکہ کھانے کے بعد والرطوبة والكثيرة وحرکاتہم سکون کرنا بہتر ہے؛ یا اگر حرکت کی جائے، تو اُلگی)۔ یہی وجہ ہے الفاسدۃ علیہا فلہذا ما یجتمع کہ بچوں میں فضلات بکثرت اکٹھے ہو جاتے ہیں، اور یہ تنقیہ فیہم فضول اکثر و محتاجون کے بہت محتاج ہوتے ہیں؛ علی الخصوص ان کے پیچھے طول الی تنقیۃ اکثر و خصوصاً یا تہم میں (رطوبات بکثرت جمع ہو جاتی ہیں)۔ اسی وجہ سے ان کے ولذلك نفسہما شدتوا تراو سانس میں تواتر اور تیزی زیادہ ہوا کرتی ہے؛ اور ان کے

لہ نفس اور طبیعت، بیان دو لفظ بولے گئے ہیں، یہ اس طرف اشارہ ہے کہ حقیقت میں دونوں ایک چیز

کے دو نام ہیں۔ گیلانی +

ساعة وليس له عظم لان وقته سالتن عظیم (بڑے) نہیں ہوتے (بلکہ چھوٹے ہوتے ہیں)۔ اس
لم تتم بعد کہ بچوں کی قوتیں ابھی تک پوری نہیں ہوئی ہیں (بلکہ ابھی تک ناتمام
اور ناقص ہیں) +

فهذا هو القول في مزاج الصبي الشا جوانوں اور بچوں کے مزاج کے بارہ میں یہ کلام جالینوس
على حسب ما تكفل بيانه جالينوس کے بیان اور اس کی ذمہ داری کے مطابق ہے، جس کی ہم نے
وعبرنا عنه بحق صحیح طور پر ترجمانی کی ہے۔

ثم يجب ان يعلم ان الحارسة بعد بصرء معلوم ہونا چاہئے کہ سن وقوف (رسن شباب)
مدّة سن الوقوف تاخذ کے بعد حرارت گھٹنے لگتی ہے؛ کیونکہ (۱) ہوا ٹھیک مادہ حرارت
في الانتفاص لا تستاف الهواء المحيط کو، یعنی رطوبت کو (ابتداء سے پیدا نش ہی سے) چوس رہی ہے
مادتها التي هي الرطوبة ولعانة (۲) جس کی امداد اندر سے حرارت غریبہ بھی گر رہی ہے (یعنی
الحارسة الغريزية التي هي ايضا اندر سے حرارت غریبہ بھی رطوبات کو بہ تدریج تحلیل کر رہی ہے
من داخل ومعاضدة الحركات نیز (۳) بدنی اور انسانی حرکتیں بھی، جو زندگی میں ضروری ہیں
البدنية والنفسانية الضرورية رطوبات کے خشک کرنے میں ہوا کی اعانت کرتی رہتی ہیں۔

في المعيشة له وعجز الطبيعة عن اور طبیعت اس سے بے بس ہوتی ہے کہ ان اسباب کا
مقاومة ذلك دائما فان جميع القوى ہمیشہ مقابلہ کرتی رہے (اور تحلیل کے برابر بدل لاتی رہے) کیونکہ
الجسمانية متناهية وقد تبين تمام جسمانی قوتیں متناہی ہیں (ایک وقت میں ختم ہو جانے والی
ذلك في العلم الطبيعي فلا يكون ہیں، آن تک نہیں ہیں)؛ جس کو علم طبعی میں دلائل سے ثابت
فعلها في ايجاد المواد دائما ولو كانت کیا جا چکا ہے۔ لہذا مواد کے لانے (سامان غذا فراہم کرنے)
هذه القوة ايضا غير متناهية وكانت کا فعل طبیعت سے ہمیشہ جاری نہیں رہ سکتا۔ اور اگر بفرض
دائمة الايراد لبدل ما يتحلل على السواء محال، یہ قوتیں غیر متناہی (آن تک) بھی ہوتیں، اور ان قوتوں
بمقدار واحد ولكن كان التحلل ليس سے بدل ما يتحلل (تحلیل شدہ اجزاء کا عوض) بھی برابر ایک مقدار
بمقدار واحد بل يزداد دائما كل سے حاصل ہوتا رہتا، لیکن تحلیل ایک مقدار سے نہ ہوتی رہتی
يوم لما كان البدل يقاوم التحلل بلکہ روز بروز تحلیل کی مقدار بڑھتی جاتی؛ تو اس حالت میں تحلیل
ولكان التحلل يفنى الرطوبة کا مقابلہ بدل نہ کر سکتا (بدل سے تحلیل کی مقدار زیادہ ہو جاتی)

۱۵ وہ ہوا جو ہمیں گیرے ہوئے ہے +

اور تحلیل کی وجہ سے ایک وقت رطوبت فنا ہو جاتی +

کلیف و الامران کلاهما متظاهران علی تھیة النقصان والتراجع و اذا کان کذا فواجب ضرورة ان تقنی المادة فتتطفئ الحرارة و خصوصاً اذا یعین علی انطفائها بسبب عوز المادة سبب آخر و هو الرطوبة الغریبة الی تحدث دائماً الغذاء فتعین علی انطفائها من وجهین احدهما بالخنق و الغمر و الآخر بمصادرة الکيفية لان تلك الرطوبة تكون بلغمیة باردة و هذا هو الموت الطبیعی الموحل لکل شخص بحسب مزاجه الاول الی حد تضمنه القوة فی حفظ الرطوبة و لکل واحد منهم اجل مسمو و هو مختلف فی الاشخاص لاختلاف الامزجة فهذه هی الاجال الطبیعیة

جب یہ دونوں باتیں (یعنی تحلیل کی مقدار کا روز بروز بڑھتے جانا، اور بدل کی مقدار کا روز بروز گھٹتے جانا) اس امر کی طالب ہیں کہ بدن گھٹنے کے لئے اور کمال سے زوال کی طرف روٹنے کے لئے تیار رہے (تو کیونکہ نہ جوانی کے بعد حرارت گھٹنی شروع ہو جائے)۔ جب ایسا ہے (جیسا کہ ہم نے بتایا) تو یہ ضروری ہے کہ ایک وقت مادہ رطوبت (نہا ہو جائے، اور مادہ کے فنا ہونے سے حرارت بھی بجھ جائے۔ خصوصاً جبکہ اسکے ساتھ دوسرا سبب بھی حرارت کے بجھانے کا متعین ہو۔ اور وہ دوسرا سبب اس موقع پر رطوبت مذہبہ ہے، جو ہمیشہ خرابی ہضم کی وجہ سے پیدا ہوتی رہتی ہے، جو حرارت غریزیہ کے بجھانے پر دو طریقے سے امداد کرتی ہے: (۱) ایک تو اس طریقے سے کہ حرارت اس رطوبت سے گھٹ جاتی ہے، اور رطوبت اس کو دبالتی ہے (جس طرح جلتے ہوئے انگارے کو اگر مٹی کے اندر دبا دیا جائے، تو وہ بجھ جاتا ہے) + (۲) دوسرا اس طریقے سے کہ اس رطوبت کی کیفیت حرارت سے مضاد ہوتی ہے؛ کیونکہ یہ رطوبت بلغمی اور بار دہوتی ہے (گویا یہ رطوبت انگارہ کے مقابلہ میں پانی کی طرح بار دہے)۔ یہی موت طبعی ہے (یعنی اسباب مذکورہ سے بتدریج رطوبت کا تحلیل ہونا، اور اس سے آخر کار حرارت کا بجھ جانا طبعی موت ہے) جس کی مدت ہر شخص کے مزاج اول (ابتدائی) اور خلقی مزاج کے لحاظ سے ایک ایسی حد تک متعین ہے، جب تک اسکی قوت رطوبت کی حفاظت پر قادر رہتی ہے، ورنہ خدا نے اپنے کلام میں کہا ہے) وَ لَکُلِّ مَخْلُوقٍ أَجَلٌ مُّسَمًّى (ہر شخص کے لئے زندگی کی ایک مدت متعین ہے)۔ یہ مدت

موت کا اکر دن متعین ہے۔
موتوں کا اکر دن متعین ہے۔
موتوں کا اکر دن متعین ہے۔

ہر شخص میں ان کے مختلف مزاجوں کی وجہ سے مختلف ہوا کرتی ہے۔ یہی موتیں آجال طبعیہ (طبعی موتیں) کہلاتی ہیں، (یعنی یہ موتیں جو مختلف مزاجوں کے طبعی تقاضا سے واقع ہوتی ہیں، آجال طبعیہ کہلاتی ہیں) +

طبعی موتوں کے سوا آجال اختراشیہ (غیر طبعی موتیں) بھی ہیں، جن کی حقیقت طبعی موتوں سے الگ ہے (مثلاً تلوار سے کٹ کر یا بیمار ہو کر بڑھاپے سے پہلے مر جانا)۔ مگر ساری موتیں (خواہ طبعی ہوں، یا غیر طبعی) قصار الکی (قصا، وقدر) کے تابع ہوا کرتی ہیں +

وہنا آجال اختراشیہ عنیدھا
وہی آخری وکل بقدر

حاصل بیان اس بیان کا حاصل (خلاصہ) یہ ہوا کہ بچوں اور جوانوں کے بدن اعتدال لئے ہوئے گرم ہیں (یعنی بہت زیادہ گرم نہیں ہیں)، اور ادھیڑوں اور بڑھوں کے بدن سرد ہیں، لیکن بچوں کے بدن (اعتدال حرارت کے باوجود) نم کے لئے معتدل سے رطوبت میں زیادہ ہیں۔ بچوں کی رطوبت پر تجربہ بھی گواہ ہے؛ کیونکہ ان کی ہڈیاں اور اعصاب نرم ہیں، اور قیاس بھی شاہد ہے؛ کیونکہ منی، خون، اور روح بخاری (جس کے اندر بخارات مائیکثیرت ہوتے ہیں، جو رطب ہیں) سے بچوں کو پیدا ہوئے ابھی زیادہ دن نہیں ہوئے (اس لئے ابھی ان کے بدن میں کافی رطوبت موجود ہوگی)۔ رہے ادھیڑ اور بڑھے، تو یہ باوجود باڑ ہونے کے یا بس بھی ہیں۔ اسپر بھی تجربہ اور قیاس دونوں شاہد ہیں؛ تجربہ تو یہ ہے کہ ان کی ہڈیاں سخت ہوتی ہیں اور ان کی جلد خشک، اور قیاس یہ ہے کہ منی، خون، اور روح بخاری سے پیدا ہوئے ان کو ایک عرصہ گزر گیا (اس عرصہ میں ان مواد

فالحاصل اذن من هذا ان ابدان الصبيان والشبان حارة بالاعتدال وابدان الكهول والمشيخين باردة لكن ابدان الصبيان اسرطوب من المعتدل لاجل النمو ويدل عليه التجربة وهي من لين عظامهم واعصابهم والقياس وهو من قرب عهدهم بالمني والدم والروح البخاري واما الكهول والمشيخون خصوصاً فانهم مع انهم ابرد فلهما يس يعلم ذلك بالتجربة من صلابة عظامهم وقسفت جلودهم والقياس من بعد عهدهم بالمني والدم والروح البخاري

لہ اختتام۔ کاٹنا +

کی رطوبتیں تحلیل ہو چکیں) *

شم النارية متساوية
فی الشبان والصبیان
والهوانیة والمائیة
فی الصبیان اکثر والارضیة فی الکھول
والمشائخ اکثر منها فیہما وہی فی المشائخ
اکثر والشاب معتدل المزاج فوق
اعتدال الصبی لکنہ بالقیاس إلى الصبی
یابس المزاج وبالقیاس إلى الشیخ والکھل
حار المزاج والشیخ ایس من الشاب
والکھل فی مزاج اعضائه الاصلیة
ارطب منهما بالرطوبة الغریبة
البالة
واما الاجناس فی اختلاف
افزجتھا فان الاناث ابرد
مزا جاً من الذکور و
لذا قصرت عن الذکور
فی الخلق وارطب قلبہا
مزا جھن بیکثر فصولہن
ولقلة ریاضتھن وجواہر
لحمھن اسخف وان کان
لحم الرجل من جهة ترکیبہ
بما یخالطہ اسخف فنانہ
لکثافتہ شدتہ واما
ینفذ فیہ من العروق ولیف

پھر نارائیت (اجزاء نار یہ جو مزاج میں شامل ہوتے ہیں)
جوانوں اور بچوں میں متساوی (برابر) ہے۔ ہوائیت (اجزاء
ہوائیہ) اور مائیہ (اجزاء مائیہ) بچوں میں زیادہ ہے۔
ارضیت (اجزاء ارضیہ) بچوں اور جوانوں کی نسبت ادھیڑوں
اور بوڑھوں میں زیادہ ہے۔ مگر یہ ادھیڑوں سے زیادہ
بوڑھوں میں ہوتی ہے۔ جوان اور بچے، دونوں، اگرچہ
معتدل ہیں، مگر جوان بچے سے زیادہ معتدل ہیں؛ لیکن
جوان بمقابلہ بچوں کے خشک ہیں؛ اور بوڑھوں اور ادھیڑوں
کے مقابلہ میں گرم۔ اور بوڑھے بمقابلہ جوان اور ادھیڑ کے
اعضائے اصلیہ کے مزاج کے لحاظ سے خشک ہیں، اور
رطوبت غریبہ (عارضی رطوبت) کے لحاظ سے تر ہیں؛ جس سے
ان کے اعضا عارضی طور پر اوراد پر سے تر ہو جاتے ہیں
مزاج اجناس (اجناس سے یہاں وہ صفات مراد ہیں جن کی
وجہ سے انسان کے افراد دوسرے افراد سے ممتاز ہو جاتے
ہیں، اور جن سے مزاج میں کافی تغیر پیدا ہو جاتا ہے، مثلاً مذکر
و مؤنث ہونا، بڑھئی، سنار ہونا، اسی طرح مختلف عادتیں
وغیرہ) جنسوں کو اختلاف مزاج کے لحاظ سے دیکھا جائے
تو عورتوں کا مزاج مردوں کے مقابلہ میں بار دھوتا ہے
یہی وجہ ہے کہ (عموماً) مردوں کے مقابلہ میں عورتیں بلحاظ
خلقت کے چھوٹی ہیں (ان کے اعضا چھوٹے ہیں)، علی ہذا
عورتوں کا مزاج مردوں کی نسبت رطب ہے۔ چنانچہ
عورتوں میں برودت مزاج کی وجہ سے فضلات زیادہ بنتے
ہیں۔ اور چونکہ وہ ریاضت کم کرتی ہیں، اس لئے ان کے
بدن کے گوشت کا جو ہر خف (پولا) ہوتا ہے (مٹوس نہیں ہوتا)

العصب

اگرچہ مردوں کے بدن کا گوشت بھی اس لحاظ سے نحیف (پولا-متخلخل) ہوتا ہے کہ گوشت کے اندر جو دوسری چیزیں مخلوط ہوتی ہیں، وہ اس سے ابھی طرح مرکب نہیں ہوتی ہیں کیونکہ مردوں کا گوشت چونکہ زیادہ ٹھوس ہوتا ہے، اس لئے عروق و اعصاب کے ریشے، جو اس کے اندر گھستے ہیں، وہ گوشت سے نسبتاً جُدا رہتے ہیں اور عروقوں میں دونوں ابھی طرح مل جاتے ہیں) +

شمالی ممالک کے رہنے والے رطب ہوتے ہیں۔ اسی طرح پانی کے کام کرنے والے (جیسے مصر، سی، سقے) بھی رطب ہوتے ہیں۔ اور جو لوگ ان کے خلاف ہیں (مثلاً جنوبی ممالک کے باشندے، اور آگ کے کام کرنے والے) ان کے مزاج بھی ان کے خلاف ہیں +

رہے مختلف مزاجوں کے علامات، تو ان علامتوں کا ذکر ہم وہاں کریں گے، جہاں علامات کلیہ و جزئیہ کی بحث آئے گی +

واهل البلاد الشمالية ارجط
واهل الصناعة المائية
ارجط والذين يخالفونهم
فعلى الخلاف

واما علامات الاخرجة فذكرها
حيث تذكر العلامات الكلية
والجزئية

تعلیم چارم۔ اخلاط

تعلیم چارم میں دو فصلیں ہیں :-

فصل اول۔ ماہیت خلط

خلط ایک رطب (تر) اور سیال (ریضہ والا) جسم ہے جس کی طرف غذا پہلے پہل سخیل (متغیر) ہوتی ہے +

خلط کی دو قسمیں ہیں: خلط محمود اور فضلہ یا خلط ردی +

خلط محمود (ابھی خلط) وہ ہے جو اس قابل ہو کہ وہ تنہا یا

دوسری خلط کے ساتھ ملکر غذا حاصل کرنے والے عضو کے

التعلیم الرابع فی الاخلاط
وهو فصلان

الفصل الاول ماہیة الخلط واقسامہ

الخلط جسم رطب سیال یستحیل
الیہ الغذاء اولا

فمنہ خلط محمود وهو الذی

من شأنہ ان یصلیٰ جزءاً من

جوہر المغذی وحده او مع

غیرہ و متشہابہ و حداثہ و مع
غیرہ و بالجملة ساداً بدل
شئ مما يتخلل منه ومنه فضل خلط
ردی و هو الذی لیس من شأنه
ذلك و يستحيل فی النادر الی الخلط
المحمود و یکون حقه قبل
ذلك ان یدفع عن البدن
وینفض

جوہر کا ایک جز رہن جائے، اور اس کے مشابہ ہو جائے، خلاصہ
یہ ہے کہ جو چیز اس عضو سے تحلیل ہو گئی ہے، یہ غلط اس کے
قائم مقام ہو جائے (بدل یا تخلل بن جائے)۔ فصل یا
خلط ردی اس قابل نہیں ہوتی ہے (کہ وہ جز و بدن بن
ہاں شاذ و نادر ایسا ہوتا ہے کہ خلط ردی غلط محمود کی
شکل میں تبدیل ہو کر (مستحیل ہو کر) وہی کام کرنے لگتی ہے،
جو غلط محمود کیا کرتی ہے۔ ایسا ہونے سے پہلے (غلط محمود کی
شکل میں آنے سے پہلے) ایسی غلط اسی امر کی سختی ہے کہ

بدن سے خارج ہو جائے، اور پھینک دی جائے +

ونقول ان رطوبات البدن
منها اولی و منها ثانیة و الاولی
هی الاخلط الاربعة التي
سند کرھا

ہم کہتے ہیں: رطوبات بدن کی دو قسمیں ہیں: (۱) رطوبات اُدولے
(پہلی رطوبتیں) (۲) رطوبات ثانیہ (دوسری رطوبتیں)۔
رطوبات اُدولے ہی چاروں اخلاط ہیں، جنکا ذکر ہم ابھی کرینگے
اور رطوبات ثانیہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) فضول (۲) غیر فضول
چنانچہ فضول کا ذکر ہم عنقریب کرینگے +

والثانیة قسمان اما فضول و اما غیر
فضول و الفضول سند کرھا و التي لیس
بفضول هی التي استحال عن حالة
الابتداء و نفذت فی الاعضاء الا انہا لم
تصل بعد جزو عضو من الاعضاء المفردة
بالفعل لتام و هی اصناف اربعة

جو غیر فضول (غیر فضلات) ہیں، یہ وہ ہیں
جو ابتدائی حالت سے بدل کر دوسری
حالت میں آچکے ہیں (غلط کے درجہ سے کل چکے ہیں) اور
اعضائیں نفوذ کر چکے ہیں، لیکن وہ اب تک بالفضل اعضا
مفردہ میں سے کسی عضو کا جز نہ بنے ہیں۔ ان رطوبات
کی چار قسمیں ہیں:

احداها الرطوبة المحصورة فی تجاويف
اطراف العروق الصغار المجاورة
للاعضاء الاصلية الساقية لها
والثانیة الرطوبة التي هی منبثثة
فی الاعضاء الاصلية بمنزلة بطل

(۱) رطوبت محصورة پہلی وہ رطوبت ہے جو اعضائے اصلیہ کی
ان چھوٹی رگوں کی شاخوں کے اندر رہتی ہے، جو ان اعضا کو
سیراب کرتی رہتی ہیں +
(۲) رطوبت طلیہ دوسری وہ رطوبت ہے جو شہنم (ظن) کی طرح
اعضائے اصلیہ (کی ساخت) کے اندر پھیلی ہوئی ہوتی ہے۔

وہی مستعمل لان تحصیل غذا اعادہ یہ رطوبت اس کام کے لئے آمادہ اور تیار رہتی ہے کہ جب
فقد البدن الغذاء ولا ت
تبل الاغضاء اذ جفها سبب من
حركة عنيفة او غيرها
بدن سے غذا اکھو جائے، تو یہ غذا رہن جائے؛ اور اس کام
کے لئے بھی تیار رہتی ہے کہ جب شدت حرکت وغیرہ سے اعضا
میں خشکی آجائے، تو یہ انہیں ترک کر دے +

والثالثة الرطوبة القريبية
العهد بالانقضاء وهي غذاء
استحال الى جوهر الاغضاء من
طريق المزاج والتشبيه ولم
يستعمل بعد من طريق القوا
السام
(۲) رطوبت قریبہ تیسری رطوبت وہ ہے جو منعقد (بستہ)
ہونے کے قریب ہے (عصوبہ بننے والی ہے)۔
یہ رطوبت دراصل ایک ایسی غذا ہے جو لمحاظ مزاج اور تشبیہ
(تشبیہ لمحاظ رنگت) کے جوہر اعضا میں تبدیل ہو چکی ہے،
صرف ابھی لمحاظ قوام کے پوری تبدیلی نہیں آئی ہے (جب
اس رطوبت کا قوام بھی اعضا کے مانند ہو جائیگا، تو پھر اس
وقت اس کا شمار رطوبات میں نہ ہو سکے گا) +

والرابعة الرطوبة المداخلة
للاغضاء الاصلية منذ ابتداء
النشوء التي بها اتصال اجزائها و
مبدأها من النطفة ومبدأ
النطفة من الاخلط
(۳) رطوبت منویہ چوتھی رطوبت وہ ہے جو ابتداء سے پیدائش
سے اعضائے اصلیہ (کی ساخت) کے اندر داخل رہتی ہے،
اور جس رطوبت کی وجہ سے اعضا اصلیہ کے اجزاء کا باہمی اتصال
ہے۔ اس رطوبت کا مبداء نطفہ ہے (منی سے یہ رطوبت
حاصل ہوتی ہے)، اور نطفہ کا مبداء اخلاط ہیں +

ونقول ايضا ان الرطوبات الخلطية
المحمودة والفضلية تخص في اربعة
اجناس جنس الدم وهو افضلها وجنس
وجنس لصفراء وجنس السوداء
(۱) جنس دم (خون کی جنس)
یا فضلیہ، چار جنس میں بند ہیں: (۱) جنس دم (خون کی جنس)
جو تمام اجناس میں افضل (اشرف) ہے۔ (۲) جنس بلغم،
(۳) جنس صفراء، اور (۴) جنس سوداء +

والدام حار الطبع وطبعه وهو صفان
طبيع وغير طبيعي والطبيعي احمر اللون
لا تنت له حلو جدا
خون (رقیق) ہیں: طبیعی، اور غیر طبیعی۔ طبیعی خون
سرخ رنگ، بدبو سے خالی، اور نہایت شیریں ہوتا ہے +

وغير الطبيعي قهوان فمنه ما قد تغير
عن امزاج الصالحه كالشيء خالطه
غیر طبیعی قہوان (مزاج صالح) اس لئے بدل گیا ہو کہ اس کے ساتھ کوئی چیز

ولکن بان ساء مزاجه فی نفسه فہر د مثلاً او سمن
مخلوط ہو گئی ہو؛ بلکہ اس تغیر کی وجہ یہ ہو کہ فی نفسہ اس کا مزاج بدل گیا ہو؛ مثلاً اس کا مزاج بار دیا حار ہو گیا ہو +

ومنہ ما انما قد تغیر بان حصل خلط ردی فیہ وذلك قمان فانه اما ان یكون الخلط ورد علیہ من خارج فنقد فافندہ واما ان یكون الخلط تولد فیہ نفسہ مثلاً بان یكون قد عفن بعضہ فاستحال لطیفہ مرۃ صفراء وکثیفہ چیرۃ سوداء وبقیا واحدا فیہ
(۲) جس کا طبعی مزاج کسی ردی خلط کی وجہ سے بدل گیا ہو۔ اس کی پھر دو قسمیں ہیں: (۱) وہ خلط ردی باہر سے آئی ہو اور اس میں داخل ہو کر اسے خراب کر دیا ہو۔ (ب) بذات خاص اسی کے اندر وہ خلط پیدا ہو گئی ہو؛ مثلاً یہ کہ اس کا کچھ حصہ متعفن ہو گیا ہو؛ جس سے اس کا لطیف حصہ مرۃ صفراء میں تبدیل ہو گیا ہو، اور کثیف حصہ مرۃ سوداء میں بھراں میں سے دونوں خلطیں یا محض ایک خلط خوں میں رنگی ہو (اور اس کے مزاج کے بدلنے کا ذریعہ بن گئی ہو) +

وهذا القسم بقسمیہ یختلف بحسب ما یخالطہ واصنافہ من اصناف البلغم واصناف السوداء واصناف الصفراء والما دئۃ فیصیر تارۃ عکرا و تارۃ رقیقا و تارۃ اسود شدیدۃ السوداء و تارۃ ابیض وکذا لک یتغیر فی راحۃ و فی طعمہ فیصیر مراً و مالحاً و الی الحموضة
یہ دو سری قسم (جس کا طبعی مزاج کسی ردی خلط کی وجہ سے بدل جاتا ہے) خواہ وہ ردی خلط باہر سے آئی ہو یا خود اسی کے اندر پیدا ہوئی ہو، اس کا طبعی مزاج اس کی بہت سی قسمیں ہیں کہ کوئی خلط اس کے اندر ملی ہوئی ہے، اور اس خلط کی کتنی قسمیں ہیں؛ مثلاً بلغم کی قسمیں، سوار کی قسمیں، صفراء کی قسمیں، اور مائیت؛ چنانچہ گاہے خون کا طرا اور کدھر (مکر) ہو جاتا ہے؛ گاہے رقیق؛ گاہے بہت ہی سیاہ، اور گاہے سفید۔ اسی طرح (ان اخلاط کی آمیزش سے) گاہے خون کی بربدل جاتی ہے، اور گاہے اس کا مزہ بدل جاتا ہے؛ جس سے یہ کڑوا (تلخ) اور نیکین یا ترشی مائل ہو جاتا ہے +

واما البلغم فمنہ طبعی الیضا و منہ غیر طبعی فالطبعی هو الذی یصلح لان یصیر فی وقت ما دماً لانه دم غیر تام النضج وهو ضرب من البلغم حقیقت میں خون ہی ہے، جو ابھی تک پورے طور من البلغم المحلو و لیس ہو بشدید پر بچا نہیں ہے (جب یہ کچے گا، تو پورے طور پر خون کی

البردیل هو بالقياس الى البدن شکل میں تبدیل ہو جائیگا)۔ بلغم طبعی بلغم شیریں کی ایک قسم ہے
 قليل البرد وبالقيا س الى الدم بلغم طبعی ایسا زیادہ بارو نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ بدن کے سحاذ
 والصفراء بارو قد يكون من البلغم سے اس میں تھوڑی سی برودت ہوتی ہے، اور لجا صفر
 الحلو ما ليس بطبيع و هو البلغم اور خون کے یہ زیادہ بارو ہے۔ بلغم شیریں کی ایک دوسری
 الذي لا طعم له الذي سندا كراه قسم وہ ہے جو طبعی نہیں ہوتی۔ یہ وہ بلغم ہے جس میں کوئی مزہ
 ان اتفق ان يخالطه دم طبعی و نہیں ہوتا (پھیکا ہوتا ہے) جسکو ہم آگے بیان کرنے والے
 كثيرا ما يحس به في النوازل ہیں، اس کے ساتھ اتفاقاً طبعی خون مل جاتا ہے (جس سے
 وفي النفث پھیکے بلغم کا مزہ شیریں ہو جاتا ہے)، جیسا کہ اکثر اوقات
 نزول میں اور نفث میں (منہ کی راہ خارج ہونے والے بلغم
 میں) ملا کرتا ہے (بلغم کا میٹھا مزہ منہ میں معلوم ہوا کرتا ہے)۔

واما الحلو الطبع فان جالينوس رہی بلغم شیریں کی طبعی قسم، تو اس کے متعلق جالینوس
 زعم ان الطبيعة انما لم تعد له نے خیال لایا ہر کیا ہے کہ طبیعت نے اس کے لئے کسی خصوص
 عضواً كما لمفرغة مخصوصاً عضو کو مفرغہ کے طور پر نہیں بنایا ہے، جیسا کہ دونوں مفرغہ
 مثل ما للمرتين لان هذا البلغم کے لئے (مفرغہ صفر اور مفرغہ سودا کے لئے مرارہ اور طحال
 قريب الشبه بالدم يحتاج ایسا کیوں ہوا؟ اس لئے کہ بلغم
 اليه الاعضاء كلها فلان لاف خون کے ساتھ قریبی مشابہت رکھتا ہے، جس کے محتاج
 اُجری جری الدم سارے اعضا رہیں؛ اس لئے بلغم کو بھی خون ہی کے ساتھ بہا
 دیا گیا تاکہ ضرورت کے وقت خون کی بجائے اعضا کی حاجت
 روائی کر سکے)۔ (یہ تو جالینوس کی مختصر سی تقریر ہے)۔

ونحن نقول ان تلك الحاجة هي ہم کہتے ہیں کہ اس کی ضرورت (خون کیساتھ بلغم کے بہانے
 لا مريم احد هما ضرورة والاخر کی ضرورت) دو باتوں کی وجہ سے پڑی؛ ایک بات تو ضرورت ہے

لہ بلغم شیریں، و قسم کا ہے، طبعی اور غیر طبعی۔ جیسا کہ اسکے بیانات میں اس کی تفصیل موجود ہے۔

لہ مفرغہ۔ جہاں کوئی خلط و نفع کیجائے، اور وہاں وہ جمع رہے، جس طرح صفر کے لئے پتہ مفرغہ ہے۔

لہ ضرورت اور منفعت میں اصطلاحاً اطلاق یہ فرق کرتے ہیں کہ ضروری وہ چیز ہے جسکی حاجت بدن کے تمام کو ہے اور
 دوسری چیز اس کے قائم مقام نہ بن سکے؛ اور نافع وہ چیز ہے جسکی حاجت محض خوبی اور کمال کے لئے ہے اور تمام بدن اسکا محتاج نہ ہو

منفعة

اور دوسری منفعت +

اما الضرورة فليسببها احد هالكون
 قريباً من الاعضاء فمقتى فعدت
 الاعضاء الغذاء الوارد المهيأ
 دما صالحا لاحتباس مدد من
 المعدة والكبد لاسباب عارضة
 اقبلت عليه قواها بخوارتها الغريزية
 فانضجته وهضمته وتغذت
 به ولما ان الحارة الغريزية
 تنضجه وتعضه وتصلحه دماً
 فذلك الحارة الغريبة قد
 تعفن وتفسد وهذا القسم
 من الضرورة ليس للمرتين
 فان المرتين لا تشتركان
 البلغم في ان الحارة الغريزية
 يصلحه دماً وان شاركتا في
 ان الحارة العرضية يحيله عفناً
 فاسداً

چنانچہ ضرورت کے اسباب دو ہیں :- پہلا سبب
 تو یہ ہے کہ بلغم اعضاء کے پاس رہے ، تاکہ جب ان اعضاء
 کی وہ غذا ختم ہو جائے ، جو تیار ہو کر ان کے پاس آئی تھی ،
 یعنی اچھا خون اس وجہ سے ختم ہو جائے کہ عارضی اسباب
 سے غذا کی مدد معدہ اور جگر سے بند ہو گئی ہے ، تو اس
 وقت ان اعضاء کی قوتیں حرارت غریزیہ کے ساتھ اس موجود
 بلغم کی طرف متوجہ ہو جاتی ہیں ؛ چنانچہ اسکو پکا کر اور ہضم کر کے
 ان اعضاء کے تغذیہ میں اسکو صرف کر دیتی ہیں ۔ پھر جس
 طرح حرارت غریزیہ اسکو پکا کر اور ہضم کر کے خون بنا لیا
 کرتی ہے ، اسی طرح حرارت غریبہ بھی گاہے اسکو متعفن کر کے
 خراب کر دیتی ہے (اس خوف سے اسکو خون کے ساتھ پھیلا دیا
 گیا ، اور ایک عضو میں اکٹھا نہیں کیا گیا ، ورنہ بلغم ایک رطب
 چیز ہے ، اس کے متعفن ہونے کا خطرہ بہت زیادہ ہے ۔ گیلانی)
 اس قسم کی ضرورت صفراء و سوداء میں ہرگز پائی نہیں جاتی ہے ۔
 کیونکہ صفراء اور سوداء بلغم کے ساتھ اس امر میں شریک نہیں
 ہیں کہ جس طرح حرارت غریزیہ اصلاح کر کے بلغم کو خون بنا لیتی
 ہے ، اسی طرح ان کو بھی خون بنائے ۔ اگرچہ یہ دونوں خلطیں
 اس امر میں بلغم کی شریک ہیں کہ عارضی حرارت بلغم کو متعفن
 اور فاسد کر دیا کرتی ہے (یعنی بلغم کی طرح صفراء اور سوداء
 میں بھی حرارت غریبہ عمل کیا کرتی ہے ، اور ان کو متعفن اور
 فاسد کر دیا کرتی ہے) +

والثاني ليجالط الدم فيه
 لتغذية الاعضاء البلغمية
 المزاج التي يجب ان يكون في

دوسرا سبب :- بلغم کو خون کے ساتھ بہانے کی
 دوسری ضرورت یہ ہے کہ بلغم خون کے ساتھ مل کر اُسے اس
 قابل کر دے کہ جن اعضاء کے مزاج بلغمی ہیں ، اور جن کے

دمها الغاذی لها بلغم بالفعل علی قسط معلوم مثل الدماع وهذا موجود للمرتین دم غاذی (غذا بخشنے والے خون) میں بلغم کی ایک معین مقدار بالفعل موجود ہوتی چاہئے، جیسے دماغ، اُن کے تغذیہ میں وہ (خون) صرف ہو سکے۔ یہ ضرورت (بلغم کی طرح) صغیر اور سودا میں بھی پائی جاتی ہے +

واما المنفعة فهي ان تبلّ المفاصل والاعضاء الكثيرة الحركة فلا يعرض لها جفاف بسبب حرارة الحركة وبسبب الاحتكاك وهذه منفعة واقعة في حدود الضرورة واما ابلغم الغیر الطبیعی فمنه مختلف القوام حتی عند المحس وهو المخاط ومنه مستوی القوام في المحس مختلفة في الحقيقة وهو الخام ومنه الرقيق جدا وهو المائي ومنه الغليظ جدا وهو الابيض المسمي بالجمي وهو الذي قد تحمل لطيفة لكثرة احتياسه في المفاصل والمنافذ وهذا اغلظ الجميع ومن البلغم صنف مالح وهو احمر ما يكون من البلغم وايبسه واجفه وسبب كل ملوحة يحدث ان يخاط رطوبة مائية قليلة الطعم او عديمته اجزاء ارضية مخترقة له خام - وہ کھڑا جو ابھی دھویا نہ گیا ہو +

منفعت: بلغم کو خون کے ساتھ بہانے کی منفعت یہ ہے کہ بلغم جوڑوں کو اور اُن اعضا کو تر رکھے جو زیادہ حرکت کرتے رہتے ہیں؛ تاکہ یہ حرکت کی گرجی سے اور رگڑ سے خشک نہ ہو جائیں۔ یہ منفعت اتنی اہم ہے کہ تقریباً ”ضرورت“ کی حدود میں داخل ہو گئی ہے (یعنی ”منفعت“ منفعت نہیں ہے، بلکہ ”ضرورت“ کے قریب قریب ہے) +

بلغم غیر طبعی کی چند قسمیں ہیں: (۱) جسکا قوام نمایاں طور پر مختلف ہو۔ اسے بلغم خام کہا جاتا ہے۔ (۲) جسکا قوام بظاہر ہموار اور برابر ہو، لیکن حقیقت میں وہ مختلف ہو۔ اسے بلغم خام کہا جاتا ہے۔ (۳) نہایت رقیق ہو، جسے بلغم مائی کہا جاتا ہے۔ (۴) نہایت غلیظ ہو، جو رنگ میں سفید ہوتا ہے، اور اسے بلغم جصی کہا جاتا ہے۔ بلغم جصی کے لطیف اجزاء جوڑوں اور متافذ (مجادی) میں پڑے پڑے تحلیل ہو جاتے ہیں۔ یہ قسم بلغم کی دوسری تمام قسموں سے غلیظ تر ہوتی ہے +

بلغم مالح بلغم کی ایک قسم نمکین (مالح) ہے، جو بلغم کی تمام قسموں سے گرم و خشک ہے۔ کسی چیز کے نمکین ہونے کی وجہ یہ ہوا کرتی ہے کہ رطوبت مائیه (رقیق رطوبت) جو مزہ سے خالی ہو (پسلی ہو) یا اس میں کوئی تھوڑا سا مزہ ہو، اس کے ساتھ جلے ہوئے اجزاء ارضیہ اعتدال کے ساتھ مل جائیں،

یا بسۃ المزاج مرة الطعم مخالطة باعتماد فانها ان كثرت مہرہت ومن هذا تتولد الاملاح وتتمل المياة وقد يصنع الطعم من الرماد والقلی والنورۃ وغیر ذلك بان يطبخ فی الماء ویصفی ویغلی ذلك الماء حتی ینعقد ملحا او یترک بنفسه فینعقد وکذا لا البلغم الرقیق الذی لا طعم له او طعمه قلیل غیر غالب اذا خالطته حرۃ مَرَّةً یا بسۃ بالطبع محترقة مخالطة باعتماد ملحته وسخنه فہذا بلغم صفراوی

جبکہ مزاج خشک ہو، اور جبکہ مزہ کڑوا ہو۔ اگر یہ اجزاء مائیت کے ساتھ زیادہ مل جائینگے، تو اسے (نمکین کرنے کی بجائے) کڑوا بنا دیں گے۔ تمام نمک (کانوں میں) اسی طرح پیدا ہوا کرتے ہیں، اور (سندرکے) پانی میں نمکینیت اسی طرح آیا کرتی ہے۔ چنانچہ مصنوعی طور پر نمک اس طرح بنایا جاتا ہے کہ راکھ، قلی (کھار)، اور چونہ وغیرہ کو پانی میں بچا کر چھان لیا جاتا ہے، پھر اس صاف نھترے ہوئے پانی کو یہاں تک اوبالا جاتا ہے کہ نمک جم جاتا ہے، یا یہ کہ اس پانی کو (اوبالا نہیں جاتا، بلکہ) اسی طرح چھوڑ دیا جاتا ہے، جس سے یہ آخر میں خود بخود جم جاتا ہے۔ یہی حال اُس رقیق بلغم کا ہے، جو بھیکا ہو، یا جس میں کچھ تنوڑا، ناسلوم سا مزہ ہو، جب ایسے بلغم کے ساتھ جلا ہوا، اور خشک کڑوا صفرا، اعتدال کے ساتھ مل جاتا ہے، تو یہ بلغم کو نمکین بنا دیتا، اور اسے گرم کر دیتا ہے۔ پس یہ ایک صفراوی بلغم ہے (یعنی یہ صفرا کے مزاج کی طرف مائل ہے، اور بلغم کی قسموں میں اس سے زیادہ گرم کوئی قسم نہیں) +

واما جالینوس فقد قال ان هذا البلغم یملح لعفونة او لما نثیة خالطته ونحن نقول ان العفونة قلیہ بما یحدث فیہ من الاحتراق والرمادیۃ فخالطه رطوبة واما المائیۃ التي تخالطه فلا تحدث الملوحة وحدها اذ لم یقع السبب الثانی ولیشبہ ان یكون بدل القاسمة الواو الواصلة وحدها فیکون الکلام

جالینوس کہتا ہے کہ بلغم مزاج کے نمکین ہونے کی وجہ عفونت ہوتی ہے، یا وہ مائیت جو بلغم کے ساتھ مل جاتی ہے + ہم کہتے ہیں کہ عفونت بلغم کو اس طرح نمکین بناتی ہے کہ بلغم میں احتراق اور رمادیۃ (خاکستر۔ راکھ) پیدا کر دیتی ہے، جو بلغم کی رطوبت کے ساتھ مل جاتی ہے۔ یہی مائیت جو بلغم کے ساتھ مل جائے، وہ تنہا ملوحت (نمکیت) کبھی نہیں پیدا کر سکتی، تاوقتیکہ دوسرا سبب بھی واقع نہ ہو (یعنی تاوقتیکہ اُس کے ساتھ ملے ہوئے اجزاء نہ مل جائیں۔ اسلئے جالینوس کا یہ کہنا صحیح نہ ہوگا کہ بلغم کے نمکین ہونے کی وجہ عفونت ہوتی

تاماً

ہے، یا مائیت)۔ لیکن یہ ممکن ہے کہ جالینوس کے کلام میں
لفظ ”یا“ کی بجائے لفظ ”اور“ ہو۔ اس صورت میں
اس کا کلام مکمل ہو جائیگا۔

ومن البلغم حامض ومكان الحلو
کان علی قسمین حلولا مہمن ذاتہ
وحلولا مہم غریب مخالط لکذلک
الحامض ایضاً تكون حموضته علی
قسمین احدهما بسبب مخالطة شئ
غریب وهو السوداء الحامض
الذی سند کراهة والثانی بسبب
امری فی نفسه وهوان لیرض للبلغم
الحلو المذکور او ما هو فی طریق
الحلاوة ما لیرض لساکن العصارات
الحلوة من الغلیان اولاً ثم التخمض
ثانیاً

بلغم حامض بلغم کی ایک قسم ترش (حامض) ہے۔ اور جس طرح
بلغم شیریں کی دو قسمیں ہیں: (۱) خود بخود کسی وجہ سے شیریں
ہو گیا ہو۔ (۲) کسی بیرونی جسم کے ملنے سے شیریں ہو گیا
ہو۔ اسی طرح بلغم ترش میں ترشی پیدا ہونے کے دو اسباب
ہو کرتے ہیں: (۱) کوئی بیرونی چیز یعنی ترش سودا جس کا
ہم ذکر کرینگے، اس کے ساتھ مل جائے (۲) کوئی سبب
اسی کے اندر پیدا ہو جائے۔ اور وہ یہ کہ مذکورہ بلغم شیریں
میں، یا اس بلغم میں جو شیریں ہو رہا ہو، اس طرح پہلے جوش
وغلیان پیدا ہو اور اس کے بعد وہ ترش ہو جائے، جس طرح
دوسرے میٹھے عصاروں میں (نچوڑوں میں، مثلاً عصا ر ہ
انگور، اور گنے کے رس میں) پہلے جوش عارض ہوا کرتا ہے،
اور اس کے بعد وہ ترش ہو جایا کرتے ہیں (رس کا سرکہ
اور انگور کا سرکہ اسی طرح بنا کرتا ہے)۔

ومن البلغم ایضاً عفص وحالہ
هذا الحال فانه ربما كانت عفوصہ
مخالطة السوداء والعفص وربما
كانت عفوصہ بسبب تبرده فی
نفسه تبرداً شديداً فيستحيل
طعمه الى العفوصة لجمود مائتہ
واستحالة للیبس الى الكراهية
قليلة فلا تكون الحرارة الضعيفة
اغلتہ فحمضته ولا القوية

بلغم عفص بلغم کی ایک قسم عفص (کیلی، بکٹھی) ہے۔ بلغم عفص
هذا الحال فانه ربما كانت عفوصہ کا بھی وہی حال ہے: گاہے اس کی عفوصت (کیلابین)
مخالطة السوداء والعفص وربما اس وجہ سے آتی ہے کہ اس کے ساتھ کیلا سودا مل جاتا
كانت عفوصہ بسبب تبرده فی ہے، اور گاہے اس وجہ سے کہ یہ خود اتنا زیادہ بار د
نفسه تبرداً شديداً فيستحيل ہو جاتا ہے کہ اس کا مزہ بدل کر کیلابین جاتا ہے۔ کیونکہ
طعمه الى العفوصة لجمود مائتہ (شدت بردت سے) اس کی مائیت منجمد ہو جاتی ہے،
واستحالة للیبس الى الكراهية اور پوست کی وجہ سے اس کے کچھ اجزاء ارغواضیہ
قليلة فلا تكون الحرارة الضعيفة میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ الغرض اس میں نہ حرارت
اغلتہ فحمضته ولا القوية ضعیفہ عمل کرتی ہے کہ جوش پیدا کر کے اسے ترش بنا دے،

الضجته

اور نہ حرارت قویہ کہ اسے پکا کر کام میں لے آئے +

فواک (دیوہ جات) ابتداً کیلے ہوا کرتے ہیں، پھر ترش ہو جاتے، اور اس کے بعد شیریں۔ بقول شیخ دگیلائی ان فواکہ میں یہی صورت ہوتی ہے؛ پہلے ان میں بردوت دیوست کا غلبہ ہوتا ہے، پھر یہ حرارت ضعیف سے ترش ہو جاتے ہیں۔ اور آخر میں حرارت قوی ہو جاتی ہے، جس سے یہ پک کر شیریں ہو جاتے ہیں +

ومن البلغم نوع زجاجی تخین **بلغم زجاجی** بلغم کی ایک قسم زجاجی ہے جو گاڑھی اور غلیظ غلیظ لیشہ الزجاج الذائب فی لزجہ ہوتی ہے، اور اس کی لزوجت (لیس) اور اسکا نقل پگھلی وثقلہ و سرمایہ کان حامضاً وریما ہوئی کا بیج (زجاج) کی لزوجت اور اس کے نقل کے مانند کان مسیخا ویشہ ان یكون الغلیظ ہوتا ہے۔ بلغم زجاجی گاڑھا ترش ہوتا ہے، اور گاڑھا پھیکا من المسیخ منہ ہوا الخام اولیٰ تسخیل اور کیا عجب ہے کہ پھیکے بلغم کی قسم غلیظ ہی بلغم خام ہو (بشرطیکہ الی الخام وھذا النوع من البلغم اسکا قوام مختلف ہو) یا یہ کہ وہ بدل کر بلغم خام ہو جائے۔ پھیکے ہوا الذی کان مائياً فی اول الامر بلغم کی یہ قسم وہ ہے جو ابتداءً مائی (رقیق) اور بار دہوتی ہو، اور باسراً فلم یتعفن ولم یخالطہ شیء بل تعفن سے خالی (عل حرارت سے آزاد) اور اس کے ساتھ کوئی باقی مخنوقاً حتی غلظ وازداد برداً چیز مخلوط بھی نہیں ہوتی، بلکہ کہیں بند پڑی رہتی ہے، جس سے یہ غلیظ ہو جاتی ہے، اور اس کی بردوت بڑھ جاتی ہے +

فقد تبین اذن ان اقسام البلغم ان بیانات سے یہ ثابت ہو گیا کہ بلغم فاسد (بلغم غیر طبعی) کی قسمیں ”مرہ کے لحاظ سے“ چار ہیں: مارح۔ حامض۔ عقیص۔ اور مسخ (پھیکا)؛ اسی طرح ”قوام کے لحاظ سے“ بھی اسکی قسمیں چار ہی ہیں: مائی۔ زجاجی۔ مخاطی۔ اور حصی۔ رہا خام تو وہ دراصل بلغم مخاطی کے شمار میں ہے +

واما الصفراء فمنہا ایضاً طبعی ومنہا صفراء طبعی غیر طبعی والطبعی منہا هو صفراء طبعی خوں کا مرغہ (جھاگ۔ کف) ہے، مرغوة الدم وھو احمر اللون ناصعہ جو سرخ سرخ، ہلکا، اور حاد (تیز) ہوتا ہے۔ صفراء جتنا خفیف حاد وکلما کان امخن فهو صفراء جب جگر میں پیدا ہوتا ہے، تو اس کے دو حصے ہو جاتے ہیں: اشد حمرة فاذا تولد فی الکبد القسم ہیں: ایک حصہ خون کے ساتھ چلا جاتا ہے، اور دوسرا حصہ قسمین فلذہب قسم منہا مع الدم

و تصفی قسم منها الی اطرا سرة
والذ اهب منها مع الدم یفقد مع الضرورة
و لمنفعة فاما الضرورة فلیخا لطا الدم
فی تغذیة الاغضاء التي تسحق ان
لیكون فی غذاها جزء صالح من الصفراء
بحسب ما یستحقه من القسمة مثل الریة واما
المنفعة فلان تلطف الدم وتمدده
فی المسالك الضيقة

مرارہ دپتہ کی طرف چھن جاتا ہے +
چنانچہ جو حصہ خون کے ساتھ جاتا ہے ، وہ
خون کے ساتھ ایک ضرورت سے ، اور ایک منفعت سے روانہ
ہوتا ہے ؛ ضرورت تو یہ ہے کہ صفراء خون کے ساتھ مل کر ان
اعضاء کے تغذیہ میں صرف ہو ، جن کی غذا میں بلحاظ تقسیم کے
صفراء کی ایک کافی مقدار ہونی چاہئے ؛ مثلاً بھیمپڑے ،
اور منفعت یہ ہے کہ صفراء خون کو لطیف و رقیق کرے ، اور
اسے تنگ راستوں میں نفوذ کراوے +

و المتصف منه الی المرارة یتوجه
ایضاً نحو ضرورة و منفعة اما
الضرورة فاما بحسب البدن
کله وھی تخلیصه من الفضل واما
بحسب عضومنه وھی لتغذیة
المرارة

اور جو حصہ پتہ کی طرف جاتا ہے ، یہ بھی ایک
ضرورت سے اور ایک منفعت سے ؛ دھرتوجہ ہوتا ہے ؛
بیمہ ضرورت بھی دو قسم کی ہے ؛ سارے بدن کے لحاظ سے ،
یا ایک عضو کے لحاظ سے . سارے بدن کے لحاظ سے یہ ضرورت
ہے کہ صفراء پتہ کی طرف جا کر بدن کو فضلہ سے پاک کر دیتا ہو ؛ اگر
یہ پتہ کی طرف نہ جائے ، تو خون کے ساتھ ملکر سارے بدن میں روانہ
ہو جائے ، اور سارے بدن کا خون خراب ہو جائے ، جیسا کہ بعض
اوقات ہوا کرتا ہے ، اور یہ قان کی بیماری نمودار ہوا کرتی ہے (۱)
اور ایک عضو کے لحاظ سے یہ ضرورت ہے کہ صفراء پتہ کی طرف
جا کر پتہ کے تغذیہ میں صرف ہوتا ہے +

واما المنفعة فمنفعتان احدهما غسلها
المعاء من الفضل البالغ للزج والثانیة
لذعها المعاء ولذعها عضل المقعدة
لتحس بالحاجة فتجوج الی النهوض
للتبرز ولذلک ربما عرض قولہ
بسبب سلة تقع فی المعوی المنحد
من المرارة الی المعاء

رہی منفعت ، تو اس کی بھی دو قسمیں ہیں : (۱) آنتوں
کا ثقل اور بے سار بلغم سے دھونا (۲) آنتوں اور عضلات مقعد
میں لذع (سوزش - ہیجان) پیدا کرنا ، تاکہ انہیں حاجت کا
احساس ہو جائے ، اور انسان کو بغرض تبرؤ (پاک خانہ پھرنے)
اٹھنے کے لئے مجبور کر دے . یہی وجہ ہے کہ جب اس مجرئی
میں سُدہ پیدا ہو جاتا ہے ، جو مرارہ سے آنت کی طرف
اوترتا ہے ، تو بسا اوقات قولنج لاحق ہو جاتا ہے +

واما الصفراء الغیر الطبیعیۃ فتمہا
ما خروجه عن الطبیعة بسبب غریب
یخالطہ ومنہا ما خروجه عن الطبیعة
بسبب فی نفسہ بانہ فی جوہرہ
غیر طبعی

صفراء غیر طبعی
صفراء غیر طبعی کی بھی دو قسمیں ہیں: (۱) کسی
بیرونی سبب (بیرونی خلط) کے مل جانے
سے وہ غیر طبعی ہو جائے۔ (۲) کسی ایسے سبب سے وہ غیر طبعی
ہو جائے، جو اسی کی ذات میں ہو، یعنی وہ اپنے جوہر کے لحاظ
سے غیر طبعی ہو۔

والقسم الاول منه ما هو معروف مشہور
وهو الذی یکون الغریب الخالط لہ
بلغما وتولدہ فی اکثر الامراض فی الکبد
ومنہ ما هو اقل شہرۃ وهو الذی یکون
الغریب الخالط لہ سوداء

صفراء غیر طبعی کی پہلی قسم بھی دو قسموں کی ہے: ایک قسم
مشہور و معروف ہے۔ یہ وہی قسم ہے جس میں بیرونی ملنے والا
جسم بلغم ہوتا ہے۔ اس کی پیدائش اکثر اوقات جگر میں ہوتی
ہے۔ اور دوسری قسم کم شہرت رکھتی ہے۔ یہ وہ قسم ہے
جس میں بیرونی ملنے والی خلط سودا ہے۔

والمعروف المشہور هو اما المرۃ الصفراء
واما المرۃ المحیة وذلك لان البلغم
الذی یخالطہ رہا کان رقیقا فحدث
منہ الاولی وربما کان غلیظا فحدث
منہ الثانیۃ ای الصفراء الشبیہۃ
بیمج البیض

چنانچہ جو قسم مشہور و معروف ہے، وہ بھی دو ہے: جسراۃ
صفراء اور صفراء عجیۃ۔ کیونکہ بلغم جو صفراء کے ساتھ
ملا کرتا ہے، گا ہے یہ رقیق ہوتا ہے، جس سے پہلی قسم (مرۃ
صفراء) پیدا ہوتی ہے؛ اور گا ہے غلیظ ہوتا ہے، جس سے
دوسری قسم، یعنی ایسا صفراء پیدا ہوتا ہے، جو انڈے کی زردی
(مجر البیض) سے مشابہ ہوتا ہے۔

واما الذی هو اقل شہرۃ فهو الذی
یسمی صفراء محترقۃ وحدوثہا علی
وجہین احدهما ان یحترق الصفراء
فی نفسہا فتحداث فیہا رما دیۃ فلا
یتمیز لطیفہا من رما دیتہا بل تحتبس
الرمادیۃ فیہا وهذا اثر الثانی ان یکون
السوداء ویردت علیہا من خارج
فخالطہا وهذا القسم اسلم ولون هذا
الصف من الصفراء احمر لکنہ غیر

اور جو قسم کم شہرت رکھتی ہے، اس کا نام صفراء محترقہ
ہے۔ اس کی پیدائش دو طور پر ہوتی ہے: (۱) خود صفراء
جل جائے، جس سے اُس میں رما دیت (راکہ) پیدا ہو جائے،
اور وہ رما دیت اُس کے لطیف اجزاء سے جدا نہ ہو، بلکہ
رما دیت اُسی کے اندر بند رہے۔ صفراء کی یہ قسم بہت ہی
خراب ہوتی ہے۔ (۲) باہر سے سوداء آکر صفراء کے ساتھ
مخلوط ہو جائے۔ یہ قسم فی نفسہ (فی ذاتہ) زیادہ بُری نہیں
ہے۔ صفراء کی اس قسم (جس کے ساتھ سوداء مخلوط ہو جاتا ہے)
کی رنگت سُرخ ہوتی ہے؛ لیکن اس کی سُرخی شوخ اور

ناصر ولا مشرق بل اشتہ شی بالدم
الا انه رقیق وقد یتغیر عن لونہ
لاسباب
واما الخارج عن الطبیعة فی جوهره
فمنہ ما تولد اکثر ما یتولد منه فی الکبد
ومنہ ما تولد اکثر ما یتولد منه فی
المعدة والذی تولد اکثر ما یتولد
منہ فی الکبد هو صنف واحد و
هو اللطیف من الدم اذا احترق الذی
هو کثیفہ سوداء والذی تولد اکثر ما
یتولد منه انما هو فی المعدة و
هو علی قسمین کراثی وزنجاری ویشبه
ان یکون الکراثی متولداً من احتراق
الحی فانہ اذا احترق احدث فیہ
الا احتراق سواداً وخالطه صفرة
فتولد فیما بین ذلک الخضرة واما
الزنجاری فیشبه ان یکون متولداً
من الکراثی اذا اشتد احتراقه حتی
فَئِثَّ رطوباته وَاَحْذَیْضَ ر
الی البیاض لتجففه فان الحمر اصره
تحدث اولاً فی الجسم الرطب سواداً
ثم تسخّر عنه السواد اذا جعلت
تفسی رطوبته واذا افرطت فی ذلک
بَیَضَتْ تَأْمَلُ هَذَا فی الخطب الرطب
تتفحماً ولا تشریتر مد وذلک

جھیلی نہیں ہوتی۔ بلکہ بہت حد تک خون سے مشابہ ہوتی ہے؛
ہاں البتہ یہ خون سے رقیق ہوتی ہے۔ لیکن گاہے اس کا یہ
رنگ دیگر اسباب سے تبدیل بھی ہو جایا کرتا ہے *
صفراء غیر طبعی کی وہ قسم جو اپنے جوہر کے لحاظ سے غیر طبعی
ہوتی ہے، اس کی بھی دو قسمیں ہیں: (۱) جو زیادہ تر مگر میں پیدا
ہوتا ہے، (۲) جو زیادہ تر معدہ میں پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ
جو زیادہ تر جگر میں پیدا ہوا کرتا ہے، اس کی محض
ایک قسم ہے۔ یعنی خب خون جل جاتا ہے، تو اس کا لطیف
حصہ صفراء کی یہی قسم (مرہ صفراء) بناتا ہے، اور اس کا کثیف
حصہ سوداء (مرہ سوداء)۔ اور جو زیادہ تر معدہ میں
پیدا ہوا کرتا ہے، اس کی دو قسمیں ہیں: کراثی اور زنجاری
کراثی کیا عجیب ہے کہ صفراء حمیہ کے احتراق سے پیدا ہوا
کرتا ہو۔ چنانچہ جب اس میں (اس کے کچھ اجزاء میں) احتراق
پیدا ہوگا، تو احتراق کی وجہ سے اس کے اندر سیاہی پیدا
ہو جائیگی، اور اس سیاہی کے ساتھ اس کی اپنی زردی
مل جائے گی (جو اس کے کچھ اجزاء میں ابھی موجود ہوگی)۔
جس سے ان دونوں رنگوں کے درمیان (تیسری رنگت)
سبزی پیدا ہو جائیگی۔ اسی طرح زنجاری ممکن ہے کہ کراثی
سے اُس وقت پیدا ہوتا ہو۔ جبکہ اُس میں احتراق استقدر شدید
ہو جائے کہ اُس کی رطوبتیں فنا ہو جائیں، اور خشک ہونے کی
وجہ سے اُس کی رنگت سفیدی کی طرف مائل ہو جائے۔ اسلئے
کہ حرارت جسم رطب میں پہلے سیاہی پیدا کرتی ہے؛ پھر
جب اُس جسم کی رطوبت فنا کرنے لگتی ہے، تو اس سے اس
سیاہی کو چھین لیتی ہے، اور جب یہ عمل زیادہ ہو جاتا ہے،
تو اُسے (آخر میں) سفید کر دیتی ہے۔ اس امر کو تم ترا اور

لان الحراسۃ تفعل فی الرطب گیلی لکڑی میں غور کرو! پہلے وہ کوئلہ (سیاہ) بنتی ہے
سواذًا و فی صنداء بیا ضًا و البرودۃ اور اس کے بعد راکھ (سفید) ہو جاتی ہے۔ ایسا اسلئے
تفعل فی الرطب بیا ضًا و فی صنداء ہوتا ہے کہ حرارت جسم رطب میں سیاہی پیدا کیا کرتی
سواذًا و ہذا ان الحکمان مئی ہے، اور اس کے خلاف میں (جسم یا بس میں) سفیدی۔ اور
فی الکرائی و الزنجاری تخمین برودت جسم رطب میں سفیدی پیدا کرتی ہے، اور جسم
و ہذا النوع الزنجاری اسخن یا بس میں سیاہی (جیسا کہ پانی سرد بھی جم کر سفید برف کی شکل
انواع الصفراء و ادرأھا و قبول کریتا ہے، اور کھیتیاں پائے کی وجہ سے سیاہ ہو جاتی
اقتلھا و یقال انه من جوهر ہیں)۔ میرے یہ دونوں احکام (دونوں باتیں) کرائی اور
السموم زنجاری کے بارہ میں تخمین ہیں (یقینی نہیں)۔ صفرار کی یہ
قسم زنجاری تمام قسموں سے زیادہ گرم اور زیادہ قاتل
(ہلک) ہے؛ چنانچہ اس کے بارہ میں بیان کیا جاتا ہے
کہ یہ جوہر سموم سے ہے (زہروں میں سے ہے)۔

و اما السوداء فتمہا ما هو طبعی و منها سوداء طبعی و دردی لدم
فضل غیر طبعی و الطبعی دردی لدم سودا کی بھی دو قسمیں ہیں: طبعی اور فضلہ غیر طبعی۔
المحمود و ثقلہ و عکریہ و طعمہ بین الحلاوۃ (یعنی اسکو خواہ تلخٹ کہیں، خواہ گاد کہیں، خواہ میل کہیں)۔
و العفوصۃ و اذا تولد فی الکبد سودا طبعی کا زہرہ مٹھاس اور کیلے پن کے بیج میں ہوتا ہے۔
توزع الی قسمین فقسم منه ینفد جب یہ جگر میں بنتا ہے، تو یہ دو حصوں میں منقسم ہو جاتا ہے۔
مع الدم و قسم یتوجہ نحو الطحال ایک حصہ خون کے ساتھ چلا جاتا ہے، اور دوسرا حصہ طحال
کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔

و القسم النافذ منه مع الدم ینفد و القسم النافذ منه مع الدم ینفد
لضر و دۃ و منفعة اما الضر و سرات ضرورت اور ایک منفعت کے لئے جاتا ہے؛ ضرورت تو یہ
فلینحط بالدم یا المقدر الواجب ہے کہ سودا خون کے ساتھ ایک مناسب مقدار میں ملکر اُن
فی تغذیۃ عضو عنون الاعضاء التي اعضا کے تغذیہ میں صرف ہو، جن کی غذا میں سودا کی ایک
مجبوراً یقع فی غذا اٹھا جزء صالح من لسوء اچھی مقدار اور کافی حصہ ہونا چاہئے؛ جیسے ہڈیاں اور
لسود و ثقل و دردی، تیزوں الفاظ کے معانی قریب قریب ہی ہیں۔ گیلانی +

مثل اعظام واما المنفعة فهي انها
تشد الدم وتقويه وتكثفه
والقسم النافذ منه الى الطحال
وهو ما يستغني عنه الدم فينفذ ايضا
لضرورته ومنفعة اما الضرورة
فاما بحسب البدن كله و
هي التنقية عن الفضل واما
بحسب عضو وهي تغذية الطحال

منفعت یہ ہے کہ یہ خون کے ساتھ ملکر اس کو شدید، قوی،
اور کثیف کرتا ہے +
اور جو حصہ طحال کی طرف روانہ ہوتا ہے،
اور یہ دراصل وہی ہوتا ہے، جو خون (کے ساتھ جانے) سے
بچتا ہے، یہ بھی ایک ضرورت اور ایک منفعت سے جاتا ہے
پھر ضرورت بھی دو قسم کی ہے، سارے بدن کے لحاظ
سے یہ ضرورت ہے کہ یہ (طحال کی طرف روانہ ہو کر) سارے
بدن (کے خون) کو ایک فضل سے پاک کر دیتا ہے (اگر یہ
طحال کی طرف نہ جاتا، تو یقیناً خون کے ساتھ ملکر سارے بدن
میں پھیل جاتا، اور اعصاب کو اس زائد چیز سے تکلیف ہوتی،
اور ایک عضو کے لحاظ سے یہ ضرورت ہے کہ طحال کے
تغذیہ میں صرف ہوتا ہے +

واما المنفعة فانما تقع عند تجلبها
من الطحال الى فم المعدة وتلك
المنفعة على وجهين احدهما انها
تشد فم المعدة وتكثفه وتقويه
والثاني انها تدغ فم المعدة
بالحموضة فتنبه على الجوع وتحرك
الشهوة
رہی منفعت، تو یہ اُس وقت واقع ہوتی ہے،
جبکہ سودا طحال سے فم معدہ کی طرف جاتا ہے۔ یہ منفعت
بھی دو طور پر ہے: ایک تو یہ کہ سودا فم معدہ کو شدید،
کثیف اور قوی کرتا ہے۔ دوسرے یہ کہ سودا فم معدہ
میں اپنی ترشی کی وجہ سے دغدغہ (ایک قسم کی گدگدی)
پیدا کرتا ہے، جس سے بھوک بیدار ہو جاتی ہے، اور خواہش
غذا حرکت میں آ جاتی ہے +

واعلم ان الصفراء المتجلبة الى المرارة
هي ما يستغني عنه الدم والمتجلبة على المرارة
هي ما استغنى عنه المرارة ولكن ذلك
السوداء المتجلبة الى الطحال هي ما
يستغنى عنه الدم والمتجلبة عن الطحال
هي ما يستغنى عنه الطحال ومكان تلك
یہ معلوم ہونا چاہئے کہ جو صفراء (جگر سے) پتہ کیطرن
جاتا ہے، یہ وہ ہوتا ہے، جو خون سے بچ جاتا ہے، اور
جو پتہ سے (آنتوں کی طرف) روانہ ہوتا ہے، یہ وہ ہوتا ہے
جو پتہ سے بچ جاتا ہے؛ اسی طرح سودا کا حال ہے: جو
سودا (جگر سے) طحال کی طرف جاتا ہے، یہ خون سے بچا
ہوا ہوتا ہے، اور جو طحال سے (فم معدہ کی طرف) روانہ

الصفراء الاخير تنبه القوة
الدا فة من اسفل كذا هذه
السوداء الاخير تنبه القوة
الجاذبة من فوق فتبارك الله
احسن الخالقين

ہوتا ہے، یہ طحال سے بچا ہوا ہوتا ہے۔ پھر جس طرح آخری
صفراء (پتہ والا صفراء جو آنتوں پر گرتا ہے) قوت دافعہ کو
نیچے کی طرف دفع کرنے کے لئے بیدار کرتا ہے، اسی طرح
آخری سوداء (جو طحال سے فم معدہ پر گرتا ہے) قوت جاذبہ
کو اوپر سے جذب کرنے کے لئے بیدار کرتا ہے۔ فتنبارک
اللہ احسن الخالقین +

واما السوداء الغير الطبيعية فهي
ماليس على سبيل الرسوب والتقلية
بل على سبيل الرمادية والاحتراق
فان الاشياء الرطبة الخاططة للارضية
يتميز الارضية فيها على وجهين

یہ وہ ہے جو رسوب اور ثقلیت کے طور
پر حاصل نہ ہوا ہو (یعنی اس طرح حاصل
نہ ہوا ہو کہ خون کے بھاری اجزاء گاد اور میل کے طور پر
نیچے بیٹھ جائیں) بلکہ رمادیت (خاکستر بننا) اور احتراق کے
طور پر حاصل ہوا ہو (کسی غلطی کے جننے سے حاصل ہوا ہو)۔
کیونکہ ترچیزیں جو اجزاء ارضیہ کے ساتھ مخلوط ہوتی ہیں،

ان سے ان کے اجزاء ارضیہ دو طور پر جدا ہوا کرتے ہیں :

اما على جهة الرسوب ومثل هذا
الدم هو السوداء الطبيعية واما
على جهة الاحتراق بان يتحلل اللطيف
ويبقى الكثيف ومثل هذا الدم
والاخلاط هو السوداء الفضلية
ويسمى المرة السوداء وانما لم
يكن الرسوب الا للدم لان البلغم
للزوجة لا يرسب عنه شئ
كالدهن والصفراء اللطافة
وقلة الارضية فيها ولدوام حركتها
ولقلة مقدار ما يتميز بها عن الدم

ایک تو رسوب کے طور پر (یعنی اجزاء ارضیہ میں
چلے جائیں، اور نیچے جا کر بیٹھ جائیں، جیسا کہ تیل وغیرہ میں
ہوتا ہے) اس قسم کی چیز خون کے لئے سوداء طبعی ہے (نوار
طبعی خون کے گویا اجزاء ارضیہ ہیں، جو خون سے راسب ہو کر
اٹک ہو جاتے ہیں) اور دوسرے احتراق کے طور پر
اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ (احتراق کی وجہ سے) اُس کے
لطیف اجزاء تحلیل ہو جاتے ہیں، اور کثیف (ارضی) اجزاء
باقی رہ جاتے ہیں۔ اس قسم کی چیز خون اور اخلاط کے
لئے سوداء غیر طبعی (سوداء فضلیہ) ہے، جبکہ مرثاء سوداء
کہا جاتا ہے۔ رہا یہ امر کہ رسوب (یا سوداء رسوبی) خون
ہی کا ہوا کرتا ہے (بلغم اور صفراء کا کیوں نہیں ہوتا) اس لئے

له خدائے بترین خالق بارک ہے +

فی البدن لایسب منها شئ یعتد به
واذا تمیز لم یلیث ان
یعفن او یندفع واذا عفن
تحلل لطیفه وبقی کثیفه سوداء
حراقیه لارسوبیۃ

کہ بلغم میں لیس اتنا ہوتا ہے کہ اس سے کوئی چیز کا دیکھی
طرح راسب نہیں ہو سکتی (جس طرح تیل سے گادہ میں
بیٹھ جایا کرتی ہے)۔ اور صفراء میں لطافت ہوتی ہے،
اس کے اندر اجزاء ارضیہ کم ہوتے ہیں، یہ ہمیشہ متحرک رہتا
ہے، اور خون سے جتنا صفراء جدا ہوا کرتا ہے، اس کی مقدار
تھوڑی ہے، اس لئے صفراء سے کوئی چیز اتنی مقدار میں
راسب نہیں ہوتی، کہ اس کا کوئی شمار ہو سکے۔ اور جب کچھ
راسب بھی ہوتا ہے، تو وہ ٹھہرنے نہیں پاتا، بلکہ جلد ہی
متعفن ہو جاتا، یا خارج ہو جاتا ہے۔ چنانچہ جب وہ متعفن
ہوتا ہے تو اس کا لطیف حصہ طر جاتا ہے، اور کثیف حصہ
سوداء حراقیہ (غیر طبعی سوداء) کی صورت میں، نہ کہ سوداء
رسوبیہ کی صورت میں باقی رہ جاتا ہے +

والسوداء الفضلیۃ منها ما هو
رماد الصفراء وحرارتها وهو مؤثر
والفرق بینہ وبين الصفراء
التي سیناها محترقة هو ان تلك
الصفراء یخالطها هذا الرماد
واما هذا فهو رماد متمیز بنفسه
تحلل لطیفه

سوداء فضلیہ (سوداء غیر طبعیہ) کی چند قسمیں ہیں:
ایک قسم صفراء کی راکھ اور اس کا حرارت (سوختہ) ہے۔ یہ
قسم کڑوی ہوتی ہے۔ اس سوداء میں اور اس صفراء میں
جس کا نام ہم نے محترقہ رکھا ہے، یہ فرق ہے کہ اس
صفراء کے ساتھ ہی راکھ (حرارت صفراء) مل جاتی ہے۔ رماد
یہ سوداء، تو یہ دراصل ایک متانہ راکھ ہے (گو یا خالص
راکھ ہے، جو صفراء کے ساتھ ملی ہوئی نہیں ہے) جس کا
لطیف حصہ تحلیل ہو گیا ہے +

ومنها ما هو رماد البلغم وحرارته
فان كان البلغم لطیفاً جداً ما ثیا
فان رمادیتہ یكون الى الملوحة کلا
كانت الى حموضة او عفوصه
ومنها ما هو رماد الدم وحرارته هذا

دوسری قسم بلغم کی راکھ اور اس کا حرارت (سوختہ)
ہے۔ چنانچہ اگر بلغم بہت ہی لطیف (رقیق) اور مائی ہو
تو اس کی راکھ (رمادیتہ - سوداء) کا مزہ نمکیت کی طرف
مائل ہوگا، ورنہ تڑخی یا کیسلہ پن کی طرف +
تیسری قسم خون کی راکھ اور اس کا حرارت ہے +

ما لحالی حلاوة یسيرة
ومنها ما هو رمد السوءاء الطبيعية
فان كانت رقيقة كان رمدها و
حراقتها شديدة الحموضة كالخل
يعلى على وجه الارض حامض لريح
ينقر عنه الذباب ونحوه وان كانت
غليظة كانت اقل حموضة ومعشئ
من العفوسة والمراد

اسکا مزہ نیکین ہوتا ہے۔ جس میں کسی قدر مٹھاس ہوتی ہے +
چوتھی قسم خود سودا ربطی کی راکھ ہے۔ جب سودا
طبی نہایت رفیق ہوتا ہے، تو اس کی راکھ اور اس کا حراتہ
سرکہ کی طرح بہت ہی ترش ہوتا ہے۔ یہ زمین پر گر کر تارہ
تو جوش کھانے لگتا ہے، اور اس سے کھٹی بو آتی ہے، جس سے
کھیاں وغیرہ بھی بھاگتی ہیں۔ اور جب سودا ربطی غلیظ ہوتا
ہے، تو اسکا حراتہ مزہ کے کاظ سے کم ترش ہوتا ہے؛ اور
اس میں کسی قدر سیلابین اور کڑواہٹ ہوتی ہے +

فاصناف السوءاء الردية ثلثة الصنف
اذا احرقت وتحلل لطيفها وهذا
القسمان المذكوران بعد ما واما
السوءاء البلغمية فالباط ضراً
واقل رداءة وآشد افساداً
واسرعها افساداً هو الصنف
لكنها اقبل للعلاج واما القسمان
الاخران فان الذي هو اشد
حموضة اداً ولكنه اذا تدور
في ابتداءه كان اقبل للعلاج واما
الثالث فهو اقل غليظاً على الارض
وتشبتاً بالاعضاء وابطأ مدّة
في انتهائه الى الاهلاك
ولكنه اعصر في التحلل والنضج
وقبول الدواء

الغرض سودا کی بری قسمیں تین ہیں: اول صفرار
جبکہ جل جائے، اور اسکا لطیف حصہ تحلیل ہو جائے، اور
دو و قسمیں جنکا ذکر صفرار کے بعد ہوا ہے (یعنی سودا
سودا ربطی اور سودا سودا ربطی غلیظ)۔ رہا سودا ربطی
تو وہ ضرر کے کاظ سے بہت مست اور برائی کے کاظ سے
بہت کم ہے۔ پھر ان سب میں سب سے زیادہ تکلیف دہ
اور الجاذ فساد کے سب سے تیز تر سودا صفرار ہے؛ لیکن
یہ علاج کو جلد قبول کر لیتا ہے۔ رہی ان تین میں سے باقی دو
قسمیں، تو ان میں سے جس کی ترشی بہت زیادہ ہوتی ہے (یعنی
جو رفیق سودا سے بنتا ہے) وہ زیادہ ردی ہے۔ لیکن اگر
ابتدا ہی میں اس کا تدابیر کیا جائے، تو یہ نسبتاً بہ آسانی
علاج کو قبول کر لیتا ہے۔ رہی تیسری قسم (جو سودا ربطی
پیدا ہوتی ہے) تو یہ زمین پر جوش کم کھاتی ہے، اعضاء کے
ساتھ کم چپٹی ہے، اور انجام میں ہلاک کرنے کے کاظ سے بہت
مست ہے۔ لیکن یہ شکل سے تحلیل ہوتی ہے، و دشواری
سے نفع پاتی ہے، اور بدنت علاج کو قبول کرتی ہے +

فہذا ہی اصناف الاخلط الطبيعية
یہ سب اخلاط طبیعیہ اور فضلیہ (غیر طبیعیہ) کی قسمیں تھیں

والفضلیۃ

(جو ذکر کی گئیں) +

قال جالینوس ولم یصب من زعم ان الخلط الطبیع ہوا لادم لا غیرو
جالینوس کہتا ہے کہ جس شخص نے یہ گمان کیا وہ غلطی پر ہے کہ "خلط طبعی محض خون ہی ہے اور دوسری چیزیں ہیں؛ اور یہ سائرہ الاخلاط فضول لا یحتاج الیہا کہ دوسرے تمام اخلاط فضول (فضلات) ہیں، جن کی بدن کو کوئی البتہ وذلك لان اللام لوکان وحده حاجت نہیں؛ کیونکہ (۱) خلط طبعی اگر تنہا خون ہی ہوتا، اور یہی ہوا الخلط الطبیع الذی یغذ ولاعضاء سارے اعضا کو غذا بخشتا، تو سارے اعضا مزاج و قوام میں تشابہت فی الامزجة والقوام ولما ایک جیسے ہوتے؛ ہڈی گوشت سے سخت نہ ہوتی، اور دماغ ہڈی کان العظم صلب من اللحم لا ودمہ دم سے نرم نہ ہوتا؛ ہڈی اگر سخت ہے، تو اس کی وجہ محض یہی ہے مآرجہ جوہر صلب سوداوی ولما کان کہ اس کے خون میں کوئی سخت اور سوداوی جوہر مل گیا ہے؛ اور الدماغ الین منہ الاوان دمہ دم مانرجہ دماغ اگر نرم ہے، تو اس کی نرمی کی وجہ محض یہی ہے کہ اس کے جوہر لین بلغمی خون میں کوئی نرم اور بلغمی جوہر مل گیا ہے +

والدم نفسه تجلہ محالطاً (۲) اس خیال کے بطلان کی دوسری دلیل یہ (تجربہ) لسائرہ الاخلاط وینفصل عنہا عند ہے کہ بذات خود خون بھی دوسری خلطوں کے ساتھ ملا ہوا ہوتا اخراجہ وتقیرہ فی الاناء بین ہے؛ چنانچہ جب خون (نفسد وغیرہ کے ذریعہ سے) خارج کیا یدى الحسن الی جزء کالرغوۃ جاتا ہے، اور کسی برتن میں ٹھہرایا جاتا ہے، تو نمایاں طور پر اس سے وہو الصفراء و جزء کانتقل والتکمل ایک چیز مچاگ کے مانند جبا ہو جاتی ہے، جو صفرا ہے؛ اور هو السوداء و جزئکباض البیض ایک چیز ثقل اور عکس (میل اور گاد) کے مانند لگ ہو جاتی ہے؛ هو البغم و جزء مائی هو المائۃ جو سودا ہے؛ اور ایک چیز اندھے کی سفیدی کے مانند ملتی الی یند فہر فضلہا فی البول ہے، جو بلغم ہے؛ اور ایک چیز پانی جیسی ہوتی ہے، جو مائیت ہے، جسکا زائد حصہ (فالتوحصہ) پیشاب کے ذریعہ خارج ہو جایا کرتا ہے +

والمائۃ لیست من الاخلاط لان مائیت رج خون میں پائی جاتی ہے، یہ اخلاط میں المائۃ ہی من المشروب الذی شامل نہیں ہے، کیونکہ مائیت ایسے مشروب (پانی) سے حاصل لا یغذ ووانما الحاجة الیہ ہوتی ہے، جو بدن انسان میں تغذیہ نہیں بخشتا۔ پانی کی حاجت لیرقی الغذا وینفذ فی المسالك اگر ہے، تو محض اس لئے کہ یہ غذا کو رقیق کر دے، اور اسے

واما الخلط فهو من المأكول والمشرب (تنگ) راستوں میں نفوذ کر اے۔ رہی خلط، تو وہ ایسے
الغاذی ومعنی قولنا غاذی ماکول اور مشروب سے حاصل ہوتی ہے، جو بدن کے لئے غاذی
ہو بالقوة شبيه بامبدان والذی (تغذیه بخشنے والا) ہو۔ ہم جب کسی چیز کے بارہ میں کہتے ہیں کہ
هو بالقوة شبيه بامبدان الانسان یہ غاذی ہے، تو اس سے ہماری مراد یہ ہوا کرتی ہے کہ وہ بالقوة
هو جسم ممتاز بجلابيط والماء بدن کے مشابہ ہے۔ اور جو چیز بدن کے مشابہ ہوا کرتی ہے، وہ
هو بسيط جسم مرکب (جسم مترج) ہی ہو سکتی ہے، نہ کہ جسم بسيط۔ اور

ومن الناس من يظن ان قوة البدن
تابعة لكثرة الدم وضعفه تابع
لقلته وليس كذلك بل المعتبر
حال رزء البدن منه
بعض لوگوں کا یہ گمان ہے کہ بدن کی قوت خون
کی کثرت کے ساتھ ہوتی ہے، اور بدن کا ضعف خون کی
کمیت کے ساتھ کسی کے ساتھ؛ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ اس بارے
میں محض اس امر کا اعتبار ہے کہ بدن اس خون سے تغذیہ کتنا
حاصل کر رہا ہے، اور کتنا خون بدن کے حصہ میں صرف ہو رہا ہے

ومن الناس من يظن ان الاخلاط اذا
زادت او نقصت بعد ان تكون
على النسبة التي يقتضيها بدن الانسان
في مقادير بعضها عند بعض فان الصحة
محفوظة وليس كذلك بل يجب ان يكون لكل
واحد من الاخلاط مع ذلك تقدير في لکم
محفوظ ليس بالقياس الى خلط اخر بل في نفسه ہونی چاہئے۔
مع حفظ التقدير الذي بالقياس الى غيره چاہئے، جو ایک کو دوسرے کے کاخ سے ہوتی ہے +

اخلاط کی مقدار میں باہمی طبعی طور پر کیا نسبت ہے؟ اس میں اختلاف ہے۔ (۱) بعض لوگ کہتے

ہیں کہ خون سب سے زیادہ ہے، اس کے بعد سودا، اس کے بعد بلغم، اور سب سے کم صفرا۔ (۲) بقول
فاضل علامہ خون تمام اخلاط سے تقریباً نصف ہے، سودا ایک تہائی، بلغم ایک چوتھائی، اور صفرا آٹھواں حصہ

(۳) سب سے ستر قول ملائیس کے نزدیک علامہ مسیحی کا ہے، جس میں اُسے سودا کو سب سے کم بتایا ہے؛ مسیحی
کے نزدیک سب سے زیادہ خون، اس سے کم بلغم، اس سے کم صفرا، اور اُس سے کم سودا ہے۔ مسیحی کے خیال

میں خون ہضم سے چھ گنا زیادہ ہے، اور ہضم صفراء سے چھ گنا، اور صفراء سودا سے پچھلے ہے یعنی صفراء سودا اور
سے تین چوتھائی زائد ہے۔ یہ تمام بیانات یقینی نہیں ہیں۔ بلکہ ظنی ہیں +

وقد بقی فی امور الاخلاط مباحث لیست
تلیق بالاصبع بل بالفلسفة فاعرضنا
ہیں جو اطباء کے لائق نہیں، بلکہ فلاسفہ کے لائق ہیں۔ اسی وجہ
سے ہم نے انہیں چھوڑ دیا +

الفصل الثانی من التعليم الرابع فی کیفیة تولد الاخلاط

اعلم ان الغذاء له انضمام ما بالمضغ
وذلك بسبب ان سطح الفم متصل
بسطح المعدة بل كانهما سطح واحد
وفیه منه قوة هاضمة فاذا لاقى
المضغ احواله احواله ما وبعینه
على ذلك الریق المستفید بالنضج
الواقع فيه حرارة غریزية ولذلك
ما كانت الحنطة المضغوغة تفعل فی
انصاج الدما میل والخراجات
ملا لتفعله املا قووة المبلولة بالماء
والمطبوخة فيه وقالوا والدلیل علی
ان المضغ قد بدأ فيه شئ من النضج
انه لا يوجد فيه الطعم الا اول
كل امرئ تحت الاولی

یہ معلوم ہونا چاہئے کہ غذا چبانے سے کسی قدر ہضم
ہو جایا کرتی ہے؛ کیونکہ مُنہ کی سطح معدہ کی سطح سے متصل ہے۔
بلکہ گریہ دونوں ایک ہی سطح ہیں۔ مُنہ کی سطح میں معدہ
کی سطح سے قوت ہاضمہ حاصل ہوتی ہے۔ جب
مُنہ کی سطح سے مضغ ملتا ہے (چبائی ہوئی غذا ملتی ہے)
تو مُنہ کی سطح اس میں کسی قدر استحالة (تغیر) پیدا کر دیتی ہے۔
اس ہضم پر وہ ریق (تھوک) بھی ادا کرتا ہے، جو حرارت
غریبہ اس وجہ سے حاصل کر لیتا ہے کہ خود اس کے اندر بھی نضج
(ہضم) واقع ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دُمَامیل (دُکُل) اور
پھوڑوں کے پکانے میں مُنہ کا چبایا ہوا گیہوں جو کام کرتا ہے
وہ پیسا ہوا، اور پانی سے ترکیب ہوا، اور پکا ہوا گیہوں نہیں کرتا
اطباء نے کہا ہے کہ اس امر پر کہ چبائی ہوئی غذا میں کچھ ہضم
ہوتا ہے، دلیل یہ ہے کہ اس میں نہ پہلا مزہ باقی رہتا ہے،
اور نہ پہلی بو +

ثم اذا ورد على المعدة انهضم
الا نهضم التام لا مجرد الحرارة
وحد هابل بحرارة ما لطيف بها
اما من ذات اليمن فالكلبد واما

پھر جب غذا معدہ میں پہنچ جاتی ہے، تو وہاں (معدہ)
(کا) ہضم پورا ہو جاتا ہے۔ اس وقت نہ صرف معدہ ہی کی
حرارت کام کرتی ہے، بلکہ ان اعضا کی حرارت بھی کام کرتی
ہے، جو معدہ کو گھیرے ہوئے ہیں؛ چنانچہ دائیں طرف

من ذات اليسار فالطحال فان الطحال جگر ہے۔ اور بائیں طرف طحال ہے۔ طحال معدہ کو اپنے
 قد یسخن لاجوہرہ بل بالشرائین ذاتی جوہر کی وجہ سے گرم نہیں کرتی ہے (کیونکہ اسے تو بارہ
 دلاور دۃ الکثیرۃ التي فیہ واما یابس کہا جاتا ہے) بلکہ اُن شرائین اور وریدوں کی وجہ سے
 من قد ام فالثرب الشحم القابل جو طحال میں بکثرت ہوتی ہیں۔ اسی طرح سانس کی طرف ثرب
 للحرارة سر یعالی بسبب الشحم المودى شحمی (چربی والا پردہ) ہے، جو چربی کی وجہ سے حرارت کو بہت
 بھا الی المعدة واما من فوق فالقلب تیزی سے قبول کرتا ہے، اور پھر اسے معدہ تک پہنچا دیتا
 بتوسط تسخینه الحجاب ہے۔ اسی طرح اوپر کی طرف قلب ہے، جو پہلے حجاب حاجز
 کو گرم کرتا ہے (اور اس کے بعد معدہ کو) +

فاذا انخفض الغداء اولاً صار چنانچہ جب غذا اولاً (معدہ میں) ہضم ہو جاتی ہے۔
 بذاتہ فی کثیر من الحيوانات وممونة تو بہت سے حیوانات میں یہ غذا خود بخود (بغیر مدد پانی کے)
 ما یخالطہ من المشرب فی اکثرھا اور اکثر حیوانات میں اس پانی کی امداد سے، جو غذا کے ساتھ
 کیلوسا و جوہر سیال شبیہ بماء مل جاتا ہے، کیلوس بن جاتی ہے۔ کیلوس ایک سیال
 الکثیف الثخین ثمانہ بعد ذلک جوہر ہے، جو گاڑھے کشک (آش) کے پانی سے مشابہ ہوتا ہے
 ینجذب لطیفہ من المعدة ومن الامعاء کیلوس بننے کے بعد اس کا لطیف حصہ معدہ سے اور علی ہذا
 ایضا فیندفع من طریق العروق آنتوں سے بھی منجذب ہو جاتا ہے؛ چنانچہ یہ اُن رگوں
 المسماة ماسار یقا وھی عروق دقاق (وریدوں) کی راہ روانہ ہوتا ہے، جو ماسار یقا کہلاتی ہیں۔ ماسار یقا وہ ایک
 صلاب متصلہ بالامعاء کلھا فاذا اور خستہ رگیں ہیں، جو ساری آنتوں (اور معدہ) سے متصل ہیں
 اندفع فیھا صالی العرق المسیم جب لطیف کیلوس ان رگوں میں چلا جاتا ہے، تو پھر اس رگ
 باب الکبد ونفذ فی الکبد فی اجزاء میں پہنچتا ہے جس کا نام باب الکبد (دروازہ جگر) ہے؛
 وفروع للباب داخلۃ متصغرة متصلة اور جگر میں داخل ہو کر باب الکبد کے اُن اجزاء اور شاخوں
 کا لشعرا ملاتیۃ الفوهات لفوهات میں پھیل جاتا ہے، جو جگر کے اندر داخل ہو کر بال حبسی باریک
 اجزاء اصول العرق الطالع من ہو گئی ہیں، اور جن کے منہ اس رگ کی جڑوں کے اجزاء
 حذیۃ الکبد ولن ینفذ فی (شاخوں) کے منہ سے ملے ہوئے ہیں، جو محب جگر سے نکلتی

لہ معدہ کا ہضم پہلا ہضم کہلاتا ہے +

سہ ماسار یقا بھی سریانی لفظ ہے۔ (گیلانی) +

لہ کیلوس سریانی لفظ ہے (گیلانی) +

لہ معمولی وریدوں سے زیادہ ان میں سختی نہیں ہوتی۔ ترجمہ

تلك المصائق فينا الا فضل مزاج
من الماء المشروب فوق المحتاج
اليه للبدن فان البدن لا يحتاج
الى الماء الا سيرا والباقي
تتفيد الغذاء

ہے (اجوف کی جڑیں، جو جگر کے اندر ہیں انکو اور وہ کبدیہ
کہا جاتا ہے؛ ان ہی کے منہ باب الکبد کی شاخوں سے
لے ہوئے ہیں)۔ یہ ایسے تنگ راستے ہیں، کہ تا وقتیکہ پانی
جو بدنی ضرورت سے زیادہ پیا جاتا ہے، کیلوس کے ساتھ وہ
بہت زیادہ ذل جائے، ان تنگیوں کے اندر کیلوس انسانوں
میں ہرگز نفوذ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ جو پانی پیا جاتا ہے، ہمارے
بدن کو اس کی بہت کم حاجت ہوا کرتی ہے؛ باقی پانی غذا
کے نفوذ کرانے میں کام آتا ہے +

فاذا تفرق في ليف هذا العرق
صار كات الكبد بکلیتہا ملاقیۃ لکلیۃ
هذا الكبدوس فكان لذلك فعلها
فيه اشدا واسرع وحينئذ ينطبق
وفي كل انطباخ يكون لمثله شئ
كالرغوة وشئ كالرسوب وربما
كان معهما اما شئ هو الی الاحتراق
ان افرط البطن او شئ كالبلغم ان
قصوا بطن فالرغوة هي الصفراء
والرسوب هي السوداء وهما
طبعیان والمحترق لطیفہ صفراء
ردیة وکثیفہ سوداء سردیۃ
وهما غیر طبعیین والفجر هو انبلغم
واما الشئ المنتصفی من هذه الجملة
نضجا فهو الدم

جب لطیف کیلوس ان رگوں کے لیفات (باریک
شاخوں) میں پھیل جاتا ہے، تو گویا سارا جگر سارے کیلوس سے
ملائی ہو جاتا ہے؛ اسی وجہ سے جگر کا فعل اس کیلوس میں
شدید تر اور تیز تر ہوتا ہے۔ اب وہ اس وقت جگر میں پکنا
ہے۔ جب ہم کیلوس جیسی کوئی چیز بیرونی طور پر پکاتے ہیں،
تو ہمیشہ ہیں ایک چیز جھاگ (رغوہ) جیسی، اور ایک چیز رسوب
جیسی ملا کرتی ہے۔ اور گاہے ان دونوں قسم کی چیزوں کے
ساتھ کوئی چیز چلی ہوئی سی بھی ملتی ہے، جبکہ پکانے میں زیادتی
ہو جاتی ہے، یا کوئی چیز کچی سی ملتی ہے، جبکہ پکانے میں کمی
رہ جاتی ہے یہی حال کیلوس کا ہے، جو جگر میں پکنا ہے)
چنانچہ رغوہ (جھاگ) صفراء ہے، اور رسوب سوداء ہے؛ یہ
دونوں طبعی خلطیں ہیں۔ رہی چلی ہوئی چیز (خواہ جگر کی حرارت
کی زیادتی سے چلی ہو، یا مادہ کی استعداد کی وجہ سے) تو اس کا
لطیف حصہ ردی صفراء ہے، اور کثیف حصہ ردی سوداء ہے
یہ دونوں خلطیں غیر طبعی ہیں۔ اور کچی چیز (جو جگر کے بلغم سے
خام رہی ہو) وہ بلغم ہے۔ رہی وہ چیز جو ان تمام میں سے
چھنی ہوئی (منتصفی) اور پختہ ہو وہ خون ہے +

اَلَا اِنَّهٗ بَعْدَ مَا دَامَ فِي الْكَبِدِ يَكُونُ
 اِرْقٌ مِّمَّا يَنْبَغِي لِفَضْلِ الْمَائِيَّةِ الْمَحْتَاجِ
 اِلَيْهَا لِلْعِلَّةِ الْمَذْكُورَةِ وَكُنْ هَذَا
 الشَّيْءُ الَّذِي هُوَ الدَّمُ اِذَا انْفَصَلَ
 عَنِ الْكَبِدِ فَلَمَّا يَنْفَصِلُ عَنْهَا يَتَصَفَّى
 اَيْضًا عَنِ الْمَائِيَّةِ الْفَضْلِيَّةِ الَّتِي اِنَّمَا
 اَحْتِجُّ اِلَيْهَا بِسَبَبِ وَقَدْ اِرْتَفَعَ
 فَيَنْجَذِبُ اِلَيْهَا فِي عِرْقٍ نَازِلٍ اِلَى
 الْكَلَيْتَيْنِ وَيَحْمِلُ مَعْ نَفْسِهِ مِنَ الدَّمِ
 مَا يَكُونُ بِكَمِّيَّتِهِ وَكَيْفِيَّتِهِ صَالِحًا لِلْغَدَاءِ
 الْكَلَيْتَيْنِ فَيَغْدُو الْكَلَيْتَيْنِ الدَّسُومَةُ
 وَالِدَمُ مَوِيَّةٌ مِنْ تِلْكَ الْمَائِيَّةِ
 وَيَسْتَدْفِرُ بِاَقْبَاهَا اِلَى الْمَثَانَةِ
 وَالْاَحْلِيلِ

لیکن یہ خون جب تک جگر کے اندر رہتا ہے ، وہ زیادہ
 رقیق ہوتا ہے ؛ کیونکہ اس میں مائیت زیادہ ہوتی ہے ، جسکی
 زیادتی کی حاجت مذکورہ بالا سبب سے ہوتی ہے (یعنی زیادہ
 پانی اس لئے ہوتا ہے کہ وہ تنگ راستوں میں کیلوں کو
 نفوذ کرا دے) ۔ لیکن یہ چیز ، یعنی خون ، جب جگر سے جدا
 ہوتا ہے ، تو جدا ہوتے ہی اُس زائد مائیت سے بھی الگ
 ہو جاتا ہے ، جس کی ضرورت ایک ایسے سبب سے تھی ، جو اب
 رفع ہو گئی ؛ چنانچہ اب وہ (مائیت) جگر سے اُس رگ میں
 جاتی ہے جو گردوں کی طرف اترتی ہے ، اور اپنے ساتھ اتنا
 خون بھی لے جاتی ہے ، جو لحاظ مقدار اور کیفیت کے گردوں
 کی غذا کے لئے کافی ہو ۔ چنانچہ گردوں کی پرورش اس مائیت
 کی دسومت (چکنائی) اور دسومت (خونی اجزاء) سے ہو جاتی
 ہے ، اور باقی مائیت مثانہ اور اَحْلِيل (مجراے بول) کی طرف
 روانہ ہو جاتی ہے +

وَمَا الدَّمُ الْحَسَنُ الْقَوَامُ فَيَسْتَدْفِرُ
 فِي الْعِرْقِ الْعَظِيمِ لِيَطْلُعَ مِنْ
 حُلَاةِ الْكَبِدِ فَيَسْلُكُ فِي الْاَوْرَدَةِ
 الْمُنْشَعِبَةِ مِنْهُ ثُمَّ فِي جَدِّ اَوَّلِ الْاَوْرَدَةِ
 ثُمَّ فِي سَوَاقِي الْجَدِّ اَوَّلِ شَمْرِ
 رَوَاضِعِ السَّوَاقِي ثُمَّ فِي الْعِرْوَقِ
 اللَّيْفِيَّةِ الشَّعْرِيَّةِ ثُمَّ يَرْتَحِلُ مِنْ فُوهَاتِهَا
 فِي الْاَعْصَانِ بِتَقْدِيرِ الْغَرِيزِ الْحَكِيمِ

رہا اچھے قوام کا خون (یعنی وہ خون جو مائیت کے جدا
 ہو جانے کے بعد اب رقیق نہیں رہا ہے) وہ اُس بڑی رگ
 کی طرف چلا جاتا ہے ، جو حدیبہ (محب جگر) سے نکلتی ہے
 (اجوف میں چلا جاتا ہے) ؛ پھر اس سے اُن وریدوں میں
 جاتا ہے ، جو اجوف سے اُگتی ہیں ؛ پھر ان وریدوں کے
 جدِ اول میں ، پھر ان جدِ اول کے سواقی میں ، پھر سواقی کے
 روضع میں ، اور پھر عروق لیفیہ شعریہ میں جاتا ہے ۔ پھر عروق
 شعریہ کے فوہات (دہانوں) سے اعصار میں مترشح ہوتا ہے
 (رستا ہے) جسکا اعزازہ خدا سے عزیز و دانا کے ہاتھ میں ہو +

اجوف ایک بڑی نہر کے مانند ہے ، اس لئے اس کی وریدوں کو جدِ اول کہا گیا ، (جدِ اول چھوٹی نہریں)۔
 اور ان وریدوں کی شاخوں کو سَوَاقِي (ساقیہ اُس نالہ کو کہتے ہیں ، جو چھوٹی نہروں سے نکالے جاتے ہیں)۔ اور

سوانی کی شانوں کو سر و ارض (کیونکہ راضع اس نالی کو کہتے ہیں، جو ساقیہ سے نکالی جاتی ہے)۔ آبی +
 قسب الدم الفاعلی ہو حرارة (اخلاط کے اسباب بلکہ) خون کا سبب فاعلی حرارت معتدل
 معتدلة وسببه المادی هو المعتدل ہے (یعنی جگر کی حرارت ہے)؛ سبب مادی اچھے ماکول
 من الاغذية ولا شرابة الفاضلة وسببه ومشروب کے معتدل اجزاء؛ سبب صوری نفع فاضل
 الصوری هو النفع الفاضل وسببه (اچھی طرح پک جانا)؛ اور سبب تمامی (غائی) بدن کا
 تمامی تغذیة البدن تغذیہ ہے +

والصفراء سببه الفاعلی اما للطبیع منها صفراء میں سے طبعی صفراء جو کہ خون کا رُغْوہ
 الذی هو رغوۃ الدم فحرارة معتدلة (جھاگ) ہے، اس کا سبب فاعلی معتدل حرارت ہے؛
 واما للحرارة منها فاحرارة النارية اور غیر طبعی صفراء کا سبب فاعلی حرارت ناریہ شدیدہ ہے
 المفرطة وخصوصاً فی الکبد سببها علی انخصوص وہ حرارت ناریہ جو جگر میں ہو۔ صفراء کا سبب
 المادی هو اللطیف الحار والحلو اللذیم مادی غذاؤں میں سے لطیف، گرم، میٹھے، پکے (ردغنی)
 والحریف من الاغذية وسببها اور حریف (تیز چرپرے) اجزاء۔ سبب صوری نفع
 الصوری مجاوزة النفع الی الافراط وسببها (پختگی) کا زیادتی کی طرف تجاوز کر جانا (زیادہ پک جانا)؛
 تمامی الضرورة والمنفعة المذكورتان اور سبب تمامی وہ ضرورت و منفعت، جنکا ذکر ہو چکا +
 وابلغم سببه الفاعلی حرارة مقصورة بلغم کا سبب فاعلی حرارت مقصرہ ہے (یعنی)
 وسببه المادی الغلیظ البارد الطوب وہ حرارت جسے مادہ میں کم عمل کیا ہو، خواہ اس کی وجہ یہ ہو کہ
 اللزج من الاغذية وسببه الصوی وہ مادہ ہی غلیظ اور دیر میں پکنے والا ہو)؛ سبب مادی
 قصور النفع وسببه تمامی ضرورة غذاؤں کے غلیظ، رطب، بارد اور لیسدار اجزاء؛ سبب
 ومنفعته المذكورتان صوری نفع کا کم رہ جانا؛ سبب تمامی بلغم کی وہ
 ضرورت و منفعت ہے جنکا ذکر ہو چکا +

والسوداء سببها الفاعلی اما للسودی سوداء: سوداء رسوبی (سوداء طبعی) کا
 منها فحرارة معتدلة واما للحرارة سبب فاعلی حرارت معتدل ہے، اور سوداء محترقة کا

لہ تمام اخلاط طبعیہ کا سبب فاعلی اگرچہ جگر کی حرارت ہے، لیکن اس کا فعل مادہ کے لحاظ سے کم و بیش ہوتا
 ہے، چنانچہ غذاؤں کے معتدل اجزاء میں اس کا فعل اعتدال کے ساتھ ہوتا ہے، جبکہ شیخ نے "حرارت معتدلہ" کے لفظ
 سے بیان کیا ہے، اور لطیف اجزاء میں اس حرارت کا عمل اعتدال سے تجاوز کر جاتا ہے +

منہا فحرارة حيا و ذرة للاعتدال سبب فاعلى وہ حرارت ہے جو اعتدال سے تجاوز نہ کر گئی ہو؛
 المادى الشدید الغلظا القلیل سبب ماوی غذاؤں کے نہایت غلیظا اجزاء جن میں
 الرطوبة من الاغذية والحار منها رطوبت کم ہو؛ اگر ایسے اجزاء گرم بھی ہوں، تو سودا پر پیدا
 اقوى فی ذلک وسببها الصوى الفضل کرنے میں زیادہ قوی ثابت ہوتے ہیں؛ سبب صوری
 المترسب على احد الوجهين فلا وہ ثقل ہے جو مذکورہ بالا دونوں صورتوں (ترش و استراحت)
 لیسيل ولا يتحمل وسببها التماهى وضوئها میں سے کسی ایک صورت سے راسب ہوا ہو، جو نہ (دوسرے
 ومنفعتها المذکورتان (اخلاط کی طرح) نہ سکے، اور نہ تحلیل ہو سکے؛ اور سبب تمامی
 (غائی) سودا کی وہ ضرورت اور منفعت ہے جسکا ذکر ہو چکا۔

والسوداء تكثر حاررة الكبد سودا کی مندرجہ ذیل صورتوں میں سودا کی زیادتی ہوا کرتی
 اولضعف الطحال اولشدة برد زیادتی ہے؛ (۱) جگر کی گرمی کے وقت؛ (۲) طحال کی
 مجذ اولد وام احتقان اولاهراض کمزوری کے وقت؛ (۳) بردوت کی زیادتی کے وقت،
 کثرت وطالت فرمذات جسکا کام مواد کو جادینا ہے (بردوت مجہد)؛ (۴) مادہ کا
 الاخلاط واذاکثرت السوداء ایک عرصہ تک کہیں بند رہنا (جس سے لطیف اجزاء تحلیل
 ووقفت بین الکبد والمعدة ہو جاتے ہیں، اور کثیف اجزاء باقی رہ جاتے ہیں)، (۵)
 قل معها تولد الدم ایسے امراض کی وجہ سے جو چند ہوں، اور مدت دراز تک
 الجیدة فقل الدم فی البدن قائم رہیں، جس سے اخلاط مترد ہو جاتے ہیں (اخلاط بشکل
 رماد و خاکستر بن جاتے ہیں)۔ چنانچہ جب سودا کی بدن
 میں کثرت ہو جاتی ہے، اور وہ جگر اور معدہ کے درمیان
 ٹھہر جاتا ہے، تو اس وقت خون اور اچھے اخلاط کی پیدائش
 کم ہو جاتی ہے، جس سے بدن میں خون کی کمی ہو جاتی ہے۔

ومجب ان يعلم ان الحاررة والبرودة شذرة یہ معلوم ہونا چاہئے کہ حرارت و بردوت (دونوں)
 سببان فاعلیان لتولد الاخلاط مع پیدائش اخلاط کے لئے دوسرے اسباب کے ساتھ سبب
 سائکلا سباب لکن الحاررة المعتدلة فاعلى ہیں؛ لیکن حرارت معتدلہ سے خون پیدا ہوتا ہے؛
 تولد الدم والمفرطة تولد الصفراء اور حرارت مفرطہ (شدیدہ) سے صفراء؛ اور نہایت مفرطہ سے
 والمفرطة جدا تولد السوداء سودا؛ کیونکہ جب حرارت زیادہ شدید ہوتی ہے، تو یہ مادہ

بفوط الاحتراق والبرودة تولد البلغم والمفرطة جدا تولد السواء بفوط بلغم پیدا کرتی ہے؛ اور اگر بروودت بہت زیادہ ہو، بفرط الاجماد ولكن يجب ان يراعى القوى المنفعلة باذاء القوى الفاعلة

کو زیادہ جلا دیتی ہے (جس سے سودا رہن جاتا ہے)۔ اسی طرح بروودت بلغم پیدا کرتی ہے؛ اور اگر بروودت بہت زیادہ ہو، تداوہ کو شدت سے جا کر (فرط اجما سے) سودا رہ پیدا کرتی ہے۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ ان قوائے فاعلہ (قوائے مؤثرہ - حرارت و بروودت) کے ساتھ متاثر ہونے والی قوتوں کا (مادوں کا) بھی خیال کیا جائے (یعنی یہ ممکن نہیں ہے کہ حرارت معتدلہ سے بلا صراح مادہ کے خون بن جائے) *

وليس يجب ان يقف الاعتقاد على ان كل مزاج يولد الشبيه به ولا يولد الصند بالعرض وان لم يكن بالذات فان المزاج قد يتفق له كثيرا ان يولد الصند بالعرض فان المزاج البارد اليابس يولد الرطوبة الغريبة لا المشاكلة ولكن لضعف الهضم ومثل هذا الانسان يكون خفيفا رخوا المفاصل اذ عرجا نأ باردا ملمس ناعمه ضيق العروق

[شذرہ] یہ اعتقاد رکھنا جائز نہیں ہے کہ ہر مزاج محض اپنے ہی جیسے مزاج کو دیا اپنی ہی جیسی کیفیت) کو پیدا کرتا ہے؛ اور اپنے ضد کو بالعرض بھی پیدا نہیں کرتا (خواہ وہ بالذات خود کیونکہ بسا اوقات ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ ایک مزاج اپنے ضد کو بالعرض پیدا کر دیا کرتا ہے۔ چنانچہ بار دیا پس مزاج گامے رطوبت تا غریبہ پیدا کر دیتا ہے؛ نہ اس وجہ سے کہ بار دیا پس مزاج کے ساتھ رطوبت غریبہ کی کوئی مشاکلت (مشابہت) ہے؛ بلکہ اس لئے کہ بروودت و ہیوست سے ہضم کمزور ہو جاتا ہے (جس سے فاسد رطوبت پیدا ہو جاتی ہے)۔ اس قسم کا انسان لاغر ہوتا ہے؛ اس کے جوڑ ڈھیلے ہوتے ہیں؛ بال کم ہوتے؛ بزدل ہوتا ہے؛ بلمس (جلد) باردا اور چمکنا ہوتا ہے، اور رگیں تنگ ہوتی ہیں *

والشبيه بهذا اما تولد الشخوخة البلغم على ان مزاج الشخوخة بالحقيقة برد ويبس

بڑھوں میں جو رطوبت پیدا ہو جاتی ہے، وہ بھی اسی مذکورہ بالا مثال کے قریب ہے؛ حالانکہ بڑھوں کا اصلی مزاج بار دیا پس ہے (اس لئے اس میں جو رطوبت غریبہ پیدا ہو جاتی ہے، وہ اصلی نہیں ہو سکتی، بلکہ محض عارضی ہے) *

ويجب ان تعلم ان للدم وما يجري معه في العروق هضما ثلثا واذا

[شذرہ] یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ خون اور وہ چیزیں (اخلاط) جو خون کے ساتھ رگوں میں جاتی ہیں، رگوں کے اندر ان میں

توزع علی الاعضاء فَلْيَصِيبْ كُلَّ عَضْوٍ عِنْدَ هَضْمٍ رَابِعٍ

ایک تیسرا ہضم بھی ہوتا ہے۔ پھر جب یہ اعضاء میں پھیل جاتے ہیں، تو ہر عضو کے حصہ میں جو اخلاط پہنچتے ہیں، وہاں ان میں ایک چوتھا ہضم بھی ہوتا ہے +

ففضل الهضم الاول وهو في المعدة
يبدأ من طريق الامعاء وفضل^{لہضم} ال
الثاني وهو في الكبد يبدأ من
في البول وباقية من جهة الطحال
والمرارة وفضل الهضمين الباقيين
يبدأ من فروع التمثال الذي لا يحس
وبالعرق والوسخ الخارج بفضله
من منافذ محسوسة كالأنف
والصمغ وغير محسوسة كاللسان
وأخارجة عن الطبع كالأسرام
المنفجرة أو بما ينبت من زوائد
البدن كالشعر والظفر

تمام ہضم نام ہضم کے فضلات
چنانچہ پہلے ہضم کا فضلہ، جو معدہ میں ہوتا ہے،
آنتوں کی راہ (بشکل براز) خارج ہوتا ہے، اور
دوسرے ہضم کا فضلہ، جو جگر میں ہوتا ہے، اس کا بیشتر حصہ
پیشاب میں چلا جاتا ہے، اور باقی حصہ طحال اور مرارہ کی طرف
روانہ ہوتا ہے۔ اور باقی دونوں ہضموں (تیسرے اور چوتھے
ہضم) کے فضلات کچھ تو نا معلوم طور پر تحلیل ہو جاتے ہیں، کچھ
پیشہ کے ساتھ خارج ہوتے ہیں، کچھ اس میل کے ساتھ دفع
ہوتے ہیں، جو ناک اور کان جیسے بڑے بڑے سوراخوں سے
خارج ہوتی ہے، یا سام جیسے غیر محسوس چھیدوں سے برآمد
ہوتی ہے؛ یا غیر طبعی راستوں سے باہر آتی ہے، جیسے وہ
سوراخ جو پھوڑوں کی شکل میں پھوٹ کر باہر آتے ہیں؛ کچھ ان
زوائد کی شکل میں خارج ہو جاتے ہیں جو بدن میں اُگتے ہیں،
جیسے بال اور ناخن (مگر بعض لوگ بال اور ناخن کو فضلات
میں شمار نہیں کرتے، اور اعضاء میں گنتے ہیں) +

وإعلم أن من رقت أخلاطه أضعفه
استقر أغها وتآذى بسعة مسامه
أن كانت واسعة تآذي في قوته
لما يتبع التحلل من الضعف ولأن
أخلاط الرقيقة سهلة الاستفراغ
والتحلل وما سهل استفرغ عنه
وتحمله سهل استصحبه للروح
في تحلله فيتحلل معه

شذرہ جن لوگوں کے اخلاط رقیق ہوتے ہیں، انہیں ان کے
استفراغ سے ضعف (زیادہ) لاحق ہو جاتا ہے؛ اور اگر
ان کے بدن کے مسامات کشادہ ہوتے ہیں، تو ان کی کشادگی
سے یہ بہت زیادہ اذیت پاتے ہیں۔ کیونکہ (۱) تحلیل کے
بعد (تحلل روح کے بعد) ضعف لاحق ہو جاتا ہے کیونکہ جب
اخلاط رقیق ہیں، تو لازماً ارواح بھی رقیق ہی ہوں گے، اور جب
ارواح رقیق ہوں گے، تو وہ جلد تحلیل بھی ہو سکیں گے، جس سے
قوتوں کا ضعیف ہونا ضروری ہے اور (۲) اس لئے کہ

رقیق اخلاط پر آسانی خارج ہو جاتے اور یہ آسانی تحلیل ہو جاتی
ہیں؛ اور جب آسانی کے ساتھ خارج ہو جاتے اور تحلیل
ہو جاتے ہیں، تو ان کے ساتھ ساتھ روح بھی آسانی کے
ساتھ تحلیل ہو جاتی ہے +

واعلم انہ کما ان لہذا الاخلاط اسباباً فی تولدھا فکذلک لہا اسباب فی حرکاتھا فان الحركة والاشیاء المحارۃ تحرك الدم والصفرۃ وریما حرکت السوداء وقوتھا لکن الدعة یقوی البلغم وصنوف من السوداء
[شذرہ] یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ جس طرح ان اخلاط کی
پیدائش کے لئے چند اسباب ہیں، اسی طرح ان اخلاط کی
حرکات کے لئے بھی اسباب ہوا کرتے ہیں؛ چنانچہ حرکت
اور اشیاء حارہ (گرم چیزوں) سے خون اور صفراء میں حرکت
پیدا ہوتی ہے؛ اور گاسے ان چیزوں سے سودا بھی حرکت
میں آجاتا اور قوی ہو جاتا ہے (سودا کا فعل قوی ہو جاتا ہے)۔
لیکن آرام و راحت (سکون) سے بلغم اور سودا کی چند قسمیں قوی
(زیادہ) ہوتی ہیں +

کلا وہام انفسھا تحرك الاخلاط مثل ان الدم یحرک النظر الی الاشیاء الحمرو لذلک ینھ المر عوف عن ان ینظر الی مالہ بریق احر
وہم وہم و خیال ہے بھی اخلاط حرکت میں آ جاتے
ہیں، چنانچہ سرخ چیزوں کی طرف دیکھنے سے خون حرکت میں
آ جاتا ہے؛ یہی وجہ ہے کہ نکسیر کے مریض (مرعوف) کو ایسی
چیزوں کی طرف دیکھنے سے منع کیا جاتا ہے، بس میں سرخ
چمک ہو +

فہذا ما نقولہ فی الاخلاط وتولدھا واما مخاصات المخالفین فی صوابھا خالی الحکماء دون الاطباء
اخلاط اور ان کی پیدائش کے یہ مباحث وہ ہیں جو ہم
علم طب میں بیان کر سکتے ہیں۔ رہے مخالفین کے جھگڑے
(اور ان مباحث مذکورہ کی صداقت کے دلائل و براہین) تو وہ
اطباء سے نہیں، بلکہ حکماء سے متعلق ہیں +

تعلیم پنجم

اس میں ایک فصل اور پانچ جملے ہیں (پانچوں جملے تشریح
اعضاء مفردہ سے متعلق ہیں) +

التعلیم الخامس

فصل واحد و خمس جمل

الفصل فی ماہیۃ العضو و اقسامہ

الاعضاء اجسام متولدة من اول
مزاج الاخلاط المحمودة كما
ان الاخلاط اجسام متولدة من
اول مزاج الاركان
اعضاء وہ رکشت اجسام ہیں جو اخلاط محمودہ کی
ابتدائی ترکیب سے (یا ابتدائی مزاج سے، یعنی رطوبات
ثانیہ سے) پیدا ہوتے ہیں، جیسا کہ اخلاط ایسے (دو رنگ) اجسام
ہیں جو ارکان کی ابتدائی ترکیب سے (یا ابتدائی مزاج سے)
ظہور میں آتے ہیں +

اخلاط کی ابتدائی ترکیب سے یا ابتدائی مزاج سے رطوبات ثانیہ بنتی ہیں، جن سے اعضا بنتے ہیں۔
جن طرح ارکان کے ابتدائی مزاج (ابتدائی ترکیب) سے نباتات و حیوانات وغیرہ بنتے ہیں، جن کے کھانے سے بدن
میں اخلاط بنتے ہیں +

والاعضاء منها ما هي مفردة ومنها
ما هي مركبة والمفردة هي التي اتى
جزء محسوس اخذت منها كان مشاركا
للكل في الاسم والحد مثل اللحم في
اجزائه والعظم في اجزائه والعصب
في اجزائه وما يشبه ذلك ولذا لك
تسمى اعضاء متشابهة الاجزاء والمركبة
هي التي اذا اخذت منها جزء اتى جزء
كان لم يكن مشاركا للكل في الاسم
ولا في الحد مثل اليد والرجل والوجه
فان جزء الوجه ليس بوجه وجزء
اليد ليس بيد ويسمى اعضاء آلية
لانها هي آلات النفس في تمام الافعال
والحركات
اعضائ کی دو قسمیں ہیں، مفردہ اور مرکبہ۔ اعضا
مفردہ وہ اعضا ہیں جن کا اگر کوئی ظاہری اور محسوس
حصہ لیا جائے (اور نام اور تعریف دریافت کی جائے) تو
وہ حصہ نام اور تعریف میں کل کا سارے کا جس سے وہ
حصہ الگ کیا گیا ہے) شریک ہوگا؛ مثلاً گوشت کے اجزاء
(اجزاء محسوسہ) اور عصب کے اجزاء (اجزاء محسوسہ) اور
دوسرے اعضا مفردہ جو ان کے مانند ہیں۔ اسی وجہ سے
ان اعضا کو اعضاء متشابهة الاجزاء کہا جاتا ہے۔
اور اعضا کو اعضاء مرکبہ کہہ دے ہیں کہ اگر ان کا کوئی جزء لیا جائے
خواہ وہ جزء کسی قسم کا ہو، تو وہ نام اور تعریف میں مجموعہ (کل)
کا شریک نہ ہوگا؛ مثلاً ہاتھ، پاؤں، اور چہرہ۔ چہرہ کا ایک
جزء چہرہ نہیں کہلا سکتا، اور ہاتھ کا ایک حصہ ہاتھ نہیں کہلا
سکتا۔ اعضا مرکبہ کو اعضاء آلية بھی کہا جاتا ہے،
کیونکہ یہی اعضا نفس کے تمام حرکات اور افعال کے آلات

لہ وہ اعضا جنکے اجزاء باہم متشابه ہوں +

(ذرائع) ہیں +

اول الاعضاء المتشابهة الاجزاء سارے اعضا، متشابهہ الاجزاء (اعضاء مفردہ) العظم وقد خلق صلباً لانه اساس میں پہلے ہڈی ہے۔ ہڈی کو سخت اس لئے بنایا گیا ہے کہ البدن ودعامۃ الحركات یہ بدن کی بنیاد اور حرکات کا سہارا (دعامہ) ہے +

ثم الغضروف وهو الكین ہڈی کے بعد غضروف (گڑی) ہے، جو ہڈی سے من العظم فينعتط واصلب من نرم ہے؛ چنانچہ گڑی ٹٹرسکتی ہے، مگر یہ دوسرے اعضا سائلا اعضاء والمنفعة في خلقه سے سخت ہے۔ پیدائش غضروف کی منفعتیں چار ہیں: (۱) ان يحسن به اتصال العظام بالاعضاء تاکہ ہڈیوں کا اتصال نرم اعضا کے ساتھ اچھے طور پر ہو سکے اللينة فلا يكون الصلب واللين قد (یعنی سخت اور نرم چیزوں کے درمیان میں ایک اوسط درجہ ترکیباً بلا متوسط فيتأذى اللين کی چیز آجائے) یہ نہ ہو کہ سخت اور نرم چیزیں بلا کسی درمیان بالصلب وخصوصاً عند الضربة چیز کے باہم مل جائیں؛ اگر ایسا ہو تو نرم عضو میں سخت عضو کی والضغط بل يكون التركيب وجہ سے اذیت پہنچے، علی الخصوص ضربہ و سقوط (چوٹ وغیرہ) متدتر جاً مثل ما في عظم الكتف کے وقت۔ غضروف کے درمیان میں حائل ہو جانے کی وجہ والشرا سيف في اصلاع الخلف سے ترکیب تدریجی ہو جاتی ہے (سخت اور نرم دونوں درجہ ومثل الغضروف الخجری تحت بدرجہ ملتے ہیں) جیسا کہ شانہ کی ہڈی (کے کنارہ) میں کیا گیا ہے (یہ جانوروں میں ہوتا ہے)، اور جیسا کہ اصلاع خف (جھوٹی القص

والشرا سيف في اصلاع الخلف ومثل الغضروف الخجری تحت القص (۲) تاکہ گرگڑا کھانے والے جوڑوں کی مجاورت (ملاقات) بہتر طور پر ہو سکے، جس سے یہ مفاصل کچنے (گھسنے) نہیں پاتے + (۳) بعض عضلات ایسے اعضا کی طرف بڑھتے ہیں، جہاں ہڈی نہیں ہوتی کہ اسپر عضلے کا سہارا ہو، اور اس کی وجہ الخ عضو غیر ذی عظم ليستند اليه سے اپنے فعل پر قادر ہو، مثلاً پیوڈ کے عضلات۔ ایسے اعضا لہ ہڈی چونکہ بن کے لئے بنیاد کے مانند ہے، اس لئے اعضا مفردہ میں اسے پہلے شمار کیا جاتا ہے +

وايضاً يحسن به تقيا و المفاصل المتحركة فلا تعرض لصلابتها (۲) تاکہ گرگڑا کھانے والے جوڑوں کی مجاورت (ملاقات) بہتر طور پر ہو سکے، جس سے یہ مفاصل کچنے (گھسنے) نہیں پاتے + (۳) بعض عضلات ایسے اعضا کی طرف بڑھتے ہیں، جہاں ہڈی نہیں ہوتی کہ اسپر عضلے کا سہارا ہو، اور اس کی وجہ الخ عضو غیر ذی عظم ليستند اليه سے اپنے فعل پر قادر ہو، مثلاً پیوڈ کے عضلات۔ ایسے اعضا لہ ہڈی چونکہ بن کے لئے بنیاد کے مانند ہے، اس لئے اعضا مفردہ میں اسے پہلے شمار کیا جاتا ہے +

و یتقویٰ به مثل عضلات الا جفان کان هناك دعماً وعماداً لا وتارها
 و ایضاً انه قد تمس الحاجة فی مواضع كثيرة الى اعتمادیتا علی
 شئ قوی لیس بغایة الصلابة كما فی الحنجرة
 میں کریاں ان عضلات کے اوتار کے لئے سہارا اور ستون بنا کرتی ہیں +
 (۴) بہت سے مقامات پر ایک ایسے اعتماد (سہارا) کی ضرورت ہوا کرتی ہے، جو کسی قوی چیز ہی سے حاصل ہو سکتا ہے جو بہت زیادہ سخت بھی نہ ہو، جیسا کہ حنجروہ میں (اسی مقصد سے کریاں بنائی گئی ہیں۔ اگر اس میں کریوں کی بجائے ہڈیاں ہوتیں، یا اس میں اگر گوشت ہوتا، تو حنجروہ کا فعل پورا نہ ہوتا) +

ثم العصب وھی اجسام دماغیة المنبتة ونخاعیة المنبت بیض لينة لينة فی الاعطاف صلبة فی الانفصال خلقت لیتهم بها للاعضاء الحس والحركة
 ثم الاوتار وھی اجسام تنبت من اطراف بعض العضل شبيهة بالعصب فتلاقی الاعضاء المتحركة فتارة تجذبها لاخذ ابها لتشجر العضلة واجتماعها ورجوعها الی وراثها وتارة تترخها باسترخائها لا تبسط العضلة عائدة الی وضعها وازائدتة فیها علی مقلد ارها فی طولها حال کونها علی وضعها المطبوع لها علی ما ندره نحن فی
 اعصاب [اعضاء مفردة من تیرا اعصاب ہے۔ اعصاب ایسے اجسام ہیں جو دماغ سے اُگتے ہیں، یا نخاع (حرام مغز) سے، یہ اجسام سفید اور پچکدار ہوتے ہیں (یعنی) مڑنے میں نرم اور ٹوٹنے میں سخت ہیں۔ یہ اس لئے پیدا کئے گئے ہیں کہ ان کی وجہ سے اعصاب میں حس و حرکت حاصل ہو +
 [اوتار] اوتار وہ اجسام ہیں جو بعض عضلات کے سروں سے اُگتے ہیں، اور اعصاب سے مشابہ ہوتے ہیں؛ چنانچہ یہ عضلات سے نکلا کر ان اعصاب کے ساتھ ملاقات کرتے ہیں (چپاں ہو جاتے ہیں) جو حرکت کرتے ہیں۔ چنانچہ یہ گاہے اعصاب کو اپنے کھینچنے کی وجہ سے کھینچتے ہیں، اور ان کے کھینچنے کا سبب یہ ہوتا ہے کہ عضلہ کھینچتا ہے، ہٹتا ہے، اور پیچھے کی طرف لوٹتا ہے؛ اور گاہے یہ عضلہ کے پھیلنے کی وجہ سے ڈھیلے پڑ جاتے ہیں، اس لئے اعصاب کو ڈھیلہ کر دیتے ہیں، جس سے وہ (فضا) اپنی وضع پر لوٹ آتے ہیں، یا اپنی طبعی وضع سے مقدار طول یہی بڑھ جاتے ہیں، جیسا کہ بعض عضلات میں دیکھا جاتا ہے۔

لہٰذا میسا کہ عضلات زبان میں دیکھا جاتا ہے جبکہ زبان منہ سے باہر نکالی جاتی ہے (گیلانی) اگر یہ صحیح نہیں، بلکہ زبان منہ سے باہر اس وجہ سے نکلتی کہ اس کے بعض عضلات سکڑتے ہیں، اور زبان کو منہ سے باہر نکال دیتے ہیں +

بعض العصل وهي مؤلفة في الأكثر
من العصب الناذل في العضلة
البارز منها في الجهة الأخرى
ومن الأجسام التي يتلو ذكرها
ذكر الأوتار وهي التي تسمى بأرباط
وهي الصناعات العصبانية المرئية والملموسة
تأتي من العظام إلى جهة العصل
فيتمشيطها ولا أعصاب ليفاً فماً
وذلك العضلة منها الحشنة لحما وما فارقها
إلى المفصل والعضو المتحرك اجتماع
إلى ذاته وانفصل وترا

اوتار کی ترکیب میں اکثر اوقات وہ عصب داخل ہوتا ہے جو
عضلہ میں ایک طرف سے گھستا ہے، اور دوسری طرف نکل
آتا ہے؛ نیز ان کی ترکیب میں وہ اجسام داخل ہوتے ہیں،
جنکا ذکر اوتار کے بعد (ساتھ ہی) آنے والا ہے، اور جن کا
نام ہم رباطات رکھتے ہیں + چنانچہ رباطات وہ اجسام
ہیں جو دیکھنے اور چھونے میں عصبانی ریشوں کے مانند نظر
آتے ہیں، اور ہڈیوں سے شروع ہو کر عضلات کی طرف
جاتے ہیں۔ چنانچہ یہ اور اعصاب دونوں ریشوں میں منقسم
ہو جاتے ہیں۔ پھر اس کا جو حصہ عضلہ کے پاس ہوتا ہے
(جہاں عضلہ بننے والا ہے)، وہ تو گوشت سے جڑ ہو جاتا ہے
(اور عضلہ بن جاتا ہے)؛ اور جو حصہ عضلہ سے جدا ہو کر مفصل
کی طرف، یا عضو متحرک کی طرف جاتا ہے، وہ اکٹھا ہو کر ریشہ کی
وتر کی شکل میں بٹ جاتا ہے +

شعر الرباطات التي ذكرنا وهي أيضاً
اجسام شبيهة بالعصب بعضها ليس
رباطاً مطلقاً وبعضها أيضاً يخص
باسم العقب فما امتد إلى العضلة
لم يسمى رباطاً وما لم يمتد إليها
ولكن وصل بين طرفي عظمي المفصل
او بين الاعضاء الأخرى واحكم شد
شيء إلى شيء فانه مع ما يسمى رباطاً
قد يخص باسم العقب وليس لشيء
من الروابط حسن وذلك لثلاثي اذ
بكثره ما يلزمه من الحركة والحك ومنفعة
له - عبارت کر رہے +

رباطات اوتار کے بعد رباطات ہیں، جنکا ہم نے اوتار کے
ضمن میں ذکر کیا ہے۔ یہ اصطلاح بھی اعصاب کے مانند
ہوتے ہیں۔ ان میں سے بعض کا نام تو محض ”رباط“ ہوتا
ہے، اور بعض کا نام عقب۔ چنانچہ جو رباط عضلہ کی طرف
بڑھتا ہے، اسکا نام محض رباط ہوا کرتا ہے، اور جو عضلہ کی
طرف نہیں بڑھتا، بلکہ مفصل کی دونوں ہڈیوں کے سرور کے
باہم ملتا ہے، یا دوسرے اعضاء کو ملاتا، اور ایک چیز کو
دوسری چیز کے ساتھ باندھ دیتا ہے، اُسے جس طرح رباط
کہتے ہیں، اسی طرح گاہے اسے عقب بھی کہتے ہیں۔ رباطات
میں حسن نہیں ہوا کرتی ہے؛ تاکہ یہ حرکت اور رگڑ کی زیادتی
بکثرتہ ما يلزمه من الحركة والحك ومنفعة

الرباط معلومة مما سلف
 شمر الشریات وہی اجسام نابتة
 من القلب ممتدة عجوة طولا
 عصبانية رباطية المحو لها
 حركات منبسطة ومنقبضة
 تنفصل سكونات خلقت لترويح
 القلب ونفص البخار الدخاني عنه
 ولتوزيع الروح على اعضاء البدن

مذکورہ بیان سے رباط کی منفعت معلوم ہوگئی +
 [شریات] رباطات کے بعد شریات ہیں۔ شریات وہ
 اجسام ہیں جو قلب سے اُگ کر بڑھتے ہیں، لمبائی میں جو ذرا
 ہوتے ہیں، (دیکھنے اور چھونے میں) عصبانی ہوتے ہیں، جو ہر کے
 لحاظ سے رابطی ہوتے ہیں، ان میں انبساطی و انقباضی حرکتیں
 ہوتی رہتی ہیں، جو ایک دوسرے سے بذریعہ سکون کے جدا
 ہو جاتی ہیں (یعنی ہر انقباض و انبساط کے درمیان ایک سکون
 ہوتا ہے)۔ شریاتیں اس لئے پیدا کی گئی ہیں کہ (ان کی حرکت
 سے) قلب کی ترویج حاصل ہو، اور قلب سے بخارات دخانیہ
 خارج ہوں؛ اور تاکہ شریاتوں کے ذریعہ سے روح تمام
 اعضا میں تقسیم کی جائے +

شملا وردة وهي شبيهة بالشریات
 ولكنها نابتة من الكبد وساكنة
 خلقت لتوزيع الدم على اعضاء
 البدن

شریاتوں کے بعد وریدیں ہیں، جو شریاتوں سے
 مشابہ ہوتی ہیں۔ فرق یہ ہے کہ یہ جگر سے اُگتی ہیں، اور ساکن
 رہتی ہیں، اور اس لئے پیدا کی گئی ہیں کہ تمام بدن کے اعضاء
 میں خون تقسیم کریں +

شملا اغشية وهي اجسام منتسجة
 من ليف عصباني غير محسوس
 رقيقة النخن مستعرضة تغش سطوح
 اجسام اخرى وتجري عليها
 المنافع

[اغشية] غشیہ (جھلیاں) وہ اجسام ہیں جو غیر محسوس (بہت
 ہی باریک) عصبانی ریشوں سے بن کر تیار ہوتے ہیں۔ ان
 اجسام کی بازت بہت ہی رقیق ہوتی ہے، اور یہ جوڑے
 ہوتے ہیں، جو دوسرے اجسام کی سطحوں کو ڈھانکتے، اور
 ان کے ساتھ چلتے ہیں، جنکی چند شفقتیں ہوا کرتی ہیں؛

منها لتحفظ جملتها على شكلها
 وهياؤها

(۱) جن اجسام (اعضا) کو جھلیاں پوشیدہ کرتی ہیں،
 ان کی شکل اور ہیئت کی حفاظت کرتی ہیں (مثلاً دماغ کی
 غشاء مشیمی) +

ومنهما لتعلقها من اعضاء اخرى
 وتربطها بها بواسطة العصب

(۲) جھلیاں ان اجسام کو دوسرے اعضا کے
 ساتھ نکلادیتی، اور ان کے ساتھ بذریعہ اُسس رباط

والرباط الذی تشظی الے لیفہا وعصب کے باندھ دیتی ہیں، جنکے ریشے پھیل کر (منقسم ہو کر) ناتسجت منہ کا کلیۃ من الصلب جھلی کی طرف آتے ہیں، جس سے جھلیاں بن جاتی ہیں، جس طرح گردہ صلب (ریڑھ) سے بذریعہ جھلی کے لٹکا ہوا ہے۔

ومنها لیكون للاعضاء العداۃ (۳) جھلیوں کا تیسرا فائدہ یہ ہے کہ ان کی وجہ سے ایسے الحس فی جوہرہا سطح حساس بالذات اعصاب میں ایک حساس سطح بن جاتی ہے، جن کے جوہر لما یلاقیہ وحساس لما یحدث بے حس ہوتے ہیں؛ اس حساس سطح سے جو چیزیں ملتی ہوتی فی الجسم الملفوف فیہ بالعرض ہیں انکا احساس اسے بالذات ہوتا ہے، اور جو چیزیں جسم ملفوف کے اندر (اصلی عضو کے اندر جو جھلی سے لپٹا ہوا ہے) پیدا ہوتی ہیں، انکا احساس اس کو بالعرض ہوتا ہے (مثلاً) بجوہرہا البتۃ لکنہ انما تحس الامور جب اصلی عضو میں درم ہوتا ہے، تو اسکا تناؤ اور بوجھ جھلی المصادمۃ لہا بما علیہا من الاغشیۃ کو معلوم ہوتا ہے۔ یہ اعصاب پھیپھڑے، جگر، طحال، اور واذا حدث فیہا ریح اور دم احس گردے جیسے ہیں۔ چنانچہ ان اعصاب کے جوہر بالکل بحس اما الریح فبحسها الغشاء بالعرض ہیں؛ پھر ان میں صدمہ پہنچانے والے امور کا احساس للتمرد الذی یحدث فیہ واما اگر ہوتا ہے، تو جھلیوں کی وجہ سے ہوتا ہے؛ اور جب ان الورم فبحسہ مبداء الغشاء ومعلقہ میں ریح یا دم پیدا ہو جاتے ہیں، تو انہی جھلیوں کی وجہ سے بالعرض لا ریحان العضو ثقل الورم ان کا احساس بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ ریح کا احساس تو بالمرئ اس تناؤ (کھنچاؤ۔ تمدد) کی وجہ سے ہوتا ہے، جو جھلی میں پہنچتا ہے؛ اور ورم کا احساس بالعرض اس وجہ سے ہوتا ہے کہ ورم کے بوجھ سے عضو لٹک جاتا ہے، جس سے جھلی کا مبداء (جہاں سے وہ جھلی شروع ہوتی ہے) اور جہاں سے وہ لٹکی ہوئی ہے، وہ متاثر ہوتا ہے +

ثم اللحم وهو حشو خلل وضع [حجم] جھلیوں کے بعد گوشت کو بیان کیا جاتا ہے۔ بدن کے ہذا الاعضاء فی البدن وقوتہا اندر اعصاب مفردہ مذکورہ کے درمیان جو خلا ہیں اور رخنے التي تند عمیقہا ہیں، گوشت حقیقت میں ان خلاؤں اور رخنوں کا بھراؤ

یعنی یہ وہ عصب و رباط ہوتے ہیں، جن کے ریشوں کے پھیلنے سے جھلی بنتی ہے +

(خشو) ہے، اور ان اعضاء کے لئے قوت ہے، جس سے یہ سہارا حاصل کرتے ہیں (یعنی اگر گوشت ان اعضاء کے رختوں کو چڑھ کرے، تو یہ اعضاء کمزور رہیں) +

کھم کا چند قسمیں ہیں: کھم عضلی، کھم غدوی، کھم اسنان، اور کھم مفرد +

وکل عضو فله فی نفسه قوتة غریزیه بھایتم له اهل التغذی وذلک هو جذب الغذاء واما کله وتشبهه والصاقه ودفع الفضل عنه

اعضاء کی تقسیم
قوتوں کے لحاظ سے

ہر عضو کی ذات میں (یعنی اس کے جوہر میں) قوت (توت غریزیہ) ہوا کرتی ہے جس سے اس عضو کے تغذیہ کا فعل جاری رہتا ہے۔ تغذیہ کے فعل سے مراد غذا کا جذب کرنا، اس کا (عضو کے اندر) روکنا، اس کو عضو کے مشابہ بنانا، اس کو عضو (کی ساخت) کے ساتھ چپکا دینا، اور اس کے فضلات کو خارج کر دینا ہے۔ اس کے بعد اعضاء میں اختلاف ہے: بعض اعضاء تو ایسے ہیں کہ اس (طبعی) قوت کے ساتھ ایک دوسری قوت بھی ہوتی ہے، جو ان اعضاء سے دوسرے اعضاء کی طرف جاتی ہے؛ اور بعض اعضاء میں یہ بات نہیں ہوتی (کوئی ایسی قوت نہیں ہوتی جو اس سے ٹکڑے دوسرے اعضاء کی طرف جائے) +

بالزافہ

ثم بعد ذلک فمختلف الاعضاء فبعضها له الى هذا القوة قوة تصیر منه الى غیره وبعضها ليس له ذلك ومن وجه اخر فبعضها له الى هذا القوة قوة تصیر اليه من غیره وبعضها ليس له ذلك

فإذا ترکبت حدات عضو قابل معط وعضو معط غیر قابل وعضو قابل غیر معط وعضو قابل (۱) عضو قابل معطی (۲) وہ عضو جو دوسرے عضو کی قوت کو قبول بھی کرے، اور اپنی

لہ قبول کرنے والا (قابل) اور بخشنے والا (معطی) +

ولا معطی

قوت دوسرے کی طرف روانہ بھی کرے۔ (۲) عضو معطی غیر قابل (دہ عضو جو دوسرے عضو کو قوت بخشنے، اور خود کسی سے قوت قبول نہ کرے)۔ (۳) عضو قابل غیر معطی (دہ عضو جو دوسرے عضو سے کسی قوت کو قبول کرے، لیکن دوسرے عضو کو کوئی قوت نہ بخشنے)۔ (۴) عضو غیر قابل غیر معطی (عضو لا قابل ولا معطی۔ وہ عضو جو نہ کسی سے کچھ قبول کرے، اور نہ کسی کو کچھ عطا کرے) +

چنانچہ عضو قابل معطی کے وجود میں تو کوئی شک نہیں۔ دماغ اور جگر کے متعلق اطباء متفق ہیں کہ یہ دونوں اعضا قلب سے قوت حیات، حرارت غریزی، اور روح قبول کرتے ہیں، اور پھر خود یہ دونوں ایک ایک قوت کے مبدأ (سرچشمہ) بھی ہیں۔ چنانچہ دماغ ایک قوم (گروہ اطباء) کے نزدیک مطلقاً کامل طور پر، بغیر اس کے کہ قلب سے قبول کرے) حس کا مبدأ ہے، اور دوسری قوم کے نزدیک دماغ حس کا مبدأ ضرور ہے، مگر مطلقاً نہیں (کامل طور پر نہیں، بلکہ قلب سے قبول کرنے کے بعد)۔ اسی طرح جگر ایک قوم کے نزدیک مطلقاً کامل طور پر (تغذیہ کا مبدأ ہے اور دوسری قوم کے نزدیک مطلقاً نہیں +

اما العضو القابل المعطی فلا شک فی وجودہ فان الدماغ والکبد اجمعوا علی ان کلا واحد منهما یقبل قوۃ الحیوة والحرارة الغریزیه والروح من القلب وکل واحد منهما ایضاً مبدأ قوۃ یعطیهما غیرہ اما الدماغ فمبدأ الحس عند قوم مطلقاً وعند قوم لا مطلقاً واما الکبد فمبدأ التغذیۃ عند قوم مطلقاً وعند قوم لا مطلقاً

اسی طرح عضو قابل غیر معطی کے وجود میں شک کرنا اور بھی بعید از عقل ہے؛ کیونکہ گوشت قوت حس اور حیات کو (دماغ اور قلب سے) قبول تو کرتا ہے، لیکن یہ کسی ایسی قوت کا مبدأ نہیں ہے، جو کسی غیر کو کسی طور پر (مطلقاً یا لا مطلقاً) عطا کرے +

واما العضو القابل الغیر المعطی فلا شک فی وجودہ ابعداً مثل اللحم القابل قوۃ الحس والحوۃ ولیس ہو مبدأ لقوۃ یعطیهما غیرہ بوجہ

یہاں اختلاف رہی باقی دونوں قسمیں (معطی غیر قابل اور غیر معطی غیر قابل) تو ان میں سے ایک کے بارہ میں (معطی غیر

واما القسمان الاخران فاختلف فی احدهما الاطباء مع الکبیر

من الفلاسفة فقال الكبير
من الفلاسفة ان هذا العضو
هو القلب وهو الاصل الاول
لكل قوة وهو يعطي سائر الاعضاء
كلها القوى التي تغذي والتي تحيي
والتي تدرك وتحرك
اور حرکت کر سکتے ہیں *

واما الاطباء وقوم من ادائل
الفلاسفة فقد فرقوا هذه
القوى في الاعضاء ولم يقولوا
بعضو معط غير قابل
لقوة
لیکن اطباء اور متقدمین فلاسفہ کے ایک گروہ نے
ان قوتوں کو مختلف اعضا میں تقسیم کر دیا ہے، اور وہ کسی
ایسے عضو کے قائل نہیں ہیں جو معطی ہو، اور قابل ہو (چنانچہ
یہ کہتے ہیں کہ جگر ہر عضو کے، حتیٰ کہ قلب کے بھی تغذیہ کا مبداء
ہے؛ دماغ ہر عضو کی، حتیٰ کہ قلب کی جس کا مبداء ہے؛ اور
قلب تمام اعضا کی قوت حیات کا مبداء ہے) *

وقوله عند التحقيق والتدقيق
اصح وقول الاطباء في بادي النظر
اظهر
اگر نظر دقیق سے دیکھا جائے، تو حقیقتاً ارسطو کا قول
سچا ہے؛ اور سرسری طور پر دیکھا جائے، تو اطباء کا قول
زیادہ واضح ہے *

ثما اختلفوا في القسم الآخر
الاطباء فيما بينهم والفلاسفة فيما
بينهم فذهب طائفة الى
ان العظام واللحم الغير الحساس
وما شبههما انما تبقى بقوى فيها
تخصها لمرئياتها من مبادي اخر لکنها
بتلك القوى اذا وصل اليها غذاؤها
كفت انفسها فلا هي تفيد شيئاً
اخر قوة فيها ولا ايضا يفيدها
عضو قوة اخرى
دوسرا اسی طرح دوسری قسم (غیر معطی غیر قابل) کے بارہ
اختلاف میں بھی اطباء کا باہم اور فلاسفہ کا باہم اختلاف
ہے: ایک گروہ کا مذہب تو یہ ہے کہ ہڈیاں اور گوشت غیر
حساس، اور دوسرے وہ اعضا جو ان کے مانند (بے حس)
ہیں، یہ محض اپنی مخصوص (ذاتی، تدریجی) قوتوں سے زندہ
اور باقی رہتے ہیں۔ ان کے پاس دوسرے مبادی سے
کوئی قوت نہیں آتی ہے؛ بلکہ جب ان کے پاس غذا پہنچتی
ہے تو ان کی اپنی قوتیں (افعال تغذیہ وغیرہ کے لئے) کافی
ہو جاتی ہیں۔ ان پر یہ اعضا ایسے ہیں کہ نہ یہ کسی دوسرے
عضو کو کوئی اپنی قوت بخشنے ہیں، اور نہ یہ کسی دوسرے عضو

سے کوئی قوت قبول کرتے ہیں *

وذهب طائفة الى ان تلك القوى ليست
تخصصها لكنها فائضة اليها من الكبد او
القلب في اول اكون ثم استقرت فيها
والطبيب ليس عليه ان يتبع المخرج
الى الحق من هذين الاختلافين
بالبرهان فليس له اليه سبيل
من جهة ما هو طبيب ولا يضرب
في شئ من مباحثه واعماله

دوسرے گروہ کا مذہب یہ ہے کہ یہ قوتیں ان اعضاء
کی مخصوص (ذاتی) قوتیں نہیں ہیں، بلکہ یہ جگر اور قلب سے ابتدا
پیدائش ہی میں آکر ان میں بیٹھ گئی ہیں (راخ ہو گئی ہیں) *
لیکن ان دونوں اختلافات میں طبیب کا یہ کام نہیں
ہے کہ دلیل و برہان سے صداقت کی راہ (سبیل حق) تلاش
کرنی شروع کر دے۔ چنانچہ طبیب ہونے کی حیثیت سے نہ
اس کے لئے اس طرف کوئی راہ ہے، اور نہ اس کے مباحث
درہال میں اس سے کوئی ضرر پہنچ سکتا ہے *

ولكن يجب ان تعلم ويعتقد في الاختلاف
الاول انه لا عليه كان القلب مبدأ
للحس والحركة للدماغ وللغو
المغذية للكبد ولم يكن فان الدماغ
اما يفسر واما بعد القلب مبدأ
للافعال انفسانية بالقياس الى سائر الاعضاء
والكبد كذلك مبدأ للافعال الطبيعية
المغذية بالقياس الى سائر الاعضاء

ہاں پہلے اختلاف میں اسے اتنا ضرور جان لینا اور
سمجھ لینا چاہئے کہ قلب خواہ دماغ کے لئے قوت ص و حرکت
کا اور جگر کے لئے قوت تغذیہ کا مبدأ ہویا نہ ہو، اس سے
طبیب کو کوئی سروکار نہیں، لیکن اتنا ضرور ہے کہ دوسرے
اعضائے دماغ کے لحاظ سے دماغ افعال انسانیہ کا مبدأ اور سرخیمہ
ہے، خواہ بالذات ہویا قلب کے بعد؛ اسی طرح دوسرے
اعضائے دماغ کے لحاظ سے جگر افعال طبیعیہ تغذیہ کا مبدأ اور
سرخیمہ ہے *

ويجب ان يعلم ويعتقد في الاختلاف
الثاني انه لا عليه كان حصول لقوة
الغريزية في مثل العظم عند اول
الحصول من الكبد او استحقة بمرأه
نفسه اولم يكن ولا واحد منهما
ولكن الان يجب ان يعتقد ان
تلك القوة ليست فائضة اليه
من الكبد بحيث لو انسد السبيل

اسی طرح دوسرے اختلاف میں طبیب کو اتنا جاننا
اور سمجھنا ضروری ہے کہ خواہ ہڈی جیسے اعضاء میں ان کی
طبعی قوتیں ابتدائے پیدائش کے وقت جگر سے آئی ہوں،
الحصول من الكبد او استحقة بمرأه یا یہ قوتیں ان میں ان کے ذاتی مزاج کی وجہ سے قدرتا حاصل
ہو گئی ہوں، یا ان میں سے کوئی صورت بھی نہ ہو، طبیب کو
اس سے سروکار نہیں؛ ہاں اس وقت طبیب کو یہ ضرور
جان لینا چاہئے کہ یہ قوت ان اعضاء میں جگر سے اس طور پر
نہیں آتی ہے کہ اگر درمیان کا راستہ بند ہو جائے، اور

بینہما وکان عند العظم غذاء ہڈی کے پاس غذا تیار موجود ہو، تو اس کا فعل باطل ہوگا
معد یطل فعلہ کما للحس والحركة (اور ہڈی اس غذا سے تغذیہ حاصل نہ کر سکے)؛ جیسا کہ
اذا انسد العصب الحیاثی حس و حرکت کا حال ہے، کہ جب دماغ سے آنے والا
من الدماغ بل تلك القوة عصب (کسی وجہ سے) مسدود ہو جاتا ہے، تو عضو کی حس
صارت غریزیة للعظم ما بقی حرکت باطل ہو جاتی ہے۔ بلکہ ہڈی جب تک اپنے مزاج
على مزاجہ پر قائم ہے، اس کی یہ قوت اس کے لئے طبعی (غریزی
قدرتی) ہے +

فحينئذ ينشرح له حال القسمة چنانچہ اب (جیکہ طبیب کو اعضا کے حالات قوتوں کے
وليعرض له اعضاء رئيسية واعضاء لینے اور دینے کے لحاظ سے معلوم ہو گئے، تو) اُس پر اعضا کی
خادمة للرئيسية واعضاء اُس تقسیم کا حال کھل گیا (جو اطباء میں مشہور ہے، کہ اعضاء
مروسة بلا خدامة واعضاء کی دو قسمیں ہیں: رئیسہ اور غیر رئیسہ) اور اُس پر یہ بات واضح
غیر رئیسہ ولا مروسة ہو جانی چاہئے کہ کچھ اعضاء تو رئیس ہیں، کچھ اعضاء
رئيس کے خادم ہوتے ہیں، کچھ اعضاء خدمت کے بغیر
مرووس ہوتے ہیں (رئيس کے اقتدار میں رہتے ہیں)، اور
کچھ اعضاء نہ رئیس ہوتے ہیں اور نہ مرووس +

فالاغضاء الرئيسة هي الاغضاء چنانچہ اعضاء رئیسہ وہ اعضاء ہیں جو بدن کی
التي هي مبادى للقوى الاولى پہلی قوتوں (قوت حیوانیہ، طبعیہ، اور نفسانیہ) کے مبادی
في البقاء المضطر اليها في اور سرچشمہ ہیں، جن کی حاجت بدن کو بقاء شخص یا بقاء نوع
بقاء الشخص او النوع أما کے لئے ہے۔ بقاء شخص کے لحاظ سے اعضاء رئیسہ تین ہیں:
بحسب بقاء الشخص فالرئيسة قلب جو قوت حیات (حیوانیہ) کا مبداء ہے؛ دماغ جو
ثلاثة القلب وهو مبدأ قوت حس و حرکت کا مبداء ہے؛ اور جگر جو قوت تغذیہ کا
قوة الحيوة والدماغ مبداء ہے۔ رہے وہ اعضاء رئیسہ جو بقاء نوع کے لحاظ سے
وهو مبدأ قوتی الحس والحركة ہیں، تو وہ یہ تینوں بھی ہیں، اور ایک جو تھا بھی ان میں شامل
والکبد وهو مبدأ قوت التغذیة واما ہے، جو محض بقاء نوع کے لئے مخصوص ہے، یعنی دونوں
بحسب بقاء النوع فالرئيسة هذا الثلاثة تحسب (اُن تین) +

ایضاً اور بعض النور وهو لا یشیک الذان یضطر الیہا لأمرو ینتفع تو ضرورت (حاجت) ہے، اور دوسری منفعت. ضرورت بہما ایضاً لأمرا ما الاضطرار فلاجل تو یہ ہے کہ ان سے منی بنتی ہے، جس سے نسل کی حفاظت تولید المنی الحافظ للنسل واما ہوئی ہے. اور منفعت یہ ہے کہ خُصیوں کی وجہ سے الانتفاع فلاجل افادۃ تمام الهيئة ذکور (مردانی) اور آنوثی (زنانی) ہیئت وخراج کی تکمیل والمزاج الذکور و الا آنوثی ہو جاتی ہے، جو انواع حیوانات کے لازمی عوارض ہیں سے اللذین ہما من العوارض للآزمتہیں؛ یہ نفس حیوانیت میں داخل نہیں ہیں (اگر حیوان میں لا انواع الحيوان لا من الاشياء تناسل کے مردانہ اور زنانہ آلات نہ ہوں، اور پیشاب کے الداخلة فی نفس الحيوانیۃ لئے سوراخ موجود ہو، تو وہ حیوان زندہ رہ سکتا ہے، یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ مر ہی جائے) +

واما الاعضاء الخادمة فبعضها تخدم خادمة مہیئة وبعضها تو ان کی خدمت کی دو قسمیں ہیں؛ بعض کی خدمت مہیئة تخدم خادمة مؤدیة والخدامة ہوتی ہے (تیار کرنے کی خدمت) اور بعض کی خدمت المہیئة تسمیٰ منفعة والخدامة مؤدیہ ہوتی ہے (پہنچانے کی خدمت). خدمت مہیئة المؤدیة تسمیٰ خدمة علی الاطلاق کہ منفعت کہا جاتا ہے، اور خدمت مؤدیہ کہ صرف والخدامة المہیئة تتقدم فعل الرئيس خدمت (مطلقاً خدمت). خدمت مہیئة رئیس کے فعل والخدامة المؤدیة تتاخر عن سے پہلے انجام پایا کرتی ہے (گو یا وہ رئیس کے فعل کی تیاری فعل الرئيس ہوتی ہے) اور خدمت مؤدیہ رئیس کے فعل کے بعد +

اما القلب فخادمة المہیئة هو چنانچہ قلب کا خادم مہیئ پیچیرے جیسے اعضاء ہیں مثل الریة والوطئی هو مثل الشرايين (پچلے پیچیرے قلب تک مخصوص ہوا، پہنچاتے ہیں) جس سے قلب اپنا فعل انجام دیتا ہے). اور قلب کے خادم مؤدی شرايين جیسے اعضاء ہیں (جو قلب سے دم شریانی اور روح لیکر تمام اعضاء تک پہنچاتی ہیں) +

واما الدماغ فخادمة المہیئة وماغ کے خادم مہیئ جگر اور دوسرے اعضاء ہیں جو

لہ یہ امر نفس حیوانیت میں داخل نہیں ہیں مگر یہ نہ ہوں، تو وہ حیوان ”حیوان“ نہ کہلائے +

ہو مثل الکبد و سائر اعضاء (دماغ کے لئے غذا مہیا کرتے، اور روح کی حفاظت کرتے
الغذاء و حفظ الروح و المؤدی ہیں) اگر دماغ کو اچھی غذا اور اچھی روح نہ ملے، تو وہ اپنا
ہو مثل العصب فعل کسی طرح انجام نہیں دے سکتا؛ اور دماغ کے خادم

مؤدی اعصاب جیسے اعضاء ہیں (جو دماغ اور دوسرے
اعضاء کے درمیان جستی اور عز کی تاثیرات کے پہنچانے کا
ذریعہ ہیں) +

واما الکبد فحادمها المہیئ ہو جگر کا خادم یہی معدہ جیسے اعضاء ہیں (جو غذا کو
مثل المعدة و المؤدی پکا کر جگر کی طرف موادِ خون کی تولید کے لئے روانہ کرتے ہیں)
ہو مثل الاوردۃ اور خادم مؤدی دریدوں جیسے اعضاء ہیں (جو جگر کے سامان
غذائی کو دوسرے اعضاء تک پہنچاتے ہیں) +

واما الانثیان فحادمهما المہیئ انثیین (مخصیتین) کے خادم یہی وہ اعضاء ہیں جو
مثل الاعضاء المؤلدة للمنی قبلہما خصبوں سے پہلے منی (منی کا مادہ) تیار کرتے ہیں، اور خادم
واما المودی نفی الرجال الا حلیل مؤدی مردوں میں ا حلیل (مجرسے بول) اور وہ رگیں زخمی
و عروق بینہما و بینہ و کذا فی منی وغیرہ) ہیں جو خصبوں اور ا حلیل کے درمیان واقع ہیں؛
فی النساء عروق یصل فہا اور عورتوں میں وہ رگیں (قاذن) ہیں جن میں منی گزر کر
المنی الی المجل و النساء من یا دة تخجل (رحم کی جگہ۔ رحم) تک پہنچتی ہے۔ علاوہ ازیں
الرحم التي تتم فیہ منفعة عورتوں میں رحم کی ایک زیادتی بھی ہے جہاں منفعت منی کی
مکمل ہوتی ہے (منی کی منفعت تکمیل کی صورت حاصل کرتی
منی ہے، یعنی منی کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے بچہ پیدا ہوا، چنانچہ اس
فائدہ کی تکمیل رحم میں ہوا کرتی ہے) +

وقال جالینوس ان من الاعضاء ماله جالینوس کہتا ہے کہ بعض اعضاء میں تو محض فعل
فعل فقط و منها ماله منفعة فقط پایا جاتا ہے؛ بعض میں محض منفعت؛ اور بعض میں فعل
و منها ماله فعل و منفعة مع الاول کا قلب و منفعت دونوں۔ چنانچہ پہلے کی مثال قلب ہے، دوسرے
والثانی کالریة و الثالث کالکبد کی مثال پھیپہ، اور تیسرے کی مثال جگر +

لہ جالینوس کا یہ قول محض حکایت اور بیان کے طور پر لایا گیا ہے، اس کی تصدیق یا تکذیب منظر نہیں +

واقول انه يجب ان نعنى
بالفعل ما يتم بالشئ وحده
من الافعال الداخلة في
حيوة الشخص وبقاء النوع
مثل ما للقلب في توليد الروح
وان نعنى بالمنفعة ما هيئ
لقبول فعل عضواً خرحينثداً
حتى يصير الفعل تاماً في افادة
حيوة الشخص وبقاء النوع
كاعداد الربية للهواء
واما الكبد فانها تهمضم
اولاً هضمها الثاني وتعد للهضم
الثالث والرابع فيما يهمضم
الهضم الاول تاماً حتى
يصلح ذلك الدم لتغذية
نفسها تكون قد فعلت فعلاً
وبما قد يفعل فعلاً معيناً
لفعل منتظر تكون قد
نفعت

يئ (قول جالينوس کی تفسیر میں) کہتا ہوں کہ فعل
سے مراد (قول جالینوس میں) وہ فعل ہے جو کسی ایک عضو
سے تکمیل پا جائے (دوسرے عضو کی شرکت کی ضرورت
نہ ہو) اور وہ فعل ان افعال میں سے ہو جو حیاتِ شخص یا
بقائے نوع میں داخل ہیں (حیاتِ شخص یا بقائے نوع کے
لئے ضروری ہیں) جیسے روح کا پیدا کرنا قلب کے لئے
(فعل ہے، جو محض قلب سے پورا ہو جاتا ہے) اور
منفعت سے مراد وہ کام ہے جو دوسرے عضو کے فعل
کو قبول کرنے کے لئے کسی چیز کو (کسی مادہ کو) تیار کر دے؛
جب دوسرے عضو کا عمل اس میں پورا ہو جائے گا، تو
حیاتِ بخشنے کے لئے یا بقاءِ نوع کے لئے وہ فعل پورا (فعل
تام) ہو جائیگا؛ مثلاً پیچڑوں کا ہوا کو تیار کرنا (اور اسے
صاف کر کے قلب کی طرف روانہ کرنا، تاکہ قلب اسے روح
حیوانی بنا سکے)۔ رہا جگر، تو اول تو وہ ہضمِ دوم (ہضم
کبدی) کو مکمل کرتا ہے، اور (دوسرے) یہ کہ ہضمِ سوم اور
چہارم کے لئے تیاری کرتا ہے (یعنی اگر جگر اپنا کام نہ کرے
تو نہ ہضمِ عددی ٹھیک ہوا در نہ ہضمِ عضوی)۔ تو اس حیثیت
سے کہ جگر کے عمل سے پہلا ہضمِ کامل ہوتا ہے (اخلاط بن جلتے
ہیں) حتیٰ کہ یہ خونِ خاص جگر کے تغذیہ میں صرف ہونے کے
لائی ہو جاتا ہے، یہ فعل کہلاتا ہے؛ اور اس حیثیت سے
کہ جگر ایک ایسا کام کرتا ہے، جو دوسرے ہونے والے
کام ہو (دوسرے ہضم کی امداد ہے، جگر کا یہ فعل منفعت
کہلاتا ہے +

ونقول ايضاً من راس ان
من الاعضاء ما يتكون من المني

تقسیم اعضا بلحاظ
مادہ نیکون

(دوسری تقسیم بیان کرنے کے لئے ہم نئے)
سرے سے گفتگو کرتے ہیں کہ بعض اعضاء تو

وہی الملتصا بجمہ الاجزاء خلا منی سے پیدا ہوتے ہیں، چنانچہ گوشت اور چربی کے سوا
 اللحم والشحم ومنها ما يتكون باقی تمام اعضا، مفردہ (متشابهہ الاجزاء) ایسے ہی ہیں۔
 عن الدام كالشحم واللحم اور بعض اعضا، خون سے بنتے ہیں، جیسے چربی اور گوشت
 فان ما خلاهما يتكون عن المنيين لحم ورنخم کے سوا باقی سارے اعضا، زن و مرد کی منی سے
 منی الذکر و منی الانثی الا انها پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن زن و مرد کی منیوں سے اعضا کے
 علی قول من یحقق من الحكماء تتكون بننے کی صورت کیا ہے؟ تو حکماء میں سے ایک شخص (ارسطو)
 عن منی الذکر وکما يتكون الجبین نے تحقیق کر کے بتایا ہے کہ ان اعضا کے بنانے میں مرد کی
 عن الانثیة و تتكون عن منی الانثی منی اس طرح کام کرتی ہے، جس طرح پیر (جبین) کے بنانے
 کما يتكون الجبین عن اللبن وکما میں انفجہ کام کرتا ہے، اور اعضا کے بنانے میں عورت کی
 ان مبدأ العقد فی الانثیة كذلك منی اس طرح صرف ہوتی ہے، جس طرح جبین کے بنانے میں
 مبدأ عقد الصورۃ فی منی الذکر دودھ صرف ہوتا ہے۔ یعنی جس طرح جانے کی قوت انفجہ
 وکما ان مبدأ الانعقاد فی اللبن میں ہوتی ہے، اسی طرح انعقاد صورت (صورت بنانے اور
 فکذا لک مبدأ انعقاد الصورۃ یعنی جانے) کی قوت مرد کی منی میں ہے (مرد کی منی میں قوت فاعلہ
 بالقوة المنفعلة هو فی منی المرأة یا مؤثرہ ہوتی ہے) اور جس طرح جبین (انعقاد) کی قوت دودھ
 وکما ان کلوا حد من الانثیة میں ہوتی ہے، اسی طرح انعقاد صورت کی قوت، یعنی
 واللبن جزء من جوہر الجبین قوت منفعلہ (قوت ستائرہ) عورت کی منی میں ہے، علی ہذا
 الحادث عنہا کذا کلوا حد جس طرح انفجہ اور دودھ دونوں پیر کے جوہر کے اجزاء ہیں
 من المنيين جزء من جوہر یعنی پیر دونوں کے ملنے سے بنتا ہے، اسی طرح عورت اور
 الجنین مرد دونوں کی منی جوہر جنین کے اجزاء ہیں (اور دونوں کے
 ملنے سے جنین بنتا ہے) *

لہ انفجہ (پیر یاہ۔ چستہ) حیوانات کے بچوں کو جبکہ اُس نے اڈل ہی دودھ پیا ہو، اور کوئی دوسری چیز نہ کھا تی
 ہو، ان کے کہ اُن کا معدہ مع دودھ کے بحال لیتے ہیں اور اُس کو تازہ یا خشک کر کے کام میں لاتے ہیں۔ یہی
 انفجہ یا پیر یاہ کہلاتا ہے۔ پیر بنانے کے لئے دودھ میں پیر یاہ حل کر کے چھوڑ دیا جاتا ہے، جس سے
 دودھ جم جاتا ہے، اور پیر بن جاتا ہے۔ غرض پیر بنانے میں انفجہ بطور خیر کے
 کام کرتا ہے *

وهذا القول يخالف قليلا بل
 كثيرا قول جالينوس فانه يرى
 ان في كل واحد من المنيين قوة
 عاقدة وقابلة للعقد ومع ذلك
 فلا يستعمران يقول ان العاقدة
 في الذكورى اقوى والمنعقدة
 في الانثى اقوى
 (ارسطو کا) یہ قول جالینوس کے قول سے کسی قدر نہیں
 بلکہ بہت اختلاف رکھتا ہے۔ کیونکہ جالینوس کی رائے ہے
 کہ درزن و مرد، دونوں کی منی میں جس طرح قوت عاقده
 (جانے والی قوت) ہوتی ہے، اسی طرح عقد کی قبول کرنے
 والی قوت (قوت منعقدہ) بھی ہوتی ہے۔ لیکن باوجود اسکے
 اگر جالینوس اس امر کا قائل ہو جائے تو کچھ نا جائز نہ ہو گا کہ
 قوت عاقده مرد کی منی میں قوی ہے، اور قوت منعقدہ عورت
 کی منی میں قوی ہے +

واما تحقيق القول في هذا ففى
 كتبنا فى العلوم الاصلية
 رہی اس کی تحقیق کہ ان اقوال میں سے صحیح کون قول
 ہے، تو یہ ہمارے ان کتابوں میں درج ہے، جو علوم اصلیت
 (علوم حقیقہ) میں لکھی گئی ہیں +

شمان الدم الذى كان ينفصل
 عن المرأة فى الاقراء يصير غداء
 فنه ما يستحيل الى مشابهة جوهر المنى
 والاغضاء الكائنة منه فيكون غداء
 منميا له ومنه ما لا يصير غداء
 ولكن يصح لان ينعقد فى حشوها
 ويملا الكائنة بين الاغضاء الاولى
 فيكون شحما او لحما ومنه فضل لا يصح
 لاحد الا امرين فيبقى الى وقت النفاس
 فتدفعه الطبيعة فضلا واذا ولدت الجنين
 فان الدم الذى يولد لا كبلا يبتلى
 يسد مسد ذلك الدم ويتولد
 حصه فضله هو تاسه، جوان دونوں میں سے کسی کام کی بھی
 لے قوت منعقدہ "بہتہ ہر جانے کی قوت۔ جم جانے کی استعداد اور قابلیت۔ قوت عاقده" جانے والی قوت۔ بہتہ
 کہہ دینے والی قوت + لے وہ علوم جو قوموں اور مذہبوں کے بدلنے سے نہیں بدلتے، مثلاً فلسفہ، طبیعیات، ریاضیات وغیرہ

عنه ما كان يتولد عن ذلك الدم صلاحيت نہیں رکھتا۔ چنانچہ یہ نفاس کی وقت تک (رحم میں) پڑا رہتا

ہے، جسکو طبیعت (ولادت کی وقت) فضلہ کے طور پر دفع کر دیتی ہے۔ پھر

جب بچہ پیدا ہوتا ہے، (اور رحم سے باہر نکل آتا ہے) تو جو خون اب اس کے جگر

میں بنتا ہے، وہ اس خون (مادری خون) کے قائم مقام ہو جاتا ہے، اور اس سے

وہی چیزیں بننے اور پیدا ہونے لگتی ہیں جو اس خون کی بنتی اور پیدا ہوتی تھیں۔

لحم کا رے خون سے پیدا ہوتا ہے، اور اسکو حرارت

دیہیست منعقد کرتی ہے، اور شحم خون کی مائیت اور اس کی

چکنائی سے بنتا ہے، اور اس کو برودت منعقد کرتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حرارت جبرئی کو گھملا دیتی ہے +

وجوہ اعضا زن و مرد کی منی سے پیدا ہوتے ہیں

من المنیین فانہ اذا انفصل لم (اعضائے منویہ) وہ ٹوٹنے کے بعد حقیقی طور پر جڑا نہیں

بمبار بالاتصال الحقیقۃ الا بعضہ کرتے، ہاں ان میں سے بعض اعضا اور وہ بھی بہت کم

فی قلیل من الاحوال فی سن الصبی حالات میں، اور بچپن کے زمانہ میں (رین صبی میں) جڑ جاتا یا

مثل العظام وشعب صغیرہ کرتے ہیں، مثلاً ہڈیاں، اور وریدوں کی چھوٹی شاخیں، نہ کہ

من الاوردۃ دون الکلیۃ ودون ان کی بڑی شاخیں، یا شریانیں (یعنی وریدوں کی بڑی شاخیں

الشرائین واذا انتقص منه اور شریانیں منفصل ہونے کے بعد اتصال نہیں پایا کرتی

جزء لم یثبت عوضہ شیء وذلك ہیں)۔ علیٰ ہذا جب ان اعضا کا کوئی حصہ کم ہو جاتا ہے

کالاعظم والعصب تو اس کا عوض نہیں بنتا، مثلاً ہڈی اور عصب (جب انکا

کوئی حصہ کٹ کر کم ہو جاتا ہے، تو یہ ہمیشہ اسی طرح ناقص

رہتے ہیں) +

اور جو اعضا خون سے بنتے ہیں (یعنی لحم و شحم وہ

ان دونوں باتوں میں اعضائے منویہ سے اختلاف رکھتے

ہیں) وہ کٹنے (اور کم ہونے) کے بعد آگ بھی آتے ہیں، اور

(انفصال کے بعد) اپنے ہم جنس کے ساتھ حقیقی طور پر

اتصال بھی پا جاتے ہیں، مثلاً گروشت +

واللحم يتولد عن متین الدم ویعقد

الحر والیس واما الشحم فمن

مائتہ ودرسہ ویعقد البرد

ولذلك یجلہ الحر

وما كان من الاعضاء متخلقا

من المنیین فانہ اذا انفصل لم

ینبذ بالاتصال الحقیقۃ الا بعضہ

فی قلیل من الاحوال فی سن الصبی

مثل العظام وشعب صغیرہ

من الاوردۃ دون الکلیۃ ودون

الشرائین واذا انتقص منه

جزء لم یثبت عوضہ شیء وذلك

کالاعظم والعصب

وما كان متخلقا من الدم فانہ

ینبذ بعد انشلاطہ ویصل

بمثله کالحم

وما كان متولداً عن دم فيه قوة ملني
بعد فما دام العهد بالملني تقريباً
فذلك العضو اذا فات امكن
ان ينبت مرة اخرى مثل السن
في سن الصبي واما اذا استولى
على الدم مزاج آخر فانه لا ينبت
مرة اخرى

رہے وہ اعضا جو ایسے خون سے بنتے ہیں جس
میں منی کی قوت حاصل ہو گئی ہے، تو اگر منی کا زمانہ قریب ہی
ہے، تو ممکن ہے کہ دوبارہ اُسی جیسا عضو پیدا ہو جائے،
جیسا کہ دانت بچپن کے زمانہ میں (سن بھی میں) دوبارہ
اُگ آتے ہیں۔ اور جب اس خون پر دوسرا مزاج غالب ہو جائے
ہے (اور منی کا زمانہ گزر کر دور ہو جاتا ہے، جیسا کہ بڑھاپے
کا زمانہ) تو وہ دوسری مرتبہ نہیں اُگ سکتا +

ونقول ايضاً ان الاعضاء الحساسة
المتحركة قد تكون تارة مبدأ
الحس والحركة لها جميعاً عصبه
واحدة وقد يفترق تارة ذلك
فيكون مبدأ كل قوة عصبه

شذرہ اس وقت ہم یہ بھی کتنا چاہتے ہیں کہ جو اعضا حس
اور حرکت دونوں رکھتے ہیں (اعضائے حساسہ متحرکہ)، گاہے
اُن کی حس اور اُن کی حرکت دونوں کا مبدأ ایک ہی پٹھ ہوتا
ہے، اور گاہے یہ الگ الگ ہوتے ہیں۔ یعنی ہر دو قوت (قوتِ حَسّ
قوتِ حرکت) کا مبدأ ایک ایک پٹھ ہوتا ہے (حسِ عصب
الگ ہوتا ہے اور حرکت کا عصب الگ) +

ونقول ايضاً ان جميع الاغشاء الملفوفة
في الغشاء مثبت غشائها من احدى
غشائي الصدر والبطن المستبطنين
اماماني الصلح كالحجاب والاودة
والدية والشرائيات فثبت
اغشيتها من الغشاء المستبطن الاضلاع
واماماني الجوف من الاعضاء والعروق
فثبت اغشيتها من الصفاق المستبطن
بعضل البطن

شذرہ علیٰ ہذا ہم یہ بھی کتنا چاہتے ہیں کہ تمام اغشاء جو جھلی
میں ملفوف ہیں، ان کی جھلیاں سینے کی غشاءِ مستبطن (غشاءِ
الصدر) سے یا شکم کی غشاءِ مستبطن (غشاءِ البطن) سے اُگی
ہوئی ہوتی ہیں۔ چنانچہ سینے کے اعضا مثلاً حجاب (حجاب
حاجز)، دریدوں، شریانوں، اور پیچیدوں کی جھلیوں کا
مبدأ سینے کی وہ جھلی ہے جو پیلیوں کے اندر اتر کر کرتی ہے
(غشاءِ مستبطن الاضلاع)۔ اور شکم کے اعضا اور شکم کی رگوں
کی جھلیوں کا مبدأ (منبت) صفاق ہے۔ جو عضلات شکم کے
اندرا اتر کر تاسے +

لذا امبا کا خیال ہے کہ دانت ایسے خون سے پیدا ہوتے ہیں جس میں منی کی قوت ہوتی ہے +
اس غشاءِ مستبطن وہ جھلی جو کسی عضو کے اندر اتر کر ہے۔ چنانچہ یہاں بن دو جھلیوں کا ذکر ہے، یہ شکم اور سینے کے
اندرا اتر کر کرتی ہیں +

وایضاً فان جميع الاعضاء الحمية
 اما ليفية كاللحم في العضل و قسم کے ہیں: (۱) جن میں لیفات (ریشے) ہوں، (۲) جن میں
 واما ليس فيها ليف كالکبد ولا شيء لیفات نہ ہوں۔ چنانچہ وہ گوشت جو عضلہ کے اندر ہوتا ہے
 من الحركات الا بالليف اما الارادية وہ پہلی قسم کی مثال ہے (محکم یعنی ہے)، اور جگر دوسری قسم
 فبسبب ليف العضل واما الطبيعية کی۔ لیکن یہ واضح ہونا چاہئے کہ کوئی حرکت لیفات (ریشوں)
 كحركة الرحم والعروق والمركبة کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ ارادی حرکات تو عضلات کے
 من الارادية والطبيعية كحركة ریشوں سے انجام پاتے ہیں؛ اور طبعی حرکات، مثلاً رحم
 الا زرد راد فلیف مخصوص ہیثہ اور عروق کی حرکات، اور مرکب حرکات جہاں ارادی حرکت
 من وضع الطول والعرض والتوتر اور طبعی حرکت سے ملے ہوئے ہوتے ہیں، مثلاً زوراد (رقمہ)
 فالجذب الليف المطاوع والدفع نکلنے کی حرکت، تو یہ مخصوص ہیئت کے ریشوں سے پورے
 الليف الذاهب عرضاً العاصر ہوتے ہیں: بعض طول میں ہوتے ہیں، بعض عرض میں، اور
 وللإساک الليف المورب بعض ترچھے طور پر؛ چنانچہ جذب کا کام طولانی ریشے انجام
 دیتے ہیں، دفع کا کام آڑے ریشے، اور اساک غذا کا
 کام ترچھے ریشے +

وما كان من الاعضاء ذات طبقة شذرة (طبقات والے اعضا میں سے) جن اعضا میں محض
 واحدة مثل الاوردة فان اصناف ایک طبقہ ہوتا ہے، جیسے ورثیں، تو ان میں تینوں قسم کے
 ليفه الثلاثة منتبج بعضها في بعض ریشے (لمبورے، آڑے اور ترچھے) ایک دوسرے کے ساتھ
 وما كان ذات طبقتين فالليف الذهب بے ہوئے ہوتے ہیں، اور جن اعضا میں دو طبقات ہوتے
 عرضاً يكون في الطبقة الخارجية ہیں، ان میں آڑے ریشے بیرونی طبقہ میں ہوتے ہیں، اور
 والاخران في الطبقة الداخلة باقی دونوں قسم کے ریشے اندرونی طبقہ میں؛ لیکن ان میں سے
 الا ان الذاهب طولا اميل الى طولانی ریشے اندرونی سطح کی طرف زیادہ مائل ہوتے ہیں
 سطحها الباطن وانما خلق كذلك راندرونی سطح سے زیادہ قریب ہوتے ہیں۔ ایسا محض اسلے
 ثلثا يكون ليف الجذب والدفع کیا گیا ہے کہ جذب اور دفع (دو متضاد کام ہیں) دونوں کے
 لہ ریروں کے طبقات چونکہ بمقابلہ شریاؤں کے بہت رقیق ہوتے ہیں، اس لئے ان کے مین طبقات گونا
 شریاؤں کے ایک طبقہ کے برابر ہوتے ہیں +

مقابل یف الجذب ولا مساك هما اولی بان یكونا معا الا في الامعاء فان حاجتها لم تكن الى الامساك شدیدة بل الى الجذب والدفع

ریشے ایک ساتھ نہ رہیں؛ بلکہ جذب اور اساک کے ریشے اس کے سخت ہیں کہ ان دونوں کو ساتھ رکھا جائے۔ البتہ آنتیں اس حکم سے مستثنیٰ ہیں (یعنی آنتوں میں ترچھے ریشے اساک کے لئے پیدا نہیں کئے گئے ہیں) کیونکہ آنتوں میں اساک غذا کی زیادہ ضرورت نہیں ہے، بلکہ ان میں جذب اور دفع کی ضرورت زیادہ ہے +

ونقول ایضاً ان الاعضاء العصبیة المحیطة باجسام غریبة عن جواهرها منہا ما هی ذات طبقة واحدة ومنها ما هی ذات طبقتین وانما خلق ما خلق منها ذات طبقتین لمانع احدہما من الحاجة الى شدّة الاحتیاط فی وثاقته جسمیتها لئلا یشق بسبب قوۃ حرکتها بما فیہا کالشرا ئین

شدّۃ اعضائے عصبانیہ جو ایسے اجسام پر حاوی ہوں جو ان اعضا کے جوہر کے لحاظ سے غریب (اجنبی) ہوں، یہ دو قسم کے ہیں: بعض ایک طبقہ والے ہیں، اور بعض دو طبقات والے ہیں۔ چنانچہ ان میں سے جو دو طبقہ والے ہیں، وہ ایسے چند منافع کے لئے پیدا کئے گئے ہیں (یعنی ان میں دو طبقات کے ہونے سے چند فائدے وابستہ ہیں)؛ (۱) بعض مقامات پر ضرورت اس امر کی داعی ہوتی ہے کہ مزید حزم و احتیاط کی غرض سے اُس عضو کی جسمیت کو زیادہ مستحکم اور توی کر دیا جائے، تاکہ جو چیز اُس عضو کے جوف کے اندر ہے، اُس کی شدّت حرکت سے وہ پھٹ نہ جائے جیسا کہ شرایین میں کیا گیا ہے +

والثانیۃ من الحاجة الى شدّة الاحتیاط فی امر الجسم المخزون فیہا لئلا یثقل او یخرج اما استشعار الثقل فبسبب سمافتها ان کانت ذات طبقة واحدة واما استشعار الخروج فبسبب اجابتها الى الاشتقاق لذلك ایضاً وهذا الجسم المخزون هو

(۲) بعض مقامات پر مزید احتیاط اس امر کی داعی ہوتی ہے کہ جو چیز اُس عضو کے اندر مخزون ہے (اکٹھی اور جمع ہے)، وہ تحلیل اور خارج نہ ہو جائے۔ تحلیل کا ڈر تو اس وجہ سے ہوتا ہے کہ اگر اُس سے ایک طبقہ کا بنایا جائے تو ممکن ہے کہ اس کی باریکی اور نزاکت کی وجہ سے وہ جسم لطیف تحلیل ہو جائے؛ اور اُس جسم کے خارج ہونے کا ڈر اس وجہ سے ہوتا ہے کہ وہ باریک ہونے (اور کمزور ہونے) کی وجہ سے پھٹ نہ جائے۔ چنانچہ ایسے جسم

مثل الروح والدم المحزونین مخزون کی مثال روح اور خون ہے، جو شریانوں میں رہتے
 فی الشرايين الذین یجب ہیں، جن کی حفاظت میں مزید احتیاط کی بڑی ضرورت ہے
 ان یحتاج فی صومئهما ویخاف اور جن کے ضائع ہونے سے خوف کھانا واجب ہے۔
 ضیاعہما اما الروح فبالتحلل روح (چونکہ لطیف ہوتی ہے، اس لئے اس کے ضائع ہونے
 واما الدم فبالشق وفي کی صورت تحلیل ہو سکتی ہے، اور خون (چونکہ لطیف نہیں ہے،
 اس لئے اس کے ضائع ہونے کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ
 شریان پھٹ جائے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اس میں بڑا
 خطرہ ہے +

والثالثة انه اذا كان عضو (۳۳) بعض اعضاء میں اس امر کی ضرورت ہوتی
 یحتاج ان یكون کل واحد من الدفم ہے کہ جس طرح جذب کی حرکت قوی ہو، اسی طرح دفع کی
 والجذب فیہ بجرکة قویة حرکت بھی قوی ہو؛ ایسے اعضا میں دونوں کے آلات
 افرکة له الة بلا اختلاط وذلك (دفع کے آڑے ریشے اور جذب کے طولانی ریشے) ملائے
 کاملعداة ولا معاء نہ گئے، بلکہ (دو طبقات میں) الگ الگ کر دئے گئے؛ جیسا
 کہ معده اور آنتوں میں کیا گیا ہے +

والرابعة انه اذا ارید ان یكون (۳۴) بعض اعضاء میں (قدرتاً) یہ مقصود تھا کہ اسکے
 کل طبقة من طبقات العضو لفعل ہر ایک طبقہ سے ایک مخصوص کام وابستہ کیا جائے؛ اور
 یخصه وكان الفعلان یحدث دونوں کام (دونوں طبقات کے افعال) ایسے مختلف ہوں
 احدهما عن مزاج مخالف للآخر کہ (ایک مزاج سے دونوں صادر نہ ہو سکیں؛ بلکہ) جس مزاج
 كان التفریق بینہما اصوب مثل المعده سے ایک کام ہو سکتا ہو، وہ دوسرے مزاج سے مخالف
 فانه ارید فیہا ان یكون لہا ہو۔ ایسی صورت میں دونوں کاموں کا جدا کرنا (اگر
 الحس وذلك انما یكون بعضو عصباً ہر ایک کام کو ایک مخصوص طبقہ کے سپرد کرنا) بہتر ہوا؛
 وان یكون لہا المضم و ذلك جیسا کہ معده میں کیا گیا ہے؛ معده میں حس کی بھی ضرورت
 انما یكون بعضو لحمانی فافرد تھی، اور ہضم کی بھی۔ چنانچہ حس کے لئے تو عضو
 لكل واحد من الامرین طبقة عصبانی کی ضرورت ہے، اور ہضم کے لئے عضو لحمانی
 فطبقة عصبیة للحس وطبقة لحمیة کی۔ ان دونوں ضرورتوں کے لئے ایک ایک طبقہ مخصوص

للہضم وجعلت الطبقة الباطنة عصبية والخارجة لحمية لان الهاضم يجوز ان يصل الى الممضوم بالقوة دون الملاقات واما الحاس فلا يجوز ان لا يلاقى المحسوس اعنى في حس المس

کرو یا گیا: طبقہ عصبیہ جس کے لئے، اور طبقہ لحمیہ ہضم کے لئے پھر اندرونی طبقہ کو عصبیہ کیا گیا، اور بیرونی کو لحمیہ۔ اسلئے کہ جو طبقہ ہاضم ہے، ممکن ہے کہ اس کی قوت (اثر یا حرارت) ملاقات کے بغیر مضموم (غذا) تک پہنچ جائے؛ لیکن جو طبقہ حساس ہے، اس کے لئے تو نا ممکن ہے کہ جسم محسوس کی ملاقات کے بغیر احساس کر سکے۔ ہماری مراد یہاں جس سے "حس لمس" ہے (جس لمس میں جسم محسوس کی ملاقات شرط ضروری ہے، لیکن جس بصر اور جس سمع میں جسم محسوس کی ملاقات احساس کے لئے ضروری نہیں ہے)۔

واقول ايضا ان الاعضاء منها ما هي قريبة المزاج من الدم فلا يحتاج الدم في تغذيتها الى ان يتصرف في استحقالات كثيرة مثل اللحم فلدن لك لم يجعل فيه تجاويل و بطون يقوم فيها الغذاء الواصل مدّة ثم يغتذي به اللحم ولكن الغذاء كما يلاقى به يستحيل اليه

شذّرة بعض اعضاء كاخراج خون كمنزاج من قریب ہوتا کرتا ہے، اور بعض كمنزاج بعید۔ جن اعضاء كمنزاج خون سے قریب ہوتے ہیں، ان میں اس امر کی ضرورت نہیں ہوتی کہ بہت سے استحقالات (تغیرات) کے بعد خون ان کے تغذیہ میں صرف ہو؛ جیسے لحم۔ اسی وجہ سے لحم میں ایسے جوف اور بطون نہیں بنائے گئے ہیں جن میں ایک مدت تک اس کی غذا پڑی رہے (اور ایک عرصہ تک استحقالات پاتی رہے)، اس کے بعد گوشت کے تغذیہ میں وہ صرف ہو۔ بلکہ جیسی ہی کہ غذا گوشت سے ملائی ہوتی ہے، وہ اس گوشت میں مستحیل ہو جاتی ہے (گوشت اس سے تغذیہ حاصل کر لیتا ہے)۔

ومنها ما هي بعيدة المزاج عنه فيحتاج الدم في ان يستحيل اليه الى ان يستحيل او لا استحقالات كثيرة

اور جن اعضاء كمنزاج خون سے بعید ہیں، خون ان اعضاء کی صورت میں اسی وقت تبدیل ہو کر تا ہے جبکہ خون پہلے بہت سے استحقالات کو عبور کر کے بتدریج ان

لہ معدہ کے طبقہ عصبیہ سے مراد وہی اندرونی غاطی طبقہ ہے، جو غذا سے ملائی رہتا ہے، اور طبقہ لحمیہ سے مراد عضلہ طبقہ ہے، جس سے معدہ میں حرکت ہوا کرتی ہے۔

متدرجۃ الی مشکلة جوہر کا عظم اعضاء کے جوہر سے مشابہت حاصل کر لیتا ہے۔ ایسے
فلذالک جعل له فی الخلقۃ اما عظم کی مثال پڑی ہے، جس میں کہیں ایک جوت بنایا گیا ہے
تجوہیف واحد یجوی غذا اثنہ مدۃ اور کہیں متفرق و متعدد جوت بنائے گئے ہیں، جن میں غذا
یستحیل فی مثالی عجا ئستہ مثل ایک مدت تک پڑی تغیرات پایا کرتی ہے، اور پڑی کی
عظم الساق والساعدا و تجا و لیت مجانست و مشابہت حاصل کیا کرتی ہے۔ ایک جوت والی
متفرقة فیہ مثل عظم الفک پڑی کی مثال پنڈلی کی پڑی اور کلای کی پڑی ہے؛ اور
الاسفل متفرق جوت والی پڑی کی مثال زیرین جیڑا ہے +

وما کان من الاعضاء کذلک فانہ جوا اعضاء اس قسم کے (خون کے مزاج سے دور)
یحتاج الی ان یمتار من الغذاء ہیں، وہ ایک وقت میں اپنی ضرورت سے زیادہ غذا
فوق الحاجة فی الوقت لیمیلہ لے لیا کرتے ہیں، تاکہ وہ پڑی رہے، اور تبدیلی پا کر اور
الی عجا ئستہ شیئا بعد شیئ مشاکلت حاصل کر کے تھوڑی تھوڑی خرچ ہوتی رہے +
والاعضاء القویۃ تدفع فضولها **شذوۃ** اعضاء سے قویہ اپنے فضلات کو اپنے کمرور پڑیوں
الی جار اتھا الضعیفۃ کدفع القلب کی طرف ڈھکیل دیا کرتے ہیں، جس طرح قلب اپنے فضلات
الی الابطین والداماغلے ما کو بفل کی (گلیٹیوں کی) طرف، و دماغ کان کے پیچھے رکھی
خلف الاذنین والکبد الے گلیٹیوں کی طرف، اور جگر کنج ران (اُربہ کی گلیٹیوں) کی
الاربیین + ردا نہ کر دیا کرتے ہیں +

اس کے بعد ”پانچ جلیے“ اعضاء مفردہ کی تشریح کے ہیں، جنکو میں ترجمہ میں کلیات کی کتاب
سے مصلحتاً جد کر رہا ہوں۔ اگر خدا نے مرتبہ دیا، تو میں تشریحی حصہ کو الگ شائع
کردوں گا، جس میں اعضاء مفردہ کے ساتھ اعضاء مرکبہ کو بھی اکٹھا کروں گا، جو
متفرق مقامات پر ہیں + مترجم

تعلیم ششم قوی و افعال

اس تعلیم میں ایک جملہ اور ایک فصل ہے +

جملہ - قوی

جملہ میں قوی کا تذکرہ ہے، جس میں چھ تفصیلات ہیں +

فصل اول اجناس قوی کا کلی بیان

قوی اور افعال کی معرفت ایک دوسرے سے حاصل ہو جاتی ہے (قوی کا علم افعال سے، اور افعال کا علم قوی سے حاصل ہو جایا کرتا ہے) کیونکہ ہر قوت کسی نہ کسی فعل کا مبداء ہوتی ہے؛ اور ہر فعل کسی نہ کسی قوت ہی سے صادر ہوا کرتا ہے۔ اسی وجہ سے چھ قوی اور افعال کو ایک تعلیم میں اکٹھا کر دیا ہے۔ چنانچہ قوی کی جنسیں (قسمیں) اور افعال کی جنسیں، جو قوی ہی سے صادر ہوتے ہیں، اطباء کے نزدیک تین ہیں: قوائے نفسانیہ کی جنس، قوائے طبیعیہ کی جنس، اور قوائے حیوانیہ کی جنس +

اطباء کی بیشتر فلاسفہ، عام اطباء اور خصوصاً جالینوس کی رائے کے ہے کہ مذکورہ بالا تینوں اجناس قوی کے ایک ایک عضو رئیس ہے، جو اس جنس قوت کا ہو معذخا و عنہ یصدر افعالها معنن (اور مخزن) ہوتا ہے، اور اسی عضو رئیس سے فیرون ن قوۃ لنفسانیۃ اس قوت کے افعال صادر ہوتے ہیں۔ چنانچہ ان کا مسکن و مصدر رفع لہب خیال ہے کہ قوت نفسانیہ کا مسکن (مقام) اند اس کے

التعلیم السادس

وهو في القوى والأفعال جملة وفصل

الجملة في القوى

وهو ستة فصول

الفصل الأول منها في اجناس القوى بقول كلي

ان القوى والأفعال يعرف بعضها من بعض اذ كان كل قوة مبداء فعل ما وكل فعل انما يصدر عن قوة فلهذا جمعناهما في تعليم واحد فاجناس القوى واجناس الأفعال الصادر عنها عند الأطباء ثلاثة جنس القوى النفسانية وجنس القوى الطبيعية وجنس القوى الحيوانية

وكثير من الفلاسفة وعامة الأطباء وخصوصاً جالينوس يرى ان لكل واحد من القوى عضواً رئيساً هو معذخا و عنہ یصدر افعالها معنن (اور مخزن) ہوتا ہے، اور اسی عضو رئیس سے فیرون ن قوۃ لنفسانیۃ اس قوت کے افعال صادر ہوتے ہیں۔ چنانچہ ان کا مسکن و مصدر رفع لہب خیال ہے کہ قوت نفسانیہ کا مسکن (مقام) اند اس کے

الاجناس سے مراد یہاں بری قسمیں ہیں، جگہ تحت میں دوسری چھ قوتیں (افعال) ہیں +

الدماغ

افعال کا مصدر (مرکز) دماغ ہے +

وان القوة الطبيعية لها نوعان
نوع غايته حفظ الشخص وتدبيره
وهو المتصرف في امر الغذاء
ليغذي البدن الى نهاية بقائه
وينمي الى نهاية نشوه ومسكن هذا
النوع ومصدر فعله هو الكبد
ونوع غايته حفظ النوع وهو المتصرف
في امراض التناسل ليفصل من
امشاج البدن جوهر المني ثم
يصوره باذن الخالق تعالى
ومسكن هذا النوع ومصدر
افعاله هو الاثنيان

اور قوت طبعیہ کی دو قسمیں ہیں: ایک قسم کی
غایت (غرض) حفاظتِ شخص اور اس کی تدبیر ہے۔ یہ
قسم غذا کے کاموں میں اس لئے مشغول ہوتی ہے کہ بدن
کا تغذیہ اُس وقت تک کرتی رہے جب تک یہ باقی ہے
اور اسے اُس وقت تک بڑھاتی چلی جائے (تنمیه) جب تک
نواپنی انتہا نہ کر نہ پہنچ جائے۔ اس قسم کا مسکن اور اس
کے فعل کا مصدر جگر ہے۔ دوسری قسم کی غایت نوع
کی حفاظت ہے جو تناسل کے کاموں میں اس لئے مشغول
ہوتی ہے کہ اشتاج بدن سے (رطوبات بدن سے) جو ہر
منی کو جدا کرے (یعنی رطوبات بدن سے خاص اجزاء لیکر
انہیں منی بنا دے)، اور اس جو ہر کو اپنے خالق کے حکم سے
مخصوص صورت پہنا دے (یعنی منی کو جنین کی صورت
پہنا دے)۔ اس قسم کا مسکن اور اس کے فعل کا مصدر
دونوں خصیے (الثنیتین) ہیں +

والقوة الحيوانية وهي التي تدبر
امر الروح الذي هو مركب الجسد
والحركة وتهيئه لقبوله اياهما
اذا حصل في الدماغ وتجعله
بحيث يعطى ما يفشونه الحياة
ومسكن هذه القوة ومصدر
فعلها هو القلب

رہی قوت حیوانیہ تو اس کا کام اُس روح کی تدبیر
ہے جو جس و حرکت کی مرکب (حامل - سواری) ہے، اور
اُس روح کو اس امر کے لئے تیار اور آمادہ کرنا ہے کہ جب
وہ دماغ میں پہنچے تو وہ جس و حرکت کو قبول کر لے، اور
اُس روح کو اس قابل بنا دینا ہے کہ جس (حصد بدن) میں
وہ پھیلے، اُسے حیات بخشنے۔ اس قوت حیوانیہ کا مسکن
اور اس کے فعل کا مصدر قلب ہے (یہ خیالات تو اکثر
فلاسفہ اور عام اطباء کے ہیں) +

لہ مصدر اور مسکن دو لفظ یہاں آئے ہیں، بقول گیلانی لفظ مصدر مسکن کی تفسیر ہے (مسکن - قوت کے رہنے کا
مقام - مصدر جہاں سے قوت کا فعل صادر ہو) + لہ روح کی تدبیر سے مراد روح کو فساد سے بچانا اور روح کی آہل مریدانہ
کرنا ہے کہ وہ اعضا میں نفوذ کرے +

واما عظیم الفلاسفة وهوارسطو
 طالیس فیری ان مبداً اجمعیه هذه
 القوی هو القلب الا ان لظهور
 افعاله الا ولية هذه المبدأ دخی
 المذکور کما ان مبدأ الحس
 عند الاطباء هو الدماغ ثم کل
 حاسة عضو منفرد منه لیظهر
 فعلها
 ارسطو کی رائے یہ ہے کہ ان تمام مذکورہ بالا قوتوں کا مبدأ
 (مرکز حقیقی) قلب ہے۔ ہاں ان قوتی کے افعال اولیہ
 کے ظہور کے لئے یہی مذکورہ (اعضاء ثلاثہ) مبادی ہیں (یعنی
 تمام قوتوں کا حقیقی مبدأ و مرکز تو قلب ہے؛ مگر ان قوتوں
 کے افعال کا ظہور الگ الگ تینوں اعضا میں ہوتا ہے)۔
 جس طرح اطباء کے نزدیک (بھی مثلاً) ساری حس کا مبدأ
 دماغ ہے؛ پھر ہر ایک قوت حاسہ کے لئے الگ الگ
 اعضا ہیں، جہاں ان کے افعال ظاہر ہوتے ہیں +

جس بصر کے لئے آنکھ ہے، جس سمع کے لئے کان ہے، جس شم کے لئے ناک ہے، جس ذوق کے لئے
 زبان ہے، اور جس لمس کے لئے جلد ہے، جہاں ان تمام احساسات کے افعال ظاہر ہوتے ہیں؛ حالانکہ
 سارے احساسات کا مرکز حقیقی دماغ ہی ہے +

ثم اذا قُتِلَ عن الواجب وُحِقَّ
 وجد الامر على ما يدركه ارسطو
 طالیس دونهم ویوجدوا اولیہم کی رائے ہے؛ نہ کہ دوسرے لوگوں کی رائے؛ اور یہ ثابت
 منتزعة من مقدمات مقنعة غیر ہوگا کہ ان لوگوں کے اقوال کا مدار غیر یقینی (مُتَقِنَّة) اور
 ضروریۃ انما یتبعون فیہا
 ظاہر الامور
 چلے گئے ہیں (حقیقت کا کھوج نہیں لگا یا ہے) +

لكن الطبيب ليس عليه من
 حیث هو طبیب ان یتعرف
 الحق من هذين الامرین بل
 ذلك على الفيلسوف او على
 الطبیب والطیب اذا سئل له
 لیکن طبیب کو بحیثیت طبیب ہونے کے اس سے
 کوئی سروکار نہیں ہے کہ یہ جاننے کی کوشش کرے کہ ان
 دونوں میں سے حق بات کیا ہے؛ بلکہ یہ تو فیلسوف (فلسفی)
 یا طبیب (علم طبیعیات کے ماہر) کا منصب ہے۔ طبیب کو
 جبکہ بطور مسلمات کے بتا دیا گیا کہ یہ اعضا مذکورہ (دل)

لے افعال اولیہ سے مراد افعال حیات، افعال حس و حرکت، افعال تغذیہ و تنہیہ و تولید مثل ہے +
 لے مقدمات مُتَقِنَّة اصطلاح منطق میں ان مقدمات یا دلائل کو کہتے ہیں جن سے نتیجہ برآمد ہونا یقینی نہیں +

ان ہذا الاعضاء المذکورۃ دماغ، اور جگر) ان قوتوں کے لئے مبادی ہیں، خواہ کسی طرح مبادی مآلہذا القوی فلا علیہ ہوں (حقیقی مبادی ہوں، یا ظاہری مبادی ہوں) تو طب کا جو فیما یحاولہ من امر الطب کانت کچھ علمی مقصد ہے، اس میں کوئی حرج واقع نہ ہوگا، خواہ یہ ہذا مستفید تہ عن مبدأ قوتیں کسی ایسے مبدأ سے حاصل ہوئی ہوں، جو ان سے قبل قبلہا اولم یکن لکن جہل ہو، یا ایسا نہ ہو (یعنی مثلاً خواہ قوت نفسانی کا حقیقی مرکز دماغ ذلک مما لا یرخص فیہ ہو، یا یہ کہ دماغ سے پہلے اس کا حقیقی مرکز قلب ہو، اور قلب سے منتقل ہو کہ دماغ میں آئی ہو، اور یہاں آکر اس کے افعال للفیلسوف ظاہر ہونے لگے ہوں)۔ ہاں فیلسوف کو ایسی باتوں سے جاہل رہنا نہ چاہئے (فیلسوف پر اس مسئلہ کی تحقیق کرنی واجب ہے؛ طبیب کی طرح اسے اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی کہ وہ اس مسئلہ پر غور نہ کرے) +

فصل دوم - قواعد طبعیہ مخدومہ

الفصل الثانی فی القوی الطبعیۃ المخذومۃ

واما القوی الطبعیۃ فہا خادمۃ ومنہا مخدومۃ قوائے طبعیہ کی دو قسمیں ہیں: خادمہ اور مخدومہ + اگر کسی قوت کا فعل دوسری قوت کے فعل کے لئے ہو، تو اسے خادمہ کہتے ہیں، اور اگر اس کا فعل دوسری قوت کے لئے نہ ہو، بلکہ اس کا فعل مقصود بالذات ہو، تو اسے مخدومہ + والمخذومۃ جنسان جنس یتصرف بہر مخدومہ کی دو جنسیں (قسمیں) ہیں: ایک جنس فی الغذاء لبقاء الشخص غذا میں بقائے شخص کے لئے تصرف کرتی ہے اور دوسری جنس غذا میں بقائے نوع کے لئے کام کرتی ہے۔

یتقسم الی نوعین الی الغذاء والناس جنس یتصرف فی الغذاء جنس اول کی دو قسمیں ہیں: غازیہ اور نامیہ؛ اسی طرح جنس لبقاء النوع یتقسم الی نوعین الی المولدۃ والمصورۃ دویم کی دو قسمیں ہیں: مولدہ اور مصورہ + واما القوۃ الغازیۃ فہی الی تحلیل الغذاء الی مشابہۃ المغذی استعمال و تغیر پیدا کر کے) غذا حاصل کرنے والے عضو یمتثل بذلك بدل (مقتدی) کے مانند بنادیتی ہے، تاکہ بدن کا جو حصہ تحلیل مایتمثل ہو گیا ہے، اس کے عوض میں اس عمل سے اسکو خلیفہ اور

قائم مقام بنادے (ما یتحلل کا بدلہ اور عوض بنادے) *

واما النامية وهي الزائدة
فی اقطار الجسم على التناسب
الطبیعی لیبلغ تمام النشو
بما یدخل فیہ من الغذاء
قوت نامیہ وہ قوت ہے جو جسم کے قطروں (المبانی،
چوڑائی اور موٹائی) کو طبعی تناسب کے مطابق، غذا کو اس کے
اندروخل کر کے بڑھاتی ہے، تاکہ وہ جسم اپنے نشو و نما کی
حد تک پہنچ جائے (اور جتنا اسے قدرتا بڑھنا چاہئے،
* اتنا وہ بڑھ جائے) *

والغاذية تمد النامية والغاذية
توردا الغذاء تارة مساويا
لما یتحلل وتارة انقص وتارة
ازید والنمو لا یكون الا بان یكون
الواردا ازید من المتحلل الا
انه لیس كلما کان كذلك
کان نموًا فان السمن بعد الهزال
فی سن الوقوف هو من هذا
القبیل ولیس هو بنمو انما
النمو ما کان على تناسب
طبیعی فی جمیع الاقطار لیبلغ
یه تمام النشو ثم بعد
ذلك لا نمو التبة وان کان
سمن کما انه لا یكون قبل
الوقوف ذلول وان کان
هزال على ان ذلك بعد
وعن الواجب اخرج

قوت غاذیہ قوت نامیہ کی خدمت کرتی ہے یعنی
نامیہ کے لئے سامانِ غذا مہیا کرتی ہے، تاکہ نامیہ اپنا
فعل جاری رکھ سکے۔ یعنی قوت غاذیہ کبھی تو تحلل کے برابر
غذا مہیا کرتی ہے، کبھی اس سے کم، اور کبھی اس سے زیادہ،
لیکن نمواً اسی وقت ہو سکتا ہے، جبکہ غذا تحلل سے زیادہ
مہیا ہو۔ لیکن یہ نہیں ہے کہ جب ایسا ہو تو نمو ضرور ہو
(جب غذا تحلل سے زیادہ مہیا ہو، تو لازمی طور پر نمو ہی
ہو)؛ کیونکہ سن وقوف میں لاغری کے بعد بدن کا فرہ ہو جانا
اسی قبیلے سے ہے (یعنی اس وقت غذا تحلل کی مقدار سے
زیادہ آتی ہے، ورنہ فرہ ہی حاصل نہ ہوتی)، حالانکہ اس
قسم کی فرہی کا نام نمو نہیں ہے۔ نمو کے تو معنی یہ ہیں کہ طبعی
تناسب کے مطابق جسم کے تمام اقطار میں افزائش ہو،
جس سے وہ اپنے نشو و نما کی حد تک پہنچ جائے، جس کے
بعد (یعنی اس حد کمال تک پہنچ چکنے کے بعد) پھر کوئی نمو
ہوتا ہی نہیں! ہاں، البتہ اس وقت فرہ ہی ہو سکتی ہے
جس طرح سن وقوف سے پہلے ہزال ہو سکتا ہے، مگر
(طبعا۔ بیماری وغیرہ کے بغیر) ذلول نہیں ہو سکتا (جس
میں اعضا اصلیت میں اقطار میں گھٹ جاتے ہیں)۔

(پھر یہ دونوں باتیں اگرچہ بعید ہیں، نہ سن وقوف کے

بعد نمودار ہوا کرتا ہے، اور نہ سن وقوف سے قبل ذبول، مگر
یہ زیادہ بعید اور واجب سے (طبیعت سے) زیادہ خارج ہے
(یعنی سن وقوف سے قبل ذبول کا واقع ہونا بمقابلہ دوسری
صورت کے زیادہ بعید ہے) +

ہزال سن (فرہی) کے مقابلہ میں بولا جاتا ہے، اور ذبول سن کے مقابلہ میں؛ اس لئے ذبول کے معنی
ہوئے "اعضاء اصلیه کاتینوں اقطار میں گھٹ جانا" اور یہ ظاہر ہے کہ سن وقوف سے پہلے اعضائے اصلیه
تینوں اقطار میں گھٹا نہیں کرتے؛ بلکہ بعض اوقات بچے باوجود بچے ہونے کے لمبائی میں برابر بڑھتے چلے
جاتے ہیں +

والغاذیۃ یتم فعلها بافعال جزئیۃ من افعال جزئیۃ سے (تین چھوٹے افعال
جزئیۃ ثلثہ سے جو غاذیہ کے فعل کے اجزاء ہیں) پورا ہوتا ہے :
احداھا تحصیل جوہر البدل (۱) تحصیل (تجزیر بدل کا حاصل کرنا) یعنی اُس خون اور
وهو الدم والخلط الذی هو خلط کا حاصل کرنا جو بالقوة القریۃ عضو کے مشابہ ہے (یعنی
بالقوة القریۃ من الفعل شبیه خون اور اخلاط بمقابلہ بیرونی غذا کے عضو سے قریب ترین
بالعضو وقد یخل بہ کما یقع فی مشابہت رکھتے ہیں) + گاہے قوت غاذیہ کے اس فعل میں
علۃ یسمی أطرو فیادھو عدم خلل آجاتا ہے، جیسا کہ اُس مرض میں واقع ہوتا ہے، جسے
الغذاء اطرو فیادھا کہا جاتا ہے، جو حقیقت میں عدم غذا (غذا کا
نہ ملنا) ہے +

اطرو فیادھا کے ساتھ صحیح ہے، اگرچہ قانون اور اس کی شرح میں قاف سے لکھا ہوا ملتا ہے۔ یہ
یونانی لفظ ہے، جس کے معنی گیلانی نے کلاس یعنی ہزال بدن بتائے ہیں +

والثانی الالزاق وهو ان یجعل (۲) الالزاق (چپکانا)؛ جو غذا (پہلے فعل سے)
هذا الحاصل غذا بافعال حاصل ہوئی ہے، اُسے پورے طور پر بالفعال غذا بنا دی
التمام ای صاید جزء عضو و جائے، یعنی اُسے جزء عضو (حصہ عضو) بنا دیا جائے۔

اسے روئی اور گوشت وغیرہ جو ہم کھاتے ہیں، یہ بھی عضو سے بالقوة مشابہ ہے، اور اس سے جو خون وغیرہ بناتا ہے، یہ بھی
عضو سے بالقوة مشابہ ہے۔ مگر پہلی چیزیں بالقوة البعیدہ مشابہ ہیں، اور دوسری چیزیں بالقوة القریبہ +

اسے اطرو فیادھا ہی ڈاکٹری اصطلاح میں "اٹرونی" کے تلفظ سے بولا جاتا ہے، اور اس سے یہی معنی مراد لئے جاتے ہیں جنہوں

قتل یخل بہ کما فی الاستسقاء گاہے غازیہ کے اس فعل میں خلل آجاتا ہے، جیسا کہ استسقاء
اللحمی کھی میں واقع ہوتا ہے (جس میں غذا بدن کے ساتھ چپکتی

نہیں ہے، اور بدن کا گوشت ڈھیلا ڈھیلا سا رہتا ہے) +

والثالث التشبیه وهو ان يجعل (۳) تشبیہ (عضو کے مشابہ بنادینا) اس سے

هذا الحاصل عند ما صار جزء مراد یہ ہے کہ جب یہ (خون وغیرہ) عضو کا حصہ بن جائے،

من العضو وشبیهاً به من کل جهة تو اسے ہر لحاظ سے حتیٰ کہ توام اور رنگ کے لحاظ سے عضو کے

حتى فی قوامه ولونه وقل یخل تشابہ بنادیا جائے، گاہے غازیہ کے اس فعل میں خلل

به کما فی البرص والبهق فان آجاتا ہے، جیسا کہ برص اور بھق میں ہوتا ہے؛ چنانچہ ان

البدال والا لناق موجودات دونوں صورتوں میں بدل (غذا) اور الزاق دونوں موجود ہیں

فیہما والتشبیہ غیر موجود (غذا حاصل ہو کر آئی ہے، اور وہ چپک بھی گئی ہے) مگر

تشبیہ موجود نہیں ہے (درنہ جلد کی رنگت خراب نہ ہوتی) +

غازیہ کی جس قوت سے پہلا فعل، تحصیل بدل، حاصل ہوتا ہے، اُسے مَحْصَلٌ کہا جاتا ہے، اور جس سے

دوسرا فعل صادر ہوتا ہے، اُسے مُلَازِمٌ کہہ، اور جس سے تیسرا فعل صادر ہوتا ہے، اُسے مُسْتَمْتَحٌ +

وهذا الفعل للقوة المفعیة من یہ فعل (تشبیہ) قوت مغیرہ کا فعل ہے جو غازیہ کی قوت

قوی الغاذیة وہی واحدات میں سے ایک قوت ہے۔ یہ قوت مغیرہ بدن انسان میں

فی الانسان بالجنس او بالمبدأ بلحاظ جنس کے (بلحاظ بڑی قسم ہونے کے) یا بلحاظ مبدأ

الاول ویختلف بالنوع فی الاعضاء اول کے (یعنی بلحاظ نفس کے، جس سے تمام قوتیں حاصل ہوتی

المشابهة الاجزاء اذ فی کل ہیں) ایک ہے؛ اور بلحاظ نوع کے تمام اعضاء متشابہہ الاجزاء

لہ برص اور بھق دونوں جلدی امراض ہیں جن میں جلد کی طبعی رنگت قائم نہیں رہتی ہے؛ یعنی خون وغیرہ جو تغذیہ

میں صرف ہوتا ہے، وہ اگرچہ ساخت میں داخل ہو کر چپک جاتا ہے، مگر وہ رنگ کے لحاظ سے پورے طور پر عضو کے مشابہ نہیں بنتا +

لہ جنس اس بڑی قسم کو کہتے ہیں، جس کے تحت میں دوسرے بہت سے اقسام ہوتے ہیں، جنکو انواع کہا جاتا

ہے۔ چنانچہ قوت مغیرہ بلحاظ مختلف اعضاء کے بہت سی قسم کی ہے، یعنی اس کے انواع بہت سے ہیں؛ لیکن

سب کو قوت مغیرہ ہی کہا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے قوت مغیرہ ایک بڑی جنس ہوئی، جس کے تحت میں بہت سے

انواع مختلف ہیں۔ ہڈی میں جُدا، کُری میں جُدا، لحم میں جُدا، اور شحم میں جُدا۔ ہر جگہ اس کا کام الگ ہے۔

ہڈی میں جو توام اور رنگ بنالیتی ہے، وہ لحم اور شحم میں نہیں + دیکھو ہذا +

عضو منها بحسب مزاجہ قوتہ میں الگ الگ اور مختلف ہے، کیونکہ ہر عضو میں اس کے تغیر الغذا علی تشبیہ مخالف مزاج کے مطابق ایک قوت ہوتی ہے، جو غذا میں تغیر کر کے لتشبیہ القوتہ الاخریٰ لکن المغیرۃ اس میں ایک خاص قسم کی تشبیہ (مثلاً رنگ و قوام) پیدا فی الکبد تفعل فعلاً مشترکاً لجمعہ کر دیتی ہے، جو دوسرے عضو کی قوت کی تشبیہ سے جداگانہ البدن ہوتی ہے۔ لیکن جگر میں جو قوت مغیرہ ہے، وہ ایک ایسا فعل کرتی ہے، جو سارے بدن کے لئے مشترک ہے (یعنی جگر کے اندر جو اس کی قوت مغیرہ سے مادہ تیار ہوتا ہے، اس سارے اعصار تغذیہ حاصل کرتے ہیں) +

واما القوتہ المولدتہ فہی قوت مُولَدَہ کی دو قسمیں ہیں: ایک قسم مرد اور نوعان نوع یولد المنی فی الذکر عورت میں منی بناتی ہے (محصل)، اور دوسری قسم منی کی ولائتہ ونوع یفصل القوی مختلف قوتوں کو (مختلف قوتوں کے مواد کو) الگ الگ کر کے التی فی المنی فیہن جہا تمزجیات ہر ہر عضو کے لحاظ سے مختلف طور پر ترکیب دیتی ہے، جس سے بحسب عضو عضو فیخص للعصب مثلاً عصب کا ایک مخصوص مزاج، شراکین کا ایک مخصوص مزاج، مزاجاً خاصاً وللشراکین مزاجاً اور ہڈی کا ایک مخصوص مزاج حاصل ہو جاتا ہے (اسکو قوت خاصاً وللعظم مزاجاً خاصاً مفصل یعنی جدا کرنے والی قوت کہتے ہیں) + (اجزاء کے وذلك من منی متشابہ الاجزاء جدا جدا کرنے کا) یہ کام منی میں ہوتا ہے، جس کے اجزاء او متشابہ الامتزاج حقیقت میں متشابہ ہوتے ہیں (سارے اجزاء حقیقت میں ایک جیسے اور یکساں ہوتے ہیں، جیسا کہ اسطو کا مذہب ہے)؛ یا اس کے اجزاء یکساں ملے ہوئے ہیں (تشابہ الامتزاج ہیں) +

وهذه القوتہ تسمیہا اس قوت کو اطباء قوت مُغیرَہٗ اُولیٰ کہتے ہیں (اور الاطباء القوتہ المغیرۃ اس کے مقابلہ میں غازیہ کی قوت مغیرہ کو مغیرۃ ثانیہ)؛ کیونکہ الاولیٰ بچہ کے بدن میں قوت مغیرہ اُولیٰ کا عمل پہلے ہوتا ہے (اور مغیرہ ثانیہ کا بعد میں؛ پہلے بچہ بن لیتا ہے، اس کے بعد اس کے بدن میں قوت غازیہ کے عمل سے تغذیہ کے فعل کا

تسلل جاری ہوتا ہے) +

فاما المصورة الطابعة قوت مصورة - رہی قوت مصورة طابعة (چھاپنے
فہی التي تصدر عنها باذن والی، اعضاء کی بنانے والی) تو یہ وہ قوت ہے، جس سے
خالقها تبارك وتعالى تخطيط الاعضاء حسب حکم خالق بزرگ و برتر اعضاء کی تخطيط (تیز)، ان کی
وتشكيلاتها وتجويفاتها تشکيل (شکل) ان کے جوف اور گڑھے، ان کے سوراخ،
وثقبها وملاستها وخشونتها ان کی ملاست اور خشونت (چکنا ہونا اور کھردرا ہونا)، ان کے
واوضاعها ومشاسر کاتها وبالجملة اوضاع (کہ یہ کہاں رہیں، پنج میں رہیں، یا کنارے میں)
الافعال المتعلقة بنهايات ان کی باہمی مشارکت (عروق و اعصاب وغیرہ کے لحاظ سے)
مقاديرها الغرض تمام وہ کام جو ان اعضاء کی مقدار و حجم کی نہایت (کنارہ)
سے متعلق ہیں، سب اسی قوت سے انجام پذیر ہوتے ہیں
(اسی وجہ سے اس کا نام رکھا گیا ہے: مصورة - صورت
و شکل بنانے والی) +

والخادمة لهذه القوة
المتصرف في الغذاء لسبب اسکی خادم قوت غازیہ اور نامیہ ہیں (غازیہ تو سامان غذا
حفظ النوع هي القوة الغذائية مہیا کرتی ہے، اور نامیہ اعضاء تولید و تناسل کو بڑھا کر
والنامية + اس قابل کر دیتی ہے کہ وہ اپنے افعال انجام دے سکیں)۔

۱۔ آملی نے طابعہ کا ترجمہ کیا ہے "بالطبع اور بلا شعور کام کرنے والی" جو میرے خیال میں زیادہ موزوں
نہیں ہے، اور یہاں اس کے ذکر کرنے کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ بلکہ میں نے جو معنی لکھے ہیں وہ زیادہ لگتے ہوئے
ہیں۔ لغت میں طبع کے کئی معنی آتے ہیں: چھاپنا۔ مٹی سے برتن بنانا۔ مہر کرنا وغیرہ +
۲۔ حجم و مقدار کی نہایت (انتہاء) یا کنارہ (سطح پر ہوتی ہے، اور سطح سے جو کام وابستہ ہیں، وہ سب
اسی قوت سے انجام پاتے ہیں +

الفصل الثانی فی القوی الطبیعیۃ الخادمة

فصل سویم - قوائے طبعیہ خادمہ

اما الخادمة الصرانة فهي خوا دم القوی الغاذیة وهی قوی اسرابع الجاذبة والماسكة والهاضمة والدافعة فالجاذبة خلقت لتجذب النافع وتفعل ذلك بلیف العضو الذی هی فیہ الذاهب علی الاستطالة

قوائے طبعیہ میں جو خالص لے خادم (خادمہ صرفہ) ہیں یہ وہ قوتیں ہیں جو غاذیہ کی خدمت کرتی ہیں، اور جو چاہیں : جاذبہ، ماسکہ، ہاضمہ اور دافعہ۔ جاذبہ اس لئے پیدا کی گئی ہے کہ وہ نافع (نافع بخش مادہ) کو جذب کرے (خواہ وہ بظاہر نافع ہو، یا حقیقت میں نافع ہو)۔ قوت جاذبہ کا یہ عمل (اکثر اوقات) عضو کے اُن ریشوں کے ذریعہ سے پورا ہوتا ہے، جو اس میں طولاً چلتے ہیں (لبوترے ریشے) +

والماسكة خلقت لتمسك النافع سربا ما يتصرف فیہ القوة المغيرة له الممتاراة منه ویفعل ذلك بلیف مورب سربا ما اعانه المستعرض

قوت ماسکہ اس لئے بنائی گئی ہے کہ وہ اس نافع (مادہ نافع) کو اُس وقت تک روکے رکھے، جب تک تغیر پیدا کرنے والی قوتیں اس میں عمل کرتی ہیں، اور اس سے غذا حاصل کرتی رہیں۔ قوت ماسکہ کا یہ عمل (اکثر اوقات) ترجیحہ ریشوں کے ذریعہ ہوتا ہے، جس کی امداد گاسے اڑے ریشوں سے بھی ہوتی ہے (بلکہ بعض اوقات صرف اڑے ریشے ہی اس خدمت کو انجام دیتے ہیں) +

واما الهاضمة فهي التي تحیل ما جذبته الجاذبة وامسكته الماسكة الى قوام مھتياً لفعل القوة المغيرة فیہ والی مزاج صالح للاستمالة الی الغذائیة بالفعل

ہاضمہ وہ قوت ہے کہ جس (مادہ) کو قوت جاذبہ نے جذب کیا اور قوت ماسکہ نے روکا ہے، اسے (تغیرات کے بعد) ایسے قوام میں تبدیل کرے کہ وہ مادہ قوت مغیرہ کے فعل کے لائق ہو جائے، اور ایسے مزاج میں تبدیل کر دے کہ وہ بالفعل غذا بننے کے قابل ہو جائے +

هذا فعلها فی النافع ویسے هضما واما فعلها فی الفضول فان تحیلها لے خالص خادم ہونے سے بیان مراد یہ ہے کہ جس کی نایب و غرض کسی دوسری قوت کے فعل کی تیاری کرنی ہو۔ اگرچہ وہ خود بھی کسی طور پر مخدوم ہو۔ اس کا ناس سے قوت ہاضمہ بھی محض خادم ہے؛ کیونکہ اس کا کام غاذیہ کے فعل کے لئے تیاری کرنا ہے +

ان امکن الی هذا الهيئة اس کا وہ عمل جو فضلات میں ہوتا ہے، تو وہ یہ ہے کہ اگر
ولیسمی ایضاً هضمًا و لیسهل سبیلها اس کے اسکان میں ہو (اور اس کا بس چلے) تو ان فضلات
الی الا نذ فاع من العضو المحتبس کو بھی اسی ہیئت مذکورہ میں تبدیل کر دے (اور تغذیہ بدن
فیہ بدافع من الدافعة کے کام میں آئیں لے آئے)۔ اس کے اس عمل کو بھی هضم
بترقیق قواہما ان کان المانع ہی کہا جاتا ہے۔ ورنہ وہ (فضلات) جس عضو میں بند ہیں،
الغلظ او تغلیظہا ان کان وہاں سے انکے نکلنے کا راستہ آسان کر دے کہ قوت دافعه
المانع الرقة او تقطیعہا ان ان کو دفع کر دے؛ جس کی صورت یہ ہے کہ سہولت خروج
کان المانع الزوجة وهذا کا مانع اور اس کی رکاوٹ اگر مادہ کی غلظت ہو، تو اس کے
الفعل یصح الانصاج وقد قوام کر قین کر دے؛ اور اگر یہ رکاوٹ مادہ کی رقت (کی
یقال الهضم والانصاج وجہ سے) ہو، تو اسے غلیظ کر دے؛ اور اگر یہ رکاوٹ مادہ
على سبیل الترادف کی لزوجت ہو، تو تقطیع کے ذریعہ اس کے یس کو توڑ دے
قوت ہاضمہ کا یہ عمل الانصاج (پکانا) کہلاتا ہے

اگرچہ گاہے ”هضم“ اور ”انصاج“ دونوں بطور مرادف
(ہم معنی) کے بولے جاتے ہیں (اور دونوں کے مواقع
استعمال میں مذکورہ تفریق نہیں کی جاتی)۔

واما الدافعة فانها تدفع واما الدافعة فانها تدفع
الفضل الباقی من الغذاء الذی باقی رہ جاتا ہے، اور جو تغذیہ بخشنے کی صلاحیت نہیں رکھتا
لا یصلح للاغذاء او یفضل (مثلاً براز) یا وہ (تغذیہ کی صلاحیت تو ضرور رکھتا ہے، لیکن
عن المقدار الکافی فی الاعتداء وہ) بلحاظ اس مقدار کے، جو اس عضو کے تغذیہ کے لئے کافی
او یستغنی عنه ویستفرغ من ہے، فاضل ہوتا ہے (مثلاً دودھ بچایتوں میں، اور منی
استعماله فی الجهة المرادہ خضیوں میں) یا اب اس کی حاجت نہیں رہتی، اور جس
مثل البول مقصد سے اسے استعمال کیا گیا تھا، وہ پورا ہو گیا، مثلاً

پیشاب (جو دراصل وہ پانی ہے جو غذا کو باریک رگوں
میں نفوذ کرانے کے لئے استعمال کیا گیا تھا، اور جب یہ
مقصد پورا ہو گیا، تو اب یہ ایک فضل ہے، جسکی ضرورت

نہ رہی، اسلئے اسے خارج ہو جانا چاہئے) +

وهذا القوة تدفع هذا الفضول
اما من جهات ومناخذ معدة لها و
اما ان لم يكن هناك مناخذ معدة فانها
تدفع من العضو الاثرى الى العضو
الاخص ومن الاصلب الى الاخر
واذا كانت جهة الدفع هي جهة ميل
مادة الفضل لم تصرفها القوة الدافعة
عن تلك الجهة ما امكن
توت دافعه ان فصلات کو گاہے اُن راستوں اور
اُن منافذ سے دفع کرتی ہے، جہاں کے لئے قدرتا بنے ہوئے
ہیں؛ اور جب وہاں اس قسم کے بنے ہوئے منافذ نہیں ہوتے
توت دافعه اشرف عضو سے خیس عضو کی طرف یا سخت
عضو سے نرم عضو کی طرف مادہ کو دفع کر دیا کرتی ہے +
جب ان فصلات کے دفع کرنے کا رخ وہی ہوتا ہے
جدہ مادہ کا میلان ہے، تو حقیقی الامکان توت دافعه اس رخ کو
بدلائیں کرتی ہے +

مثلاً آنتوں کے مواد کا رخ طبعاً نیچے کی طرف ہوتا ہے، تو جب تک کوئی سبب مانع نہ ہو، توت دافعه
ان مواد کو نیچے ہی کی طرف دفع کرے گی۔ اور اگر کوئی مانع ہوگا، مثلاً آنتوں میں سدد ہوگا، تو پھر ان مواد کو
نیچے کی بجائے اوپر کی طرف خارج کرے گی، اور توت کی صورت میں یہ مواد باہر آئیگی، جیسا کہ ایلاؤس نامی مرض
میں ہوتا ہے +

وهذا القوى الطبيعية الاربع تخدمها
الكيفيات الاربع الاولى اعنى الحرارة
والبرودة والرطوبة واليبوسة اما الحرارة
فخدمتها بالحقيقة مشتركة للاربع
واما البرودة فقد تخدم بعضها
بالعرض لا بالذات فان الامر
الذى بالذات للبرودة ان تكون
مضادة لجميع القوى لان افعال
جميع القوى هي بالحركات اما
في الجذب والدفع فذلك ظاهر
واما في الهضم فان الهضم يستكمل
بتفريق اجزاء ما غلظ وكنف

ان چاروں طبعی قوتوں کی خدمت چاروں کیفیات
اولیہ کرتی ہیں؛ یعنی حرارت، برودت، رطوبت، اور یبوست
حرارت کی خدمت حقیقت میں چاروں قوتوں کے لئے
مشترک ہے +
رہی برودت، تو یہ بعض قوتوں کی خدمت کرتی
ہے؛ اور وہ بھی بالذات نہیں، بلکہ بالعرض؛ کیونکہ برودت
کا جو کام بالذات ہے (برودت کا جو فعل ذاتی ہے) وہ تو
تمام قوتوں کے مضاد اور سب کا دشمن ہے۔ اس لئے کہ
تمام قوتوں کے افعال (حقیقت میں) حرکات ہیں، جذب
و دفع میں تو یہ بات بالکل ظاہر ہے (ان دونوں کے کام
تو صریحاً حرکت ہیں)؛ رہا ہضم میں، تو اس لئے کہ عمل ہضم
اسی وقت پورا ہوتا ہے جبکہ مادہ کے غلیظ اور کنیف اجزاء

وجمعہا مع ماریق ولطف وھذہ متفرق ہو جائیں، اور رقیق و لطیف اجزاء اکٹھے ہو جائیں۔
تحریکات تفریقیہ و تمزیجیہ اور یہ دراصل حرکات تفریقیہ اور تزیجیہ ہیں (توڑنے اور جوڑنے یا جد کرنے اور ملانے کی حرکات ہیں) +

واما الماسکۃ فہی تفعل بتحریک اللیف المورب الی ہئیۃ من الاشتمال متقنۃ والبرودۃ ہمیۃ مخدراۃ مانعۃ عن جمیع ہذا الافعال الا انھا تنفع فی الامساك بالعرض بان تحبس اللیف علی ہئیۃ الاشتمال الصالح فتكون غیر داخلۃ فی فعل القوۃ الماسکۃ بل مھیئۃ لدالۃ تھیئۃ تحفظ بہا فعلہا

رہی قوت ماسک، تو وہ اس طرح کام کرتی ہے کہ وہ ترجمے ریشوں کو اس طور پر حرکت دیتی ہے کہ اشتمال (سمیٹ) کی مستحکم ہیئت پیدا ہو جاتی ہے (یعنی عضو کے ریشے اس طور پر سیٹھے ہیں کہ ان کے گہرے میں اُس عضو کی غذا آ جاتی ہے)۔ (غرض یہ کہ ان تمام قوتوں کے افعال حرکات ہیں) اور برودت کا کام مارڈالنا (امانت) بے حس کر دینا (تخدیر)، اور اس قسم کے تمام افعال کو روکنا ہے۔ لیکن یہ بالعرض اساک کے فعل میں اس طرح فائدہ پہنچاتی ہے کہ برودت ریشوں کی مذکورہ بالا اشتمالی ہیئت کو (سمیٹ یا گہیر کی صورت کو) اسی حالت پر روک لیتی ہے؛ اس لحاظ سے برودت قوت ماسک کے نفس فعل میں داخل نہ ہوئی؛ بلکہ وہ آلہ اساک (یعنی مخصوص ریشوں) کو سطح آمادہ اور تیار کرتی ہے جس سے یہ آلہ قوت ماسک کے فعل کی حفاظت کرتا ہے +

واما الدافعة فتنتفع بالبرودۃ بما تمنع من تحلیل الریح المعینۃ للرفع وبما تعین فی تغلیظھا وبما تجتمع اللیف العریض العاصر وتکثفہ وھذا ایضاً تھیئۃ للالۃ لامعونۃ فی نفس الفعل فالبرودۃ نمایدا خل فی خدمۃ

اسی طرح قوت دافعہ بھی برودت سے فائدہ حاصل کرتی ہے، جس کی چند صورتیں ہیں: (۱) برودت اُس ریح کو تحلیل ہونے سے روکتی ہے جو دفعِ فصلہ میں معاون ثابت ہوتی ہے (یہ صورت آنتوں میں ہوتی ہے)؛ (۲) اس ریح کے غلیظ بنانے میں برودت اعانت کرتی ہے؛ (۳) اُسے ریشوں کو جو چوڑے (عصر) کا کام کرتے ہیں سیٹھی اوکشیف کرتی ہے؛ یہ عمل بھی دراصل آلہ کو آمادہ اور تیار کر لے ہے؛ نفس فعل میں داخل نہ کرنا نہیں ہے۔
الغرض برودت ان قوتوں کی خدمت میں بالعرض

هذا القوی بالعرض ولودخل فی نفس حصہ لیتی ہے۔ اگر ان کے نفس فعل میں داخل ہوتو (مفید
 فعلها لا یضر ولا یخذل الحركة ہونے کی بجائے) ضرر پہنچائے، اور حرکت کو بند کر دے +
 واما الیوسۃ فاللحاجۃ الیہا یبوست کے محتاج تین قوتوں کے انحال ہیں:
 فی افعال قوی ثلث الناقلتان دونوں وہ قوتیں جو سامان منتقل کرنے کا کام کرتی ہیں (ناقلہ
 والما سکہ اما الناقلتان وہما ہیں)، اور ایک قوت ماسکہ، سامان منتقل کرنے والی دونوں
 الجاذبۃ والدافعة فلما قوتیں جاذبہ اور دافعہ ہیں۔ ان دونوں کی امداد یبوست
 فی الیس من فضل تمکین سے اس طور پر ہوتی ہے کہ یبوست کی وجہ سے (روح اور
 من الاعتماد الذی لا بد منه آریں) مزید تقویت حاصل ہو جاتی ہے؛ یعنی ایک قسم کا
 فی الحركة اعنی حرکت الروح اعتماد اور سہارا مل جاتا ہے، جو حرکت کے لئے ایک ضروری
 الحاملۃ لہذا القوی نحو فعلها چیز ہے؛ یہاں حرکت سے چاری مراد روح کی حرکت ہے؛
 بانقاذ قوی یمنع عن مثله جو ان قوتوں کی حامل ہوتی ہے، جس کی حرکت ان قوتوں
 الاسترخاء الرطوبی اذا کان کے فعل کی طرف (یبوست کی وجہ سے) قوی اندفاع کی صورت
 فی جوہر الروح او فی جوہر الالۃ میں ہوتی ہے (یعنی روح ان قوتوں کے جھٹکے سے تیزی کے
 واما الماسکہ فللقبض ساتھ دور چلی جاتی ہے، چدھر یہ قوتیں اسکو روانہ کرنا چاہتی
 واما الهاضمة فحاجتها الی الرطوبة ہیں)۔ اگر رطوبت کی وجہ سے جوہر روح میں یا جوہر آلہ
 میں استرخاء اور ڈھیلا پن پیدا ہو جائے، تو اس قسم کی تیز
 اور قوی حرکت ہرگز نہ ہو سکے۔ یبوست سے قوت ماسکہ
 کی امداد اس وجہ سے ہوتی ہے کہ یبوست ریشوں کے انقباض

لہ اعتماد (لاؤٹ) سے مراد جسم کی وہ کیفیت ہے جسکی وجہ سے جسم کسی مانع حرکت کی دافعت اور مقابلہ کر سکتا ہے۔
 روح اور آلہ میں جب یبوست پیدا ہو جاتی ہے، تو قوت دافعہ دجا ذہب سے یہ آسانی متحرک ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ
 سخت چیز جھٹکے کو زیادہ قبول کرتی ہے، اور نرم چیز بہت کم +

لہ اندفاع کے معنی دور ہو جانا، اور تیز چلنا۔ غلام یہ ہے کہ یبوست کی وجہ سے روح میں ایک قسم کی خلقت پیدا
 ہو جاتی ہے، اور ڈھیلا پن دور ہو جاتا ہے۔ ڈھیلی چیز کو اگر جھٹکے سے دور پھینکا جائے، تو وہ زیادہ دور نہ جا سکیگی
 اور اس کے برعکس سخت کو اگر پھینکا جائے، تو وہ بہت جلد اور تیزی کیساتھ دور چلی جا سکیگی۔ اسی امر کو یہاں ”اندفاع قوی“
 کے لفظ سے بھایا گیا ہے (اندفاع قوی-تیزی اور قوت کے ساتھ دور چلا جانا) +

میں امداد کرتی ہے۔ رہی قوت ہاضمہ، تو یہ بمقابلہ یبوست کے رطوبت کی زیادہ محتاج ہے (رطوبت کی وجہ سے مواد میں استحالات و تغیرات تیزی سے ہوتے ہیں) +

شما اذا قايت بين الكيفيات الفاعلة والمنفعلة في حاجة هذا القوي اليها صافيت اما سكة حاجتها الى اليبس امس واكثر من حاجتها الى الحرارة لان مدته لتسكين اما سكة اكثر من مدته لتحرريكها الى القبض لان مدته تحريكها وهي المحتاج فيها الى الحرارة تصيرة وساكن زمان فعلها مصرفا الى الامسا والتسكين ولما كان مزاجه البسيان اميل كثيرا الى الرطوبة ضعفت فيهم هذه القوة واما المجاذبة فان حاجتها الى الحرارة اشد من حاجتها الى اليبس لان الحرارة قد تعين في الجذب بل لان اكثر مدته فعلها هو التحريك وحاجتها الى التحريك امس من حاجتها الى تسكين اجزاء الهيا وتقبيضها باليوسسة ولان هذه القوة ليست محتاج الى حركة كثيرة فقط بل قد

بھرا اگر ان کیفیات فاعلہ و منفعلہ کے درمیان ان قوتوں کی احتیاج کے لحاظ سے موازنہ کیا جائے، (کہ کس قوت میں کس کیفیت کی ضرورت کم یا زیادہ ہے) تو قوت ماسکہ میں بمقابلہ حرارت کے یبوست کی حاجت زیادہ ثابت ہوگی کیونکہ قوت ماسکہ جتنی مدت تک سکون قائم رکھتی ہے، وہ اُس مدت سے زیادہ ہے جتنی دیر تک وہ تر چھے (اور آڑے) ریشوں میں سکیڑکی حرکت پیدا کرتی ہے۔ چنانچہ ماسکہ کی مدت تحریک بہت چھوٹی ہے، جس میں حرارت کی ضرورت ہوتی ہے، اور اس کے فعل کا بیشتر زمانہ امساک (رودک) اور سکون میں مصروف رہتا ہے۔ بچوں کے مزاج میں چونکہ رطوبت کا غلبہ ہوتا ہے، اس لئے ان میں قوت ماسکہ کمزور ہوا کرتی ہے (یہ اس امر کا ثبوت ہے کہ یبوست قوت ماسکہ کی امداد کرتی ہے، اور رطوبت اس کے لئے مضعف ہے) +

قوت جاذبہ بمقابلہ یبوست کے حرارت کی زیادہ محتاج ہے؛ نہ (صرف) اسلئے کہ حرارت فعل جذب میں امداد کیا کرتی ہے (یعنی نہ فقط اس لئے کہ حرارت رطوبت کو جس لیا کرتی ہے) بلکہ اس لئے بھی کہ قوت جاذبہ کے فعل کی زیادہ مدت تحریک میں صرف ہوتی ہے۔ یعنی قوت جاذبہ تحریک کی زیادہ محتاج ہے، اور اجزاء آرد (ریشوں) کو سکون دینے اور سکیڑنے کی کم محتاج ہے، جو یبوست کے ذریعہ حاصل ہوا کرتے ہیں؛ اور اس لئے کہ یہ قوت نہ صرف حرکت کثیرہ کی محتاج ہے، بلکہ کثرت حرکت کے ساتھ قوت

تحتاج الی حركة قوية

حرکت اور شدت حرکت کی بھی محتاج ہے (بہر حال حرارت کی ضرورت بچند درجہ اس میں زیادہ ہے) *

والاجتناب یتم اما بفعل القوة المجاذبة كما فی المقناطیس التي بها یجذب الحديد واما باضطراب الخلاء كما یجذب الماء فی الزراقات واما الحراصة كجذب السراج الزيت وان كان هذا القسم الثالث عند المحققین یرجع الی اضطراب الخلاء بل هو هو بعینه فاذا نمتی کان مع القوة المجاذبة معاونة الحراصة كان الجذب اقوی

عل اجتذاب (رطوبات کے جذب ہونے اور کھینچنے کا کام) کئی طور پر ہوا کرتا ہے: (۱) گاہے کسی قوت جاذبہ (جذب کرنے والی اور کھینچنے والی قوت) کے ذریعہ یہ عمل پورا ہوتا ہے؛ جس طرح مقناطیس کی قوت جاذبہ لوہے کو کھینچ لیا کرتی ہے؛ (۲) گاہے ضرورت خلاء کی وجہ سے مواد کھینچ جایا کرتے ہیں (خلا رجحانکہ طبعاً نامکن ہے، اس لئے خلا رطوبات وغیرہ کو اپنی طرف کھینچ لیا کرتی ہے)۔ جس طرح بچکاریوں (زراقات) میں پانی کھینچ جایا کرتا ہے۔ (۳) گاہے حرارت کی وجہ سے رطوبات منجذب ہو جایا کرتی ہیں؛ جس طرح چراغ میں تیل کھینچا کرتا ہے۔ اگرچہ یہ قسم اخیر بھی محققین کے نزدیک ”ضرورت خلاء“ ہی کی طرف لوٹ جاتی ہے۔ بلکہ دونوں بالکل ایک ہی ہیں۔ بہر حال اب ہمیں یہ کہنا ہے کہ جب قوت جاذبہ کے ساتھ حرارت کی امداد بھی شریک ہوگی، تو جذب کا فعل یقیناً زیادہ قوی ہوگا *

واما الدافعة فان حاجتها الی الیس من حاجتها اعنی المجاذبة والماسكة لانها لا یحتاج الی قبض الماسكة ولا لزوم المجاذبة وقبضها واحتوائها علی المجذب بامساك جزء من الالة یلحق به جذب الجزء الاخر وبالجملة لا حاجة بالدافعة الی التکین البتة بل الی التحریک والی قلیل تکلیف یعین العصر الدفع

رہی قوت دافعه، تو بہت کی جتنی محتاج قوت جاذبہ اور ماسک ہیں، اتنی قوت دافعه اس کی محتاج نہیں ہے؛ کیونکہ قوت دافعه میں نہ اتنے سیکڑ (قبض) کی ضرورت ہے، جتنی ماسک میں ہوتی ہے؛ اور نہ اس میں قوت جاذبہ کی طرح اس امر کی ضرورت ہے کہ بعض ریشوں کو سیکڑ کر شے منجذب (مادہ) پر اس طرح جمٹ جائے۔ اور حادثی ہو جائے اور اس طرح گرفت میں لیلے کہ آدے کے ایک جزء کے بعد دوسرا جزء اسکو پکڑ لے (کچھ ریشوں کی گرفت کے بعد دوسرا ریشہ اسکو پکڑ لیں)۔ خلاصہ یہ ہے کہ قوت دافعه کے عمل

لا بمقدار ما یبقی بہ الا لہ میں سکون کی ضرورت بالکل نہیں ہے، بلکہ اس میں تحریک حافظۃ لہیۃ شکل العصر کی اور کسی قدر تکثیف کی ضرورت ہے، یعنی صرف اس قدر اور القبض کما فی الماسکۃ زماناً تکثیف کی ضرورت ہے کہ وہ پخڑنے (دعصر) اور دفع کرنے طویلاً و فی الجادۃ زماناً میں امداد کرے؛ نہ اس قدر کہ پخڑ اور سکیڑ کی شکل پر ریشوں سیرار شمایت لاحق جذبہ لاجزاء کو قائم رکھے؛ خواہ بہت دیر تک، جیسا کہ ماسکہ میں ہوتا فلہذا حاجتہا الی الیس ہے؛ خواہ تھوڑی دیر تک، یعنی اتنی دیر تک کہ دوسرے ریشے مادہ کو گرفت میں لے لیں، جیسا کہ قوت جاذبہ میں قلیلۃ ہوتا ہے۔ اس لئے قوت دافعہ میں پیوست کی ضرورت محض قلیل ہے +

امر محقق مترجم کے نزدیک یہ ہے کہ ریشوں کا جو عمل اور جس طور پر قوت جاذبہ میں ہوتا ہے؛ بعینہ اسی طرح قوت دافعہ کے فعل کے وقت ہوتا ہے +

وا حوجہا کلہا الی الحدیثۃ الی الہاضمۃ ان تمام قوتوں میں حرارت کی محتاج تر قوت ہاضمہ ہے؛ ولا حاجۃ لہا الی الیبوسۃ بل انما جسے پیوست کی بالکل حاجت نہیں؛ بلکہ اُسے تو رطوبت کی ضرورت محتاج الی الرطوبة لتسیل الغذاء ہے؛ تاکہ وہ غذا میں سیلان (بہاؤ) پیدا کرے، (رتنگ) و تھبہ للنفوذ فی المجاری والقبول مجاری میں نفوذ کرنے کے لئے اُسے آمادہ کر دے، اور مختلف الاشکال شکلوں کے قبول کرنے کی اس میں استعداد بخشدے +

ولیس لقاتل ان یقول ان الرطوبة کوئی کہنے والا یہ نہیں کہہ سکتا کہ ”اگر رطوبت ہضم کی لوکانت معینۃ للہضم لکان الصبیان معین و مددگار ہوتی، تو بچوں کے قویٰ سخت چیزوں کے لا یجوزوا ہم عن ہضم الاشیاء ہضم سے عاجز نہ ہوتے“؛ کیونکہ بچے اگر اس سے عاجز ہیں، الصلبة فان الصبیان لیسوا یجرون اور جوان اگر اسپر قادر ہیں، تو اس کی وجہ یہ نہیں ہے (اس کی عن ذلک والشبان یقدرون علیہ وجہ یہ نہیں ہے کہ بچوں کی قوت ہاضمہ کمزور ہے، اور جوانوں لہذا السبب بل لسبب اخر و کی قوی) بلکہ اس کی ایک دوسری وجہ ہے؛ اور وہ وجہ ہوا المجانستہ والبعد عن المجانستہ ”مجانست“ (مشابہت) اور ”عدم مجانست“ (عدم مشابہت) فما کان من الاشیاء صلبا لم ہے۔ چنانچہ سخت چیزیں چونکہ بچوں کے مزاج کے مشابہ نہیں یجانست مزاج الصبیان فلم تقبل علیہا ہوتی ہیں، اس لئے ان کی قوت ہاضمہ اور اسی طرح قوت

قواہم الہاضمة ولم تقبلھا قواہم الماسکة ماسکہ ان چیزوں کی طرف توجہ نہیں کرتی (یا انہیں قبول نہیں ودفعتھا بسرعة قواہم الدافعة واما کمرتی) بلکہ ان کی قوت دافعاں کو تیزی کے ساتھ دفع الشبان فلذلك موافق لمزاجہم کر دیتی ہے۔ رسہ جوان، تو ایسی چیزیں ان کے مزاج کے صالح لتغذیتہم موافق ہوتی ہیں، اور ان کے تغذیہ کے لائق +

فیجتمع من هذه ان الماسكة تحتاج مذکورہ بالا بیانات کا مختصر خلاصہ یہ ہوا کہ قوت الی قبض والی ثبات ہیئة قبض زمانا ماسکہ اس بات کی محتاج ہے کہ ریشے سکڑیں، اور یہ دیر تک طویلا والی معونة یسيرة فی الحركة اسی طرح سکڑے رہیں، اور یہ کہ قوت ماسکہ میں حرکت کی بہت والی الجاذبة الی قبض والی ثبات ہیئة تھوڑی امداد کی ضرورت ہے؛ قوت جاذبہ میں بھی اس کی قبض زمانا یسیراً اجلأ والی معونة ضرورت ہے کہ اس کے ریشے سکڑیں، اور ریشہ کی حالت کثیرة فی الحركة والدافعة الی قبض (مہیت قبض) میں قائم رہیں، مگر بہت ہی تھوڑی دیر تک؛ فقط من غیر ثبات یعتد بہ والی معونة اور یہ کہ اس میں حرکت کی اعانت کی بہت ضرورت ہے؛ علی الحركة والہاضمة الی اذابة و قوت دافعاں میں بغیر کافی قیام کے محض سکڑنے کی ضرورت ہے؛ تمیز فی فلذلك یتفاوت هذه القوى نیز یہ حرکت کی امداد کی بھی محتاج ہے؛ اور ہاضمہ اذابت فی استعمالھا للکفیات الاربع واحتیاجھا اور تمزیج (گھلانے اور ملاسنے) کی محتاج ہے۔ یہی وجہ ہے الیہا کہ یہ قوتیں ان چاروں کیفیات کے استعمال کرنے میں، اور ان کیفیات کی ضرورت کے لحاظ سے باہم اختلاف رکھتی ہیں +

فصل چہارم۔ قوت حیوانیہ

الفصل الرابع فی القوى الحيوانية

واما القوة الحيوانية فيعنون بها قوت حیوانیہ سے اطباء کی مراد وہ قوت ہے کہ القوة التي اذا حصلت في الاعضاء جب وہ اعضا میں حاصل ہوتی ہے، تو اعضا کو حس و هیئاً تھا لقبول قوة الحس والحركة حرکت کی قوت اور افعال حیات کو قبول کرنے کے لئے آمادہ و افعال الحیوة ویضيفون الیہا حركات قوت کی طرف اطباء حرکات خوف اور الخوف والغضب لما یجدون فی حرکات غضب کو بھی منسوب کرتے ہیں؛ کیونکہ ان حالات ذلك من الاقباض والانبساط میں اس روح کے اندر انبساط و انقباض عارض ہوتا ہے العارضین للروح المنسوب الی جو اس قوت کی طرف منسوب ہے (یعنی روح حیوانی میں انبساط

هذه القوة ولمفصل اور انقباض لاسحق ہوتا ہے۔ اس محل کلام کی ہیں تفصیل
هذه الجملة کرنی چاہئے (جس سے روح کی حقیقت، اور کیفیت تولد وغیرہ
معلوم ہو سکے) *

فنقول انه كما قد يتولد من كثافة چنانچہ ہم بیان کرتے ہیں کہ جس طرح حسب مزاج
الاخلاط بحسب مزاج ما هو جوهر كثافة اخلاط (اخلاط كثيف) سے جوہر کثیف یعنی عضو (عضو
کثیف) هو العضو و جزء من العضو قد (مركب) یا عضو کا حصہ (عضو مفرد) بتا ہے؛ اسی طرح حسب
يتولد من بخارية الاخلاط و لطافتها مزاج اخلاط کی بخاریت اور لطافت سے (اخلاط کے بخارات
بحسب مزاج ما هو جوهر لطيف الروح سے) جوہر لطیف یعنی روح بنتی ہے؛ اور جس طرح جگر پہلی
و كما ان الكبد عند الاطباء معدن جنیر (اخلاط کثیف) کی پیدا نش کا معدن ہے، اسی طرح
لتولد الاول كذلك القلب معدن قلب دوسری جنیر (اخلاط لطیفہ بخارات) کی پیدا نش کا
معدن ہے +

وهذا الروح اذا حدث على مزاجه یہ روح جب اپنے مناسب مزاج پر پیدا ہو جاتی
الذي ينبغي ان يكون له استعداد لقبول ہے، تو ایک قوت کے قبول کرنے کی اس میں استعداد پیدا
قوة تالفة القوة تعد الاغضاء كلها ہو جاتی ہے؛ پھر یہ قوت تمام اعضاء کو دوسری قوتوں، یعنی
لقبول القوى الاخرى انفسانية قوت نفسانیہ وغیرہ، کے قبول کرنے کے لئے آمادہ اور تیار
و غیرہ کر دیتی ہے +

والقوى النفسانية لا تحدث في علیٰ قوت نفسانیہ روح اور اعضاء میں ایسوقت
الروح ولا اغضاء الا بعد حدوث پیدا ہوتی ہے جبکہ روح میں یہ قوت پیدا ہو لیتی ہے، اگر
هذه القوة وان تعطل عضو کسی عضو سے قوت نفسانیہ معطل اور بیکار ہو جائے،
من القوى النفسانية ولم يتعطل لیکن اب تک یہ قوت (قوت حیوانیہ) اس میں موجود ہے،
بعد من هذه القوى فهو حي لا تری تودہ عضو نہ ہے (اب تک وہ مردہ نہیں ہے)؛ کیا تم
ان العضو الخدر، و ا لعضو نہیں دیکھتے کہ عضو خدر (وہ عضو جو سن ہو گیا ہو) اور عضو
المفلوج فاقل في الحال لقوة الحس مفلوج میں قوت حس و حرکت فی الحال (بحالت موجودہ)
والحركة لمزاج فيه يمنع عن مفقود ہوتی ہے؛ جس کی وجہ خواہ یہ ہوتی ہے کہ اس میں
قبولهما و سد وجه عارضته بين الدماغ ایک ایسا مزاج (سود مزاج) لاسحق ہو گیا ہے جو حس و حرکت

وبینه فی الاعصاب المنبثۃ فیہ وهو کو قبول کرنے سے مانع ہوتا ہے، یا اس کی وجہ کوئی سہہ مع ذلک حی والعضو الذی یعرض ہوتا ہے جو دماغ اور اس عضو کے درمیان اُن اعصاب میں لہ الموت فانتد للحس واقع ہو جائے، جو اس عضو میں پھیلتے ہیں؛ مگر پھر بھی والحركة و یعرض لہ ان یفسد وہ عضو (با وجود عدم حس و حرکت کے) زندہ رہتا ہے بعض (کیونکہ وہ فاسد اور متعفن نہیں ہوتا ہے)۔ اور جو عضو مردہ ہو جاتا ہے، وہ حس و حرکت کو بھی کھو دیتا ہے، اور فاسد و متعفن بھی ہونے لگتا ہے +

فنادن فی العضو المفلوج قوۃ اس سے ثابت ہو گیا کہ عضو مفلوج (اور عضو خدر) تحفظ حیوتہ حتی اذا زال میں ایک قوت ضرور ہوتی ہے، جو اس کی حیات کی حفاظت العائق فاض الیہ قوۃ الحس کرتی ہے؛ حتی کہ جب سبب عائق (سبب مانع) دور ہو جاتا والحركة وکان مستعدا لقبولہما ہے، تو اس میں حس و حرکت لوٹ آتی ہے، اور اس عضو بسبب صحتہ القوۃ الحیوانیۃ میں قوت حیوانیہ کے صحیح اور درست ہونے کی وجہ سے اس فیہ وانما المانع هو الذی امر کی استعداد باقی رہتی ہے کہ جب موقع آئے (تو) حس یمنعہ عن قبولہما بالفعل و حرکت کو قبول کر لے۔ سبب مانع نے صرف یہ کیا تھا کہ ولاکن الذی العضو المیت بالفعل اس کو حس و حرکت قبول کرنے سے روک دیا تھا (نہ کہ ہمیشہ کے لئے اس کی استعداد باطل ہو گئی تھی)۔ اس کے برعکس مردہ عضویں یہ بارت نہیں ہوتی (نہ اُس میں بالفعل حس و حرکت کے قبول کرنے کی استعداد ہوتی ہے) اور نہ بالقوۃ؛ وہ تو ہمیشہ کے لئے اس سے محروم ہو جاتا ہے +

ولیس هذا المعد هو قوۃ التغذیۃ اعضاء کے اندر استعداد پیدا کر لے والی مذکورہ وغیرہا حتی اذا كانت قوۃ التغذیۃ قوت "قوت تغذیہ وغیرہ" نہیں ہو سکتی، حتی کہ جب تک لہ شیخ اعضاء کی تقسیم میں اپنا فیصلہ بنا چکے ہیں کہ "پڑی اور گوشت وغیرہ میں ایک قوت ہوتی ہے، خواہ یہ ابتداء میں جگر سے حاصل ہوئی ہو یا ان کی ذاتی قوت ہو، جس سے یہ تغذیہ کے افعال انجام دیتے ہیں۔ اگر ان کے پاس غذا موجود ہو، اور جگر کا راستہ درمیان میں مسدود بھی ہو جائے، تو ان کے فعل تغذیہ میں خرابی نہیں آتی"۔ یہی خیال صحیح ہے کہ ہر عضو زندہ ہے، اور اپنی حیات کو اُس وقت تک (بیشمار متغیر ہے)

باقیہ کان حیا و اذا بطلت کان عضو میں قوت تغذیہ باقی ہو، اُس وقت تک وہ زندہ
میتا فان هذا الکلام بعینه تد رسہ، اور جب قوت تغذیہ باطل ہو جائے تو وہ مردہ ہو جائے
یتناول قوۃ التغذیۃ نہ رہے بطل کیونکہ مذکورہ بالا کلام (ردیل) اسی طرح قوت تغذیہ پر بھی
فعلہا فی بعض الاعضاء ویبقى جاری ہو سکتا ہے؛ اس لئے کہ قوت تغذیہ کا فعل بعض
حیا و رہتا ہے فعلہا و الاعضو اعضا میں باطل ہو جاتا ہے، حالانکہ وہ زندہ رہتا ہے،
الی الموت اور بعض اوقات قوت تغذیہ کا فعل باقی رہتا ہے حالانکہ

عضو موت کے قریب ہوتا ہے +

اس سے ثابت ہوا کہ اعضا کے اندر حیات کسی اور قوت سے حاصل ہوتی ہے، اور تغذیہ کسی دوسری
قوت سے حاصل ہوتا ہے۔ اگر قوت تغذیہ سے دونوں باتیں حاصل ہوتیں، تو مذکورہ بالا دونوں فعل
کسی عضو میں ایک ہی وقت میں باطل ہوتے، اور جب حاصل ہوتے، تو دونوں ساتھ حاصل ہوتے +

ولو كانت القوة المغذیۃ اور اگر (بفرض محال) قوت مغذیہ بحیثیت قوت
بماھی قوۃ مغذیۃ تعد مغذیہ ہونے کے اعضا میں حس و حرکت کی استعداد پیدا
للحس والحركة لكان النبات کرتی، تو نباتات میں بھی حس و حرکت کی استعداد پیدا
قد يستعد لقبول الحس والحركة ہو جاتی (کیونکہ قوت تغذیہ نباتات میں بھی اسی طرح پائی
فبقی ان یكون المعد امرًا اخر جاتی ہے، حالانکہ نباتات میں بقول قدماے فلاسفہ حس
یتبع من راجًا خاصًا ویسمی قوۃ و حرکت کی استعداد نہیں ہوتی)۔ ان دلائل کے بعد اب
حیوانیۃ و هو اول قوۃ صرف حیاتیات باقی رہی کہ استعداد پیدا کرنے والی یہ قوت
تحدث فی الروح اذا حدث للروح (قوت متحدہ) کوئی اور چیز ہے، جو کسی خاص مزاج کے تابع
من لطافة الامشاج ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ اسی چیز کا نام قوت حیوانیہ
ہے؛ یہ سب سے پہلی قوت ہے جو لطافت اخلاط سے

تیار ہوتے ہی روح میں پیدا ہوتی ہے +

یہ مذہب تو اطباء کا تھا؛ رہا فلاسفہ کا مذہب، تو اسکو شیخ اس طرح بیان کرتا ہے:

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۹) قائم رکھ سکتا ہے، جب تک اسکے پاس مناسب سامان غذا پر پونچھا رہے
یہ صورت کسی وقت ممکن نہیں کہ فعل تغذیہ کلیتہً بند ہو، اور وہ عضو زندہ ہو + مترجم

ثُمَّ ان الروح يقبل بها عند الفيلسوف **مذہب ارسطو** فیلسوف ارسطاطالیس کا مذہب یہ ہے
 ارسطاطالیس المبدأ الاول النفس کہ اس روح (روح حیوانی، روح قلبی) کی طرف مبدأ اول
 الاولی التي تنبعث عنها سائر القوى اور نفس اولیٰ توجہ کرتا ہے جس سے بدن کی تمام قوتیں
 الا ان افعال تلك القوى لا تصد عن الروح فی اول الامر كما انه سے شروع ہی میں (قلب ہی سے) صادر نہیں ہوتے؛
 ايضا لا يصدر عن الاطباء جس طرح اطباء کے نزدیک بھی دماغ کی روح نفسانی ہے
 عن الروح النفساني الذي في الدماغ احساس کا فعل اس وقت تک صادر نہیں ہوتا جب تک
 ما لم ينفذ الى المجليدية او الى اللسان وہ (آنکھ میں) رطوبت جلیدیکریٹن، یا زبان کی طرف، یا دوسرے
 او غير ذلك فاذا حصل قسم من الروح اعضاء کی طرف نہ جائے۔ چنانچہ جب اس روح (روح
 في تجويف الدماغ قبل مزاجاً يصل قلبی) کا ایک حصہ دماغ کی تجویف (بطون دماغ) میں
 لان يصدر عنه افعال القوى پہنچتا ہے، تو وہ (روح) ایک ایسا مزاج حاصل کر لیتی ہے
 الموجود فيه بدايا وكذلك في الكبد وفي الكلى جس سے اس قوت کے افعال نمایاں طور پر صادر ہونے
 لگتے ہیں، جو اس میں پہلے سے موجود ہوتی ہے۔ یہی صورت
 جگر میں ہوتی ہے، اور یہی صورت خصبوں میں ہوتی ہے +

مذہب ارسطو کا خلاصہ یہ ہوا کہ جب روح قلب میں تیار ہوتی ہے، تو اس کے ساتھ نفس کا تعلق
 ہو جاتا ہے، جو ساری قوتوں کی جڑ ہے۔ مگر قلب میں صرف قوت حیوانیہ کا فعل ظاہر ہوتا ہے۔ باقی قوتوں
 کے افعال پوشیدہ رہتے ہیں۔ پھر جب یہ روح دماغ اور جگر وغیرہ میں جاتی ہے، اور وہاں جا کر اس
 روح میں ایک نیا مزاج حاصل ہو جاتا ہے، تو دوسری قوتوں کے افعال ظاہر ہو جاتے ہیں۔ مثلاً دماغ میں
 قوت نفسانیہ کے افعال، اور جگر میں قوت طبعیہ کے افعال، اور غلے نہا +

وعند الاطباء ما لم يستحل **اطباء کا مذہب** اور اطباء کا خیال یہ ہے کہ جب تک یہ روح
 الروح عند الدماغ الى هزاج (قلبی روح) دماغ میں جا کر دوسرا مزاج نہ حاصل کر لے
 آخر لم يستعد لقبول النفس اس وقت تک وہ کسی ایسے نفس کو قبول نہیں کرتی جو جس
 التي هي مبدأ الحس والحركة وحرکت کا مبدأ ہو۔ اور یہی صورت جگر میں بھی ہوتی ہے
 وكذلك في الكبد وان كان یعنی جس طرح پہلے امتزاج سے (پہلے مزاج سے، جو قلب

لہ پہلی جڑ، یعنی تمام قوتوں کی جڑ، جبکہ نفس اولیٰ (پہلا نفس) بھی کہا جاتا ہے +

الامتزاج الاول قد افاد قبول القوة الاولى الحيوانية ولكن لك في كل عضو كائن لكل جنس من الافعال عندهم نفسا اخرى وليست النفس واحدة يفيض عنها القوى اذ كائن النفس مجموع هذه الجملة

میں حاصل ہوتا ہے) روح میں پہلی قوت، یعنی قوت حیوانیہ کے قبول کرنے کی استعداد پیدا ہو جاتی ہے؛ اسی طرح ہر عضو میں (دماغ میں، جگر میں، اور خضیروں میں جب تک دوسرا مزاج حاصل نہ ہوئے، اُس وقت تک یہ قوتیں روح میں پیدا نہیں ہوتیں)۔ گویا اطباء کے نزدیک افعال کے ہر جنس (حیوانیہ، نفسانیہ اور طبعیہ) کے لئے ایک ایک الگ نفس ہے (ہر قوت کے لئے ایک مخصوص نفس ہے؛ نفس حیوانی نفس نفسانی، اور نفس طبعی)۔ یہ نہیں ہے کہ ایک ہی نفس سے تمام قوتیں پیدا ہوں (جیسا کہ فلاسفہ کا خیال ہے)؛ یا یہ کہ نفس اس جملہ کے مجموعہ کا نام ہے (جملہ قوتوں، حیوانی، نفسانی اور طبعی، کے مجموعہ کا نام نفس ہے)۔ *

وانه وان كان الامتزاج الاول قد افاد قبول القوة الاولى الحيوانية حيث حدثت روح وقوة هي كماله لكن هذه القوة وحدها لا تكفي عندهم لقبول الروح بها ساثر القوى الاخرى مالم يحدث فيها مزاج خاص

اسی طرح اگرچہ پہلے امتزاج سے (روح کے پہلے مزاج سے، جو قلب میں حاصل ہوتا ہے) پہلی قوت یعنی قوت حیوانیہ کے قبول کرنے کی استعداد پیدا ہو جاتی ہے؛ یعنی جب روح پیدا ہوتی ہے، تو ایک قوت بھی پیدا ہو جاتی ہے، جو اُس روح کا کمال ہے۔ لیکن اطباء کے نزدیک تنہا یہ قوت اس امر کے لئے کافی نہیں ہے کہ روح اس قوت کی وجہ سے دوسری قوتوں کو بھی قبول کر لے تاوقتیکہ اس میں ایک خاص مزاج پیدا نہ ہوئے۔ *

کمال وہ چیز ہے جو کسی شے کے لئے مناسب اور لائق ہو، اور اُسے وہ بالقوہ سے بالفعل حاصل ہو جائے حکماء کے مسلمات میں سے ہے کہ جب کسی مرکب میں کوئی نیا مزاج پیدا ہوتا ہے، تو وہ مزاج جس کمال کا مستحق ہوتا ہے، بلا تاخیر اُسے یہ کمال مل جاتا ہے۔ خواہ وہ کمال صورت نوعیہ ہو یا کوئی قوت ہو؛ چنانچہ اس وقت روح میں جو نئی قوت حاصل ہوگی، وہ روح کے لئے کمال کہلائیگی۔ *

قالوا وهذه القوة معها انهما مهيئة

اطباء کہتے ہیں کہ یہ قوت (قوت حیوانیہ) جس طرح اعضا و کوحیات کے لئے آمادہ اور تیار رکھتی ہے، اسی طرح

الحیوة فیہا مبدأ حرکت یہ قوت روحی لطیف جو ہر کی حرکت کے لئے بھی مبداء ہے،
 الجوہر الروحی اللطیف جس سے روح اعضا کی طرف جاسکتی ہے، اور روح کے
 الی الاعضاء ومبدأ بسط اور قبض (پھیلانے اور سکڑنے) کا بھی مبداء و مرکز ہے
 بسطہ و قبضہ للتسیم والتنفیہ جس سے روح کو نسیم ملتی ہے، اور یہ پاک و صاف ہو جاتی
 علی ما قیل کا نہا بالقیاس ہے، جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے۔ پس اگر اس قوت کو لحاظ
 الی الحيوة یفید انفعالاً و افعالاً حیات کے دیکھا جائے، تو یہ روح کو انفعال (متاخر
 بالقیاس الی افعال النفس ہونے) کی قوت بخشی ہے (یعنی روح کو دوسری قوتوں کے
 والنسب یفید فعلاً قبول کرنے کے لئے تیار کرتی ہے)، اور اگر نفس اور نبض
 کے افعال کے لحاظ سے دیکھا جائے، تو یہ روح کو فعل
 (تاثیر کرنے) کی قوت بخشی ہے (یعنی روح کو اس قابل
 بنا دیتی ہے کہ وہ عروق کو جذب نسیم کے لئے پھیلائے، اور
 اخراج دُخان کے لئے سکڑے) +

روح کے بسط اور قبض سے مراد قلب و عروق کا پھیلنا اور سکڑنا ہے، جس سے نسیم حاصل ہوتی ہے
 اور بخارات دھانیہ خارج ہو جاتے ہیں +

روح کا دوسری قوتوں کو قبول کرنا انفعال ہے، اور عروق کی حرکت دینا فعل ہے +

وهذا القوة تشبه القوی قوت حیوانیہ اس لحاظ سے قوت طبعیہ سے مشابہ
 الطبیعیۃ لعدمها الارادۃ فیما ہے کہ جو افعال اس سے صادر ہوتے ہیں، وہ ارادہ (اود
 یصلہا عنہا وتشبه القوی شعور) سے نہیں ہوتے (جیسا کہ قوت طبعیہ کا حال ہے)؛
 النفسانیۃ لتفتن افعالہا اور اس لحاظ سے قوت نفسانیہ سے مشابہ ہے کہ قوت
 لانہا تقبض وتبسط معاً و نفسانیہ کی طرح اس کے افعال بھی متغی (متعدد) ہیں، کیونکہ
 تحریک حرکتین متضادتین یہ (استعداد حیات پیدا کرنے کے علاوہ آلات روح میں)

انقباض و انبساط دونوں پیدا کرتی ہے، اور اس سے دو
 متضاد حرکتیں (حرکت انقباض و انبساط) ظہور میں آتی ہیں +
 الان الفلاسفۃ اذا قالوا النفس یہ تینوں قوتیں اگرچہ اطباء کے نزدیک گویا ایک ایک
 النفس الارضیۃ عنوانہ کمال نفس ہیں) لیکن فلاسفہ جب کسی ارضی نفس (خاکی نفس)

جسم طبعی الی وادادوا مبداء کو "نفس" کہتے ہیں، تو اس سے انکی مراد "جسم طبعی آلی" کل قوتہ تصدیر عنها بعینہا حرکات کا کمال" ہوا کرتی ہے؛ اور کمال سے ان کی مراد یہ ہے واداعیل متخالفة کہ وہ ان تمام قوتوں کا مبداء ہے، جس سے مختلف حرکات اور مختلف افعال صادر ہوتے ہیں +

فلاسفہ کے نزدیک نفس کی دو قسمیں ہیں: (۱) نفس فلکی یا سماوی (۲) نفس انسانی (۳) نفس ارضی۔ پھر نفس ارضی کی تین قسمیں ہیں: (۱) نفس نباتی (۲) نفس حیوانی، اور (۳) نفس انسانی۔ کمال کی تعریف اس پہلے مذکور ہے۔ "نفس جسم طبعی آلی کا کمال ہے"۔ جسم طبعی کہنے سے مصنوعی جسم نکل گیا؛ مصنوعی جسم مثلاً تخت کی کوئی خاص خوبی اس کے لئے کمال ضرور ہے، مگر اس کے کمال کو نفس نہیں کہا جاتا۔ کیونکہ یہ جسم مصنوعی ہے۔ پھر "جسم آلی" کہنے سے عناصر کی صورت نوعیہ نکل گئی۔ عناصر کی صورت نوعیہ اگر چہ ان کے لئے کمال ہے، مگر اس کو نفس نہیں کہا جاتا؛ چنانچہ جسم آلی ایسے جسم کو کہتے ہیں، جو مختلف آلات رکھتا ہو، اور ان مختلف آلات سے مختلف کام انجام پاتے ہوں۔ مثلاً تغذیہ، تنمیه، ادراک و شعور اور حرکت ارادیہ۔ یہاں کمال سے "کمال اول" مراد ہے، کیونکہ قوتی بھی دراصل ایسے اجسام کے کمالات ہیں، مگر قوتی کمالات ثانیہ میں سے ہیں، کیونکہ یہ کمال اول، یعنی نفس سے پیدا ہوتے ہیں۔ جسم آلی نباتات اور حیوانات کے اجسام کو کہا جاسکتا ہے، جس میں انسان بھی داخل ہے +

فتکون هذه القوة على مذهب اس لحاظ سے قوت حیوانیہ بھی فلاسفہ کے نزدیک الفلاسفة قوت نفسانیة كما ان القوی دراصل قوت نفسانیہ (نفس سے پیدا ہونے والی قوت) الطبیعیۃ التي ذكرناها تسعة عندهم ہے؛ جیسا کہ قوت طبعیہ بھی، جس کا ذکر ہم کرچکے ہیں، قوت قوتہ نفسانیة نفسانیہ ہی کہلاتی ہے (کیونکہ یہ بھی نفس ہی سے پیدا ہوتی ہے) واما اذا المرید بالانفس لیکن اگر نفس سے یہ معنی مراد نہ لئے جائیں (جو فلاسفہ هذا المصنف بل عنی به قوتہ ہی مراد لیتے ہیں) بلکہ نفس سے (خصوص طور پر) وہ قوت مبداء ادراک و تحریک یصل ما مراد لی جائے جو ادراک اور ایسی تحریک کی مرکز (مبداء) ہو عن ادراک ما باس اداة ما جو ادراک اور ارادہ کے تابع ہے (یعنی وہ قوت حس اور وارید بالطبیعة کل قوتہ حرکت ارادی کی مبداء ہو)؛ اور طبیعت سے ایک ایسی قوت یصل ما عنها فعل فی جسمها مراد لی جائے جس سے کوئی فعل جسم میں اس صورت کے علی خلاف هذه الصورة لم خلاف صادر ہوتا ہو (یعنی جس کے افعال حس اور ارادی

تکون هذا القوة نفسانية حركت سے خالی ہوں، تو یہ قوت (قوت حیوانیہ) نفسانیہ بل کانت طبیعۃ و اعلى درجة نہ کھلا سیکے گی، بلکہ یہ طبعیہ کھلا سیکے گی کیونکہ اس کے افعال ادراک من القوة التي تسميها الاطباء اور ارادہ کے ساتھ نہیں ہوتے ہیں۔ اور اس کا درجہ اس طبیعۃ

قوت (قوت تولید و قوت غذا) سے بلند رہیگا، جسکا طباطبائی مطلق میں طبعیہ کہتے ہیں (کیونکہ قوت حیوانیہ روح میں تصرفات کرتی ہے، اور قوت طبعیہ غذا میں مشغول رہتی ہے، اور یہ ظاہر ہے کہ روح بمقابلہ غذا کے اشرن ہے)

واما ان سمي بالطبيعة ما يتصرف اور اگر قوت طبعیہ اس قوت کا نام رکھا جائے جو في امر الغذاء و حالته غذا کے کاموں میں مصروف رہے، اور اس میں تغیرات و تبدلات سواء كان لبقاء الشخص کی خدمت انجام دے، خواہ بقائے شخص کے لئے ہو یا بقاء اولیاء النوع لم تکن هذا نوع کے لئے، تو اس صورت میں قوت حیوانیہ "طبعیہ" نہ طبیعۃ و کانت جنسا ثالثا کھلا سکے گی، بلکہ ایک تیسری جنس (تیسری قسم) بن جائیگی (ایک قسم طبعیہ، دوسری قسم نفسانیہ، اور تیسری قسم حیوانیہ) +

ولان الغضب والخوف وما اشبههما اور چونکہ غصہ اور خوف اور اسی قسم کے دیگر نفسانی انفعال لهذا القوة وان کانت عوارض اس قوت کے متاثرات (انفعالات) ہیں، اس لئے ان مبدأها المحس والوهم والقوى نفسانی عوارض کو اس قوت کی طرف منسوب کیا گیا ہے؛ اگرچہ الذمرا لکانت منسوبة الی ان نفسانی عوارض کا مبدأ حق (حس مشترک) اور وہم اور هذا القوة دوسری قوت ہے (دماغیہ) ہیں +

عوارض نفسانیہ کو اطباء نے قوت حیوانیہ کی طرف کیوں منسوب کیا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب اطباء نے یہ دیکھا کہ عوارض نفسانیہ کی حالت میں روح حیوانی گم ہے اندر کی طرف اور گم ہے باہر کی طرف اور گم ہے دونوں طرف حرکت کرتی ہے، اور ہر روح کی حرکت اسی قوت سے ہوا کرتی ہے جو اس روح میں موجود ہوتی ہے، اس لئے اطباء نے ان امور کو اسی روح حیوانی کی قوت کی طرف منسوب کر دیا، اور اس امر کے قائل ہو گئے کہ یہی قوت ان حرکات کی علت و سبب ہے۔ اگرچہ یہ قوت حس مشترک اور وہم سے متاثر ہوتی ہے۔ یعنی پہلے مثلاً کوئی شخص کوئی خطرناک شکل دیکھتا ہے، اور ڈرتا ہے، اس کے بعد قلب کی قوت حیوانیہ اس سے متاثر ہوتی ہے، اور وہ روح کو اندر کی طرف حرکت دیتی ہے +

و تحقیق بیانِ ہذا القوتہ وانما واحداً
 او فوق واحداً هو الى العلم الطبیعی
 الذی هو جزء من الفلسفة
 رہی اس بیان کی چنان بین کہ قوت حیوانیہ ایک
 ہے، یا ایک سے زیادہ، یہ علم طبعی کے متعلق ہے، جو کہ
 فلسفہ کا ایک حصہ نہ کہ علم طب کا () +

الفصل الخامس فی القوى النفسانية المدركة فصل پنجم۔ قوتِ نفسانیہ مُدرکہ

والقوة النفسانية تشتمل على قوتين
 هي الجنس لهما احداهما قوة مدركة
 والاخرى قوة محركة والقوة المدركة
 كالجنس لقوتين قوة مدركة في الظاهر
 وقوة مدركة في الباطن
 والقوة المدركة في الظاهر
 هي الحسية وهي كالجنس لقوى
 خمس عند قوم وثمان عند قوم
 واذا اخذت خمساً كانت فتوة
 الابصار وقوة السمع وقوة الشم
 وقوة الذوق وقوة اللمس
 قوتِ نفسانیہ کی دو قسمیں ہیں، ان دونوں قسموں
 کے لئے یہ جنس کے مانند ہے: ایک قوت مدراکہ ہے،
 اور دوسری قوت محرکہ۔ پھر قوت مدراکہ بھی دو قوتوں کے
 لئے ایک جنس کے مانند ہے (یعنی قوت مدراکہ کی بھی دو قسمیں
 ہیں): قوت مدراکہ فی الظاہر اور قوت مدراکہ فی الباطن
 قوت مدراکہ فی الظاہر (بیرونی حواس، یعنی جن
 قوتوں کے آلات باہر واقع ہیں، جیسے آنکھ، کان، ناک،
 زبان، اور جلد وغیرہ)۔ یہ حسی قوت ہے (یعنی بیرونی
 محسوسات کا ادراک کرتی ہے)۔ یہ ایک گروہ کے نزدیک
 پانچ قوتوں کے لئے جنس کے مانند ہے، اور دوسرے
 گروہ کے نزدیک آٹھ قوتوں کے لئے جنس کے مانند ہے،
 (یعنی ایک گروہ کے نزدیک اس کی پانچ قسمیں ہیں اور دوسرے
 گروہ کے نزدیک اسکی آٹھ قسمیں ہیں)۔ اگر انہیں پانچ شمار
 کیا جائے، تو وہ یہ ہیں:- (۱) قوتِ ابصار (دیکھنے کی قوت)
 (۲) قوتِ سمع (سننے کی قوت) (۳) قوتِ شہم (سونگھنے
 کی قوت)۔ (۴) قوتِ ذوق (چکھنے کی قوت) (۵) قوتِ
 لمس (چھونے کی قوت) +

۱۔ جنس کے تحت میں بہت سے انواع ہوتے ہیں، مثلاً ایوان جنس ہے، جس کے تحت میں انسان کی نر، اور
 کی نر، گھوڑے کی نر، اور دوسرے بہت سے انواع شامل ہیں۔ اسی طرح قوتِ نفسانیہ کو یا ایک جنس ہے
 جسکے دو انواع ہیں، مدرکہ اور محرکہ +

واما اذا اخذت ثمانيا فالسبب
فی ذلک ان اکثر المحصلين يرون
ان اللس قوى كثيرة بل قوى
اربع ويخصون كل جنس من الملو سا
الاربعة بقوة على حدا الا انها
مشاركة في العضو المحساس كالذوق
واللس في اللسان والا بصار
واللس في العين وتحقيق هذا
الى الفيلسوف

ربان کا آٹھ شمار کرنا، تو اس کی وجہ یہ ہے کہ
اکثر محققین کی رائے ہے کہ قوت لاسہ متعدد قوتیں ہیں یعنی
چار قوتیں ہیں؛ طہریات کی چاروں جنس کے لئے وہ
ایک ایک علیحدہ قوت مانتے ہیں، (حرارت و برودت کے
کے لئے ایک، رطوبت و یبوست کے لئے ایک، خشونت
اور ملاست کے لئے ایک، اور صلابت و دیونیت کے لئے
ایک) اگرچہ وہ چاروں قوتیں ایک ہی عضو حساس میں
مشترک طور پر پائی جاتی ہیں؛ جس طرح قوت ذائقہ اور
قوت لاسہ دونوں کچا زبان کے اندر اور قوت باصرہ اور
قوت لاسہ دونوں کچا آنکھ کے اندر پائی جاتی ہیں (اسی طرح چاروں
قوت لاسہ جلد میں پائی جاتی ہیں)۔ (ان دونوں اقوال میں
سے صحیح قول کیا ہے) اسکی تحقیق فیلسوف کے متعلق ہے +

والقوة المدركة في الباطن هي
الحيوانية هي كالجنس لقوى
خمس

قوت مدرکہ فی الباطن (اندر دنی پانچوں حواس)
سے ہماری مراد قوت حیوانیہ ہے (یہ فلاسفہ کی اصطلاح
ہے؛ وہ اندر دنی پانچوں حواس کو "قوت حیوانیہ" کہتے
ہیں، جس طرح وہ قوت طبعیہ کو "قوت نباتیہ" کے نام سے
پکارتے ہیں)۔ یہ پانچ قوتوں کے لئے جنس کے مانند ہے
(یعنی اس کی پانچ قسمیں ہیں؛ اگرچہ اطباء کے نزدیک حواس
باطنہ کی تین قسمیں ہیں: متخیلہ - مفکرہ اور متذکرہ) +

احدهما القوة التي تسمى الحس
المشارك والخيال وهي عند الاطباء
قوة واحدة وعند المحصلين

ان میں سے ایک قوت "حس مشترک" اور
"خیال" کہلاتی ہے۔ یہ اطباء کے نزدیک ایک
قوت ہے، اور محققین فلاسفہ کے نزدیک دو؛ چنانچہ

له حس مشترك - خیال - داہمہ - متصرفہ - حافظہ +

اسے شیخ نے طرز بیان ایسا رکھا ہے کہ دونوں مذہبوں کی رعایت ہو گئی ہے، اطباء کے خیال سے ان قوتوں کو
شمار تین کیا ہے، اور بیان پانچوں کا ہو گیا ہے +

من الفلاسفة قوتان فالأولى مشتركة
هو الذی یتادی ایہ المحسوسات
کلمها وینفعل عن صورها و تجتمع
فیہ والخیال هو الذی یحفظها
بعد الاجتماع ویمسکها بعد الغیبة
عن الحس
حس مشترک وہ قوت ہے جہاں سارے محسوسات (پانچوں
بیرونی محاسن کے محسوسات) پہنچتے ہیں؛ یہ قوت ان
محسوسات کی صورتوں سے متاثر ہوتی ہے (انکسار و اک
کرتی ہے)؛ اور سارے محسوسات کی صورتیں یہاں اکٹھی
ہوتی ہیں۔ اور خیال وہ قوت ہے جو ان صورتوں کی، جس
مشترک میں اکٹھے ہونے کے بعد، حفاظت کرتی ہے، اور
جس مشترک سے غائب ہونے کے بعد ان صورتوں کو پکڑ کر
(خزانہ کے طور پر) رکھ لیتی ہے +

اس لحاظ سے جس مشترک قوت قابلہ ہوئی، اور خیال قوت حافظہ؛ یعنی پہلی قوت محسوسات سے متاثر
ہونے والی اور قبول کرنے والی ہے، اور دوسری قوت ان محسوسات کی حفاظت کرنے والی ہے +
والقوة القابلة منها غیر الحافظة
و تحقیق الحق فی هذا هو ایضاً لے
اس لئے قوت قابلہ کو قوت حافظہ سے مجدا ہونا چاہیئے
اس بارہ میں بھی سچائی کی تحقیق فیلسوف کے ذمہ ہے۔ پھر
فیلسوف و کیف کان فان مسکنها
یہ کیسی بھی ہو (خواہ ایک قوت ہو، یا دو)، اس قوت کا
وصف افعلم بما هو ان بطن المقدم
سکن (جائے رہائش) اور اس کے فعل کا مبدأ و مانع کا بطن
من الذی مانع
مقدم ہے +

و ثانیة القوة التي تسميها الاطباء
دوسری قوت وہ ہے جسے اطباء ”مفکرہ“
مفکرہ والمحققون یسمونها قوت
کہتے ہیں۔ رہے محققین، تو وہ اسے گاہے ”مختیلة“
مختیلة و تاسرة مفکرہ فان استعملها
کہتے ہیں۔ اور گاہے ”مفکرہ“، چنانچہ جب اسے قوت
بقوة، لوهمة الحيوانية التي
وہمہ حیوانیہ استعمال کرتی ہے (یعنی جب قوت و اہمہ
نہا کر رہا بعد او فحضت ہی بنفسها
اس سے خدمت لیتی ہے) جسکا ذکر ہم اس کے بعد کرنے
نفعلمها سموها مختیلة وان اقبلت
والے ہیں، یا جب یہ خود اپنے فعل کے لئے کھڑی ہو جاتی
علیہا القوة النطقية و صرفتها
ہے، تو اسے ”مختیلة“ کہتے ہیں۔ اور جب اسکی طرف

اس قوت و ”ہمہ حیوانیہ“ اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ قوت حیوانات میں وہ درجہ رکھتی، جو نفس اطق انسان
میں رکھتا ہے۔ گویا حیوان کی بہترین قوت یہی قوت و اہمہ ہے +

اسے جیسا کہ خواب میں نئی نئی گھڑی ہوئی صورتیں نظر آیا کرتی ہیں +

علی ما تتفع ہی بہ منہا سمیت قوت لفظیہ (نفس ناطقہ) توجہ کرتی ہے، اور اس طور پر
مفکر کا
اس سے کام لیتی ہے کہ نفس ناطقہ کو اس سے (اپنے کاموں
میں) نفع پہنچاتا ہے، تو اسے مفکر کہتے ہیں +

اس قوت کا کام مجزی صورتوں اور مجزی معانی میں ترکیب و تفصیل کرنا یعنی جوڑ توڑ کرنا ہے۔ پھر
ان نئی صورتوں اور نئے معانی پر احکام صادر کرنا قوت دواہمہ کا کام ہے۔ نفس ناطقہ اس قوت سے کیونکہ
خدمت لیتی ہے؟ اس کی مثال یہ ہے کہ مجزی محسوسات سے (جوان خواص و ماغیہ سے محسوس ہوا کرتے
ہیں) نفس ناطقہ کلیات اخذ کر لیتا ہے۔ کلیات کا ادراک فلاسفہ کے خیال کے مطابق محض عقل، یا نفس
ناطقہ کر سکتا ہے۔ دماغی خواص محض جزئیات کا ادراک کرتے ہیں۔ اور کلیات یعنی معانی کلیہ کا خزانہ
عقل فعال ہے، حافظہ یا خیال نہیں۔

والفرق بین ہذا القوت و بین
الاولی کیف ما کانت ان الاولی
قابلة او حافظة لما یتادی
الیہا من الصور المحسوسة و
اما ہذا فانہا تنصرف علی المستوحا
فی الخیال تصرفاتھا من ترکیب
و تفصیل فتستحضر صوراً علی
فحوما تأدی من الحس و صوراً
مخالفة لھا کالسان یطیر و جبل
من زمرد و اما الخیال فلا یحضر
الا المقبول من الحس

اس میں اور پہلی قوت (حس مشترک اور خیال) میں
فرق یہ ہے، خواہ پہلی قوت ایک ہو، یا دو، کہ جو محسوسہ
پہلی قوت کے پاس پہنچتی ہیں، انکو یہ یا قبول کرتی ہے
(ادراک کرتی ہے)، یا ان صورتوں کی حفاظت کرتی ہے
(پہلا کام حس مشترک کا ہے، اور دوسرا خیال کا)؛ رہی
یہ قوت (قوت تخیل یا مفکرہ) تو جو صورتیں خزانہ خیال میں سونپ
دی گئی ہیں (خزانہ خیال میں جو صورتیں جمع ہیں) ان صورتوں
میں اپنے جوڑ توڑ (ترکیب و تفصیل) سے ایر پھیر کیا کرتی ہے
(اپنے مخصوص تصرفات کیا کرتی ہے)۔ چنانچہ اس عمل سے
یہ گاہے ایسی صورتیں پیش کر دیا کرتی ہے، جیسی حس سے
(حس مشترک سے) پہنچا کرتی ہیں، اور گاہے ایسی صورتیں
بنا کر پیش کر دیا کرتی ہے، جو اس سے مخالف ہوتی ہیں،
مثلاً اڑتا ہوا انسان، اور زمرہ کا پہاڑ۔ (اسی طرح یہ قوت
معانی مجزیہ میں بھی جوڑ توڑ لگایا کرتی ہے، نیز مختلف صورتوں
کو مختلف معانی سے ملایا جلا یا کرتی ہے)۔ رہی قوت
خیال، تو یہ محض انہی صورتوں کو پیش کر سکتی ہے، جن کو

اس نے جس مشترک سے قبول کیا ہے +

اور جس مشترک کے پاس وہی صورتیں پہنچتی ہیں، جو بیرونی حواس سے محسوس ہوتی ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ بیرونی حواس جو کچھ ادراک کرتے ہیں، یہ واقعات کے مطابق ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس قوت متخیلہ ایسی صورتیں بھی بنا بنا کر پیش کر سکتی ہے، جو محض من گھڑت اور فرضی ہوتی ہیں، جیسے زمرہ کا پھاٹا اور سونے کا ہاتھی۔ یا ہمارے اڑتے ہوئے گھوڑے وغیرہ +

و مسکن هذا القوة هو البطن
اس قوت (قوت متخیلہ) کا مسکن دماغ کا بطن اوسط ہے
الواسط من الدماغ
(مردودہ یا سریر بصری میں ہوتا ہے) +

وهذه القوة هي آلة لقوة هي بالحققة
یہ قوت (متخیلہ) اُس قوت کے لئے آلہ ہے جو
المدراسة الباطنة في الحيوان وهو لوهم
فی تحقیق حیوانات میں اندرونی مدرک ہے، یعنی دہم +
وهي القوة التي تحكم في الحيوان
وہم (دہم) وہ قوت ہے جو حیوانات میں یہ حکم
بان الذئب عدو وان الولد
لگاتی ہے کہ بھیڑیا ان کا دشمن ہے (جس سے بھاگنا چاہئے)؛
حبيب وان المتعبد بالعلف
بچہ محبوب ہے؛ اور چرواہا دوست ہے، جس سے نفرت
صديق لا يفر عنه وهو على سبيل
نکرنی چاہئے (بلکہ چرواہے کے بلانے پر جانور دوڑتا ہوا
غير نطق والعداوة والمحبة غير
چلا آتا ہے)۔ اگرچہ حیوانات کا یہ مذکورہ حکم لفظی طور پر
محسوسين اذ ليس يدركهما
نہیں ہے (یہ احکام عقلی طور پر نہیں ہیں، کیونکہ یہ احکام
الحسن من الحيوان فانما
امور مجزیئہ کے ساتھ وابستہ ہیں؛ امور کلیہ کے احکام نہیں
يحكم بهما ويدركهما قوة اخرى
ہیں، جنکو عقل یا نفس ناطقہ ادراک کرتا ہے)۔ اور یہ ظاہر
وان كان ليس بالادراك النطق
ہے کہ عداوت اور محبت ایسی چیزوں میں سے نہیں ہیں جو
الا انه لا محالة ادراك ما
(بیرونی حواس سے) محسوس ہو سکیں، اس لئے کہ بیرونی حواس
غير النطق
(ادہ) حیوان کا جس مشترک ان دونوں چیزوں کو ادراک نہیں
کرتا ہے۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ ان دونوں باتوں کو کوئی

لہ امور جزئیہ کی مثال کسی خاص شخص کی عداوت فرض کرو، جسکو دیکھتے ہی تم سمجھ جاتے ہو کہ یہ شخص ہمارا دشمن ہے۔ یہ عداوت امر جزئی ہے، یا عداوت جزئی۔ اسی طرح عداوت کا ایک عام مفہوم ہے، جسکو ہم سمجھتے ہیں اور جو کسی خاص ذات سے وابستہ نہیں ہوتی۔ یہ امر کلی یا عداوت کلیہ ہے۔ پہلی چیز کا ادراک مجزیئہ کہلائیگا، اور دوسری کا ادراک کلی۔ دہم پہلی چیز کا مدرک ہے، اور عقل دوسری کی +

دوسری قوت ادراک کرتی ہے، اور وہی ان دونوں باتوں کے متعلق حکم لگا سکتی ہے (کہ مثلاً وہ ہمارا دوست ہے یا دشمن ہے) اگرچہ یہ ادراک نطقی نہیں ہے لہذا ادراک کلی اور ادراک عقلی نہیں ہے) لیکن بہر حال یہ کسی قسم کا ادراک ضرور ہے، خواہ غیر نطقی ہو +

ولا انسان ایضاً قد یستعمل هذه القوة فی كثير من الاحکام و محوری فی ذلك محوری الحيوان الغیر الناطق حیوان غیر ناطق دونوں برابر ہیں +

قوت واہمہ کو دماغ کی تمام قوتوں کا بادشاہ کہا جاتا ہے، اور اس کا مقام ساما دماغ ہے۔ لیکن اس کی سلطنت (دار السلطنت) بطن اوسط کے پچھلے حصے میں ہے۔ گیلیلی

وهذه القوة تفارق الخیال لان الخیال یستنبت المحسوسات وهذه تحكم فی المحسوسات بمعانٍ غیر محسوسة

یہ قوت (قوت واہمہ) خیال سے اس طرح جدا ہے کہ قوت خیال محسوسات (مُحَوَّرِ محسوسہ) کی گرفت کرتی ہے (اور انہیں پکڑ کر رکھ لیتی ہے) اور یہ قوت (واہمہ) ان محسوسات کے ساتھ ایسے معانی وابستہ کرتی ہے (حکم لگاتی ہے) جو محسوسات میں سے نہیں ہوتے (مثلاً کسی شخص کو دیکھ کر یہ کہنا کہ جو صورت سامنے آئی ہے، یہ میری دشمن ہی ہے)

وتفارق التي تسیم مفکرة و متخیلة بان افعال تلك لا یتبعها حکم ما و افعال هذه یتبعها حکم ما بل هی احکام ما و افعال تلك ترکیب فی المحسوسات و فعل هذه هو حکم فی المحسوس فی معنی دشمن کی) اور قوت واہمہ کے افعال کے ساتھ کوئی نہ خارج عن المحسوس و کما

اس انسان کو حیوان ناطق کہا جاتا ہے، اور باقی حیوانات کو غیر ناطق۔ انسان کلیات اور جزئیات دونوں کا ادراک کرتا ہے، اور دوسرے حیوانات محض جزئیات کا ادراک کر سکتے ہیں +

ان الحس فی الحيوان حاکم
 علی صور المحسوسات کذلک
 الوهم فیہ حاکم علی معانی
 تلك الصور التي تتأدی الی
 الوهم ولا تتأدی الی
 الحس

تخیلہ کا فعل) محسوسات کو ترکیب دینا ہے (توڑ چڑ کر کے
 ملا نا ہے)، اور قوت واہمہ کا فعل محسوسات میں کسی
 ایسے معنی کا حکم لگانا ہے جو محسوس نہیں ہو سکتا؛ اور سطح
 حیوانات میں جس مشترک محسوسات کی صورتوں کی حاکم
 (حکم لگانے والی) ہے، اسی طرح حیوانات میں قوت واہمہ
 ان صورتوں کے معانی کی حاکم ہے، جو (معانی) محض قوت
 واہمہ تک پہنچ سکتے ہیں، جس مشترک تک نہیں پہنچ سکتے
 مثلاً دوستی اور دشمنی معانی ہیں، جو بیرونی حواس اور
 حس مشترک سے ادراک نہیں کئے جاسکتے؛ ان کی درک
 محض قوت واہمہ ہے) +

ومن الناس من يتجوز فیہ
 هذه القوة تخيلاً وله ذلك اذ لا
 منازعة فی الاسماء بل
 يجب ان يفهم المعانی والفروق

بعض لوگ مجازاً اس قوت (واہمہ) کا نام تخیل
 رکھتے ہیں، جن کا انہیں حق ہے، کیونکہ ناموں میں کوئی
 جھگڑا نہیں ہے۔ ضروری چیز جو ہے وہ یہ ہے کہ ان کے
 (اصلی) معانی اور مفہوم سمجھے جائیں، اور (حقیقتاً) باہم
 جو فرق ہو، اسے معلوم کیا جائے +

وهذه القوة لا يتعرض الطبيب
 لتعريفها وذلك لان مضار افعالها
 تابعة لمضار افعال قوی اخرى
 قبلها مثل الخيال والتخیل والذکر
 الذی سنقولہ بعد والطبيب انما
 ينظر فی القوی التي اذ لحقها مضرة
 فی فعلها کان ذلك مرضاً وان

قوت واہمہ کے جاننے اور اس کے پہچاننے کی
 اطباء پر واہ نہیں کرتے، کیونکہ قوت واہمہ کے افعال کے
 نقصانات کا دار مدار ان دوسری قوتوں کے افعال کی
 خرابیوں پر ہے، جو اس سے قبل ہیں؛ مثلاً خیال اور
 تخیل (قوت تخیل)، اور قوت ذکر (قوت حافظہ) کی خرابی پر
 ہے، جس کا ہم اس کے بعد ذکر کرنے والے ہیں، اطباء تو
 ان قوتوں سے بحث کرتے ہیں، کہ جن کے فعل میں اگر

لہ پانچوں بیرونی حواس سے جو چیزیں دریافت کی جاتی ہیں، وہ سب صورت کھلاتی ہیں۔ (صورت کی جمع
 صورت ہے) صورت سے مرن شکل مراد نہیں ہے، جیسا کہ عرفاً بولا جاتا ہے، بلکہ اس میں شکلیں، رنگتیں، مزے،
 آوازیں، بوئیں، اور سارے لمبوسات شامل ہیں +

کانت المضرة تلحق فعل تو تو کوئی مضرت لاحق ہو تو وہ مضرت مرض بن جائے؛ چنانچہ اگر بسبب مضرة لحقت فعل قوۃ کسی قوت کے فعل کی خرابی کسی ایسی خرابی کی وجہ سے پیدا قبلہا و کانت تلك المضرة ہوئی ہو جو کسی پہلی قوت میں لاحق ہو چکی ہو، اور یہ خرابی عضو متبع سوء مزاج او فساد کے سوء مزاج یا فساد ترکیب کے تابع ہو، تو طبیب کے ترکیب فی عضو ما فیکفیه لئے محض اس قدر جان لینا کافی ہے کہ یہ خرابی اُس عضو ان يعرف ان لحوق ذلك الضمر بسبب سوء مزاج ذلك العضو او فساد حتمی یتدارک بال علاج او یحفظ عنہ ولا علیہ ان يعرف حال القوة التي انما يلحقها ما يلحقها بواسطة اذا كان قد عرف حال التي يلحقها بغير واسطة

کوئی مضرت لاحق ہو تو وہ مضرت مرض بن جائے؛ چنانچہ اگر کسی قوت کے فعل کی خرابی کسی ایسی خرابی کی وجہ سے پیدا ہوئی ہو جو کسی پہلی قوت میں لاحق ہو چکی ہو، اور یہ خرابی عضو متبع سوء مزاج او فساد کے سوء مزاج یا فساد ترکیب کے تابع ہو، تو طبیب کے ترکیب فی عضو ما فیکفیه لئے محض اس قدر جان لینا کافی ہے کہ یہ خرابی اُس عضو ان يعرف ان لحوق ذلك الضمر بسبب سوء مزاج ذلك العضو او فساد حتمی یتدارک بال علاج او یحفظ عنہ ولا علیہ ان يعرف حال القوة التي انما يلحقها ما يلحقها بواسطة اذا كان قد عرف حال التي يلحقها بغير واسطة

(ہیں) +

والثالثة مما يذكركم الاطباء وهي القوة او الرابعة عند التحقيق وهي القوة الحافظة والمتنكرة وهي خزانة لما يتأدى الى الوهم من معان في المحسوسات غير صورها المحسوسة كما ان الخيال خزنة لما يتأدى الى الحس من الصور المحسوسة وموضعها البطن الملوخ من بطون الدماغ وهو هنا موضع نظر فلسفي في انه هل هو القوة الحافظة المتنكرة

تیسری قوت جسکا ذکر اطباء کرتے ہیں، اور جو حقیقت میں پانچویں یا چوتھی قوت ہے، یہ قوت حافظہ اور متنکرہ ہے۔ یہ قوت محسوسات کے اُن معانی کے لئے خزانہ رکام کرتی ہے جو وہم تک پہنچتے ہیں؛ یہ صورت محسوسہ کے لئے خزانہ نہیں ہے؛ جس طرح خیال اُن صورت محسوسہ کے لئے خزانہ ہے جو جن مشترک تک پہنچتے ہیں۔ قوت حافظہ کا مقام بطون دماغ میں سے بچھلا بطن (بطن مَلُوخ) ہے۔ وہ یہاں موضع نظر فلسفی فی انہ هل هو القوة الحافظة المتنكرة

لہ بعض فلاسفہ قوت متکرہ اور دہم کو ایک کہتے ہیں۔ اس صورت میں یہ قوت چوتھی ہوگی +

المسترجعة لما غاب عن الحفظ من مخزونات الوهم قوة واحدة أم قوتان ولكن ليس ذلك مما يلزم الطبيب إذ كانت الألفات التي تعرض لا يتهمها كانت هي متجانسة وهي الألفات العارضة للبطن المؤخر من الدماغ أما من جنس المزاج واما من جنس التركيب

جو قوت داہمہ کے اکٹھا کئے ہوئے ذخیرہ میں سے ان معانی کو لوٹا کر واپس لے آتی ہے، جو حفظ زیادہ سے غائب ہوتے ہیں، ایسا یہ ایک قوت ہے یا دو قوتیں ہیں (بائیں معنی کہ حفاظت کرنا اور کام ہے، اور لوٹا کر لانا دوسرا کام ہے۔ اور جب یہ دو کام ہیں، تو قوتیں بھی دو ہونی چاہئیں)۔ لیکن یہ طبیب کے فرائض لازمہ میں سے نہیں ہے، کیونکہ جو آفتیں لاحق ہوا کرتی ہیں، خواہ ان دو میں سے کسی قوت کو لاحق ہوں، وہ متجانس (ایک جیسی) ہوا کرتی ہیں۔ چنانچہ یہ وہ آفتیں ہیں جو مزاج کی جنس سے (سور مزاج) یا ترکیب کی جنس سے (فساد ترکیب) دماغ کے بطن مؤخر میں لاحق ہوا کرتی ہیں +

واما القوة الباقية من قوى النفس المدركة في الانسانية الناطقة" ہے (جو محض انسان میں پائی جاتی ہے، اور الناطقة ولما سقط نظر الأطباء عن القوة الوهمية لما شربها من العلة فهو اسقط عن هذه القوة بل نظرهم مقصور على افعال القوى الثلاث لا غير

رہی نفس کے قوامی درجہ کی باقی قوت، تو وہ "قوت قوی النفس المدركة في الانسانية الناطقة" ہے (جو محض انسان میں پائی جاتی ہے، اور الناطقة ولما سقط نظر الأطباء عن القوة الوهمية لما شربها من العلة فهو اسقط عن هذه القوة بل نظرهم مقصور على افعال القوى الثلاث لا غير

جسکی قوت ماقولہ "انسانية" کہا جاتا ہے، جس کی وجہ سے انسان دیگر حیوانات سے اشرف ہو گیا ہے، اور جس کی وجہ سے انسان میں "تمیز اور فکر" (سوچ بچار) کی قوت حاصل ہو جاتی ہے)۔ اطباء جبکہ قوت وہم سے بحث نہیں کرتے جس کی وجہ ہم بتا چکے ہیں، تو اس قوت سے تو انہیں بدرجہ اتم گریزاں ہونا چاہئے (کیونکہ یہ قوت تو اعضاء کے کسی خاص حصے کے ساتھ وابستہ بھی نہیں ہے، کہ اسکی آفت سے اس کے افعال میں خرابی آجائے، اور اس کی تدبیر کی ضرورت ہو)۔ بلکہ اطباء کی نظر محض انہیں مذکورہ بالا تین قوتوں کے افعال تک محدود رہا کرتی ہے؛ اس سے زیادہ نہیں +

فصل ششم توائے نفسانیہ محرکہ

الفصل السادس في القوى النفسانية المحركة

واما القوة المحركة فهي التي تشيخ
الاوتار وترخيها فتحرك بها
الاعضاء والمفاصل ببسطها
وتثنيها ومنقلها في العصب المتصل
بالعضل وهي جنس يتنوع بحسب
تنوع مبادي الحركات فيكون في كل
عضلة طبيعة اخرى وهي تابعة
لحكم الوهم للموجب للاجاء
قوت محرکہ وہ ہے جو اوتار میں تشیخ (سکیڑ) پیدا کرتی
اور انہیں ڈھیلا کر دیتی ہے، جس سے اعصاب اور مفاصل
میں حرکت واقع ہوتی ہے، یعنی قوت محرکہ کے عمل سے یہ
اعصاب یا پھیل جاتے یا مڑ جاتے ہیں (سکڑ جاتے ہیں)۔
قوت محرکہ کا منفذ (راستہ) اُن اعصاب میں ہوتا ہے جو عضلات
سے اتصال رکھتے ہیں۔ قوت محرکہ ایک جنس ہے، جس کے
اقسام مبادی حرکات (عضلات) کے لحاظ سے بہت سے
ہیں۔ چنانچہ ہر عضلہ میں ایک دوسری طبیعت (مخصوص طبیعت)
ہوا کرتی ہے۔ قوت محرکہ قوت واہمہ کے اُس حکم کے تابع ہوا
کرتی ہے، جو اجاع (عزم قوی) کا موجب ہوتا ہے +

خیال یاد ہم میں جو نفوش چھپتے ہیں، وہ شوق یا عزم قوی کے موجب ہوتے ہیں۔ یہی شوق اور عزم
قوت محرکہ کے فعل کا باعث ہوتا ہے۔ مثلاً سانپ کو دیکھ کر یہ ارادہ مستحکم ہو جاتا ہے کہ اسے مار ڈالنا چاہئے۔ اس
ارادہ کے استحکام کے بعد قوت محرکہ کام کرتی ہے، اور سانپ کے مارنے کے لئے اعصاب میں مناسب حرکت
دیتی ہے +

فصل اخیر افعال

الفصل الاخير من هذا التعليم هو في الافعال

نقول ان من الافاعيل المفردة
ما يتم بقوة واحدة مثل العضم
مثلاً ومنها ما يتم بقوتين مثل
شهوة الطعام فانها تتم بقوة
له قوت محرکہ ایک جنس ہے، یعنی اس کے تحت میں بہت سے انواع و اقسام ہیں۔ مثلاً چابانا ایک نوع حرکت ہے،
اور چلنا پھرنا دوسری نوع حرکت۔ وعلیٰ ہذا جتنے عضلات ہیں، اُسی قدر حرکات کے انواع ہیں +
لہ مخصوص طبیعت ہوتی ہے، یعنی اس سے ایک مخصوص حرکت صادر ہوتی ہے +

جاذبة طبيعية وبقوة حساسة ہوتے ہیں مثلاً کھانے کی خواہش (شہوت طعام) دو قوتوں
 فی فم المعدة اما الجاذبة سے پوری ہوا کرتی ہے؛ ایک طبعی قوت جاذبہ، دویم فم معدہ
 فبتحريكها اللیف المطاول کی قوت حساسہ (ایسے افعال مفردہ کو جو دو قوتوں سے مکمل
 متقاضیة لما یجذبہ ہوں، اظہار افعال مرکبہ" کہتے ہیں) قوت جاذبہ تو بھوک
 امتصاصها ما یحضرن میں اس طرح ادا کرتی ہے کہ یہ طولانی ریشوں کو حرکت دیکر
 الرطوبات واما الحساسة غذا کا تقاضا کرتی ہے؛ نیزہ (فم معدہ اور معدہ کی) موجودہ
 فبا حساسها بهذه الافعال رطوبات کو چوس لیتی ہے۔ قوت حساسہ بھوک کے احساس میں
 وببذع السوداء المنبجھة اس طرح ادا کرتی ہے کہ وہ ان افعال مذکورہ (قوت جاذبہ
 للشهوة المذكورة کا تقاضا کرنا اور رطوبات کا چوس لینا) کا ادراک کرتی ہے؛
 قصتها نیز اسے سودا رکے لذع (سوزش۔ دغذغ) کا احساس ہوتا
 ہے، جو بھوک کو جگا دیا کرتا ہے، اور جسکا قصہ (اخلاط میں)
 گذر چکا +

وانما كان هذا الفعل مما بھوک کا احساس ایک ایسا فعل ہے جو دو قوتوں ہی
 يتم بقوتین لان الحساسة سے پورا ہو سکتا ہے۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ قوت حساسہ
 اذا عرض لها افة بطل المعنى میں جب کوئی آفت لاحق ہو جاتی ہے، تو وہ بات جاتی
 الذی یسمی جوعاً وشهوة فلم رہتی ہے، جسے ہم جوع (بھوک) اور شہوت (خواہش غذا)
 تشته الطعام وان كان للبدن کہا کرتے ہیں؛ چنانچہ ایسی حالت میں کھانے کی خواہش
 الیہ حاجة پیدا ہی نہیں ہوتی، خواہ بدن غذا کا (پورا) محتاج ہو +
 وكن لك الاذراذیر اذیتم بقوتین اسی طرح از دراد (نگھنے) کا حال ہے، جو دو قوتوں
 احدهما الجاذبة الطبيعية سے پورا ہوتا ہے؛ ایک جاذبہ طبعیہ، اور دویم جاذبہ
 والاخری الجاذبة الارادیة ارادیہ۔ جاذبہ طبعیہ کا فعل تو طولانی ریشوں سے مکمل
 والاولی يتم فعلها باللیف المطاول ہوتا ہے جو فم معدہ اور مری میں ہوتے ہیں (اور جو بقعہ کو

لہ ترجمہ جیلانی کی شرح اور تفسیر کے مطابق ہے، یعنی ایک فعل (فعل مفرد) گاہے ایک ہی قوت سے پورا ہو جاتا
 ہے، اور گاہے دو قوتوں سے۔ پہلی صورت میں مفرد کہا جاتا ہے، اور دوسری صورت میں مرکب۔ لہ بھوک کے
 احساس کو فعل مرکب بنانے میں ابن ابی صادق وغیرہ کو شبہ ہے۔ لہ بعض نسخوں میں "رافعہ ارادیہ" مرقوم ہے +

الذی فی فم المعدة و المری گرفت میں لیکر نیچے کی طرف لے جاتے ہیں)۔ اور جاؤہ و الثانیۃ یتیم فعلہا بلیف عضل اراد یہ کا فعل اُن عضلات کے ریشوں سے پورا ہوتا ہے الا زدرا دوا ابطال احدی جواز دراد (نگھنے) کا کام کرتے ہیں۔ جب ان دو میں سے القوتین عسر الا زدرا دبل کوئی ایک قوت بھی باطل ہو جاتی ہے، تو از دراد کا فعل دُشوار اذالم تکن بطلت الا انھا ہو جاتا ہے؛ بلکہ اگر پورے طور پر باطل نہ ہو، لیکن اپنے لم تبعت بعد فعلہا عسر الا زدرا فعل کے لئے ابھی کھڑی نہ ہو تو بھی نگھنا دُشوار ہو جاتا ہے۔ الا تری انه اذا كانت الشهوة کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب بھوک سچی نہیں ہوتی ہے، تو ہمیں لم تصدق عسر علینا ابتلاع اُس غذا کا نگھنا دُشوار ہو جاتا ہے، جو بلا خواہش کے کھائی ملا شتھیہ بل اذا کنا نعاف جاتی ہے۔ بلکہ (باوجود بھوک کے) جب ہمیں کسی چیز کے شیائنا اِردنا ابتلاعه فنفرت عنه القوۃ کھانے سے کراہت ہوتی ہے، پھر اُسے ہم نگھنا چاہتے ہیں، المجاذبة الشهوانیۃ صعب علی الارادۃ تو قوت جاذبہ اس سے نفرت کرتی ہے، اور قوت ارادیہ پر ابتلاعه اُس کا حلق سے فرو کرنا دُشوار ہو جاتا ہے +

وعبور الغذاء ایضا یتیم غذا کا عبور (کسی عضو سے دوسری عضو کی طرف بقوتین قوۃ دافعة من العضو غذا کا جانا) بھی دو قوتوں سے مکمل ہوتا ہے: ایک قوت المنفصل عنه وقوۃ جاذبة تو اس غذا کو اُس عضو سے دھکیلتی ہے جہاں سے یہ جا رہی من العضو المتوجه الیہ وکذاک ہے (قوت دافعه) اور جذبہ یہ غذا جا رہی ہے، اُس کی اخراج الفضل من السبیلین دوسری قوت (قوت جاذبہ) اسے اپنی طرف کھینچتی ہے۔ بسطح دونوں راستوں (انگلی پچھلے یا قبل و دُبر) سے فضلات کا اخراج بھی (دو قوتوں سے مرکب ہوتا ہے؛ ایک قوت دافعه طبعیہ، اور دوسری قوت حساسہ) +

وربما کان الفعل مبداً لثقتین بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ فعل کا مبداء دو قوتیں نفسانیۃ و طبعیۃ و ربما کان ہوتی ہیں، ان میں سے ایک قوت نفسانیۃ ہوتی ہے، اور سببہ قوۃ و کیفیۃ مثل التبرید دوسری طبعیہ۔ (چنانچہ ادپر کی بیشتر شاخوں میں یہی صورت المانع للمواد فانیۃ و ن ہے۔ ایک قوت طبعیہ ہے، اور دوسری نفسانیۃ، مثلاً حساسہ الدافعة علی مقاومة الخلط یا محرک) + علیٰ ہذا بعض افعال کی تکمیل میں ایک قوت کام لے بعض نچوں میں تو دافعه ارادیہ ضرور ہے +

المنصب الى العضو ومنعه کرتی ہے، اور ایک کیفیت۔ اس کی مثال تبرید (برودت و دفعہ فی وجہہ) ہے، جس کا کام مواد کا روکنا (یعنی کسی عضو میں مادہ کو آنے نہ دینا) ہے؛ کیونکہ برودت قوت دفعہ کی اُس خط کے مقابلہ پر امداد کرتی ہے جو کسی عضو میں گرنے والی ہے، اور خلط کے اُسی طرف دفع کرنے پر امداد کرتی ہے (مردہر سے وہ آنے والی ہے) +

خلاصہ یہ ہوا کہ مثلاً روع مادہ (مادہ کا لوٹانا) ایک فعل ہے، جو دو چیزوں سے پیدا ہوتا ہے: اول عضوی قوت اور طبیعت، جو مادہ کو دفع کرنے کی کوشش کرتی ہے؛ اور دوم برودت، جو مادہ کے لوٹانے پر قوت دفعہ کی امداد کرتی ہے۔ برودت سے وہاں کی رگیں تنگ ہو جاتی ہیں، جس سے آنے والا مادہ آنے سے مرک جاتا ہے، اور آیا ہوا مادہ جگہ کی تنگی سے بھاگنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ درم حار کی ابتداء میں ٹھنڈک پانی اور برف سے عضو میں ٹھنڈک پہنچائی جاتی ہے +

والکیفیۃ الباردة تضع بشیثین کیفیت بارودہ کو تین طور پر روکا کرتی ہے: بالذات ای بتغلیظ جو ہر ما ان میں سے دو چیزیں تو بالذات ہیں؛ یعنی گرنے والی خلط ینصب وبتضیق المسام و بشیثی کو غلیظ کر کے اور مسامات (اور بار یک عروق) کو تنگ کر کے ثالث ہو ماما بالعرض وهو اطفاء اور تیسری چیز بالعرض ہے؛ یعنی حرارت کو بجھا کر، جس کا کام الحرارة الجاذبة والکیفیۃ الحارة (مواد کا) جذب کرنا ہے۔ اور کیفیت حارہ کے جذب تجذب بما تقابل هذه الوجوه کرنے کی صورتیں مذکورہ بالا صورتوں کی مقابل ہیں (مثلاً مواد المذکورۃ کو رقیق بنانا اور مسامات اور عروق دقیقہ کو پھیلا نا) +

والکیفیۃ الحارة واضطراب کیفیت حارہ اور خلط کی مجبوری سے جو مواد منجذب الخلاء انما یجد بان اکمال اللطف ہوا کرتے ہیں، تو ان دونوں صورتوں میں پہلے رقیق ترین مواد ثم ما کثف واما القوة الجاذبة کھینچا کرتے ہیں، اس کے بعد اس سے غلیظ۔ اسکے برعکس الطبیعیۃ فانها تجذب الا وفق قوت جاذبہ طبیعیہ جو مادہ کو جذب کیا کرتی ہے، تو اس میں یہ بطبیعیۃ موضوعها والذی صورت نہیں ہوتی رک پہلے رقیق ترین مواد ہی منجذب ہوں، یخصها فی طبعها وجذبها فربما بلکہ مخصوص طور پر یہ محض اُس مادہ کو جذب کیا کرتی ہے کان الا کثف هو الا وفوت جو عضو کی طبیعت کے لئے زیادہ مناسب اور لائق ہو؛ یا

والاخص

مخصوص طور پر محض اُس مادہ کو جذب کیا کرتی ہے، جسے خصوصیت کے ساتھ طبعاً جذب کرنے کے لئے یہ (قوت جاذبہ) بنائی گئی ہے۔ چنانچہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ وہ مخصوص اور مناسب مادہ (رقیق نہیں ہوتا، بلکہ غلیظ تر ہوتا ہے)۔

تم الفن الاول من الكتاب الاول من لقائنا
فن الطب والحمد لله والصلاة على نبيه وآله
تانون کی کتاب اول کا فن اول تمام ہمارا۔ والحمد لله
والصلاة على نبيه وآله +

فن ثانی

الفن الثانی

فن ثانی میں امراض کلیہ، اسباب کلیہ اور اعراض کلیہ کا ذکر ہے۔ اس میں تین تعلیمیں ہیں۔ ”تعلیم اول“ امراض میں، ”تعلیم دوم“ اسباب میں، اور ”تعلیم سوم“ اعراض میں +

فی ذکر الامراض والاسباب والاعراض الكلية وهو تعلم ثلاثة التعليم الاول في الامراض الثاني في الاسباب والثالث في الاعراض

تعلیم اول

اس میں آٹھ تفصیلیں ہیں +

التعلیم الاول

ثمانية فصول

فصل اول تعرف سبب مرض وعرض

ہم کہتے ہیں: طبی کتابوں میں سبب اُسے کہتے ہیں جو مقدم ہو، اور اُس سے کوئی نئی حالت بدن انسان کے حالات (صحت و مرض) میں سے پیدا ہو جائے، یا اُس کی وجہ سے اُس حالت کا قیام ہو جائے۔ اور عرض بدن انسان کی وہ غیر طبعی ہیئت ہے جس سے بدن کے نعل میں کوئی آفت بالذات پیدا ہو جائے، اور یہ آفت جو پیدا ہو، وہ بالواسطہ پیدا ہو، بلکہ بلا واسطہ پیدا ہو۔

الفصل الاول في تعريف سبب المرض والعرض

نقول ان السبب في كتب الطب هو ما يكون اولاً فيجب عنه وجود حالة من حالات بدن الانسان او ثباتها والمرض هيئة غير طبيعية في بدن الانسان يجب عنها بالذات افة في الفعل وجوباً اولياً وذلك اما من ارج غير طبعي واما تركيب

غیرطبیعی

چنانچہ مرض یا غیرطبیعی مزاج ہوتا ہے، یا غیرطبیعی ترکیب *

”بالذات“ کے کہنے سے کسی مرض کے مرض کو اس تعریف سے محالنا مقصود ہے۔ کیونکہ عرض بالذات کوئی آفت نہیں پیدا کر سکتا، جب تک وہ خود مرض کی صورت اختیار نہ کرے، اور خود وہ مستقل طور پر مرض نہ بنے۔
 ”بالواسطہ نہ پیدا ہو“ کے کہنے سے اسباب امراض کو مرض کی تعریف سے خارج کرنا مقصود ہے؛ کیونکہ اسباب امراض سے بھی بدنی افعال میں خلل ضرور پڑا کرتا ہے، مگر کب؟ جبکہ ان اسباب سے بدن کے اندر امراض پیدا ہو لیتے ہیں۔ اگر مرض اسباب سے کوئی آفت اگر پیدا ہوتی ہے، تو بلا واسطہ نہیں ہوتی، بلکہ بواسطہ امراض ہوتی ہے *

والعرض هو الشيء الذي
 يتبع هذه الصيغة وهو
 غير طبعي سواء كان مصداقاً
 للطبعي مثل الوجع في القولنج
 او غير مصداق مثل افراط
 حمرة الخد في ذات الريح
 عرض وہ چیز ہے جو اس ہیئت غیرطبیعی (مرض) کی وجہ سے تبعاً پیدا ہو جاتی ہے۔ عرض بھی دراصل غیرطبیعی ہی چیز ہے (کیونکہ یہ مرض کی وجہ سے ہوا کرتا ہے)؛ خواہ وہ امرطبیعی کے مصداق (دُشمن) ہو یا مثلاً قولنج کے اندر درد (قولنج مرض ہے، اور درد اُس کا عرض ہے، جو طبیعت کے لئے دشمن ہے۔ درد کی وجہ سے طبیعی افعال خراب ہو جاتے ہیں)؛ اور خواہ وہ (طبیعت کے لئے) مصداق نہ ہو (دُشمن طبیعت نہ ہو)؛ مثلاً مرض ذات الریہ (پھیپھڑے کے درم) میں رخساروں کا سُرخ ہو جانا (رخساروں کی سُرخئی ایک مرض کا عرض ہے، مگر اس سُرخئی سے کوئی خاص تکلیف نہیں پہنچتی ہے) *

مثال السبب العفونة مثال المرض
 الحصى مثال العرض العطش
 والصداع
 سبب کی مثال عفونت ہے؛ مرض کی مثال حصى (بخار) ہے (جو عفونت اخلاط سے پیدا ہوتا ہے)؛ اور عرض کی مثال پیاس اور درد سر ہے (پیاس اور درد سر بخار کے اعراض میں سے ہیں) *

والصائم مثال السبب امتلاء
 في الاوعية المتخذة الى العين
 مثال المرض السدة في
 سبب کی دوسری مثال اُن رگوں کا متلی (مُپڑ) ہونا ہے جو آنکھ کی طرف اُترتی ہیں (آنکھ کی طرف آتی ہیں)؛
 مرض کی مثال عنبیه (ثقبہ عنبیه یعنی بٹلی) کا

العنبرية هو مرض آلی ترکیبی سُدَّہ ہے (جو عروق چشم کی امتلا کی وجہ سے لاحق ہوتا ہے) مثال العرض فقدان الالبصار جو ایک مرض آلی ترکیبی ہے (یعنی مرض ترکیب ہے جو اعتقاً آلیہ یا اعتنائے مرکبہ میں ہوا کرتا ہے)؛ اور عرض کی مثال بینائی کا کھوجانا ہے (جو اس سُدَّہ کا عرض ہے) +

وایضاً مثال السبب نزلة حارة سبب کی تیسری مثال نزلة حارة (دگرم نزلة) ہے، مثال المرض قرحة فی السریة اور مرض کی مثال پھیپھڑے کا قرحہ ہے (جو نزلة حار سے ہو جایا کرتا ہے)، اور عرض کی مثال رخساروں کی سُرخی اور ناخنوں کا غمیدہ ہو جانا ہے، (یہ دونوں چیزیں قرحة مذکورہ کے عوارض میں سے ہیں) +

والعرض یسمی عرضاً باعتبار ذاته وبقیاسه الی المعروض له عرض کو گاہے عرض اور گاہے دلیل (علامت) کہا ویسی دلیل باعتبار مطالعة الطیب ایا لا وسلو کہ منہ جاتا ہے (یعنی معروض لہ یا اصل مرض کے مقابلہ میں اسے الی معرفة ماهیة المرض عرض کہا جاتا ہے)۔ اور اسے "دلیل" (رہنما۔ رہبر) اس لئے کہا جاتا ہے کہ طیب اسے مطالعہ کرتا، اور اس کی رہبری سے ماہیت مرض تک پہنچ جاتا ہے +

وقد یصیر المرض سبباً لمرض آخر ایک مرض گاہے دوسرے مرض کا سبب بن جایا کا قولیغ لغشی او للفاالج والصرع بل کرتا ہے، مثلاً قولیغ گاہے غشی یا فاجج یا صرع (مرگی) کہ قد یصیر المرض سبباً لمرض کالوجع الشد^ب باعث ہو جایا کرتا ہے؛ بلکہ گاہے عرض بھی دوسرے مرض یصیر فی القولیغ سبباً لحدوث الغشی او کا سبب ہو جاتا ہے، جیسا کہ قولیغ کا درد شدیدیغشی کا سبب کالوجع الشدید یصیر سبباً للورم بن جاتا ہے۔ اسی طرح گاہے درد کی شدت دم کا سبب

لہ بیان عنبر کے سُدَّہ سے مراد نزول الماء ہے، جسکے متعلق شیخ کا خیال ہے کہ اس کی رطوبت ثقبہ عنبر میں ہوتی ہے، اور ثقبہ عنبر اس کی وجہ سے مسدود ہو جاتا ہے۔ یہاں عنبر سے طبقہ عنبر مراد لینا مناسب نہیں معلوم ہوتا، جیسا کہ شارح گیلانی نے سمجھا ہے + مترجم

تذکرہ کہ عرض کے معنی یہ ہیں کہ جس کا دگر کسی دوسری چیز کے تابع ہو +

لا نصاب المواد الى موضع الوجع بن جاتی ہے، کیونکہ درد کی وجہ سے مقام درد کی طرف مواد دوڑ جاتے ہیں) +

وقد يصير العرض بنفسه مرضاً كالصداع العارض عن الحمى فانه اذا استقر واستحكم حتى يصير مرضاً

وقد يكون الشيء بالقياس الى نفسه بعض مرتبه ايسا بھی ہوتا ہے کہ ایک ہی چیز اپنی

والى شئ قبله والى شئ بعده مرضاً ذات کے لحاظ سے، اپنے ماقبل اور اپنے مابعد کے لحاظ

وعرضاً وسبباً مثل الحمى السلية فانها عرض لقرحه الرية ومرض في نفسها عرض لقرحه الرية ومرض في نفسها

وسبب لضعف المعدة مثلاً وفي نفسه مرض ہے، اور مثلاً ضعف کا سبب ہے۔ اور

مثل الصداع الحادث عن الحمى دوسری اسی قسم کی مثال اُس درد سر کی ہے جو بخار کی وجہ

اذا استحكم فانه عرض للحمى ومرض سے لاحق ہو، اور مستحکم ہو جائے، یہ بخار کا عرض ہے

في نفسه وربما جلب السراسر خود مرض ہے، اور گاہے یہ سرسام پیدا کر دیتا ہے، تو

فصار سبباً له وعلى هذا المثال ایسی صورت میں یہ (سراسم) سبب بھی ہے۔ اسی مثال

يدور السبب والمرض کے مطابق سبب، مرض، اور عرض (یہ تینوں الفاظ)

والعرض گھوما کرتے ہیں +

الفصل الثاني في قسم احوال البدن

واجناس الامراض

احوال بدن الا انسان عند جالينوس

ثالث

الصحة وهي هيئة يكون بها بدن

الا انسان في مزاجه وتركيبه بحيث

يصدر عنه الافعال كلها صحيحة

له يعني مرض کی وہ بڑی قسمیں، جنکے تحت میں اور بہت سی قسمیں ہیں +

فصل دویم۔ احوال بدن کی قسمیں اور مرض کی جنشیں

جالینوس کے نزدیک بدن انسان کے حالات تین

ہیں: صحت، مرض، اور تیسری حالت +

صحت وہ ہیئت ہے جس کی وجہ سے بدن انسان

کا مزاج اور اس کی ترکیب (ساخت) اس طور پر رہتی ہے

کہ بدن کے سارے افعال صحیح و سالم رہتے ہیں۔ اور

سلیمة والمرض وهو هیئة فی مرض بدن کی وہ ہیئت ہے جو مذکورہ بالا ہیئت کے بدن الانسان مضادة لہذا وحالة مصناد ہوتی ہے (جس سے بدن کے سارے افعال ماؤف عندہ لیست بصحة ولا مرض ہو جاتے ہیں)۔ جالینوس کے نزدیک ایک حالت اور اما لعدم الصحة فی الغایة والمرض بھی ہے (حالت ثالثہ) جو نہ صحت ہے، اور نہ مرض فی الغایة کا بدن المشیوخ (جس میں سارے افعال نہ صحیح ہوتے ہیں اور نہ سارے والناتھین والاطفال) اس حالت (حالت ثالثہ) کے پیدا ہونے کے

اسباب متعدد ہیں؛ مثلاً (۱) کسی بدن میں نہ پوری صحت ہو اور نہ پورا مرض نہ صحت غایت درجہ کی ہو، اور نہ مرض غایت درجہ کا؛ مثلاً بڈھے، ناتھین (وہ لوگ جو بیماری سے ناتواں ہو گئے ہوں) اور اطفال کے بدن +

اولا اجتماع من الامرين فی وقت واحد اما فی عضویں او فی عضو ولكن فی جنسین متباعدین مثل ان یکون صحیح المزاج مریض التركیب او فی عضو وفی جنسین متقاربین مثل ان یکون صحیحاً فی الشکل لیس صحیحاً فی المقدار او لوضع او یکون صحیحاً فی الکلیفیتین المنفعتین لیس صحیحاً فی الغاعلتین

(۲) دونوں چیزیں (صحت و مرض) ایک ہی وقت میں جمع ہو جائیں، خواہ یہ دواعضار میں جمع ہوں، یا ایک ہی عضویں؛ (اگر دواعضار میں جمع ہوں، تو اس کی مثال اندھے کی ہے جو لنگڑا بھی ہو)؛ اگر ایک ہی عضویں دونوں اکٹھے ہوں، تو اس کی پھر دو صورتیں ہیں، دونوں دور کی دو جنسوں میں جمع ہوں، مثلاً ایک شخص مزاج کے لحاظ سے صحیح ہو، لیکن ترکیب کے لحاظ سے مریض (مزاج اور ترکیب اجناس متباعدہ یعنی دور کے اجناس ہیں)۔ یا دونوں اگر ایک ہی عضویں جمع ہوں، تو قریب کی دو جنسوں (اجناس متقاربہ) میں ہوں؛ مثلاً ایک شخص شکل کے لحاظ سے صحیح ہو، مگر مقدار کے لحاظ سے یا وضع کے لحاظ سے مریض ہو (شکل اور عدد و وضع باہم اجناس قریبہ ہیں۔ کیونکہ یہ تینوں ترکیب کی شاخیں یا قسमें ہیں)۔ یا یہ کہ مثلاً ایک

۱۔ اجناس متباعدہ وہ ہیں جو کسی تیسری جنس کے تحت میں نہ ہوں۔ چنانچہ ترکیب اور مزاج اسی قسم کی متباہن چیزیں

ہیں۔ جتنکے اوپر کوئی تیسری جنس نہیں، جو دونوں پر حاوی ہو +

شخص دونوں کیفیت منفعلہ (رطوبت و یبوست) میں صحیح ہو، اور دونوں کیفیت فاعلہ میں صحیح نہ ہو (اس صورت میں صحت و مرض دونوں ایک ہی عضو میں جمع ہیں، مگر وہ اجناس قریبہ میں۔ کیونکہ کیفیت فاعلہ اور کیفیت منفعلہ دونوں مزاج کے تحت میں ہیں) +

(۳) دونوں چیزیں (صحت اور مرض) آگے پیچھے دو وقت میں آئیں؛ مثلاً کوئی شخص موسم سرما میں صحیح رہتا ہو، اور موسم گرما میں مریض ہو جاتا ہو +

امراض کی دو قسمیں ہیں: مفردہ اور مرکبہ۔ امراض مفردہ وہ ہیں جو مرض مزاج کے انواع (اقسام) میں سے کوئی ایک نوع (قسم) ہو، یا مرض ترکیب کے انواع میں سے کوئی ایک نوع ہو، جسکو ہم اس کے بعد بیان کرنے والے ہیں۔ اور امراض مرکبہ وہ ہیں کہ انواع مذکورہ (اقسام مذکورہ) میں سے دو قسمیں یا زیادہ اکٹھی ہو جائیں اور یہ ملکر ایک مرض بن جائیں +

لہذا ہمیں پہلے امراض مفردہ کو شروع کرنا چاہئے۔ چنانچہ ہم بیان کرتے ہیں: امراض مفردہ کی تین قسمیں (جنہیں) ہیں: اول اُن امراض کی جنس جو اعضاء مفردہ (اعضائے متشابهۃ الاجزاء) کی طرف منسوب ہیں؛

دویم اُن امراض کی جنس جو اعضاء مرکبہ (اعضائے سوء المزاج و انما نسبت الی اعضاء المتشابهۃ الاجزاء لانھا اولاً بالذات تعرض لمتشابهۃ

ان امراض کو اعضاء مفردہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے کیونکہ ان امراض کی جنس جو اعضاء مرکبہ (اعضائے سوء المزاج و انما نسبت الی اعضاء المتشابهۃ الاجزاء لانھا اولاً بالذات تعرض لمتشابهۃ

اولتعاقب من الامراض فی وقتین مثل من یصح شتاء ویمرض صیفًا

والامراض منها مفردۃ ومنها مرکبۃ والامفرده هی التي تكون نوعًا واحدًا من انواع مرض المزاج او نوعًا واحدًا من انواع مرض التركيب الذی نذکرہ بعد والمرکبۃ هی التي یجتمع منها نوعان فصاعدًا یتحد منها مرض واحد فلنبداً اولاً بالامراض المفردۃ فنقول ان اجناس الامراض المفردۃ ثلثة الاول جنس الامراض المنسوبۃ الی الاعضاء المتشابهۃ الاجزاء وهی اصناف سوء المزاج وانما نسبت الی الاعضاء المتشابهۃ الاجزاء لانھا اولاً بالذات تعرض لمتشابهۃ

والامراض المنسوبۃ الی الاعضاء المتشابهۃ الاجزاء وهی اصناف سوء المزاج وانما نسبت الی الاعضاء المتشابهۃ الاجزاء لانھا اولاً بالذات تعرض لمتشابهۃ

الاعضاء المتشابهۃ الاجزاء لانھا اولاً بالذات تعرض لمتشابهۃ

الاعضاء المتشابهۃ الاجزاء لانھا اولاً بالذات تعرض لمتشابهۃ

ان تصور حاصلہ موجودہ فی ای مرکبہ اگر لاقح ہوتے ہیں تو انکی وجہ لاقح ہوتی ہے جتنی کہ جس عضو مفرد میں ہم انکے وجود
عضو من الاعضاء المتشابهة الاجزاء کو تصور کرنا چاہیں، تو ہم تصور اور فرض کر سکتے ہیں؛ برعکس
شئت والمرکبة (لا يمكن فيها اسکے امراض مرکبہ (یعنی امراض ترکیب) میں یہ صورت
ذک ممکن نہیں +

یعنی سور مزاج کی ہر قسم کو ہر عضو مفرد میں ہم اس طرح تصور کر سکتے ہیں کہ وہ اس عضو میں موجود ہو،
اور دوسرا عضو مفرد اس سے خالی ہو۔ اسکے برعکس امراض ترکیب میں یہ صورت ممکن نہیں؛ مثلاً امراض ترکیب
میں سے مرض عدد کو فرض کر دے کہ ہاتھ میں پانچ انگلیوں کی بجائے چھ ہوں گیں۔ اس صورت میں مجموعہ مرکب یعنی
ہاتھ کو مریض کہہ سکتے ہیں، مگر یہ مرض ہر انگلی میں نہیں ہے۔ اپنی اپنی جگہ پر باقی انگلیاں تندرست ہیں۔ مگر سور
مزاج ہر انگلی اور انگلی کے ہر ایک جزو میں فرض کیا جاسکتا ہے +

والثانی جنس الامراض المنسوبة و دوسری جنس جو اعضائے مرکبہ (آلیہ) کی طرف
الی الاعضاء الالیه وہی امراض منسوب ہے، ان کو امراض ترکیب کہتے ہیں، جو ان
الترکیب الواقعة فی اعضاء مولفة اعضاء میں لاقح ہوتے ہیں جو اعضاء مفردہ سے مرکب ہیں
من الاعضاء المتشابهة الاجزاء اور جو حقیقت میں افعال کے آلات ہیں (یہاں وجہ ہے کہ
التي هي آلات للافعال اعضائے مرکبہ کو "اعضائے آلیہ" کہا جاتا ہے) +

والثالث جنس الامراض المشتركة تیسری جنس ان مشترک امراض کی ہے جو اعضاء
التي تعرض للمشابهة الاجزاء بما مفردہ میں "مفردہ" ہونے کی حیثیت سے، اور اعضاء
ہی متشابهة الاجزاء وتعرض مرکبہ میں "مرکبہ" ہونے کی حیثیت سے لاقح ہوتے ہیں؛
للآلیہ بما هي آلیہ من غیر ان يتبع یہ نہیں ہے کہ اعضاء مرکبہ میں انکا عارض ہونا اعضائے
عروضها للآلیہ عروضها للمتشابهة مفردہ میں عارض ہونے کے تابع ہوتا ہے (یعنی دونوں
الاجزاء وهو الذي يسمونه قسم کے اعضاء میں بالذات اور بلا واسطہ لاقح ہو سکتے ہیں)۔
تفرق الاتصال والخلال المفرد اس قسم کے امراض تفرق الاتصال اور "اخلال فردہ"
فان تفرق الاتصال تدل على عرض کہلاتے ہیں۔ چنانچہ تفرق الاتصال کا ہے مفصل (جوڑ)
للمفصل من غیر ان يعرض میں اس طور پر لاقح ہوتا ہے کہ وہ اعضائے مفردہ، جو

له تفرق اتصال - اتصال کا ٹوٹ جانا +

اخلال فرد - فردیت اتصال یعنی وحدیت اتصال کا کھل جانا۔ وحدت کا کھو جانا +

المتشابهة الاجزاء التي ركب منها المفصل البتة وقد يعرض مثل العصب والعظم والعرق وحدها

جوڑ کی ترکیب میں شامل ہوتے ہیں، اس سے بالکل بچے رہتے ہیں؛ اور گنا ہے تنہا عصب، ہڈی، اور عروق میں لاحق ہوتا ہے (پہلی مثال عضو مرکب میں لاحق ہونے کی ہے، اور دوسری مثال عضو مفرد میں لاحق ہونے کی ہے)۔

وبالجملة الامراض ثلثة اجناس امراض تتبع سوء المزاج و امراض تتبع سوء هيئة التركيب و امراض تتبع تفرق الاتصال

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ امراض کی تین جنسیں ہیں: (۱) وہ امراض جو سوء مزاج (مزاج کی خرابی) کے تابع ہوں۔ (۲) وہ امراض جو سوء ہیئت ترکیب (ترکیب یا ساخت کی ہیئت کی خرابی) کے تابع ہوں۔ (۳) وہ امراض جو تفرق اتصال کے تابع ہوں +

وكل مرض يتبع واحدا من هذه ويكون عنه ينسب اليه وامراض المزاج معروفة وهي ستة عشر وقد ذكرناها

جو مرض ان تینوں چیزوں (سوء مزاج، سوء ترکیب اور تفرق اتصال) میں سے جس چیز کے تابع ہوتا ہے، وہ اُسی کی طرف منسوب ہوتا ہے (چنانچہ نسبت دیکر اس طرح کہا جاتا ہے: سوء مزاج کے امراض، سوء ترکیب کے امراض، اور تفرق اتصال کے امراض)۔ چنانچہ مزاج کے امراض (یا سوء مزاج کے امراض) مشہور ہیں، جو عددًا سولہ ہیں، جنکا ذکر (آخر فصل مزاج میں) ہو چکا ہے (ان میں آٹھ سوء مزاج سادہ ہیں، اور آٹھ سوء مزاج مادی) +

فصل سویم۔ امراض ترکیب

وامراض التركيب تنحصر في اربعة اجناس امراض الخلقة وامراض المقدار وامراض العدد وامراض الوضع

امراض ترکیب چار جنسوں میں منحصر ہیں (چار جنسوں میں گھرے ہوئے ہیں): امراض خلقت، امراض مقدار، امراض عدد، اور امراض وضع +

وامراض الخلقة تنحصر ايضا في اربعة اجناس امراض الشكل و هو ان يتغير الشكل عن مجراه الطبيعي

پھر امراض خلقت بھی چار جنسوں میں منحصر ہیں: امراض شکل، امراض مجاری، امراض ادعیم، اور امراض صفائح (۱) امراض شکل سے مراد یہ ہے کہ کسی

فیحدث تغیراً فیه فی الفعل عضو کی شکل طبعی حالت سے بدل جائے، جس سے اُس کے کا عوجاج المستقیم واستقامة فعل میں کوئی آفت پیدا ہو جائے، مثلاً سید سے عضو کا ٹیڑھا المعوج وتربیع المستدیر واستدائر ہو جانا، اور ٹیڑھے کا سیدھا ہو جانا، گول کا چوکور (مربع) ہو جانا المرربع ومن هذا الباب تسفیط الراس اور چوکور کا گول ہو جانا۔ تسفیط الراس (سر کا مسطح ہو جانا) بھی اذا عرض منه ضرر وشدة اسی قبیل (مرض شکل) سے ہے، بشرطیکہ اس سے کوئی ضرر استد اسرۃ المعدۃ وعدم الفرطیۃ پیدا ہو جائے۔ اسی طرح معدہ کا زیادہ گول ہو جانا، اور فی الحداقۃ (پتلی کے پاس) کرۂ چشم کے چپٹے پن (قرطیہ) کا کھو جانا +

والثانی امراض المجاری وہی (۲) امراض مجاری کی تین صنفیں (قسمیں) ہیں :
ثلاثة اصناف لانها إما أن تتسع (۱) مجاری (راستے) کشادہ ہو جائیں، مثلاً انتشار عین کا انتشار العین وکالذل الی (پتلی کا پھیل جانا)، اور مثلاً سبل (جالہ) جس میں آنکھ کی تضیق کضیق ثقب العین کی عروق پھیل جاتی ہیں؛ اگرچہ کچھ نئی رگیں بھی آنکھ کی سطح پر بن جاتی ہیں)، اور مثلاً دوانی (جس میں پنڈلی کی دریں پھیل جاتی ہیں)۔ (۲) مجاری تنگ ہو جائیں، مثلاً ثقبہ عین (پتلی) کا تنگ ہو جانا، سانس کے منافذ کا تنگ ہو جانا (جیسا کہ ذمہ کے مرض میں ہوتا ہے)، اور مری (مجراے غذا) کا تنگ ہو جانا۔ (۳) مجاری بند ہو جائیں، مثلاً ثقبہ عنبیه کا بند ہو جانا (جیسا کہ بخمال شیخ موتیا بند میں پتلی بند ہو جاتی ہے) اور جگر وغیرہ کی رگوں کا مسدود ہو جانا +

والثالث امراض الاوعیۃ (۳) امراض اوعیہ و امراض تجاویف (ظرفوں والتجاویف وہی علی اصناف اربعۃ اور جوئوں کے امراض) کی چار قسمیں ہیں : (۱) عضو کا ظرف ناخما اما ان تکبر وتتسع کالتساع اور اسکا جوت بڑا اور کشادہ ہو جائے، مثلاً کیس خصیتین کا کیس الاثنیین وان تصغر تضیق کشادہ ہو جانا۔ (۲) عضو کا ظرف اور اس کا جوت چھوٹا اور تضیق المعدۃ وضیق بطون الدماغ تنگ ہو جائے، مثلاً معدہ کا تنگ ہو جانا، اور مری کے

لہ تسفیط الراس - سر کی انگی بندی یا پچھلی بندی کا کم ہو جانا + لہ کرۂ چشم میں طبقہ عنبیه اس طرت قائم ہے کہ بان ایک چپٹی اور ہزار سطح بن گئی ہے۔ اور اس کی طبعی شکل ہے +

عند الصرع او تنسند و تتمتلی وقت بطون دماغ کا تنگ ہو جانا۔ (۳) عضو کا طرف اور کانسند ادا بطون الدماغ عند السکنة جوف بند ہو جائے، اور بھر جائے، مثلاً سکے کے وقت او تستفرغ و تخلو کخلو تجا و یلف بطون دماغ کا بند ہو جانا۔ (۴) عضو کا طرف اور جوف القلب عن الدم عند شدّة فارغ اور خالی ہو جائے، مثلاً شدت فرحت کے وقت، الفرح المہلکۃ او شدت اللذّة یا مہلک خوشی (شادی مرگ) کے وقت، اور اسی طرح لذت المہلکۃ کی شدت کے وقت یا مہلک لذت کی حالت میں قلب کے جوفوں کا خون سے خالی ہو جانا +

والرابع امراض صفائح الاعضاء (۴) امراض صفائح الاعضاء (۱) جن سطوں کو خشن اما بان یتلمس ما یجب ان یتلمس کما لمعدّة و الامعاء اذا تلمست او یتلمس ما یجب ان یتلمس کقصبة الریة اذا خشت — هذا (۲) امراض صفائح الاعضاء (۱) جن سطوں کو خشن رکھ دیا ہو نا چاہئے، وہ چکنی ہو جائیں، مثلاً معدہ اور آنتوں (کی اندرونی سطح) کا چکنا اور ہموار ہو جانا اور اسکے شکنوں کا غائب ہو جانا۔ (۲) جن سطوں کو چکنا ہونا چاہئے انکا خشن رکھ دیا ہو جانا، مثلاً قصبۃ الریہ (کی اندرونی سطح مخاطی) کا کھردرا ہو جانا +

واما امراض المقدار فہی صنفان فانہا اما ان یکون من جنس الزیادۃ کداء الفیل و کعظم القضیب وہی علة یسمی فریسموس و کما عرض لرجل یسمی لیقوما خس و هو ان عظمت اعضاۃ کلہا حتی عجز عن الحركة و اما ان یکون من جنس النقصان کضمور اللسان و الحدقة و کالدبول (۱) جنس امراض مقدار کی دو صنفیں ہیں: (۱) جنس زیادت سے ہو جس میں مقدار زیادہ ہو گئی ہو، مثلاً کداء الفیل (فیل) اور مثلاً قضیب کا بڑا ہو جانا (عظم قضیب) جبکہ یونانی میں "فریسموس" کہا جاتا ہے؛ اور مثلاً وہ مرض جو "لیقوما خس" نامی شخص کو لاحق ہوا تھا، جس میں اُس کے سارے اعضا، اس قدر بڑے (موٹے) ہو گئے تھے کہ وہ حرکت عن الحركة و اما ان یکون من جنس النقصان کضمور اللسان و الحدقة و کالدبول (۲) جنس نقصان سے ہو جس میں مقدار گھٹ گئی ہو، مثلاً زبان کا یا کہ چشم کا لاغر ہو جانا، اور مثلاً دبول (تمام بدن کا لاغر ہو جانا) +

لہ بعض نسخوں میں "فرامیوس" ہے، جس میں شدت کا انتشار دائم ہوتا ہے۔ آملی +

واما امراض العبد فاما ان يكون من جنس الزيادة وتلك اما طبيعية كاللسن الشاغية والا صبع الزائدة او غير طبيعية كالسلعة والحصاة

امراض عدد ورجن میں اعضا عدد اکم و بیش ہو جاتے ہیں) کی دو قسمیں ہیں: (۱) وہ امراض عدد ورجن زیادتی کی جنس سے ہوں (جن میں عدد اعضا زیادہ ہو جاتے ہیں)؛ ایکی پھر دو قسمیں ہیں: (الف) یہ زیادتی طبعی ہو (طبعی زیادتی سے مراد یہ ہے کہ اس قسم کی ساخت بدن میں موجود ہو) مثلاً سین شاغیہ (زائد دانت جو بے موقعہ نکل آتے ہیں) اور زائد انگلی (جو پانچ سے زائد ہو)۔ (ب) یہ زیادتی غیر طبعی ہو (ایسی چیز کی زیادتی ہو کہ اس قسم کی چیز بدن میں طبعاً موجود نہ ہو) مثلاً رسولی اور حصاٹ (پتھری)۔

واما من جنس النقصان سواء كان النقصان نقصانا في الطبع كمن لم تخلق له اصبع او نقصانا لا في الطبع كمن قطعت اصبعه

(۲) وہ امراض عدد ورجن کی جنس سے ہوں (جن میں عدد اعضا کم ہو جاتے ہیں)؛ ان کی پھر دو قسمیں ہیں: (الف) وہ نقصان یا کمی طبعاً ہو (پیدائشی کمی ہو) مثلاً وہ شخص جس کی خلقاً کوئی انگلی کم ہو۔ (ب) وہ نقصان طبعاً نہ ہو (پیدائشی نہ ہو) بلکہ بعد کو کسی وجہ سے کمی آگئی ہو) مثلاً وہ شخص کہ جس کی انگلی کٹ گئی ہو۔

واما امراض الوضع فان الوضع عند جالينوس يقتضي الموضع و يقتضي المشاركة فامراض الموضع اربعة اثناع العنود عن موضعه او زواله عن موضعه من غير اثناع كما في الفتق المنسوب الى الامعاء او حرکته فيه لاعلى المجري الطبيعي والا مراد

امراض وضع: جالینوس کے نزدیک ”وضع“ دو چیزوں پر مشتمل ہے: (۱) موضع (مقام عضو) اور (۲) مشارکت ”مشاركة“ سے مراد اعضا کی باہمی نسبت قرب و بعد کے لحاظ سے)۔ چنانچہ امراض موضع چار ہیں (۱) کسی عضو کا اپنے مقام سے (پورے طور پر) ٹل جانا (اکھڑا جانا)۔ (ب) انخلاع کے بغیر (پورے طور پر) اپنے مقام کو چھوڑے بغیر (کسی عضو کا اپنی جگہ سے ٹل جانا) جیسا کہ فتق الامعاء (آنتوں کے فتق) میں ہوتا ہے۔ (ج) کسی عضو کا اپنے

له قرشي كذا ہے کہ ”امراض عدد کی یہ مثال غلط ہے؛ کیونکہ حصاٹ اور سلعات اعضا میں سے نہیں ہیں“ قرشی کا یہ قول بہت دقیق ہے۔

کالر عشته اولزومه موضعه دنلا
یتحرک عنه کما یعرض عند تبحر
المفاصل فی مرض النقرس
مقام میں غیر طبعی طور پر اور غیر ارادی طور پر متحرک ہونا؛
جیسا کہ مرض ریشہ میں ہوتا ہے۔ (۵) کسی عضو کا اپنے
مقام کو اس طرح پکڑ لینا کہ وہ حرکت نہ کر سکے، جیسا کہ مرض
نقرس میں تبحر مفاصل (جوڑوں کے پتھر جانے) کے وقت
ہوتا ہے +

وامراض المشارکة وهی تشتمل علی
کل حالة تكون للعضو با لقیاس
الی عضو مجاوره من مقدار بتر او مباعده
لا علی المجری الطبیعی وهو صنفان احدهما
ان یعرض له امتناع حرکتہ الیه وتعرض
بعد ان کان ذلک ممکنًا له مثل الاصبع
اذا امتنع تحركها الی ملاصقة جارتها
اولی عرض لها امتناع تحركها عنها ومفارقة
ایاها بعد ان کان ذلک ممکنًا وتعرض
تباعداها وذلک مثل استرخاء الجفن
واسترخاء المفاصل فی الفالج والتعرض
بسطة الکف وفتح الجفن
امراض مشارکت: امراض مشارکت میں تمام
وہ حالات شامل ہیں جو بلحاظ قرب و بعد کسی عضو میں اپنے
پڑوسی عضو کے لحاظ سے غیر طبعی طور پر پیدا ہو جاتے ہیں، انکی
دو قسمیں ہیں: (۱) کسی عضو کا اپنے پڑوسی کی طرف جانا اور
حرکت کرنا ناممکن یا دشوار ہو جائے، درانحالیکہ پہلے یہ ممکن ہوتا
مثلاً کسی انگلی کا اس طرح بے حرکت ہو جانا کہ وہ اپنے پاس
کی انگلی کی طرف حرکت نہ کر سکے، اور اس سے نکل سکے۔
(۲) کسی عضو کا اپنے پڑوسی سے ہٹنا اور دور ہونا ناممکن یا
دشوار ہو جائے، درانحالیکہ پہلے یہ امر ممکن (اور سہل) ہوتا
مثلاً پیوٹے کا ڈھیلا ہو جانا (استرخاء الجفن) اور فاج میں جوڑوں کا
ڈھیلا ہو جانا (استرخاء المفاصل)، یا مثلاً وہ حالت کہ جس
میں مٹھی کا کھولنا یا جس میں پیوٹے کا کھولنا دشوار ہو جائے +

فصل چہارم۔ امراض تفرق الاتصال

والامراض تفرق الاتصال فقد
یقع فی الجلد ویسمی خدشا وسجما
تفرق الاتصال کے امراض گاہے جلد میں
لاحق ہوتے ہیں، جنکو خدش (غراش) اور سجم (جھلانا)
کہتے ہیں +

یہ دونوں اگرچہ مرادف الفاظ ہیں، لیکن مشہور یہ ہے کہ ”سجم“ اس وقت بولتے ہیں جبکہ جلدی تفرق الاتصال
پھیلا ہوا ہو، ورنہ اسے ”خدش“ کہتے ہیں، مثلاً وہ غراش جو لکیر کی صورت میں ہو، جیسا کہ سوئی کی نوک سے جلد پر
لمبی سی غراش دار لکیر پڑ جائے۔ پھر موثق استعمال کے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ سجم کوئی جلد کے ساتھ مخصوص
ص

نہیں ہے، بلکہ آنتوں کی اندرونی سطح یا سطح مخاطی کے لئے بھی لفظ حج بولا جاتا ہے +
 وقد يقع في اللحم والقريب العهد
 منه الذي لم يتقحم لیسے جراحة
 والذي تقحم لیسے قرحة
 و يحدث فيه التقيح لا ندفع
 الفضول اليه لضعفه وعجزه
 عن استعمال غذائه وهضمه
 فيستحيل ايضا فضلا فيه
 تبدل ہو جاتی ہے +

وربما قيلت الجراحة والتفرق لتفرق
 اتصال يعرض في غير اللحم
 وقد يقع في العظم اما كاسرًا الى
 جزئين او اجزاء كبارا واممقتا
 واما واقعا في طوله صادعا
 گاہے جراحات اور تفرق اس تفرق اتصال کو بھی
 کہا جاتا ہے جو گوشت کے سوا کسی دوسرے عضو میں ہو +
 گاہے تفرق اتصال ٹہی میں واقع ہوتا ہے +
 تو اگر ٹہی دو حصوں یا بڑے بڑے چند حصوں میں منقسم
 ہو جائے، تو اسے "کاسر" کہتے ہیں (کسر - توڑنا)، ورنہ
 مُقْتَت (جس میں ٹہی کے بہت سے ٹکڑے ہو جاتے ہیں -
 "تفتیت" ریزہ ریزہ بنا دینا) اور اگر تفرق اتصال ٹہی
 کی لمبائی میں ہو تو اسے "صالح" کہتے ہیں +

اگر ٹہی میں تفرق اتصال بیرونی اسباب سے واقع نہ ہو، بلکہ اس کا کوئی اندرونی سبب ہو، مثلاً
 ٹہی کے اندر کوئی رومی مادہ داخل ہو کر اسے تدریجاً کھانا شروع کرے، تو اسے سراج الشوكہ کہا جائے گا، بلی
 وقد يقع في العضا س یعن
 على الاقسام الثلاثة
 گاہے تفرق اتصال گڑبوں میں انہی تینوں
 اقسام کے مطابق واقع ہوتا ہے (جنہیں کاسر، مقتت اور
 صادق کہا جاتا ہے) +

وقد يقع في العصب فان وقع
 له مدع كغوى من غير نية كس +
 گاہے یہ اعصاب میں واقع ہوتا ہے، چنانچہ

عرضا یسے بتراوان وقع طولاً ولم یکن عددہ کثیراً یسے شقاوان کان عددہ کثیراً یسے شدخاً

اگر یہ عرضاً (اڑے طور پر) واقع ہو تو اسے بٹور کہا جاتا ہے، اور اگر طولاً (اعصاب کی لمبائی میں) واقع ہو، اور اسکی تعداد زیادہ نہ ہو، تو اسے شق کہتے ہیں (شق - چیزنا) اور اگر اس کی تعداد زیادہ ہو تو اسے شدخ کہتے ہیں (شدخ - چر جانا - پھٹ جانا) +

وقد یقع فی اجزاء العضلة فان وقع علی طرف العضلة یسے هتکا سواء کان فی عصبته او وتره وان وقع فی عرض العضلة یسے حزاً وان وقع فی الطول وقطع عددہ وکثر غوره یسے فندخاً وان کثر اجزائه وفشا وغار یسے رضاً وفشخاً

گا ہے تفرق اتصال عضلہ کے اجزاء میں واقع ہوتا ہے، چنانچہ اگر یہ عضلہ کے سرے میں واقع ہو تو اسے ہتک کہتے ہیں (ہتک - توڑنا)، خواہ یہ عضلہ کے عصب میں ہو، یا اس کے وتر میں؛ اور اگر یہ عضلہ کے عرض میں واقع ہو، تو اسے حزن کہتے ہیں (حزن - کاٹنا - رخنہ ڈالنا)؛ اور اگر عضلہ کے طول میں واقع ہو، اور اس کی تعداد کم ہو، اور گہرائی زیادہ ہو تو اسے قذغ کہتے ہیں (قذغ - پھاڑنا)؛ اور اگر تفرق اتصال کے اجزاء (اعداد) زیادہ ہوں، نیز وہ پھیلا ہوا اور گہرا ہو تو اسے رضن اور فنج کہتے ہیں (رضن - کچل جانا، فنج - توڑنا) +

وربما قبل الفنج والرض والقذغ لکل ما یتفق فی وسط العضلة کیف کان

گا ہے فنج، رض، اور قذغ بلا امتیاز اس تفرق اتصال کو کہتے ہیں جو عضلہ کے وسط میں واقع ہو، خواہ وہ کسی قسم کا بھی ہو +

وان وقع فی الشرايين سمی ام الدم وان وقع فی الاوردة سمی الفجاراً ثم اما ان یعرضها فیسمی قطعاً وفصلاً وینفذ فی طولها فیسمی صدعاً او یکون ذلک علی سبیل تقیع فہا تھا فیسمی

اگر تفرق اتصال شرايين میں واقع ہو، تو اسے ام الدم کہا جاتا ہے (ام الدم - خون کی ماں) اور اگر وریدوں میں واقع ہو تو اسے الفجار کہتے ہیں (الفجار - پھوٹ پڑنا، جس سے کوئی سیال بہ نکلے)، پھر اگر تفرق اتصال شریانوں یا وریدوں کے عرض میں واقع ہو تو اسے قطع (کاٹنا) اور فصل (جدا کرنا) کہتے ہیں۔

بقا

اور اگر یہ تفرق اتصال ان رگوں کے طول میں واقع ہو، تو اسے صَلْع (پھاڑنا) کہتے ہیں؛ اور اگر یہ تفرق اتصال اس طور پر واقع ہو کہ ان رگوں کے منہ کھل جائیں (عروق شعریہ کٹ جائیں) تو اسے بَشَق (چھید کرنا) کہتے ہیں +

اگر تفرق اتصال شرائین میں واقع ہو، اور یہ مندمل نہ ہو، نیز شریانوں سے خون نکلا کر ایک فضاء میں جمع ہو جائے، حتیٰ کہ یہ فضاء اس خون سے بھر جائے، اور جب اکو نچوڑا جائے تو خون لوٹ کر رگ کی طرف چلا جائے، تو اسے اُمُر الدَّم (انورسا) کہتے ہیں۔ لیکن اس کے خلاف ایک گروہ (بلا امتیاز) شریان کے ہر انفجار (پھوٹ پڑنے) کو اُمُر الدَّم کہتا ہے +

نہیں یہ جاننا چاہئے کہ ہر عضو انحلال فرد (تفرق اتصال) کو برداشت نہیں کیا کرتا ہے؛ چنانچہ قلب اسی قسم کا عضو ہے جو اس کو برداشت نہیں کر سکتا، اور اس کے ساتھ ہی موت آجاتی ہے +

اگر تفرق اتصال جھلیوں (اغشیہ) اور پردوں (حجاب) میں واقع ہو تو اسے فَتَقْ کہتے ہیں۔ اور اگر تفرق اتصال کسی عضو مرکب کے دو اجزاء کے درمیان واقع ہو، جس سے ایک جزر دوسرے جزر سے اس طور پر جدا ہو جائے کہ اسکے کسی عضو مفرد میں تفرق اتصال لاحق نہ ہو، تو اسے اِنْفِصَال (جدا ہو جانا) اور خَلْع (جوڑا دکھڑنا) کہتے ہیں +

اور اگر تفرق اتصال کسی عصب میں ہو، جس سے وہ اپنی جگہ سے ٹل جائے، تو اسے فَکْ کہتے ہیں +

گاہے تفرق اتصال مجاری میں لاحق ہوتا ہے،

وان كان في الشرايين ولم يلحم وكان الدام ليل منہ الى الفضاء الذي يحويه حتى يمتلي ذلك الفضاء و اذا عصرا الى العرق يسمى ام الدم وقوم يقولون ام الدم لكل انفجار شرياني

واعلم انه ليس كل عضو يحتمل انحلال الفرد فان القلب لا يحتمله ويكون معه الموت

واما ان يقع في الاغشية والحجب فيسمى فتقا واما ان يقع بين جزئين من عضو مركب فينفصل احدهما عن الآخر من غاي ان ينال العضو المتشابه الاجزاء تفرق اتصال فيسمى انفصالا وخلعا

واذا كان ذلك في عصب سزال عن موضعه يسمى فكاً وقد يكون تفرق الا اتصال

فی الحجاری فلتوسع وقد يكون
فی غیر الحجاری فیحدت حجاری
لمرتکن

جس سے یہ کشادہ ہو جاتے ہیں۔ اور گاہے غیر حجاری
میں لاحق ہوتا ہے، جس سے نئے حجاری (جو پہلے نہ تھے)
بن جاتے ہیں +

وزوال الاتصال والتفاح ونحوه
اذا وقع فی عضو جلد المزاج صلح
لسرعة وان وقع فی عضو ردى
المزاج استعص حینا ولا سیافی ابدان
مثل ابدان الذین بهم الاستسقاء
وسوء القنیة او الجذام

زوال اتصال (تفرق اتصال) اور تفرح وغیرہ
جب کسی ایسے عضو میں لاحق ہوتا ہے، جسکا مزاج بہتر ہو،
تو وہ بہت جلد درست ہو جاتا ہے؛ اور جب یہ کسی
ردی المزاج عضو میں عارض ہوتا ہے، تو یہ کچھ عرصہ تک
پریشان کرتا ہے، علی الخصوص استسقاء، سوء القنیة، اور
جذام کے مریضوں میں +

واعلم ان القروح الصیفیة اذا
تطاولت وقعت الى الاكلة
ہیں (۲ کلمہ - کھانے والا - کھانے والا) +

معلوم ہونا چاہئے کہ قروح صیفیہ (موسم گرما کے
قروح) جب عرصہ تک قائم رہ جاتے ہیں، تو آکلہ بن جاتے
ہیں (۲ کلمہ - کھانے والا - کھانے والا) +

دانت ستجد فی کتب التفصیل استقصاء
لا مرفق الاتصال موخرًا الیہا

امراض تفرق اتصال کا پورا بیان تمہیں آخر تفصیلی
کتابوں (کتاب سویم و چہارم) میں ملیگا +

فصل پنجم - امراض مرکبہ

فاما الامراض المركبة فلنقل فیہا
ایضاً قولاً کلیاً

امراض مرکبہ میں بھی (امراض مفردہ کی طرح) ہیں کلی
طور پر گفتگو کرنی چاہئے +

نقول ان السنان لثغیر بالامراض
المركبة ای امراض انفتحت مجتمعة
بل الامراض التي اذا جمعت
حدثت من حلتها شئ هو مرض
واحد وهذا هو مثل الورم
والبثور من جنس الورم فان
البثور اورام صغیرا کما

ہم کہتے ہیں: ہماری مراد "امراض مرکبہ" سے یہ
نہیں ہے کہ کسی قسم کے چند امراض (کسی طور پر) اتفاقاً بدن
میں جمع ہو جائیں، بلکہ ہماری مراد اس سے یہ ہے کہ چند
امراض ایسے طور پر اکٹھے ہو جائیں کہ مجموعہ سے (جملہ سے)
ایک ایسی چیز (ایسی حالت) پیدا ہو جائے، جو حقیقت میں
"ایک مرض" ہو، (اس لئے اس کا علاج بھی ایک ہی ہو)
ایسے مرض کی مثال ورم ہے۔ علی ہذا البثور (پھنسیاں) بھی

ان الاورام بتور کبار

اورام ہی کی جنس (قسم) سے ہیں، کیونکہ بتور دراصل چھوٹے چھوٹے اورام ہیں، جس طرح اورام دراصل بڑے بڑے بتور ہیں +

والورم یوجد فیہ اجناس لامراض

ورم کے اندر امراض کے سارے اجناس (تینوں

کلیات) فیہ مرض المزاج

اجناس) پائے جاتے ہیں: مرض مزاج، مرض ترکیب، اور

لانہ لاورام الا ویمحدث من

مرض تفرق اتصال. چنانچہ مرض مزاج (سور مزاج) کے

سوء مزاج مع مادة ویوجد فیہ

پائے جانے کی وجہ یہ ہے کہ ورم سور مزاج مادی کے بغیر پیدا

مرض الهیة والترکیب فانه

ہی نہیں ہو سکتا. مرض ہیئت اور مرض ترکیب کے

لاورام الا وهناک افة فی الشکل

پائے جانے کی دلیل یہ ہے کہ ورم اس وقت تک ہو ہی نہیں

والمقدار وریما کان مع امراض

سکتا، جب تک کہ عضو کی شکل اور مقدار کے اندر کوئی آفت

الوضع ویوجد فیہ المرض المشترك

نہ آئے. علیٰ ہذا بسا اوقات اس کے ساتھ امراض وضع

وهو تفرق الاتصال فانه لاورام

بھی موجود ہوتے ہیں. مرض مشترک یعنی تفرق اتصال

الا وهناک تفرق الاتصال

کے پائے جانے کی وجہ یہ ہے کہ ورم اس وقت تک ہو ہی

فانه لا شک انه قد تفرق الاتصال

نہیں سکتا، جب تک وہاں تفرق اتصال نہ ہو. کیونکہ

لما انصبحت المواد الفضلیة الی العضو

جب مواد فضلیہ متورم عضو کی طرف آکر اس کے اجزاء

الواورام وسكنت بین اجزائه

کے درمیان ٹھہر جاتے ہیں، تو بلا شک و شبہ اتصال میں

مفرقة بعضها عن بعض حتی تلحق

تفرق واقع ہو جاتا ہے، اس لئے کہ یہ مواد ان اجزاء کو

لا تقسمها امکنہ

پھاڑ کر اور جدا کر کے اپنے لئے جگہ بناتے ہیں +

والورم یعرض للاعضاء اللینة

ورم (عموماً) نرم اعضا میں پیدا ہوا کرتا ہے.

وقد یعرض شیئ شبیہ بالورم

اگرچہ ورم جیسی ایک چیز گاسے ہڈیوں میں بھی پیدا ہو جاتی

فی العظام یغلظ لہ حجمها ویزدا

ہے، جس سے انکا حجم دہیز ہو جاتا، اور ان کی رطوبت بڑھ

رطوبتها ولا یغرب ان یشکون

جاتی ہے. اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ جہاں اعضا

القابل للزیادة بالغذاء یقبلها

غذا کی وجہ سے زیادتی کو قبول کر سکتے ہیں، وہ فضلات کی

بالفضل اذا لغذ فیہ اوحداث

وجہ سے زیادتی کو قبول کر سکیں، خواہ فضلات باہر سے آکر

فیہ

ان میں نفوذ کریں، یا وہیں یہ پیدا ہو جائیں (چنانچہ ہڈی

جب غذا کی وجہ سے بڑھ سکتی ہے تو فضلات کی وجہ سے
یہ کیوں نہ بڑھ سکے، اور درم ان میں کیوں نہ ہو سکے) +

یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر درم کے لئے کوئی سبب
بادی ہو (خارجی سبب ہو، بلکہ بدنی یعنی اندرونی اسباب سے
بھی درم پیدا ہو کرتا ہے)۔ پھر درم کے اسباب بدنیہ
میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مادہ کسی عضو سے دوسرے
زیرین عضو کی طرف منتقل ہو کر آجائے؛ ایسے انتقال
مادہ کو **نزله** کہا جاتا ہے (یہ اصطلاح محض شیخ کی ہو گی لانی)۔

بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اورام و بثور جن اسباب
مادیہ (جن مواد) سے پیدا ہوتے ہیں، وہ ایسے دوسرے
مواد میں دبے ہوئے ہوتے ہیں جنکی کیفیت موزی نہیں
ہوتی (یعنی رومی مواد اچھے مواد میں دبے ہوئے ہوتے ہیں)۔
چنانچہ جب یہ اچھے اخلاط کسی طور پر بدن سے خارج ہو جاتے
ہیں، غواہ طبعی استفراغ کے طور پر، جیسا کہ زچہ عورتوں کو
دودھ پلانے کی صورت میں ہوتا ہے؛ غواہ غیر طبعی استفراغ
کے طور پر، جیسا کہ زخم (جراثیم) کی وجہ سے اچھے خون کے
بہ جانے کی صورت میں ہوتا ہے (بہر حال جب ان صورتوں
سے اچھے اخلاط بدن سے خارج ہو جاتے ہیں) تو تنہا اور
خالص مواد ردیہ بدن میں باقی رہ جاتے ہیں، جس سے
طبیعت متاثر ہوتی ہے اور ان کو دفع کرتی ہے؛ اور
بیشتر اوقات ان مواد کے دفعیہ کارخ جلد کی طرف ہوتا ہے،
جس سے جلد میں اورام و بثور پیدا ہو جاتے ہیں +

تقسیم اورام اورام مختلف امتیازات (فصول) سے منقسم

وکل ورم یسبب با ۱۰^۱ سبب البدنی يتضمن انتقال
مادۃ من عضوالی عضو تحتہ
ولیسعی نزلة

وربما کان السبب المادی
الذی یتولد منه الاورام
والبثور مغموراً فی اخلاط
اخری غیر موزیۃ فی کیفیتہا
فاذا استفراغت الاخلاط
الجیدۃ فی وجوہ من الاستفراغ
اما الطبیعی کما یعرض للنفساء
فی الارضاع واما غیر الطبیعی کما
یعرض لجراحة تسیل دمًا
محموداً بقیت تلك الاخلاط
الردیۃ خالصة مفردة فتادی
بها الطبع فلذ فہا وربما کان وجہ
دفعها الی الجلد فحدث فیہا
اورام و بثور

والا ورام قد تنفصل بفصول

۱۰ زچگی کے زمانہ میں استفراغ دو طور پر ہوتا ہے؛ غوثن نفاس جاری رہتا ہے اور دودھ کے ذریعہ مواد بدن
خارج ہوتے ہیں +

مختلفہ الا ان اولیٰ فصولها بالاعتبار، لیکن بہترین قابل اعتبار امتیازات وہ ہیں جو
 فی الفصول الکائنۃ عن اسبابھا وہی انکے اسباب سے ہو سکتے ہیں؛ اور ان کے اسباب وہ
 المواد الٰتی تکنون عنہا الا ورام والمواد مواد ہیں، جن سے اورام کی پیدائش ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ
 الٰتی تکنون عنہا الا ورام سستۃ الاخلاط مواد جن سے اورام پیدا ہوا کرتے ہیں، مجھ میں؛ چاروں
 الاربعۃ والمائیۃ والریجیۃ (خلاط، مائیت اور ریجیت (ریخ) +

والورم اما ان یكون حارًا واما **ورم حار اور** ورم کبھی حار رگرم) ہوتا ہے، اور کبھی حار نہیں ہوتا
 ان لا یكون ولا ینفخ ان یظن ان الودم **ورم غیر حار** (خواہ بارود ہو یا بارود نہ ہو)۔ یہ نہ خیال کرنا چاہئے
 الحار ہوا لکائن عن دم او مرۃ کہ ورم حار محض وہی ہے جو خون یا صفرا (میرہ) سے پیدا ہوتا
 فقط بل عن کل مادۃ کانت حارۃ ہے؛ بلکہ ورم حار ہر اُس مادہ سے پیدا ہو سکتا ہے جو بوجہ ہر
 مجوہرہا او عرضت لہا الحارۃ حار ہو (جسکا جو ہر ہی حار ہو)، یا اُس میں عفونت کی وجہ سے
 بالعفونۃ حرارت عارض ہو گئی ہو +

وان کانت ہذہ الاجناس ایضا ورم کی مذکورہ بالا جنسین (جو مواد مذکورہ کے محاظ
 قد تنقسم بحسب النقسام انواع سے مجھ میں) ہر مادہ کی قسموں کے محاظ سے اور بھی منقسم
 کل مادۃ وذلك بالقول النوعی ہوتی ہیں (تقسیم و تقسیم کو قبول کرتی ہیں) لیکن ان قسموں کا
 فی الاورام اولیٰ تذکرہ (تذکرہ نوعی۔ تذکرہ جزئی) ”بحث اورام“ میں ہونا
 چاہئے +

وعادتهما ان یسموا الدموی اطباء کی عادت ہے کہ خالص ورم دموی کو فlegمونی
 المحض فlegمونی والصفرای کہہ کرتے ہیں، اور خالص صفراوی کو فlegمرا کہہ؛ اور ان
 المحض حمرة والمرکب منہما باسم دونوں کے مرکب کو مرکب نام سے یاد کرتے ہیں۔ اور ان
 مرکب ویقلد مون الاغلب منہما دونوں ناموں میں سے پہلے وہی نام لاتے ہیں جو غالب
 فیقولون مرۃ فlegمونی حمرة ہوتا ہے؛ چنانچہ گاہ فlegمونی حمرا اور گاہ ہے حمرا فlegمونیۃ
 ومرۃ حمرة فlegمونیۃ واذ اجمع کہا کرتے ہیں۔ پھر ورم میں جب پیپ پڑ جاتی ہے، تو اسے
 سمی خراجا خراج (بھڑٹا) کہا جاتا ہے +

واذا وقع الخراج فی اللحم الرخوة جب ورم گلیٹوں (لحم رخوۃ) میں ہوتا ہے، مثلاً مثلاً
 لہ مغابن“ بفل، کخ لان اور کان کے پیچھے کی گلیٹیاں۔ لیکن یہاں شیخ کی مراد محض بغل کی گلیٹیاں ہیں +

کالمغابین والنغائر وخلفت الاذن
فلا لربیة وکان من جنس فاسد
وسند کمره فی موضعه الجزئی
یسع طاعونا

نغایع، کان کے پیچھے اور کنج ران کی گلیاں، نیز یہ ورم
بڑی قسم جنس فاسد کا ہوتا ہے، جسے ہم اس کے جزئی
مقام میں (معابجات امراض مجزیہ میں) بتائیں گے، تو اسے
طاعون کہا جاتا ہے +

دلا ورام الحارۃ ابتداء فیہ
یبتدفع الخط ویظهر الحجم ثم
تزد فی تزدید معہ الحجم و
یمتد ثم وقوف عند عیایة
الحجم ثم تأخذ فی الخط فتنفی
فتخلل او تنقیح

ورم حار کے [ادقات] تزدید، وقوف، اور انحطاط۔ وقت ابتداء
میں غلط عضو مادن کی طرف آنے لگتی ہے، اور حجم ورم
کا حجم) نمودار ہونے لگتا ہے۔ وقت تزدید میں حجم بڑھتا
جاتا، اور پھیلتا جاتا ہے، وقت وقوف وہ زمانہ ہے
جبکہ ورم کا حجم بڑھ کر اپنی انتہا کو پہنچ جاتا ہے، اور وقت
انحطاط وہ زمانہ ہے جبکہ وہ گھٹنے لگتا ہے؛ یعنی مادہ نفع
پاک ورم تحلیل ہو جاتا ہے، یا اس میں پیپ پڑ جاتی ہے +

ومال امره اما تحلل واما جمعه مدۃ
واما استحالة الى الصلابة

ورم کے تین انجام ہوا کرتے ہیں: (۱) تحلیل ہو جانا
(۲) پیپ پڑ جانا۔ (۳) صلابت (سختی) کی طرف منتقل
ہو جانا +

واما الادرام الغیر الحارۃ فاما
ان تكون من مادة سوداویة او
بلغمیة او مائیة اور یحیة
والکائنۃ عن مادة سوداویة ثلثة
اجناس الصلابة والسرطان
والکثرهما خریفیة واجناس الغد
التي تكون منها الخنازیر والسلم
والفرق بین اجناس الغد
وبین الجنسین الاخرین ان اجناس

اور ام غیر حارہ گاہے مادہ سوداویہ سے، گاہے
مادہ بلغمیہ سے، گاہے مائیہ سے، اور گاہے ریحیت
(ریح) سے پیدا ہوا کرتے ہیں +
پھر جو ادرام مادہ سوداویہ سے پیدا ہوتے
ہیں، انکی تین جنس ہیں: (۱) صلابت اور (۲) سرطان
جو بیشتر موسم خریف میں ہوا کرتے ہیں؛ (۳) وہ گلیاں
جن سے خنازیر اور سلم (رسولیاں) ہوا کرتے ہیں +

گلیوں میں اور صلابت و سرطان میں یہ فرق ہے
کہ گلیاں اپنے ماحل اور گرد کی ساختوں سے الگ ہوتی
لے نغایع سے یہاں مراد غالباً کورتین ہیں +

الغدد تكون متبرئة عما يحويها ہیں، (چپاں نہیں ہوتی ہیں)، مثلاً سادہ گلیٹیاں (غدد) مثل الغدد المحصنة او متشعبة به محصنة۔ غیر موزی گلیٹیاں جو نئی پیدا ہو جاتی ہیں؛ یا وہ بظاہر ہا فقط مثل الخنازير گلیٹیاں وہاں کی ساخت کی محض بیرونی سطح سے چپاں و اما تلك الاخر فتكون مخالطة ملاخلة ہوتی ہیں، جیسے خنازیر۔ رہی صلابت اور سرطان، تو یہ لجوہ العضو الذی ہی فیہ دونوں میں عضو میں ہوتے ہیں، اُس عضو کے جوہر کے ساتھ مخلوط اور اُس کے اندر گھسے ہوئے ہوتے ہیں +

والفرق بين الصلابة والسرطان ان الصلابة ورم ساکن ہا۔ ایک ساکن، غیر متحرک ورم ہے جو جس کو باطل یا مادہ فاسد مبطل للحس اذ ألقت فیہ لا وجع کر دیتا ہے، اور اس کے ساتھ کوئی درد نہیں ہوتا؛ اور معہ والسرطان مقروء متزید مودہ سرطان ایک متحرک، بڑھنے والا، اور موزی (مرض) اصول ناشیة فی الاعضاء لیس یجب ہے، جس کی چند جڑیں بھی ہوتی ہیں، جو اعضا کے اندر ان یبطل معہ الحس الا ان یطول بڑھ جاتی ہیں؛ اس کے ساتھ یہ ضروری نہیں ہے کہ مدته فیمیت العضو ویبطل حصہ جس بھی باطل ہو جائے؛ ہاں اگر اس کی مدت دراز و لیس یبعد ان یكون الفصل ہو جاتی ہے، تو یہ عضو کو مردہ کر کے ص کو باطل کر دیتا ہے بین السرطان والصلابة بعوارض یہ بھی بعید نہیں ہے (بلکہ قرین قیاس ہے) کہ سرطان اور لازمہ لا بفصول جوہریۃ صلابت کے درمیان فرق جوہری امتیازات کی وجہ سے نہ ہو (ان کے اسباب مادہ کی وجہ سے نہ ہو)، بلکہ محض انکی عوارض لازمہ کی وجہ سے فرق ہو (کیونکہ اطباء کا خیال ہے کہ ان دونوں کا مادہ وہی سودا ہے، جو دونوں میں

ایک ہے) +

ولا ورام الصلبة السوداء اور ارام سوداویہ سخت ہوا کرتے ہیں، نگاہ سے شرعاً متبدل ہی فی اول کونہا ہی سے سخت ہوتے ہیں، اور گاہے یہ اور ارام صلابت کی طرز صلبة وحتی تنقل الی الصلابة (بترتیب) منتقل ہو جاتے ہیں (اور ان میں سختی بعد کو وخصوصاً الدمویۃ وحتی آجاتی ہے)؛ چنانچہ خصوصیت کے ساتھ اور ارام دموویہ

لحد وہ عوارض جو ان دونوں امراض کے ساتھ لازماً پیدا ہوتے ہیں +

يعرض ذلك ايضا في البلغمية (اورام سوداویہ دمویہ) صلابت کی طرف منتقل ہو جاتا یا
احیاناً کرتے ہیں؛ اگرچہ گاہے ایسا انتقال اورام بلغمیہ (اورام
سوداویہ بلغمیہ) میں بھی ہوا کرتا ہے +

ويفارق الغدد والسلع (گٹھیاں (غدد) اور رسولیاں اور اسکی قسم کی دوسری بیماریاں
وما يشبههما من تعقد العصب تعقیدی (عصبی گره اور دتری گره) سے یہ فرق رکھتی ہیں کہ
بان التعقد الزم لموضعه تعقد اپنی جگہ کو خوب پکڑے ہوئے ہوتا ہے (ہلانے سے
وملمسه عصبی واذابدا نہیں ہوتا ہے) نیز اس کا لمس عصبی ہوتا ہے، اور جب
بالغز عا دوا ذابدا واء اسے دبا کر منتشر کر دیا جاتا اور پھیلا دیا جاتا ہے، تو یہ پھر
قوی غیر الغز لم يعد عود کرتا ہے، اور جب اسے دباؤ کے علاوہ کسی قوی
دوا سے منتشر کر دیا جاتا ہے تو لوٹا نہیں کرتا +

اس کے برعکس گٹھیوں کا لمس عصبی نہیں ہوتا، اور نہ یہ دبانے سے دیتی ہیں کہ پر آگندہ اور منتشر ہو کر پھر
لوٹ آئیں۔ علیٰ ہذا رسولیاں دبائے سے دب جاتی ہیں، اور پھر لوٹ آتی ہیں، اور جب کسی قوی دوا سے انہیں
منتشر کر دیا جاتا ہے، تو بھی یہ لوٹ آتی ہیں۔ آملی +

واكثرها يحدث عن التعب (علاوہ ازیں تعقد (گرہ) اکثر اوقات تعب (کثرت
ویبطل بطلانا بالمتقلات من حرکت) کی وجہ سے ہوا کرتا ہے، اور بیماری چیزوں مثلاً
الاسرب ونحوہ سببہ وغیرہ کے دباؤ سے (پورے طور پر) باطل ہو جاتا یا
کرتا ہے +

واما جنس الاورام البلغمية (اورام بلغمیہ کی دو قسمیں ہیں: ورم رخو (نرم ورم)
فینقسم الى نوعين الورم الرخو اور نرم رسولیاں۔ پھر ان دونوں میں باہم یہ فرق ہے کہ
والسلع اللينة ویثفا صلابت رسولیاں اپنے غلاف میں ہوتی ہیں، اور ممتاز (الگ) رہتی
بان السلع متميزة فی غلف الورم ہیں، اور ورم رخو (نرم ورم) (اعضا کی ساختوں کے
الرخو محاط غیر متمیز واکثر ساتھ) مخلوط ہوتا اور ممتاز نہیں ہوتا (الگ نہیں ہوتا ہے)؛
اورام الشتاء بلغمیہ حتی الحارۃ موسم سرما کے بیشتر اورام بلغمی ہوا کرتے ہیں، حتی کہ موسم
منها تكون بیض الا لوان سرما کے گرم اورام بھی سفید رنگ کے ہوتے ہیں (یعنی گرم
اورام کے آثار بھی رنگ وغیرہ کے لحاظ سے موسم سرما میں

بلغی اور ام کے مانند ہوتے ہیں) +

واعلم ان الاورام البلیغیة تختلف بحسب غلظ البلغم ورسا وده وراقته حتی تشبه تاراة السوداء وناثر الریحمة وناثر المائیة وکثیرا ما یزل البلغم الرقیق فی النوازل فی خلل العین الاعصاب حتی تبلغ فی مثل عضلات الحجرۃ السفلی منها فمادونها واما الاورام المائیة فهی کالاستقاء والقیلة المائیة والورم الذی یعرض فی القحف من المائیة وما یشبه ذلك

جاننا چاہئے کہ بلغی اور ام بلغم کی غلظت اور نرمی اور رقت کے لحاظ سے مختلف ہوا کرتے ہیں؛ حتیٰ کہ یہ گٹا ہے سوداوی اور ام جیسے ہوتے ہیں، گٹا ہے رچی اور ام جیسے، اور گٹا ہے مائی اور ام جیسے لمبا اوقات نزدیکی صورتوں میں رقیق بلغم اعصاب کے ریشوں میں اور ترکہ خجرہ کے زیرین عضلات وغیرہ تک اتر جاتا ہے (جس سے ان میں ایسے اور ام پیدا ہو جاتے ہیں جو مائی اور ام سے مشابہ ہوتے ہیں) +

اور ام مائیہ کی مثال استقاء (استقائے زقی) اور قیلہ مائیہ (خوطوں میں پانی کا بھر جانا) ہے۔ علیٰ ہذا اسکی مثال وہ ورم بھی ہے جو کھوپڑی میں مائیہ (اجتماع مائیہ) سے پیدا ہوتا ہے (جسکو بقول گیلانی "عطاس الصبیاں" کہا جاتا ہے)؛ علیٰ ہذا اس کے مانند دوسرے اور ام بھی ہیں جو اور ام مائیہ میں شمار کئے جاتے ہیں +

واما الاورام الریحیة فهی ایضا تنوع الی نوعین احدهما التھیم والاخر النفخۃ والفرق بین التھیم و بین النفخۃ من وجہین احدهما القوام والثانی المخالطۃ و بیان هذا ان الریم فی التھیم فی الخلطۃ لحوہ العضو و فی النفخۃ مجتمعة مملدۃ غیر فی الخلطۃ للعضو وان التھیم یستلزم الحس والنفخۃ تقاوم المدا فمرقاومۃ کثیرۃ او قلیلة

اور ام ریحیہ کی بھی دو قسمیں ہیں: (۱) تھیم یعنی بھر بھر اٹ اور (۲) نفخ (اُبھارہ)۔ تھیم اور نفخ میں دو طور پر فرق ہے: (۱) قوام کے لحاظ سے؛ (۲) اختلاط کے لحاظ سے۔ اس کی وضاحت اور تفسیر یہ ہے کہ تھیم کی صورت میں ریح عضو کے جوہر کے ساتھ مخلوط اور ملی ہوئی ہوتی ہے، اور نفخ کی صورت میں ریح ایک جگہ اکٹھی ہوتی، تناؤ پیدا کرتی اور عضو کے ساتھ مخلوط نہیں ہوتی ہے۔ قوام کے لحاظ سے یہ فرق ہے کہ تھیم جھونے سے نرم محسوس ہوتا ہے، اور نفخ (بمقابلہ تھیم کے آسانی سے دبتا نہیں بلکہ) دباؤ کا کم و بیش مقابلہ کرتا ہے +

نہ یہ عبارت بعض نسخوں میں ہے۔ اگر یہ عبارت نہ ہو تو بہتر ہے +

والبثور ایضاً علی عدد الاورام
فمنها دمویة کالجدری وصفراویة
محضة کالشری الصفراوی
والجاورسیة ومختلطة کالحصبۃ
والنملة والمسامیر والجرب
والتآکیل وغیر ذلک وقد
تکون مائتة کالنفطات
وریحیة کالنفخات

بثور یعنی پھنسیوں کے اعداد (اقسام) بھی مادہ کے
محافظ سے اور ام کے مطابق ہیں، چنانچہ بثور دمویہ کی مثال
جُدری (چچک) ہے، خالص صفراوی بثور کی مثال شرے
صفراوی (صفراوی پتی) اور جاورسیہ نامی بثور ہیں (جو چھوٹے
چھوٹے باجوے جیسے سُرخ رنگ کے بثور ہیں، جنکے سرے
سفید اور بڑے سُرخ ہوتی ہیں)۔ اُن بثور کی مثال جو مخلوط
صفراء سے پیدا ہوتے ہیں، حصبہ (کھسرو)، نملة، مسامیر
اور مثلاً جرب (خارش کے دانے)، اور تآلیل (تستے) وغیرہ
(بقول گیلانی مسامیر زیادہ تر بلفی ہوا کرتے ہیں، اور تآلیل
زیادہ سوداوی)۔ اسی طرح بثور گاسہ مائی (پانی کے)
ہوتے ہیں، مثلاً نفخات (آبلے) اور گاسہ ریحی (ہوائی)
ہوتے ہیں، مثلاً نفخات (ہوائی آبلے) +

وانت تجد فی الکتاب الرابع تفصیل الاورام
والبثور وما یلیق بذلک الموضوع بالاستقصاء
بوری تفصیل ملے گی، جو اسی مقام کے لئے موزوں ہے +

الفصل السادس فی امور
تعد مع الامراض

فصل ششم چند امور جو امراض کیساتھ
گننے جاتے ہیں

ولهنا امور خارجة عن الامراض
وتعد فیہا وہی الامور الداخلة
فی الذینۃ احدھا فی الشعر
والثانی فی اللون والثالث

جہاں طبیب امراض کو گننا ہے، وہاں چند ایسے
امور کا بھی ذکر کیا جاتا ہے، جو اگرچہ امراض سے خارج ہیں
مگر امراض کے ساتھ شمار ضرور کئے جاتے ہیں (کیونکہ یہ امور
در اصل ایسے اعراض ہیں جو مخفی امراض پر دلالت کرتے ہیں)۔

لہ نملة (پیوٹی) وہ بثور ہیں جو سوزش اور جلن کے ساتھ ہوتے ہیں، اور چیونٹی کی طرح سے بدن میں ادھر ادھر دھرتے
رہتے اور جگہ بدلتے رہتے ہیں، لہ مسامیر (منخ) وہ چھوٹی چھوٹی سخت پھنسیاں ہیں جنکے سرے بڑے اور چڑپڑ
پتلی ہوتی ہیں، اور بدن کے اندر اس طرح گھسی رہتی ہیں گویا بیخ ٹھکی ہوئی ہے۔ آملی۔

فی الرائحة واللباع فی السحنة بعد اللون

یہ امور دراصل امور زینت ہیں رفو بصورتی سے متعلق ہیں)۔

(۱) بالوں کے متعلق (۲) بدن کے رنگ کے متعلق (۳) رائحہ (بوہ) کے متعلق (۴) رنگ کے بعد سحنہ (ڈیل ڈول) کے متعلق۔

واجناس امراض الشعر التناثر والتمرط والقصر والقلّة والشقاق والدقة والغلط وانحراط الجعودة وانحراط السبوطه والشيب واستحالة اللون كيف كان

بالوں کے امراض حسب ذیل ہیں: (۱) تناثر اور تمرط یعنی بالوں کا گرنا تناثر اور تمرط میں فرق یہ ہے کہ تناثر میں بال متفرق مقامات سے جھڑتے ہیں، جیسا کہ امراض مزمنہ کے بعد ہوا کرتا ہے، اور تمرط میں بال ایک ہی مقام سے اس قدر گر جاتے ہیں کہ اسلی جلد نکل آتی ہے، جیسا کہ دارالشعلب میں ہوتا ہے) (۲) قصر یعنی بالوں کا چھوٹا ہونا (۳) قلت یعنی بالوں کا کم ہونا (۴) شقاق یعنی بالوں کا چرانا (۵) دقت یعنی بالوں کا باریک ہونا (۶) غلظت یعنی بالوں کا موٹا ہونا (۷) انحراط جعودت یعنی زیادہ گھونگھریا لے ہونا (۸) انحراط سبوطت یعنی طبعی حالت سے زیادہ بالوں کا سیدھا ہونا (۹) شیب یعنی بالوں کا سفید ہونا (۱۰) بالوں کی رنگت میں کسی اور قسم کی تبدیلی کا واقع ہونا +

وأفان اللون تدخل فی أربعة اجناس جنس استحالة عن سوء مزاج جمادة كاليرقان وبغير مادة كالجصية العارضة للون عن مزاج بارد مفرد والصفرة التي ربما كانت عن سوء مزاج حار مفرد

آفات کون (بدن کے رنگ کے امراض) چار جنسوں (چار قسموں) میں تقسیم کئے گئے ہیں: اول سوء مزاج کی وجہ سے بدن کی رنگت کا تبدیل ہونا، خواہ سورمزاج مادہ کے ساتھ ہو، جیسا کہ یرقان میں (بدن کا رنگ زرد ہو جاتا ہے)، یا سورمزاج مادہ کے بغیر ہو، جیسا کہ سورمزاج باردمفرد کی وجہ سے بدن کا رنگ جھٹی (چونے جیسا سفید) ہو جاتا ہے؛ اور جیسا کہ سورمزاج حارمفرد کی وجہ سے گاسے بدن کا رنگ زرد ہو جاتا ہے +

احسنہ۔ بدن کی حالت لاغری اور فربہ کی لحاظ سے، یا لاغری، فربہ اور رنگ کے لحاظ سے +

وجنس استحالۃ عن اسباب بادیۃ
کما تسفر الشمس والبرد والريح
اللون
ووجنس انبساط اجسام غریبة اللون
على الجلد الحامل للون كالبهق
الاسود وانتقاطها فيه
كالخيلان والشمس والبرش
والكلف

ووجنس اسباب باویہ کی وجہ سے بدن کی رنگت
کا تبدیل ہو جانا، جیسا کہ دھوپ، ٹھنڈا، اور ہوا کی وجہ سے
بدن کی رنگت بدل جایا کرتی ہے +
سولیم جلد پر جو کہ اصلی رنگ کی حامل ہے
غیر طبعی رنگ کے اجسام کا پھیل جانا، مثلاً سیاہ
ہن (چھپ)، جلد پر (غیر طبعی رنگ کے) نقطوں کا ہونا جیسے
خیلان (رتیل)، شمس (گول سیاہ سُرخ مائل) وجہ ہوتے ہیں
جو جلد پر پیدا ہو جاتے ہیں، برش (چھوٹے چھوٹے سیاہ
یا سُرخ مائل نقطے ہوتے ہیں، جو عموماً چہرہ پر پیدا ہو جاتے
ہیں)، اور کلف (چہرہ کے رنگ کا سیاہی مائل ہو جانا) +

وجنس الانار العارضة من التيام
تفرق اتصال عراض كاتار الجذري
وانداد القروح
وآفات الرأحة كالصنان ونحوه
من الروائح الكريهة التي تفوح
من الابدان

چهارم۔ وہ آثار اور نشانات جو تفرق اتصال
(اور زخموں) کے اندمال سے پیدا ہو جاتے ہیں، مثلاً چھپک
کے داغ، اور انداب قروح (قروحوں کے نشانات) +
آفات راحہ یعنی بو کے امراض، مثلاً صنان (رگنگی
بغل) اور اسی قسم کی دوسری مکروہ بوئیں جو بدن سے نکلا
کرتی ہیں +
رنگ کے بعد سمن (ڈیل ڈول) کے آفات
مثلاً لاغری کی زیادتی، اور فربہ کی زیادتی +

فصل سہم۔ اوقات امراض

الفصل لسا بعرفى اوقات الامراض
اعلم ان اكثر الامراض اربعة اوقات
وقت الابتداء ووقت التزايد
وقت التناقص ووقت الانتهاء

کے بعض نسخوں میں یہ لفظ نہیں ہے + لے بعض کتابوں میں یہ لفظ نہیں ہے +
لے اکثر امراض میں چار زمانے ہوتے ہیں، سارے امراض میں نہیں، کیونکہ بہت سے امراض چاروں زمانے ختم بھی نہیں کرتے
پاتے ہیں کہ بعض مر جاتا ہے، اور بہت سے امراض ختم ہوتے ہیں، جن میں چار زمانے کسی طرح نہیں مکمل کئے، مثلاً ٹھیکو کا چھو ہونا +

ووقت المنتہ و وقت الانحطاط و ماخرج جو ان چاروں اوقات سے باہر ہیں (مثلاً زمانہ نقاہت)

من هذا فہی من اوقات الصمۃ وہ دراصل اوقات صحت میں شامل ہیں +

ولیس نعتی بوقت الابتداء وقت ابتداء اور انتہاء سے ہماری مراد ایسے کئی

والانتہاء طرفان لایستبان (سرے، اطراف) نہیں ہیں جن میں مرض کا حال ظاہر نہیں

فیہما حال المرض بل لکل ہوتا یعنی ابتداء اور انتہاء کوئی آں واحد نہیں ہے، جیسا کہ

واحد منہما زمان محسوس بعض لوگوں نے سمجھا ہے، بلکہ ابتداء اور انتہاء کے لئے

یکون لہ حکم مخصوص ایک محسوس (اور مخصوص) زمانہ ہوتا ہے، جن میں (علاج

معالجہ کے لحاظ سے) خاص احکام ہوتے ہیں (مثلاً کما جاتا

ہے کہ درم حار کے ابتدا میں ردا درغ لگائے جائیں، اور

انتہاء میں محلات مرخیہ) +

ووقت الابتداء هو الذی وقت ابتداء وہ زمانہ ہے جس میں مرض ظاہر

یظہر فیہ المرض ویکون اور نمایاں ہوتا ہے، اور جس میں مرض کے حالات (گویا)

کالمشایہ فی احوالہ لایستبان ایک جیسے ہوتے ہیں (یعنی) اس زمانہ میں مرض کی زیادتی

فیہ تزییدہ نمایاں طور پر) ظاہر نہیں ہوتی ہے (ورنہ حقیقت میں

مرض بڑھتا ہی رہتا ہے) +

والتزییدہ هو الوقت الذی یستبان وقت تزییدہ وہ وقت ہے جس میں ہر لحظہ اور

فیہ اشتدادہ فی کل وقت بعد وقت ہر گھڑی مرض شدت پکڑتا جاتا اور بڑھتا جاتا ہے +

ووقت الانتہاء هو الوقت الذی وقت انتہاء وہ وقت ہے جس کے پورے زمانہ

یقف فیہ المرض فی جمیع اجزائہ میں مرض ایک حالت پر قائم رہتا ہے لہذا اس میں زیادتی

علی حالۃ واحدہ ہوتی ہے، اور نہ کمی) +

والانحطاط وهو الزمان الذی یظہر وقت انحطاط وہ زمانہ ہے جس میں مرض کے

فیہ انتقاصہ وکلمہ امعن کانت اندر کمی ظاہر ہونے لگتی ہے، اور جب قدر زمانہ گزرتا چلا

الانتقاص اظهر جاتا ہے، اسی قدر مرض میں کمی ظاہر ہوتی چلی جاتی ہے +

لہذا اس سے جائز ہے کہ خیال کی ترویج نہ نظر ہے۔ ایام نقاہت کو جائز ہے نہ صحت کے زمانہ میں گنتا ہے

اور نہ مرض کے زمانہ میں، بلکہ اسے حالت ثانیہ شمار کرتا ہے +

وہذا الاوقات فتد تكون بحسب المرض من اوله الى آخره
 یہ اوقات مذکورہ گاہے اول سے آخر تک پورے مرض کے لحاظ سے ہوتے ہیں، جس میں ساری باریاں اور
 فی نواصبہ وتقسیم اوقاتا کلیة نوبتیں آجاتی ہیں، ایسی صورت میں انکو اوقات کلیہ
 وقد تكون بحسب نوبة (بڑے اوقات) کہتے ہیں۔ اور گاہے ہر ہر نوبت کے لحاظ
 نوبة وتقسیم اوقاتا جزئیة سے لئے جاتے ہیں (یعنی ہر روز اور ہر باری میں چاروں
 زمانے پائے جاتے ہیں) ایسی صورت میں انکو اوقات
 جزئیة کہا جاتا ہے +

پہلی صورت میں چاہے ایک مرض کی سیکڑوں باریاں آجائیں، مگر اس مرض کے زمانے چار ہی ہونگے
 اور دوسری صورت میں ہر باری کے وقت چاروں زمانے پائے جائینگے۔ باری کے شروع ہونے کا وقت بڑھنے
 کا وقت، انتہا کا وقت، اور باری کے اوتھنے کا وقت +

الفصل الثامن في تمام القول في الامراض فصل ششم - امراض کی بارہ میں آخری تذکرہ

ان الامراض تدلحقتها (یعنی احوال امراض کا بقیہ بیان) امراض کے نام
 التسمية من وجوه جو رکھے جاتے ہیں، تو تنسیہ میں مختلف درجہ (اور مختلف
 خیالات) دخیل ہوتے ہیں +

اما من الاعضاء الحاملة لها كذات الجنب وذات الرية (۱) گاہے اُن اعضاء کے لحاظ سے نام رکھا
 جاتا ہے، جس میں مرض واقع ہوتا ہے (جو اعضاء حامل
 امراض ہوتے ہیں)؛ مثلاً ذات الجنب (پلو میں ہوتا ہے)
 ذات الرية (پھیپھڑے کا درم جو پھیپھڑے میں ہوتا ہے) +

واما من اعراضها (۲) گاہے مرض کا نام اُس مرض کے عرض
 کے نام پر رکھا جاتا ہے، مثلاً صرع (مرگی کا نام ہے، حالانکہ
 "صرع" کے اصلی معنی گر پڑنے کے ہیں) +

واما من اسبابها كقولنا (۳) گاہے مرض کا نام اس کے سبب کے نام
 مرض سوداوی جیسا کہ ما لخواہ کو ہم "مرض سوداوی" کہتے ہیں +

مرض سوداوی

واما من التشبيه كقو لنا
داء الاسد و داء الفيل
(۴) گا ہے مرض کا نام کسی تشبیہ کے لحاظ سے
رکھا جاتا ہے، مثلاً داء الاسد (جذام کو) اور داء الفیل
(فیلپایہ کو) *

”داء الاسد“ یعنی ”شیر کی بیماری“ جذام کو اسلئے کہا جاتا ہے کہ جذامی کا چہرہ بہت سی باتوں میں شیر کے
مانند ہو جاتا ہے، علی الخصوص جذامی کی ناک شیر کی ناک سے بہت مشابہ ہو جاتی ہے *

واما منسوباً الى اول من
بذل كسا انه عرض له وذلك
كقوله قرحه طيلانسية
منسوبة الى رجل يسمى
طيلانس
(۵) گا ہے مرض کا نام اُس شخص کی طرف منسوب
کر کے رکھا جاتا ہے، جس شخص کے بارہ میں مشہور رہے
کہ سب سے پہلے اُسے یہ مرض لاحق ہوا تھا، مثلاً قرحہ
طیلانسیہ ”طیلانس“ نامی شخص کی طرف منسوب ہے (قروح
طیلانس خاص قسم کے متعفن قروح ہیں جن سے خون
اور صديد یعنی زرداب بہتا رہتا ہے) *

واما منسوباً الى بلد يكثر
حدوثه فيه كقوله قرحه القروح
البلخية
(۶) گا ہے مرض کا نام اُس شہر کی طرف منسوب
کر کے رکھا جاتا ہے جن میں کثرت سے وہ مرض لاحق ہوا
کرتا ہے، مثلاً قروح بلخیہ *

”قروح بلخیہ“ بلخ نامی شہر کی طرف منسوب ہیں؛ جو بری قسم کے سفعہ (گنج) کے قبیلے سے ہیں؛ ان قروح پر
کھڑکھڑتے ہیں، اور ان سے زرداب یا صديد بہتا رہتا ہے، کیا عجب ہے کہ دہلی میں جو ”اورنگ زیبی جھوٹا“
شہور ہے، وہ اسی قسم کے قروح کی جنس سے ہو *

واما منسوباً الى من كان مشهوراً
بالانجاس في معالجاتها كالقرحة
الخيارونية
(۷) گا ہے مرض کا نام اُس شخص کی طرف منسوب
کر کے رکھ دیا جاتا ہے، جو اسکے علاج میں ”دست شفا“
رکھنے کی شہرت رکھتا ہو؛ مثلاً قرحہ خیرونیہ *

قرحہ خیرونیہ خیرون نامی طبیب کی طرف منسوب ہے، جو اسکے علاج میں شہور تھا، جیسا کہ حالیوس
نے بتایا ہے۔ قروح خیرونیہ خاص قسم کے مرض نہایت خراب قسم کے قروح ہیں جو شکل اندمال پذیر ہوتے ہیں؛

واما من جواهرها وذواتها
كالحم والوسم
(۸) گا ہے مرضوں کے نام ان کے جوہروں
(ماہیتوں) اور ان کی ذات کے نام پر رکھے جاتے ہیں مثلاً
مُحی (بخار)، اور ورم (ان دونوں الفاظ کے جو لغوی معانی

ہیں، وہی ان کی ذات اور ماہیت ہے) +

قال جالینوس ان الامراض اما
ظاہرۃ فتعرف حیا و اما
باطنۃ سہلۃ الوقوف علیہا
کاوجاع المعدۃ والریۃ او
عسرۃ الوقوف علیہا کافات
الکبد و مجاری الریۃ و اما
غیر مدرکۃ الا بالتحمین کالات
العارضۃ لمجاری البول

امراض ظاہرہ جالینوس کہتا ہے کہ بعض امراض بیرونی
و باطنہ (ظاہرہ) ہوتے ہیں، جو حیا معلوم کر لئے
جاتے ہیں (مثلاً بیرونی اور ام، ثیر، اور پھوڑے وغیرہ)
اور بعض امراض اندرونی (باطنہ) ہوتے ہیں، خواہ اُنکا
پچاننا آسان ہو، جیسے معدہ کا درد، اور پیپٹے کا درد
اور خواہ اُنکا پچاننا مشکل ہو، مثلاً جگر کے آفات، اور
پیپٹے کی نالیوں (مجاری ریہ) کے آفات؛ اور خواہ
ایسے ہوں کہ محض تخمین (اندازہ اور اُٹکل) سے معلوم کئے
جاسکیں، مثلاً وہ آفات جو مجاری بول میں لاحق ہوں +

والامراض وقد تكون خاصة
وقد تكون بالشركة والعضو
یشارک عضو فی مرضہ اما
لا تھما متواصلان بالطبع
یتصل بینھما الاک کالدماغ
والمعدۃ یصل العصب بینھما
والرحم والشدی تصل
الاوردۃ بینھما

امراض خاصۃ امراض بعض اوقات خاصۃ (اصلیہ) ہوتے
ہیں، اور بعض اوقات شریکہ۔ جب
کوئی عضو دوسرے عضو کی کسی مرض میں شریک کر تا ہو
تو اس کی بہت سی وجہیں ہیں: (۱) دونوں اعضا بطبعاً
آلات کے ذریعہ باہم اتصال رکھتے ہوں، مثلاً معدہ اور
دماغ اعصاب کے ذریعہ دونوں اتصال رکھتے ہیں (معدہ
اور دماغ عصب راجع کے ذریعہ اتصال رکھتے ہیں۔
عصب راجع کی وجہ سے معدہ میں ہستی قوت حاصل ہوتی
ہے، جس سے اس میں بھوک کا احساس ہوتا ہے)،
اور رحم اور پستان و ریدوں کے ذریعہ باہم اتصال
رکھتے ہیں +

واما لان احدهما
طریق الی الشانی کالریبتین
لورما لتاقین

(۲) ایک عضو دوسرے عضو کے لئے راستہ
ہو، مثلاً کنج ران (اربیہ) پنڈلی کے ورم کے لئے (راستہ
ہے، پنڈلی کے ورم کے وقت کنج ران کی گلیاں گاہے
پھول جاتی ہیں) +

واما لانهما متجاوران كالرقة والدماغ فكل يشترك الا خرو خصوصاً اذا كان احدهما جاراً ضعيفاً فيقبل الفضل من صاحبه كالابط للقلب

(۳) ایک عضو دوسرے عضو کے قرب اور پڑوس میں ہو، مثلاً گردن اور دماغ، ایسی صورت میں ہر عضو دوسرے عضو کے مرض میں شریک ہو جاتا ہے، علی الخصوص جبکہ ان دونوں میں سے ایک پڑوسی کمزور ہو، تو وہ اپنے ساتھی کے فضلات کو قبول کر لیا کرتا ہے، جس طرح قلب کے لئے بغل و بغل کی گلیاں ضعیف مجاور ہیں، جو قلب کے فضلات کو قبول کر لیا کرتی ہیں) *

واما لان احدهما مبدأ واصل لفعل الثاني كالجاب للردية في التنفس

(۴) ایک عضو دوسرے عضو کے فعل کا مبدأ اور جز ہو، مثلاً حجاب حاجز پھیپھڑے کے لئے تنفس کے بارہ میں (مبدأ اور جز ہے) *

بقول جالینوس حجاب حاجز پھیپھڑے کی حرکت کے لئے اصل ہے، اور تنفس میں اتنا کام کرتا ہے کہ بعض اوقات سارے عضلات تنفس کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔ بقول جالینوس پھیپھڑے کی ذاتی کوئی حرکت نہیں، کیونکہ جب حجاب کی حرکت بند ہو جاتی ہے، تو پھیپھڑے بھی معطل ہو جاتے ہیں۔ نیز جب سینہ میں کوئی سوراخ ہو جاتا ہے، تو حجاب کی حرکت سے سینے کے اندر اسی بیرونی سوراخ سے ہوا داخل ہو جاتی ہے اور پھیپھڑے بے حرکت ہو جاتے ہیں *

واما لان احدهما يخدم الثاني كالعصب للدماغ

(۵) ایک عضو دوسرے عضو کا خادم ہو، مثلاً اعصاب دماغ کے خادم ہیں (جب مخدوم کسی آفت میں مبتلا ہوتا ہے، تو خادم اس سے متاثر ہوتا ہے) *

واما لانهما يشتركان عضو ثالثاً مثل الدماغ يشترك الكليتين بسبب ان كل واحد منهما يشترك الكبد

(۶) دونوں اعضا کسی تیسرے عضو سے شرکت رکھتے ہوں، مثلاً دماغ گردہ سے اس سے شرکت رکھتا ہے کہ یہ دونوں جگر سے شرکت رکھتے ہیں *

اس لئے مثلاً گردہ کی آفت سے دماغ مآذون ہو جائیگا، کیونکہ جب گردہ ضعیف ہو جائیگا، تو وہ مائیت بولید اور فضلات بولید کو جگر سے جذب نہ کر سکیگا۔ اس لئے یہ خون رقیق اور خراب ہو کر جگر کی وساطت سے دماغ تک پہنچے گا، اور دماغ میں اسکا اثر ہوگا *

مشترکہ (جب کوئی آفت ایک عضو سے دوسرے شریک

عضو کی طرف سرایت کرتی ہے، تو یہ ضروری نہیں ہے کہ

یہ موجب تخفیف ہی ہو، بلکہ (شرکت بسا اوقات اور بھی وبال بن جایا کرتی ہے) اور آفت بڑھ جاتی ہے) مثلاً جب دماغ ماؤن ہوتا ہے، اور اسکی شرکت سے معدہ متاثر ہوتا ہے، تو معدہ کا فعل ہضم ضعیف ہو جاتا ہے، اس لئے اب معدہ سے دماغ کی طرف بخارات روئہ اور غذا غیر منقسم (غذاء فاسد) پہنچتی ہے، جس سے دماغ کی آفت اور بھی بڑھ جاتی ہے +

شذره مرض شرکی کے دوام و قیام اور اس کے دوروں کے احکام مرض اصلی کے احکام کے مطابق ہوتے ہیں (یعنی مرض شرکی مرض اصلی کے قیام کے ساتھ قائم رہتا ہے، اور اس کے دوروں کے ساتھ دورہ کرتا ہے؛ بشرطیکہ مرض اصلی دوروں کا مرض ہو) +

مدارج صحت و مرض صحت و مرض کے درمیان بدن کے چھ مراتب (مدارج) ہوتے ہیں: (۱) نہایت تندرست بدن (۲) بدن جو صحیح ہو، لیکن غایت درجہ کی تندرستی نہ ہو۔ (۳) بدن جو نہ صحیح ہو اور نہ مریض، جیسا کہ پہلے بتایا گیا۔ (۴) بدن مستقام، یعنی ایسا بدن جو مرض کو آسانی قبول کرنے والا ہو۔ (۵) بدن مریض جو ضعیف طور پر مرض میں مبتلا ہو۔ (۶) نہایت مریض بدن (جو پورے طور پر مریض ہو) +

مرض مستلزم ہر مرض یا مسلم (بے خطر) ہوگا، یا غیر مسلم (غیر مسلم) **مرض غیر مسلم** ہر مرض مستلزم وہ ہے جسکے مناسب علاج میں کوئی امر مانع نہ ہو؛ اور غیر مستلزم وہ ہے کہ جس کے ساتھ کوئی امر مانع شریک ہو، اور صحیح تدبیر و علاج کا موقع

و بما عادت الشراکة و بالامثل ان الدماغ اذا الم فشا رکتہ المعدة فضعف هضمها فارسلت اليه الخيرة ردية و غذاء غير هضم فترا دت في الما الدماغ نفسه

والمشاركة تجرى على احكام الاصل في الدوام وفي الدور

و مراتب الابدان فيما بين الصحة والمرض ست بدن في غاية الصحة و بدن في الصحة دون الغاية و بدن لا صح و لا مرضي كما قد قيل ثم البدن المستقام القابل للسقم سرعان ثم البدن المریض مرضاً يسيراً ثم البدن المریض في الغاية

وكل مرض اما مسلم و اما غير مسلم و المسلم هو المرض الذي لا عائق عن معالجته كما ينبغي و غير المسلم هو الذي يقتدر به عائق و لا يدخل في صواب تدبيره

مثل الصداق اذا قارنته النزلة نہ دے؛ مثلاً وہ درد سر جس کے ساتھ نزلہ بھی موجود ہو۔
واعلم ان المراض المناسب للمزاج [شذره] جاننا چاہئے کہ جو مرض مزاج، عمر، اور موسم
والسن والفصل اقل خطراً کے مناسب (ہم کیفیت) ہوتا ہے، وہ بمقابلہ اُس مرض
من الذي لا يناسبه ولا يحدث کے کم خطرناک ہوتا ہے جو ان کے مخالف (غیر مناسب)
الا عن عظم سببه ہو۔ اور ایسا غیر مناسب مرض کسی سبب قوی کے بغیر

پیدا ہی نہیں ہوتا (مثلاً کسی بلغمی شخص میں گرم مرض، اور
بڑھاپے میں گرم مرض، اور موسم سرما میں گرم مرض اُسی
وقت پیدا ہو سکتا ہے، جبکہ کوئی قوی سبب ہو) *

واعلم ان امراض كل فصل [شذره] یہ بھی جاننا چاہئے کہ ہر موسم کے امراض میں یہ امید
يرجى ان تغل في صندہ ہوتی ہے کہ مخالف موسموں میں یہ امراض نازل ہو جائیں گے۔
من الفصول (بشرطیکہ وہ مستحکم ہوئے ہوں۔ مثلاً موسم سرما میں یہ امید
ہوتی ہے کہ موسم گرما کے امراض نازل ہو جائیں) *

واعلم ان من الامراض امراضاً تستقل [شذره] یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ بعض امراض ایسے بھی
الى امراض اخرى وتقلع هي ديكون ہوتے ہیں کہ وہ دوسرے امراض کی طرف منتقل ہو جاتے،
فيما خيرة فيكون مرض واحد اور خود ہی نفسہ نازل ہو جاتے ہیں، جو (برائی کا ذریعہ نہیں
شفاء من امراض اخرى مثل الربيع ہوتا، بلکہ) بھلائی کا سبب بن جاتا ہے۔ چنانچہ بعض امراض
فانه كثيراً ما يشفي من الصبح والتقرص ایسے ہیں کہ وہ دراصل دوسرے بہت سے امراض کے لئے
والدوالي وادجاع المفاصل "شفا" ہیں، مثلاً رنح (چوتھیا بخار) بسا اوقات صرع (مرگی)
والجرب والحكة والبثور وقرص، ددالی، گٹھیا (وجع مفاصل)، جرب (کھجلی) جکڑ
من التشنج وكذلك الذرير ثبور اور تشنج سے نجات بخشدیتا، اور شفاء کا ذریعہ بن جاتا
من الرمد ومن زلق الامعاء ہے؛ اسی طرح گاہے ذرط (اسہال مزمن) کی وجہ سے
من ذات الجنب وكذلك الفتاح رمد یعنی آشوب چشم، زلق الامعاء (آنٹوں سے غذا کا پھسل
عروق المقعدة ينفع من كل مرض جانا) اور ذات الجنب دور ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح مقعد
سوداوی ومن وجع الورك ومن کے عروق کا کھل جانا (جیسا کہ بواسیر میں ہوتا ہے) سارے

لہ ذرب۔ بقول گیلانی اسہال معدی مزمن کا نام ہے جس میں طبیعت اس کی عادی ہو جاتی ہے *

اوجاع الیكے وکلا سحام

امراض سوداویہ میں سودا مند ہوتا، اور وجع المرک (کوٹھے کے درد اور مرض) اور گردے کے دردوں (مرضوں) اور رحم کے دردوں کو فائدہ بخشتا +

وقد ینتقل بعض الامراض الی **شذره** بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک مرض کا انتقال دوسرے مرض کی طرف (بعلانی کا ذریعہ نہیں بنتا، بلکہ روانت اور خرابی کا ذریعہ بن جاتا ہے؛ مثلاً جب کہ ذات الجنب الی ذات الریة ذات الجنب ذات الریة وانتقال فریڈنٹس الی لٹیرغس گرم) سرسام یعنی (لٹیرغس) کی طرف منتقل ہو جائے +

ومن الامراض امراض معدیة **امراض معدیة** امراض میں سے بعض امراض مُعَدِیَہ ہیں (جو مثل الجذام والجرب والجذری والحی البوائیة والقروح العفنة والحمی اذا صاقت المساکن وکذا اذا کان الحجا ورا فی اسفل الحیة ومثل الرمد وخصوصاً الی متأمله بعینه ومثل الضرر حتی ان تخیل الحامض لفعله ومثل السیل ومثل البرص

ہوتا ہے، جبکہ مساکن (آبادی) تنگ ہوں؛ اور اسی طرح اُس وقت جبکہ شخص مجاور (دوسرا) کسی شخص (پست ترین ہوا میں ہو) یعنی مرلیں کے مقابلہ میں دوسرا شخص کسی پست مقام پر ہو، جہاں کی ہوا زیادہ صاف نہ ہو سکتی ہو)۔

مرض معدی کی دوسری مثال رمد یعنی آشوب چشم ہے، جو خاص طور پر اُس شخص کی آنکھ میں منتقل ہو جاتا ہے جو غور سے دیکھتی آنکھ کو دیکھے۔ علیٰ ہذا مرض ضرر (دانتوں کا کند لہ فریڈنٹس نے کے ساتھ معج ہے، نہ کہ تان کے ساتھ + لہ یہ مقام تنگ ہے کہ سرسام حار سے سرسام باروکا ہو جائے زیادہ ہراسہ حالانکہ اگر کسی کے برعکس کیا جائے تو شاید زیادہ مناسب ہو۔ کیونکہ سرسام حار کے عوارض زیادہ شدید ہوتے ہیں + لہ دیکھتی آنکھ کو غور سے صرف دیکھنا ہی عدویٰ کے لئے کافی نہیں ہے۔ بلکہ مادہ مرض کا کسی نیکی طور پر داخل ہونا ضروری ہے، مثلاً کھجور کے ذریعہ جو یا داکھ پر ٹپکا آئی ہو، اور دوسرے شخص کی آنکھ پر اگر بیٹھ جائے + لہ مرض ضرر جس میں ترشی کے تخیل سے بھی دانت کھٹے ہو جاتے ہیں، ایک مرض معدی گنتا شکرک امر ہے +

اور کھٹا ہو جانا) بھی مرض معدی کی ایک مثال ہے جس میں
ترشی کے خیال سے بھی دانت کھٹے ہو جاتے ہیں۔ علیٰ ہذا
مرض سل اور مرض برص (جلد کے سفید داغ) بھی امراض
معدیہ میں سے ہیں +

ومن الامراض امراض متوارثه [امراض متوارثہ] بعض امراض نسل کے ذریعہ بطور توارث
فی النسل مثل البرص والقرع الطبیع (وراثت) کے چلتے ہیں، مثلاً برص، قرع طبعی (صلح) - چندیا پر
والسل والنقرس والجذام بالوں کا نہ ہونا، سل، نقرس، اور جذام +

ومن الامراض امراض جنسیه [امراض جنسیہ] بعض امراض جنسیہ
تختص بقبیلة او بسكان ناحیه ہوتے ہیں، جو کسی خاص قبیلے (گردہ) یا خاص خطہ ملک کے
باشندوں کے ساتھ مخصوص ہوتے، یا ان میں کثرت سے
او تكثر فيهم لاحق ہوتے ہیں (مثلاً کالا آزار ملک بنگال اور آسام کے لئے
اور اوزنگ زنجی زخم دہلی اور لاہور وغیرہ کے لئے) +

واعلم ان ضعف الاعضاء تابع لسوء المزاج والتخلخل البنیه
[شذره] جاننا چاہئے کہ اعضا میں ضعف صرت دو باتوں
کی وجہ سے ہوا کرتا ہے، یا اس میں سوء مزاج لاحق ہو گیا ہو،
یا اسکی ساخت پولی (تخلخل) ہو گئی ہو +

تعلیم دوم۔ اسباب

اس تعلیم میں دو اجلے ہیں، پہلے جملہ میں ان چیزوں کا
تذکرہ ہے جو اسباب عامہ سے پیدا ہوتی ہیں + اس
میں انیس فصلیں ہیں +

پہلی فصل۔ اسباب کا کلی تذکرہ

بدن کے حالات تین ہیں، جنکو ہم پہلے بیان کر چکے
ہیں؛ یعنی صحت، مرض، اور تیسری حالت جوان دونوں کی
بیچ میں ہے؛ چنانچہ ان کے اسباب بھی تین ہی ہیں :

التعلیم الثانی من الفن الثانی

وهو جملتان الجملة الاولى فی الاشياء
التي تحدث عن سبب من الاسباب
العامه وهي تسعة عشر فصلاً

الفصل الاول قول کلی فی الاسباب

اسباب احوال البدن وهي الثلاثة المذكورة
وقد قد منا ذكرها عن الصحة والمرض
والحالة المتوسطة بينهما ثلثة السابقة

والبادیۃ والواصلۃ
وتشترک السابقۃ والواصلۃ فی
انہما امور بدنیۃ اغنی خلطیۃ
او مزاجیۃ او ترکیبیۃ والاسباب
البادیۃ ہی من امور خارجۃ عن
جوہر البدن اما من جهة اجسام
خارجۃ مثل ما یحدث عن الضرب
وسخونة الجوؤ والطعام الحار
والبارد الواردین علی البدن
اسباب سابقۃ، اسباب واصلۃ، اور اسباب بادیۃ +
اسباب سابقۃ اور واصلۃ دونوں اس بارہ میں
تو شریک اور متحد ہیں کہ یہ دونوں ”بدنی امور“ میں سے ہوا
کرتے ہیں، یعنی یہ دونوں اسباب یا ”خلطی“ ہو کرتے ہیں
یا ”مزاجی“، یا ”ترکیبی“، اس کے برعکس اسباب بادیۃ (بیرونی
یا خارجی اسباب) بیرونی امور ہو کرتے ہیں جو جوہر بدن
سے باہر ہوتے ہیں؛ خواہ وہ خارجی امور بیرونی اجسام
کے قبیلے سے ہوں، جیسا کہ ضرب (چوٹ) کی صورت میں
ہوتا ہے، اور جیسا کہ ہوا (جو بیرونی ہوا) کا گرم ہو جانا،
ٹھنڈے یا گرم غذا کا وارد بدن ہونا (یہ سب بیرونی اجسام
ہیں، جو احوال بدن کے اسباب بنتے ہیں) +

واما من جهة النفس فان النفس
شیء اخر غیر البدن مثل یحدث
عن الغضب والخوف وما
اشبههما
اور خواہ وہ بیرونی امور نفس کے قبیلے سے
ہوں، کیونکہ ”نفس“ اور چنیر ہے، اور بدن اور چنیر ہے،
جیسا کہ غصہ (غضب) اور خوف، اور اسی قسم کے دیگر امراض
نفسانیہ (نفس کے حالات سے بدن میں مختلف حالات
و اثرات پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ غرض ان نفسانی امور کو بھی
اسباب بادیۃ میں شمار کیا جاتا ہے، نہ کہ اسباب
بدنیہ میں) +

والاسباب السابقۃ والبادیۃ
تشترک فی انہ قد یکون بینہما
وبین ہذا الاحوال واسطۃ
ما
اسی طرح اسباب سابقۃ اور اسباب بادیۃ دونوں
اس بارہ میں شریک اور متحد ہیں کہ ان اسباب کے اور
ان حالات کے درمیان (جو ان اسباب سے پیدا ہوتے
ہیں) گاہے کوئی واسطہ ہوتا ہے (اسباب سابقۃ میں ہمیشہ
اور اسباب بادیۃ میں کبھی واسطہ ہوتا ہے، اور کبھی نہیں
ہوتا ہے) +

اسباب سابقۃ سے کوئی حالت بلا واسطہ پیدا ہی نہیں ہو سکتی، ورنہ انہیں اسباب سابقۃ نہ کہا جائے،

بلکہ ”واصلہ“ کہا جائے۔ اور اسباب بادیہ سے بعض اوقات کوئی حالت بلا واسطہ پیدا ہوتی ہے، اور بعض اوقات کوئی واسطہ کے ذریعہ سے؛ بلا واسطہ کی مثال تلوار سے کٹ جانا اور واسطہ کی مثال چوٹ سے تھوڑی دیر کے بعد درم کا پیدا ہو جانا۔ چوٹ سبب بادی ہے، اسکی وجہ سے وہاں مواد آتے ہیں، جو درم پیدا کرتے ہیں، غرض چوٹ اور درم کے درمیان مادہ کا اجتماع ایک واسطہ ہے، جو درم کے لئے ”سبب واصل“ ہوگا +

والاسباب البادية والواصلۃ اسی طرح اسباب واصلہ اور اسباب بادیہ قد تشترک فی انہ قد لا یکون دونوں اس بارہ میں شریک اور متحد ہیں کہ ان دونوں بینہما و بین الحالۃ المذکورۃ اسباب کے درمیان اور ان حالات مذکورہ کے درمیان واسطۃ لکن الاسباب السابقتہ (جو ان اسباب سے پیدا ہوتے ہیں) گاہے واسطہ تنفصل من الاسباب الواصلۃ نہیں ہوتا ہے + لیکن اسباب سابقہ اسباب واصلہ بان الاسباب السابقتہ لایلیہما سے اس طور پر مجدا ہیں کہ اسباب سابقہ (کوئی حالت الحالۃ بل بینہما اسباب اخری بلا واسطہ پیدا ہی نہیں کر سکتے، یعنی اسباب سابقہ) اور اقرب الی الحالۃ من السابقتہ حالات دونوں مل نہیں سکتے، بلکہ ان دونوں کے درمیان دوسرے اسباب حائل ہو کرتے ہیں، جو بمقابلہ اسباب سابقہ کے ان پیدا شدہ حالات سے زیادہ قرب رکھتے ہیں +

یعنی اسباب سابقہ اُس وقت تک کوئی حالت پیدا نہیں کر سکتے، جب تک کہ درمیان میں دوسرے قریب ترین اسباب نہ آجائیں، مثلاً گائے یا بھینس کا گوشت یا بادی غذاؤں کا کھانا بعض اوقات بخار کا سبب بنتا ہے اس طور پر بنتا ہے کہ اس سے اخلاط میں لزوجت اور فساد آتا ہے، اور لزوجت شدہ کا سبب بن جاتا ہے اور شدہ امثالہ مواد کا، اور امثالہ مواد عفونت کا، اور عفونت بخار کا سبب بنتا ہے جو بخار کے لئے سبب واصل ہے +

والاسباب السابقتہ تنفصل اور اسباب سابقہ اسباب بدیہ سے اس من البادیۃ بانہا بدنیۃ وایضاً بارہ میں اختلاف رکھتے ہیں کہ اسباب سابقہ واصل بان الاسباب السابقتہ قد تكون بدنی (بدنی امور میں سے) ہوا کرتے ہیں (اور اسباب بینہما و بین الحالۃ واسطۃ بادیہ خارج از بدن)؛ اور اس طرح بھی اختلاف رکھتے لایحالۃ والاسباب البادیۃ ہیں کہ اسباب سابقہ اور حالات کے درمیان (جو ان

لیس يجب فيها ذلك

اسباب سے پیدا ہوتے ہیں) لازمی طور پر کوئی نہ کوئی واسطہ ہوا کرتا ہے۔ لیکن اسباب بادیہ میں واسطہ کا ہونا ضروری نہیں ہے (گاہے واسطہ ہوتا ہے، اور گاہے نہیں ہوتا) *

والاسباب الواصلة تنفصل

اور اسباب واصلہ اسباب بادیہ سے اس

من الاسباب البادية بانها

بات میں مجباً اور مختلف ہیں کہ اسباب واصلہ بدنی ہوا

بدنية وايضا بان الاسباب

کرتے ہیں۔ نیز اسباب واصلہ اور ان حالات کے

الواصله لا تكون بينها وبين المحالة

درمیان (جوان سے پیدا ہوتے ہیں) ہرگز کوئی واسطہ نہیں

واسطة التبتة والاسباب البادية

ہوتا۔ برخلاف ازیں اسباب بادیہ میں یہ ضروری نہیں

ليس يجب فيها ذلك بل الامران

ہے (کہ واسطہ نہ ہو) بلکہ ان میں دونوں باتیں ممکن ہیں

فيها ممكنان

(واسطہ کا ہونا اور نہ ہونا دونوں ممکن ہیں) *

فالاسباب السابقة هي اسباب

چنانچہ (مذکورہ بالا بیانات سے واضح ہوا کہ)

بدنية اعني خلطية او مزاجية

اسباب سابقہ وہ بدنی اسباب ہیں، یعنی وہ خلطی،

او تركيبية هي الموجبة للحالة

یا مزاجی، یا ترکیبی اسباب ہیں، جو کسی حالت کو کسی واسطہ

ايجاباً غير اولي اعني توجها بواسطة

کے ذریعہ سے پیدا کرتے ہیں، آؤلی طور پر (بلا واسطہ)

والاسباب الواصلة اسباب بدنية

پیدا نہیں کرتے؛ اور اسباب واصلہ وہ بدنی اسباب

توجب احوالاً بدنية ايجاباً اولياً

ہیں جن سے بدنی حالات بغیر واسطہ کے (آؤلی طور پر)

اي بغير واسطة والاسباب

پیدا ہوا کرتے ہیں؛ اور اسباب بادیہ وہ غیر بدنی

البادية اسباب غير بدنية

اسباب ہیں جن سے بدنی حالات دونوں طور پر، آؤلی

توجب احوالاً بدنية ايجاباً

طور پر (بلا واسطہ) اور غیر آؤلی طور پر (بالواسطہ) پیدا

اولياً او غير اولي

ہوا کرتے ہیں *

مثال الاسباب السابقة الامتلاء

”اسباب سابقہ“ کی مثال بخار کے لئے امتلاء

للحم وامتلاء او عية العين

مواد ہے؛ اور نزول المار (موتیا بند) کے لئے آنکھ کی

لنزول الماء فيها

رگوں کا مواد سے پُر ہونا ہے *

ومثال الاسباب الواصلة العفونة

اسی طرح ”اسباب واصلہ“ کی مثالیں یہ ہیں:

للحم والرطوبة السائلة الى
الثقبۃ للسلاۃ والسلاۃ للحم
بخار کے لئے عفونت (اخلاط کا متعفن ہو جانا)، اور ثقبۃ
غنیہ کے سدہ کے لئے (سبب و اصل) وہ رطوبت ہے
جو ثقبۃ مذکورہ کی طرف جا کر اس راستہ کو بند کر دیتی ہے
اور مینائی کے لئے (سبب و اصل) وہی مذکورہ سدہ
ہے (جس سے پتلی بند ہو جاتی ہے) *

ومثال الاسباب البادية حرارة
الشمس او شدة الحركة او الغم
او السهم او تناول شئ مسخن
كالشوم كل ذلك للحم والضرية
للانتشار ونزول الماء
في العين
مثال الاسباب البادية حرارة الشمس او شدة الحركة او الغم او السهم او تناول شئ مسخن كالشوم كل ذلك للحم والضرية للانتشار ونزول الماء في العين

وكل سبب اما سبب بالذات
كالفل فل يسخن والافيون يبرد
واما بالعرض كالماء البارد اذا
سخن بالتكثيف ومحقن الحرارة
والماء الحار اذا برد بالتخليل
والسقمونيا اذا برد باستفراغ
الخلط المسخن
ہر سبب گاہے بالذات سبب ہوتا ہے، اور
گاہے بالعرض (یعنی گاہے اُس کا اثر ذاتی ہوتا ہے،
اور اُسکی طبیعت کا تقاضا یہی ہوتا ہے، اور گاہے اُسکا
یہ اثر ذاتی نہیں ہوتا، اور مقتضائے طبع کے موافق نہیں ہوتا)۔
پہلی صورت (بالذات) کی مثال فلفل (برج) کا گرمی پیدا کرنا اور افیون کا سردی
پیدا کرنا؛ اور دوسری صورت کی مثال ٹھنڈے پانی سے بدن میں گرمی کا پیدا ہونا
جسکی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ٹھنڈے پانی سے بدن کو مسات بند ہو جاتے (تکثیف مسام) اور
حرارت اندر گھٹ جاتی ہے (اور بچکنے کا راستہ اُسے نہیں
ملتا ہے)۔ علیٰ ہذا گرم پانی سے بدن میں تحلیل کی وجہ سے
برودت کا حاصل ہونا بھی بالعرض اثر کی مثال ہے۔ اسی
طرح دوسری صورت (بالعرض) کی مثال سقمونیا کا بدن
میں برودت پہنچانا ہے، جس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ سقمونیا
(گوگرم ہے، مگر یہ) گرم خلط کو بدن سے بذریعہ اسہال

خارج کرتا ہے +

ولیس کل سبب یصل الی البدن
یفعل فیہ بل قد یحتاج مع ذلک
الی امور ثلثة الی قوۃ من قوۃ
الفاعلة وقوۃ من قوۃ البدن

اسباب کے لئے ہر سبب کے لئے یہ ضروری نہیں ہے
شرائط تاثیر کہ وہ بدن میں پہنچتے ہی اپنا اثر ضرور
کے؛ بلکہ اس کے لئے تین امور کی ضرورت ہوتی ہے :
(۱) اس سبب کی قوت فاعلہ (قوت مؤثرہ) قوی ہو۔

الاستعداد اذیۃ وتمکن من ملاقات
احدهما الآخر زمانا فی مشلہ
یصلہ ذلک الفعل عنہ

(۲) بدن کی قوت استعدادیہ قوی ہو (بدن میں اس سبب
کے اثر کو قبول کرنے کی کافی استعداد ہو)۔ (۳) ان دونوں
کی ملاقات (بدن اور سبب کی ملاقات) بھی اتنی دیر تک قائم
رہے کہ اُس عرصہ میں اُسکا اثر ظاہر ہو جائے۔ (ان تینوں
شرطوں میں سے کوئی ایک شرط کے غائب ہونے سے بسا
اوقات یہ اسباب اپنا اثر ظاہر نہیں کر سکتے) +

وقد یختلف احوال الاسباب عند
موجباتها فربما کان السبب
واحدا و اقتضی فی ابدان شتی
امراضا شتی و فی اوقات شتی
امراضا شتی و حث یختلف فعلہ
فی الضعیف والقوی و فی شدید الحس
وضعیف الحس

شذرہ اسباب کے حالات ان کے اثرات کے لحاظ سے
گاہے مختلف ہو کرتے ہیں۔ چنانچہ بعض اوقات ایک ہی
سبب مختلف لوگوں میں مختلف امراض پیدا کرتا، یا مختلف
اوقات میں مختلف امراض پیدا کرتا ہے (یعنی اسباب کی
تاثیر قابلیت اور استعداد کے اختلاف کی وجہ سے مختلف
ہو جایا کرتی ہے)۔ علی ہذا گاہے سبب کا فعل طاقتور
انسان میں کچھ ہوتا ہے، کمزور و ناتواں میں کچھ اور؛ ذکی
میں کچھ ہوتا ہے، اور ضعیف الحس میں کچھ اور +

ومن الاسباب ما هو مختلف ومنها
ما هو غیر مختلف والمختلف هو الذی اذا
فارق بقیۃ تاثیرہ وغیرا لم یختلف
هو الذی یکون البرء مع مفارقة

اسباب مختلفہ اسباب میں سے بعض مختلف ہوتے ہیں
وغیر مختلفہ اور بعض غیر مختلفہ۔ اسباب مختلفہ
وہ ہیں جنکے جدا ہونے پر اُسکا اثر باقی رہے؛ اور اسباب
غیر مختلفہ وہ ہیں جن کے دور ہونے پر اُن کا اثر بھی دور
ہو جائے +

ونقول ان الاسباب المغيرة
اسباب ضروریہ وغیر ضروریہ (نئے سرے سے) میں ایک بات

احوال الابدان او الحافظة کہتا ہوں کہ: جو اسباب حالات بدن میں تغیر پیدا کرتے
 لہذا ماضی و مریۃ لایستاتی یا ان کی حفاظت کرتے ہیں (اسباب مغیرہ و اسباب حافظہ)
 للانسان المتقصۃ عنہا فی حیوۃ وہ دو قسم کے ہیں: ضروریہ اور غیر ضروریہ۔ اسباب ضروریہ
 واما غیر ضروریہ و الضروریۃ تو وہ ہیں کہ جن سے انسان کو اپنی مدت حیات تک چھٹکارہ
 ستہ اجناس نہیں۔ (اور غیر ضروری اسباب ان کے خلاف ہیں) چنانچہ
 اسباب ضروریہ کی چھ جنسیں (چھ قسمیں) ہیں :-

جنس الهواء المحیط و جنس مایوکل (۱) جنس ہوا محیط (۲) جنس ماکول و مشروب —
 ویشرب و جنس الحركة و السکون (۳) جنس حرکت و سکون بدنی — (۴) جنس حرکات
 البدنیین و جنس المحركات نفسانیہ (وسکونات نفسانیہ) — (۵) جنس نوم و یقظۃ
 النفسانیۃ و جنس النوم رنید و بیداری — (۶) جنس استفراغ و احتباس +
 و الیقظۃ و جنس الاستفراغ و الاحتباس میں مناسب سمجھتا ہوں کہ پہلے میں جنس ہوا رکاز ذکرہ
 فلنقل اولاً فی جنس الهواء کروں +

دوسری فصل - ہوا محیط کی تاثیر

الفصل الثانی

اس فصل میں اس ہوا کی تاثیر کا ذکر ہے، جو ہمارے
 گرد و پیش ہے (اور جو ہم پر محیط ہے، اور جس میں ہم
 ہر وقت رہتے اور سانس لیتے رہتے ہیں) +

فی تاثیر الهواء المحیط
 بالابدان

الهواء عنصر الابداننا یہ ہوا ہمارے بدنوں (بدن کے اعضاء) اور
 و اسرا و انا و مع انہ عنصر ہمارے رگوں کے لئے عنصر ہے (یعنی یہ بیرونی ہوا جس
 الابداننا و اسرا و انا طرح ہمارے اعضاء کی ترکیب و ساخت اور اس کے
 فهو ممد ویصل الی اسرا و انا بنانے میں شریک ہے، اسی طرح یہ ہوا ہمارے روح
 ویکون علة لصلاح الالعصر کے بنانے میں شریک ہے) پھر یہ ہوا ہمارے ابدان
 فقط لکن کا لفاعل اعن المعداد اور ادراج کا عنصر (مادہ - جز) ہونے کے علاوہ ایک
 و حد بیننا ما نغنی بالروح مدد ہے، جو مسلسل ہمارے رگوں تک (بذریعہ تنفس)
 فیما سلف پہنچتی رہتی ہے، اور ان کے لئے صلاح و فلاح کا سبب

نتیجہ رہتی ہے، نہ صرف عنصر ہونے کی حیثیت سے بلکہ فاعل اور مؤثر ہونے کی حیثیت سے، یعنی اس حیثیت سے کہ اس سے روح کی تعدیل حاصل ہوتی ہے (روح کی حرارت ہوا کی موجودہ برودت سے کم ہو جاتی ہے)۔

ولسنا نغنی بہ ما یسمیہ الفلاسفۃ النفس وهذا التعديل الذی یصدر عن الهوائ فی اسرار احنا یتعلق فلاسفۃ نفس (جان۔ حیو) کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ یہ تعدیل بفعلین هما الترویج والتنقیۃ جو ہمارے ارواح میں ہوا سے حاصل ہوتی ہے، دو افعال سے پوری ہوتی ہے: ترویج اور تنقیۃ۔

والترویج هو تعديل من اج الروح الحار اذا افراط بالاحتقان فی الاکثر وبغیرہ فی الاقل (یعنی ٹھنڈک پہنچا کر اسکی گرمی کو توڑنا ہے)؛ جس کی گرمی بسا اوقات احتقان کی وجہ سے (روح کے گھٹ جانے اور بند ہو جانے کی وجہ سے) اور کمتر کسی دوسری وجہ سے (مثلاً غصہ اور ریاضت کی وجہ سے) زیادہ ہو جایا کرتی ہے۔

واعنی بالتعديل التعديل الاضافی الذی علمته (یعنی تعدیل سے یہ مراد نہیں ہے کہ ہوا کے ذریعہ روح کو معتدل حقیقی بنا دیا جاتا ہے، بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ روح کی زائد گرمی کو زائل کر کے اس کے اصلی مزاج پر، یعنی اعتدال طبعی پر، لایا جاتا ہے، حالانکہ روح اپنے اعتدال پر آنے کے باوجود بہت گرم رہتی ہے، کیونکہ اس کا طبعی مزاج اور اصلی اعتدال یہی ہے کہ یہ زیادہ گرم ہو)۔

وهذا التعديل یفید الاستشاق من الریه ومن مسام منافس (روح کو یہ تعدیل استنشاق سے حاصل ہوتی ہے) (استنشاق ہوا کا اندر داخل کرنا یا اندر کی طرف کھینچنا) جسکے لہ ترویج کے لغوی معنی ”پٹکھا کرنا“ یا ”ہوا پہنچانا“ ہیں۔ بلکہ احتقان سے مراد یہاں روح کا احتقان ہے۔ اگرچہ اس صورت میں حقیقی طور پر روح کا احتقان نہیں ہوتا ہے، بلکہ احتقان سے یہاں مراد روح کی وہ کیفیت ہے جو احتقانی کیفیت سے مشابہ ہوتی ہے، یعنی روح کے مزاج کی گرمی۔ گیلانی +

وهذا التعديل یفید الاستشاق من الریه ومن مسام منافس (روح کو یہ تعدیل استنشاق سے حاصل ہوتی ہے) (استنشاق ہوا کا اندر داخل کرنا یا اندر کی طرف کھینچنا) جسکے لہ ترویج کے لغوی معنی ”پٹکھا کرنا“ یا ”ہوا پہنچانا“ ہیں۔ بلکہ احتقان سے مراد یہاں روح کا احتقان ہے۔ اگرچہ اس صورت میں حقیقی طور پر روح کا احتقان نہیں ہوتا ہے، بلکہ احتقان سے یہاں مراد روح کی وہ کیفیت ہے جو احتقانی کیفیت سے مشابہ ہوتی ہے، یعنی روح کے مزاج کی گرمی۔ گیلانی +

لہ ترویج کے لغوی معنی ”پٹکھا کرنا“ یا ”ہوا پہنچانا“ ہیں۔ بلکہ احتقان سے مراد یہاں روح کا احتقان ہے۔ اگرچہ اس صورت میں حقیقی طور پر روح کا احتقان نہیں ہوتا ہے، بلکہ احتقان سے یہاں مراد روح کی وہ کیفیت ہے جو احتقانی کیفیت سے مشابہ ہوتی ہے، یعنی روح کے مزاج کی گرمی۔ گیلانی +

النبض المتصلة بالشرائطین

دوراستے ہیں: پھیپھڑے سے، اور منافع نبض (عروق)
منہ کے دہانے کے مسلمات سے جو شرائطوں سے اتصال
رکھتے ہیں +

والهواء الذي يحيط بنا باسـ

ہوا جو ہمارے بدن کو گھیرے ہوئے ہے (اور

جداً بالقياس الى مزاج الروح

ہم محیط ہے) یہ روح کے طبعی مزاج کے مقابلہ میں بہت

الغریزی فضلاً عن المزاج الحادث

باروہ ہے، چہ جائیکہ اگر روح کے اُس مزاج سے مقابلہ کیا

بالاحتقان فاذا وصل اليه

جائے، جو احتقان (گھٹ جانے) سے پیدا ہو جاتا ہے۔

صدمة الهواء وخالطه منعه

چنانچہ جب ہوا کا صدمہ (جھونکا) روح تک پہنچتا ہے،

عن الاستحالة الى النارية

اور ہوا روح کے ساتھ مل جاتی ہے، تو روح کو اس امر

الاحتقانية المؤدية الى

سے باز رکھتی ہے کہ وہ "ناریت احتقانیہ" میں تبدیل ہو جائے

سوء مزاج يزول به عن

یعنی ہوا روح کو اس سے روک دیتی ہے کہ وہ احتقان کی

الاستعداد لقبول التأثير

وجہ سے اور گھٹ کر نار کی طرح زیادہ گرم ہو جائے)؛

النفاس في الذي هو

ورنہ ناریت کے دو ہی نتیجے ہونگے، ایک تو یہ کہ روح میں

سبب الحيوۃ والى تحلل نفس

سو مزاج لاحق ہو جائیگا، جس سے روح میں قوت نفسانی

جوهره البخاري الرطب

(قوت حس و حرکت) کی تاثیر قبول کرنے کی استعداد نہ رہے گی

جو کہ زندگی اور حیات کا ذریعہ ہے۔ دویم یہ کہ زنا ریت و

شدت حرارت کی وجہ سے) خود روح کا جوہر بخاری تحلیل

ہو جائیگا، جو کہ رطب ہو کر رہے گا +

واما التنقية فهي باستصحابه

تنقیہ (پاک کرنا) سے تعدیل اس طرح حاصل ہوتی

عند سرد النفس ما تسلم اليه

ہے کہ سانس جب ٹوٹتا ہے (اور باہر کی طرف پھینکا جاتا

القوة المميزة من البخار الدخاني

ہے) تو ہوا کے ساتھ بخار دخانی بھی باہر آ جاتے ہیں، جسکو

النسبة الى الروح

قوت ممیزہ مجد اکرم کے ہوا کے سپرد کر دیجیے؛ اس بخار دخانی

نسبة الخلط الى البدن

کی نسبت روح کے ساتھ ایسی ہی ہے، جیسی کہ خلط فضلی

کو بدن کے ساتھ (جس طرح بدن کے فضلات کا رآمد نہیں

رہتے، اسی طرح یہ بخارات دخانیہ کا رآمد نہیں رہتے، اور

افعال حیات میں مدد نہیں دے سکتے) +

فالتعديل موجود والهواء غلے الروح عند الاستشاق والتنقية بصدوره عنه عند سرد النفس وذلك لان الهواء المستنشق انما يحتاج اليه في تعديل له اول وروده ان يكون باردا بالفعل فاذا استحال الى كيفية الروح بالتسخن لطول مكثه بطلت فائدته فاستغنى عنه واحتيج الى هواء جديد يدخل ويقوم مقامه فاحتيج ضرورة الى اخراجه لاخلاء المكان لمعاقبه وليسد فعمه فضول جوهر الروح

الغرض "تعديل" تو سانس کھینچنے کے وقت روح کی طرف ہوا کے آنے سے حاصل ہوتی ہے؛ اور "تنقیہ" سانس پھینکنے کے وقت ہوا کے باہر جانے سے حاصل ہوتا ہے۔ اس تنقیہ کی (اور سانس باہر پھینکنے کی) ضرورت اس لئے ہے کہ جس ہوا کو سانس کے ذریعہ اندر کھینچا جاتا ہے (ہوا مستنشق) اُس کی ضرورت و حاجت تعديل کے لئے محض اسی وقت تک رہتی ہے، جب تک وہ اول اول اندر داخل ہوتی، اور اُس وقت تک وہ بالفعل بار د ہوتی ہے۔ اس کے بعد جب وہ دیر تک اندر رہنے سے گرم ہو جاتی، اور روح کی کیفیت (حرارت) اس میں آ جاتی ہے، تو ہوا کا وہ فائدہ تعديل باطل ہو جاتا ہے، اور اب اسکی ضرورت نہیں رہتی، بلکہ اب اسکی حاجت ہوتی ہے کہ نئی ہوا اندر داخل ہو کر پہلی ہوا کے قائم مقام ہو جائے۔ اس لئے اسکو باہر نکالنا پڑتا ہے، تاکہ پچھے آنے والی ہوا کے لئے جگہ بنائی جائے، اور تاکہ اس خارج ہونے والی ہوا کے ساتھ ساتھ جو ہر روح کے فضلات (بخارات دھانیہ) بھی نکل جائیں +

والهواء مادام معتدلا وصافيا ليس يخالطه جوهر غريب منات من الروح فهو فاعل للصحة وحافظ اياها فاذا تغير فعل صند فعله

ہوا جب تک معتدل اور صاف رہتی ہے، اور اس کے ساتھ جوہر غریب (بیرونی اجسام) جو روح کے مزاج کے منافی اور مخالف ہو، مخلوط نہیں ہوتا ہے، اُس وقت تک وہ صحت کی بنانے والی (فاعل صحت) اور اس کی حفاظت کرنے والی (حافظ صحت) رہتی ہے؛ اور جب یہ متغیر ہو جاتی ہے، تو اُس وقت یہ اس عمل کے خلاف کام کرتی ہے (نہ صحت بناتی، اور نہ حفاظت کرتی ہے) +

والهواء ليعرض له تغيرات طبيعية وتغيرات غير طبيعية وتغيرات خارجة عن المجرى الطبيعي مضادة لها والتغيرات الطبيعية هي التغيرات الفصلية فانه ليس يحيل عند كل فصل الى مناجا اخر

ہوا میں تین قسم کے تغیرات ہوا کرتے ہیں: (۱) تغیرات طبعیہ (تغیرات عادیہ: جو عادتاً ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں)؛ (۲) تغیرات غیر طبعیہ (معمولی تغیرات جو مہلک نہ ہوں)؛ (۳) تغیرات جو مجبرائے طبعی سے خارج ہوں، اور مجبرائے طبعی کے معنا دیعنی سخت دشمن اور مخالف ہوں (جیسے وبائی تغیرات)۔ چنانچہ تغیرات طبعیہ (تغیرات عادیہ) سے مراد تغیرات فصلیہ (موسمی تغیرات) ہیں؛ کیونکہ ہر موسم کے وقت ہوا کے مزاج میں ایک خاص تبدیلی ہو جایا کرتی ہے۔

”تغیرات مضادہ“ اگرچہ غیر طبعی تغیرات ہی میں شامل ہیں، مگر ان کو الگ اس لئے بیان کیا گیا ہے کہ ان کے تاثيرات بہت اہم اور بہت تفصیل طلب ہیں۔ گیلانی

الفصل الثالث فی طبائع الفصول تیسری فصل۔ طبائع فصول (موسموں کے مزاج)

واعلم ان هذا الفصول عند الاطباء غير هاء عند المنجمين فان الفصول الاربعة عند المنجمين هي ازمنة انتقالات الشمس في ربع ربيع من فلك البروج مبتدئة من النقطة الربيعية

اطباء کے نزدیک موسم اور ہیں، اور منجمین (نجومیوں) کے نزدیک اور چنانچہ منجمین کے نزدیک چاروں فصول در اصل وہ چار زمانے ہیں، جن میں آفتاب فلك البروج (آٹھویں آسمان) کی ایک ایک چوتھائی کو طے کرتا ہے، اور جو نقطہ ربعی (نقطہ اعتدال ربعی) سے شروع ہوتا ہے (اور نقطہ اعتدال ربعی برج حمل کی ابتداء میں واقع ہے، جہاں آفتاب پہنچتا ہے، تو دن رات برابر ہو جاتے ہیں، اور رجب شروع ہو جاتی ہے)۔

انفرض منجمين کے نزدیک موسم چار ہیں، اور چاروں موسم ہرجوں کے لحاظ سے تین تین ماہ کے ہیں۔ یعنی لحاظ مدت تقریباً سب برابر برابر ہیں، مگر اطباء کے نزدیک یہ موسم ہرجوں کے لحاظ سے نہیں ہیں، کہ یہ لحاظ مدت برابر برابر ہوں؛ بلکہ دیگر آثار کے لحاظ سے، مثلاً سردی و گرمی، اور درختوں کے نشوونما کے لحاظ سے، بیان کئے جاتے ہیں؛ اسی وجہ سے بعض موسم چھوٹے ہیں اور بعض بڑے۔

آٹھویں آسمان کے طے دائرہ کو منطقة البروج کہا جاتا ہے۔ اس دائرہ کو بارہ حصوں میں تقسیم کیا گیا

ہے۔ انہی بارہ حصوں کو برج کہا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے اس دائرہ کا نام ”منطقۃ البروج“ رکھا گیا ہے۔ بارہ
برجوں کے نام ہیں: حمل، ثور، جوزاء، سرطان، آس، سنبلہ، میزان، عقرب، قوس، جدی، دھو، مورت +
واما عند الاطباء فان الربیع (ربیع اطباء تو ان کے نزدیک سربیع بلاد معتدلہ
هو الزمان الذی لا-مجموعہ (معتدلہ ممالک۔ مثلاً اقلیم چارم) میں وہ زمانہ ہے، جس میں
فی البرد المعتدلة الى ادفاء نہ زیادہ سردی ہوتی ہے کہ گرم کپڑوں کی زیادہ ضرورت
يُعْتَدُّ به من البرد او ترويح ہو، اور نہ زیادہ گرمی ہوتی ہے کہ زیادہ تندہ کی ضرورت
يُعْتَدُّ به من الحروب يكون فيه ہو؛ نیز اس موسم میں درختوں کا نشوونما شروع ہو جاتا ہے
ابتداء نشو الاشجار وان يكون اسکا زمانہ استوار یعنی (اعتدال یعنی) سے یا اس کے
زمانہ زمان ما بین الاستواء کسی قدر قبل یا بعد سے شروع ہوتا، اور اس وقت تک قائم
الربيع اقبله او بعدہ بقلیل رہتا ہے جب تک آفتاب نصف برج ثور تک پہنچتا ہے
الى حصول الشمس في نصف (اس کا ظ سے موسم ربیع تقریباً ڈیڑھ ماہ کا ہوا؛ پورا برج
من الثور حمل اور نصف برج ثور) +

ویكون الخريف هو المقابل له اور خریف ہمارے ممالک (بخارا۔ اقلیم چارم)
في مثل بلادنا جیسے ملکوں میں وہ زمانہ ہے جو ربیع کے مقابل ہوتا ہے +
یعنی منطقۃ البروج کے بن برجوں میں آفتاب کے گزرنے سے موسم ربیع حاصل ہوتا ہے، ان برجوں کے
مقابل اور محاذی برجوں میں آفتاب کے گزرنے سے موسم خریف حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں درختوں
کے پتے جھڑنے شروع ہو جاتے ہیں۔ اسکا زمانہ اعتدال خریفی سے یا اس سے کسی قدر قبل یا بعد شروع ہوتا،
اور اس وقت تک قائم رہتا ہے کہ آفتاب نصف برج عقرب تک قطع کرے۔ اس کا ظ سے موسم خریف بھی تقریباً
ڈیڑھ ماہ کا ہوا۔ پورا برج میزان اور نصف برج عقرب +

ویجوز في بلاد اخرى ان يتقدم دوسرے ملکوں میں بلاد معتدلہ یعنی اقلیم چارم
الربيع ويتاخر الخريف کے علاوہ) یہ امر ممکن ہے کہ ربیع وقت مذکور سے کچھ پہلے
شروع ہو جائے (مقدم ہو جائے) اور خریف وقت مذکور
سے کچھ آگے بڑھ جائے (متأخر ہو جائے) +

والصيف هو جميع الزمان الحار صیف (موسم گرم) گرمی کا سارا زمانہ ہے، اور
والشتاء هو جميع الزمان البارد شتاء (سرمہ) پورا ٹھنڈا زمانہ ہے۔ اس کا ظ سے

فیکون زمان الربیع والخريف کل واحد معلوم ہوا کہ اطباء کے نزدیک ربیع اور خریف بقاء موسم
منہما عند الاطباء اقصر من کل واحد من الصيف سرما اور گرما کے بہت چھوٹے ہیں۔ اور شتاء (سرما) کا زمانہ
والشتاء والشتاء زمان مقابل للصيف اول ملکوں کے لحاظ صیف کے مقابل (برابر) ہوتا ہے، یا اس سے
اول اکثر منه بحسب البلاد کم یا زیادہ +

فیشبه ان یكون الربیع زمان الازهار الغرض ربیع شاید پھولوں اور پھولوں کا زمانہ ہے
وابتداء الاثمار والخريف زمان (درختوں میں پھل آنے شروع ہوتے ہیں) اور خریف شاید
تغیر لون الورق وابتداء سقوطه وہ زمانہ ہے، جس میں پتوں کے رنگ بدل جاتے، اور یہ
وما سواهما شتاء وصيف جھڑنے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور ان دونوں کے سوا باقی
زمانہ سرما یا گرما کا زمانہ ہے +

فقول ان مزاج الربیع وهو المزاج المعتدل وليس على ما یظن انه مزاج حار رطب نہیں ہے، جیسا کہ بعض لوگ خیال کرتے ہیں
حار رطب وتحقیق ذلك بکفہ اس مسئلہ کی پوری تحقیق فلسفہ کے حصہ طبعیات کے متعلق ہے
هو الى الجزء الطبیعی من الفلسفة طبیب کو اتنا مان لینا چاہئے کہ ربیع معتدل ہے (خواہ یہ
بل لیسلمات الربیع معتدل فی الواقع معتدل ہو، یا یہ ہمارے بدن کے لحاظ سے
معتدل ہو) +

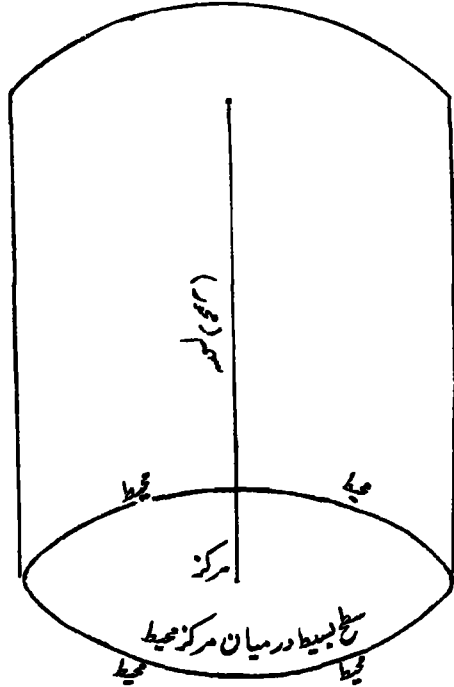
والصيف حار لقرب الشمس موسم گرم (صیف) کا مزاج اس لئے گرم ہوا
من سمت الرأس وقوة الشعاع کرتا ہے کہ اس موسم میں آفتاب سمت الراس (سر کی سیدھ)
الفائض عنها الذی یتوهم کے قریب آجاتا ہے، اور قریب آفتاب کی وجہ سے اس کی
انعکاسه فی السیف اما علی زوايا شعاعیں تو ہی (شدید) ہوتی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے (یا
حادثة جدا واما ناکسة على ایسا خیال ہوتا ہے) کہ موسم گرم میں یہ شعاعیں نہایت ہی
اعقابها فی الخطوط التي نفذت حاد زواویوں پر منعکس ہوا کرتی ہیں (یہ اُس وقت ہوتا ہے
فيها فيکث عندھا الشعاع جبکہ آفتاب سمت الراس کے قریب آجاتا ہے) یا یہ اپنی ہی
پشت پر لوٹ جاتی ہیں؛ یعنی جن خطوط پر یہ شعاعیں آتی ہیں
منہیں خطوط پر الٹی لوٹ جاتی ہیں (یہ اُس وقت ہوتا ہے
جبکہ آفتاب پورا سمت الراس پر آجاتا ہے، اس لئے شعاعیں

قریب ہوتا ہے، ٹھیک سر پر نہیں ہوتا، تو اس کی شعاعیں زمین پر گرنے کے بعد واپس لوٹتی ہوئی زاویہ حادثہ بناتی ہیں۔ بشرطیکہ سمت الراس سے آفتاب کا بُعد (دوری) دائرہ کے آٹھویں حصے (نہیں دائرہ) سے کم ہو۔ جب آفتاب سمت الراس سے پورے دائرہ کے آٹھویں حصے کے برابر دور ہو جائے گا، تو اس وقت زاویہ قائمہ بنے گا، نہ کہ زاویہ حادثہ۔ کیونکہ آسمان سے جتنی ترچھی شعاع گرے گی، داپسی میں چڑھتے وقت اُسی قدر ترچھی ہو کر جانب مقابل کی طرف رخ کرے گی، اس لئے دو ٹن (پلے) ملکر چوتھائی ہو جائے گی۔ اور چوتھائی دائرہ کے خطوط سے زاویہ قائمہ بنتا ہے، نہ کہ حادثہ +

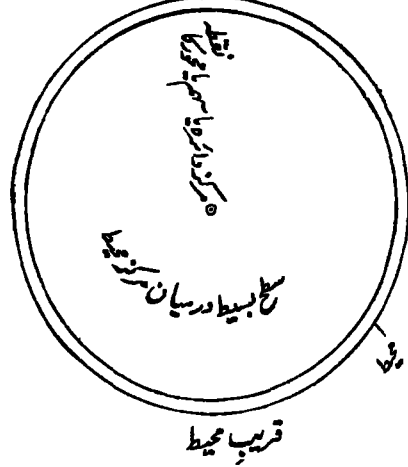
دسبب ذلك في الحقيقة هو ان اس کا حقیقی سبب یہ ہے (یعنی اس امر کا حقیقی سبب شعاع الشمس منہ ما هو سبب کہ شعاعیں مختلف طور پر منعکس ہو کر مختلف تاثرات بمنزلة مسقط السهم من پیدا کرتی ہیں، یہ ہے) کہ سطح زمین پر جہاں شعاع گرتی ہے الا سطوانة والمخروط كانه (مسقط شعاع یا مربع شعاع) اس کا ایک حصہ تو گویا ینفذ من مرکز جرم الشمس الے شعاعی اسطوانہ یا شعاعی مخروط کا مسقط سم (مرکز) ہے ما هو محاذیہ ومنہ ما هو جو گویا جرم آفتاب کے مرکز سے نکل کر اپنے محاذی (مقابل) بمنزلة البسيط والمحيط او المقارب جسم کی طرف جارہا ہے۔ اور اس کا دوسرا حصہ لالحیط گریا شعاعی اسطوانہ یا شعاعی مخروط کی سطح (بسيط) ہے، یا اسکا محیط ہے، یا محیط کے قریب کا حصہ ہے

آفتاب اگر چہ کرۂ زمین سے بہت بڑا ہے، لیکن چونکہ وہ چھوٹا دکھائی دیتا ہے، اسلئے سطح زمین بمنزلة قاعدة مخروط کے ہے۔ آفتاب کی جو شعاعیں زمین پر آکر پڑتی ہیں، تو گویا وہ مخروطی شکل پر آتی ہیں۔ اس مخروط کا قاعدہ زمین کی سطح پر آکر پڑ جاتا ہے، جس سے زمین پر ایک گول روشن سطح بن جاتی ہے، جو ایک دائرہ سے گھری رہتی ہے۔ اس گول سطح یا دائرہ کے مرکزی حصے کو اس موقع پر "مسقط سم" کہا گیا ہے۔ اس سطح کا دائرہ (گھیرا) "محیط" ہے، اور "بسيط" سے مراد وہ سطح ہے جو مرکز سے محیط تک واقع ہے۔ پھر جو حصے دائرہ (محیط) کے اندر اور اس کے پاس واقع ہیں، اُن کو "قریب محیط" (گھیرے کے قریب کا حصہ) کہا گیا ہے؛ کیونکہ ان کا حکم بھی وہی ہے، جو محیط کا حکم ہے۔ پھر مرکز کے پاس گری زیادہ ہوتی ہے، اور محیط کے پاس کم۔ اور ان دونوں کے درمیان اوسط درجہ کی +

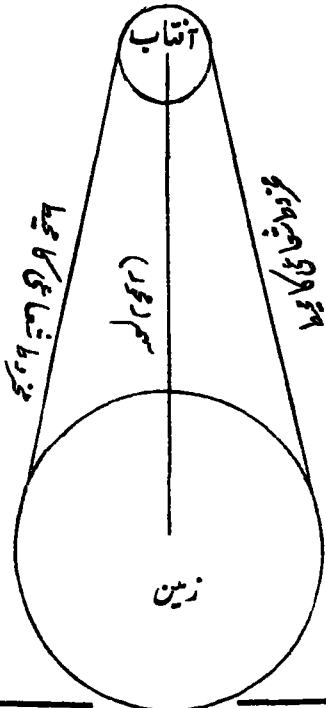
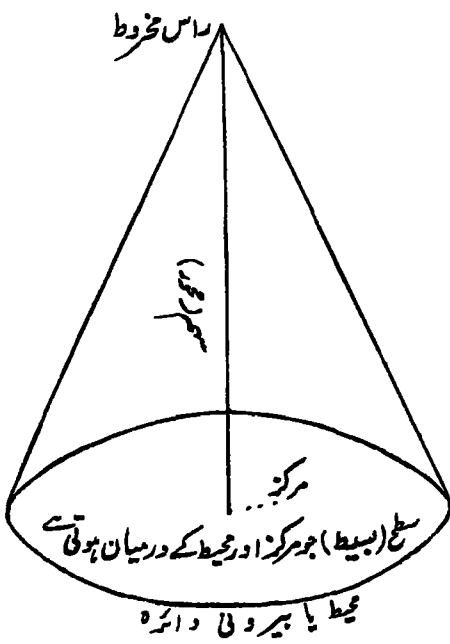
شکل اسطوانی



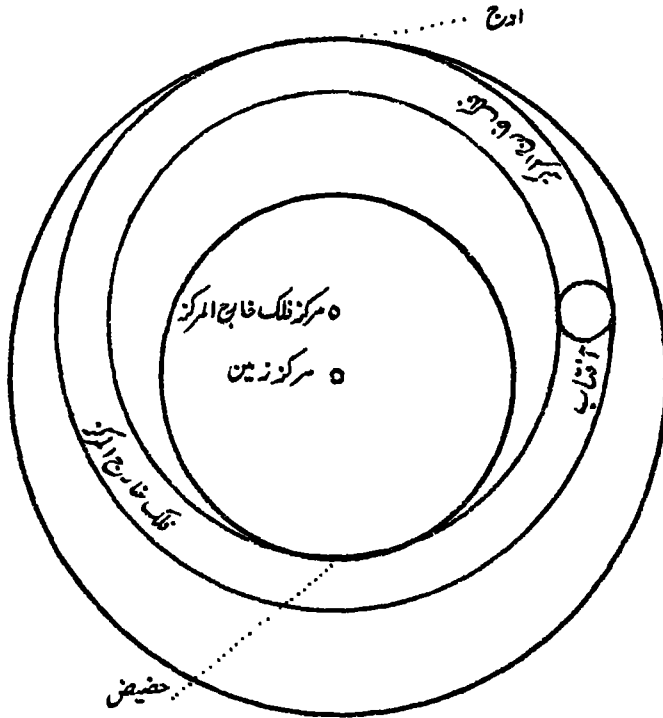
مخروط یا سهم کا قاعدہ



شکل مخروطی



وان قوتہ عند سہمہ اذا التاتیر
 یتوجہ الیہ من الاطراف کلہا واما
 میائلی الاطراف فهو اضعف
 ونحن فی الصیف واقعون فی السہم
 اولقرب منه ویدوم ذلک
 علینا اغنی سکان العروض الثمالیہ
 وفی الشتاء یجیث لقرب من المحیط
 ولذلک ما یكون الصنوء
 فی الصیف انور مع ان المسافۃ
 من مقامنا الی مقام الشمس
 فی قرب آ و جہا البعد
 اس شعاع کی قوت اور تیزی (بلحاظ گرمی اور
 روشنی کے) سہم کے پاس زیادہ ہوتی ہے (یعنی شعاعی
 مخروط جو آفتاب سے زمین پر آتا ہے، تو زمین کا سارا حصہ
 ایک جیسا گرم نہیں ہوتا، بلکہ اس شعاعی اور روشنی سطح کا
 بیچ کا حصہ، یا مرکزی حصہ زیادہ گرم اور روشن ہوتا) اسلئے
 کہ تمام اطراف و جوانب اور کناروں سے شعاع کی تاثیریں سہم
 (محور یا مرکز) کی طرف متوجہ ہوتی ہیں، اس کے برعکس اطراف
 و جوانب اور کناروں کے پاس شعاعی قوت (بلحاظ حرارت
 اور روشنی کے) کمزور ہوتی ہے + چنانچہ موسم گرما میں ہلوگ
 شعاعی مخروط کے سہم (محور) پر یا اس کے قریب ہی ہوا کرتے
 ہیں، اور ہمپر — یعنی شمالی مالک کے باشندوں پر یہی



نقشہ فلک شمس (چوتھا آسمان) جسکے اندر فلک خارج المركز موجود ہے، جو اسی آسمان کا ایک حصہ ہے

حالت موسم گرما میں ایک عرصہ تک قائم رہتی ہے (خط استوا والوں کی طرح یہ نہیں ہوتا کہ آفتاب سر پر اور اس کے قریب آیا، اور جلد ہی دور چلا گیا۔ جب ہم لوگوں کے سر پر یا سر کے قریب آفتاب آتا ہے، تو ایک طویل مدت تک قائم رہتا ہے)، اور موسم سرما میں ہم لوگ اس شعاعی مخروط کے محیط (گھیرے۔ کنارے) کے پاس ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ موسم گرما میں دھوپ کی روشنی بہت تیز ہوا کرتی ہے؛ حالانکہ ہمارے اور آفتاب کے درمیان کی مسافت اُس وقت بہت زیادہ ہوا کرتی ہے، جبکہ آفتاب اپنے ”اوج“ کے قریب پہنچتا ہے (لیکن اُسی وقت ہمارے ملک میں موسم گرما ہوتا ہے)

چوتھے آسمان کے نقشے کو دیکھو۔ اسکو فلک السمس (آفتاب کا آسمان) بھی کہا جاتا ہے۔ یہ پورا ایک آسمان ہے۔ اس کے اندر ایک چھوٹا آسمان اور ہے، جس میں آفتاب کو دکھلایا گیا ہے، اور جسکو فلک خارج المركز کہا جاتا ہے۔ فلک خارج المركز زمین کے مرکز پر نہیں گھومتا ہے، بلکہ اس کا مرکز وہ سر ہے۔ اب اگر غور کر دگے، تو فلک خارج المركز کا ایک مقام وہ ہے جو مرکز زمین سے بہت ہی نزدیک ہے۔ اسی کو حقیض کہا جاتا ہے، اور دوسرا مقام وہ ہے جو مرکز زمین (مرکز عالم) سے بہت ہی دور اور بلند ترین واقع ہے، اسکو اوج کہا جاتا ہے (اوج۔ بلند۔ حقیض۔ پستی)۔ اب سوچو کہ آفتاب جب اپنے فلک کے اندر گردش کرتا ہوا اوج تک پہنچتا ہے، تو زمین سے بہت ہی دور ہو جاتا ہے، حالانکہ یہی زمانہ موسم گرما کا ہے۔ اس نقطہ اوج پر جب آفتاب آتا ہے، تو وہ برج سرطان میں داخل ہوتا ہے، اور سمت الراس سے قریب آ جاتا ہے؛ اگرچہ مسافت اور بلندی کے لحاظ سے ہم لوگوں سے اس وقت بعید تر ہو جاتا ہے، مگر سر کے سیدھ اور اس کے قُرب میں ضرور آ جاتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ گرمی کا مدار آفتاب کی مسافت کی دوری و نزدیکی پر نہیں ہے، بلکہ اس بات پر ہے کہ وہ سمت الراس سے کتنا قریب یا دور ہے؛ اور یہ کہ اس کی شعاعیں ترجیحی طور پر ہی ہیں، یا سیدھی۔ موسم سرما میں شعاعیں ترجیحی گرتی ہیں، اور گرما میں سیدھی، یا سیدھی کے قریب۔ یہی وجہ ہے کہ موسم صیف میں گرمی اور روشنی زیادہ ہوتی ہے، اور شتاء میں نہ گرمی زیادہ ہوتی ہے، اور نہ روشنی۔ مترجم *

اما نسبة هذا القرب والبعد فمتین فی الجزء اس قرب و بعد (نزدیکی و دوری) کی نسبت فلسفہ

النجوی من الجزء الریاضی من الفلسفة کے حصہ ریاضی کے حصہ نجوم میں پورا بیان ہے +
یعنی یہ کہ آفتاب اپنے اوج کے قریب ہوتا ہے، تو ہم سے دور ہو جاتا ہے، اور جب وہ اوج کے
قریب نہیں ہوتا، تو ہم سے بجاظ مسافت قریب ہو جاتا ہے؛ اس مسئلہ کو واضح طور پر علم نجوم (علم ہئیت)
میں ثابت کیا گیا ہے۔ علم نجوم ریاضی کا ایک حصہ ہے، اور ریاضی فلسفہ کا ایک حصہ۔ مترجم +

واما تحقیق اشتداد الحرکة اشتداد رہی اس امر کی تحقیق کہ (موسم گرما میں) روشنی کی
الضوء فهو یتبین فی الجزء الطبیعی زیادتی اور شدت سے گرمی میں زیادتی اور شدت کیوں
من الفلسفة ہو جاتی ہے، یہ فلسفہ کے حصہ طبعی سے متعلق ہے، اور

وہیں اسے ثابت کیا جاتا ہے +

والصیف مع انه حار فهو یضایا بس موسم گرما باوجود گرم ہونے کے خشک بھی ہے؛
لتحلل الرطوبات فیہ من شدتہ اسلئے کہ شدت حرارت سے اس موسم میں رطوبتیں تحلیل
الحرارة وتخلل جوہر الهواء ہو جاتی ہیں، اور اس لئے کہ اس موسم میں ہوا، کا جو ہر تخلل
مشاکلتہ للطبیعة الناریة ولقلة (لطیف، بھلا ہوا) ہو جاتا ہے، اور ہوا کی طبیعت آگ
ما یقع فیہ من الاندلاء والامطار کی طبیعت کے مانند ہو جاتی ہے؛ اور اس لئے کہ موسم گرما
میں رطوبتیں (مثلاً شبنم) اور بارشیں کم ہوتی ہیں +

صیف کے بابس ہونے اور شدت کے رطب ہونے کے معنی یہ ہیں کہ صیف کی ہوا میں بخارات مائیدہ کم
ہوتے، اور شدت کی ہوا میں بخارات مائیدہ زیادہ ہوتے ہیں۔ گیلانی +

والشتاء بآس در طب لصند اور موسم سرما (شتاء) ان دلائل مذکورہ کے
هذا العلل برعکس سرد تر ہے (بار و رطب ہے) +

یعنی موسم سرما میں آفتاب سمت الراس سے دور ہو جاتا ہے۔ شتاء کی ہوا میں بخارات مائیدہ کی
زیادتی ہو جاتی، اور وہ کثیف ہو جاتی ہے، اور اس کی طبیعت پانی کی طبیعت سے مشابہ ہو جاتی ہے۔
موسم سرما میں تحلیل کم ہو جاتا ہے، اور رطوبتوں اور بارشوں کی کثرت ہو کر رہتی ہے۔ گیلانی +

واما الخریف فان الحرکیون قد موسم خریف ایک ایسا زمانہ ہے، جس میں

لہ یعنی موسم گرما کی ہوا، بخارات مائیدہ سے خالی ہوتی ہے، اس لئے یہ کثیف ہونے کی بجائے لطیف اور متخلل
ہو جاتی ہے۔ اسلئے اس وقت یہ آگ سے اس بارہ میں مشابہ ہو جاتی ہے +

انتقص فیہ والبرد لم یستحکم بعد وکانتا قد حصلنا فی الوسط من البعد بین السهم المذاکور و بین المحيط فاذن هو قریب من الاعتدال فی الحر والبرد الا انه غیر معتدل فی الرطوبة والیبوسة وکیف والشمس فتد جفت الهواء و لم یجدت بعد من العسل المرطبة ما یقا بل تجفیف العلة المجففة

(آفتاب کے دور ہونے کی وجہ سے) اگرچہ گرمی کم ہو گئی ہے۔ مگر ابھی تک برودت مستحکم (اور شدید) نہیں ہوئی ہے۔ گویا ہم لوگ مخروط شعاعی کے سهم (محور) اور محیط کے درمیان مسافت میں آگئے ہیں (یعنی موسم خریف میں نہ ہم لوگ مخروط شعاعی کے محور کے قریب ہیں، جیسا کہ صیف میں اس کے قریب ہوا کرتے ہیں، اور نہ اس مخروط کے محیط کے قریب ہیں، جیسا کہ موسم سرما میں اسکے قریب ہوا کرتے ہیں)؛ اسلئے موسم خریف "حرارت و برودت میں" اعتدال کے قریب ہے۔ لیکن "رطوبت و یبوست میں" یہ معتدل نہیں ہے۔ اور ایسا ہو بھی کیونکر سکتا ہے اور اٹھالیکہ آفتاب نے (خریف سے پہلے موسم گرما میں) ہوا کو خشک کر دیا ہے، اور اب تک اسباب مرطبه میں سے کوئی ایسا سبب مرطب پیدا نہیں ہوا ہے، جو سبب سابق (سبب مجفف) کا مقابلہ کرے (اور ہوا کی خشکی کو دور کر کے اسے رطب بنا دے)۔

(پھر اگر کوئی شخص اعتراض کرے کہ موسم گرما کی ہوا خریف کے موسم میں جب گرمی سے منتقل ہو کر سردی کی طرف آگئی، اور وہ گرمی و سردی میں معتدل ہو گئی؛ تو اسی طرح وہ یبوست سے منتقل ہو کر رطوبت کی طرف کیوں نہ آگئی، اور رطوبت و یبوست کے لحاظ سے بھی وہ معتدل کیوں نہ ہو گئی؟ اسکا جواب یہ ہے کہ) تبرید کا حال اور ہے۔ اور ترطیب کا حال اور؛ (کسی گرم چیز کا برودت کی طرف منتقل ہو جانا آسان ہے، کسی خشک چیز کا) رطوبت کی طرف منتقل ہونا اتنا آسان نہیں۔

(پھر اگر کوئی شخص کہے کہ جس طرح خشکی حرارت

ولیس الحال فی التبرید
کالحال فی الترطیب لان
الاستحالة الی البرد لا تكون
لسهولة والاستحالة الی الرطوبة
لا تكون بتلك السهولة

کی وجہ سے پیدا ہو جا یا کرتی ہے، اسی طرح رطوبت کے اسباب میں سے برودت بھی ہے، تو کیوں نہ موسم خریف کی ہوا میں گرمی کے کم ہونے اور برودت کے آنے کے بعد ”رطوبت“ پیدا ہو گئی؟ اسکا جواب یہ ہے۔۔۔ برودت کی وجہ سے ”رطوبت“ کا حاصل ہو جانا اور حرارت کی وجہ سے ”پوست“ کا استحالة الی الجفاف کا حاصل ہو جانا، دونوں ایک جیسے نہیں ہیں (بلکہ دونوں بالحرکت استحالة الی الجفاف میں فرق ہے) کیونکہ کسی چیز کا کسی چیز کا حرارت کی وجہ سے خشک ہو جانا آسان ہے (مگر کسی خشک چیز کا برودت سے ”تر“ ہو جانا آسان نہیں ہے) کیونکہ ادنیٰ اور معمولی حرارت خشکی پیدا کر دیتی ہے لیکن ادنیٰ برودت رطوبت پیدا نہیں کیا کرتی، بلکہ اس کے برعکس گلبے ادنیٰ اور معمولی حرارت برطوب بل ربما کان ادنی الحرقوی فی الترطب اذا وجد المادة من ادنی البرد فیہ لان ادنی الحر یجبر ولا یحل و لیس ادنی البرد یکتف و یحقن و یجمع اس سے بخارات بنتے ہیں (جو ہوا میں پسلیکرا سکو تر بنا دیتے ہیں) لیکن خفیف حرارت سے رطوبات تحلیل نہیں ہو کر تے (کہ اس سے خشکی آجائے)۔ اس کے برعکس معمولی اور خفیف برودت کی وجہ سے نہ (کافی) کثیف حاصل ہوتی ہے (جس سے) ہوا کثیف ہو کر پانی کی طبیعت کے مشابہ ہو جائے، جیسا کہ موسم سرما میں شدت برودت کی وجہ سے ہوا کرتا ہے) اور نہ (کافی) حقن اور جمع (کہ جس سے ہوا میں رطوبت حاصل ہو جائے) *۔

حقن اور جمع یعنی بند کرنا اور اکٹھا کرنا، یہ تحلیل و تفریق کے مقابلہ میں بولے گئے ہیں، جو حرارت کے ذاتی افعال ہیں، یعنی رطوبات کو تحلیل کرنا اور اجسام کو متفرق کرنا اور پھیلانا۔ اس کے برعکس برودت کا ذاتی فعل تحلیل کو باز رکھنا۔ حقن۔ اور پھیلانے کی بجائے سیٹھنا۔

ولهذا ليس حال بقاء الربيع على رطوبة الشتاء كحال بقاء الخريف على يبوسة الصيف فان رطوبة الربيع يعتدل بالحر بزمان لا يعتدل فيه يبوسة الخريف بالبرد

یہی وجہ ہے کہ موسم شتاء کی رطوبت (موسم شتاء کے ہوا کی رطوبت) کا موسم ربیع میں باقی رہنا اور موسم صیف کی یبوست (موسم صیف کے ہوا کی یبوست) کا موسم خریف میں باقی رہنا دونوں برابر اور ایک جیسے نہیں ہیں (بلکہ شتاء کی رطوبت ربیع میں کم باقی رہتی ہے، اور صیف کی یبوست خریف میں زیادہ باقی رہتی ہے)؛ کیونکہ ربیع کی ”رطوبت“ حرارت کی وجہ سے اتنے عرصہ میں معتدل (کم) ہو جاتی ہے کہ اتنے زمانہ میں خریف کی ”یبوست“ برودت کی وجہ سے معتدل نہیں ہو ا کرتی ہے (بلکہ خریف کی یبوست برودت کی وجہ سے ایک طویل عرصہ میں کم ہو ا کرتی ہے)۔

وليشبه ان يكون هذا الترتيب والتجفيف شبيهاً بفعل ملكة وعدم لا بفعل صدين

یہ ترتیب اور تجفیف (یعنی برودت کی وجہ سے رطوبت کا حاصل ہونا اور حرارت سے یبوست کا حاصل ہونا) شائد ملکہ اور عدم ملکہ کے فعل سے مشابہ ہوں، نہ کہ متضادین (دونوں متضاد کیفیات) کے فعل سے۔

یعنی رطوبت اور یبوست کے درمیان تقابل تضاد نہیں ہے، کہ ان میں سے ہر ایک کا وجود و حصول

لہ تقابل یا مقابلہ؛ دو چیزوں کی باہمی مخالفت کو ”تقابل“ کہا جاتا ہے۔ مثلاً سیاہی اور سفیدی باہم متقابل ہیں، بینائی اور نابینائی باہم متقابل ہیں؛ باپ ہونا اور بیٹا ہونا باہم متقابل ہیں؛ انسانیت اور عدم انسانیت دونوں باہم متقابل ہیں۔ یہ چار مثالیں ہیں۔ ان چاروں میں تقابل کی الگ الگ قسمیں پائی جاتی ہیں: تقابل کی چار قسمیں ہیں؛ تقابل تضاد، تقابل تضائیف، تقابل ملکہ اور عدم ملکہ، اور تقابل ایجاب و سلب (اثبات و نفی)۔ (۱) اگر دونوں متقابل چیزیں وجودی ہوں (ایک وجودی اور ایک عدمی نہ ہوں) اور ایک کا پہچانا دوسری چیز پر موقوف نہ ہو، اور دونوں ایک وقت میں کسی جگہ اکٹھی نہ ہو سکتی ہوں، تو ایسی دو چیزوں کے تقابل کو ”تقابل تضاد“ کہا جاتا ہے، اور ان دونوں چیزوں کو ضِدَّیْن (مُتَضَادَّیْن) جیسے سیاہی اور سفیدی۔ (۲) اگر دونوں چیزیں وجودی (ثبت) ہوں اور ایک کا پہچانا دوسری چیز کے پہچانے پر موقوف ہو تو ایسی دو چیزوں کے تقابل کو ”تقابل تضائیف“ کہا جاتا ہے، جیسے باپ ہونا، اور بیٹا ہونا، باپ وہ ہے جس کا کوئی بیٹا ہو، اور بیٹا وہ ہے جس کا کوئی باپ ہو۔ (۳) اگر دونوں چیزوں میں سے ایک وجودی ہو اور دوسری عدمی (ایک مثبت ہو، (بقیہ جانیہ صفحہ ۲۱۵)

تمام علل و اسباب اور پورے شرائط کا محتاج ہو۔ بلکہ ان دونوں میں ملکہ اور عدم کا تقابل ہے، رطوبت ملکہ اور امر وجودی ہے، اور یبوست اُس کا عدم۔ ملکہ اور امر وجودی کے وجود و حصول کے لئے تو بیشک اس کے تمام اسباب و علل اور شرائط کے پائے جانے کی ضرورت ہوا کرتی ہے، لیکن عدم ملکہ کے لئے محض یہی کافی ہوتا ہے کہ ان شرائط و اسباب میں سے کوئی ایک بھی غائب ہو جائے۔ مثلاً بینائی کے لئے ضرورت ہے کہ آنکھ درست ہو، اس کے تمام طبقات و رطوبات درست ہوں، اعصاب بھی ٹھیک ہوں، دماغ بھی صحیح ہو، اور نفس کی توجہ بھی کچھ کی طرف مائل ہو۔ اور عدم بینائی کے لئے ان میں سے کسی ایک چیز کا معدوم ہونا بھی کافی ہو جائیگا۔ یہی حال ترطیب اور تجفیف کا ہے۔ ترطیب ملکہ ہے، اس کے حصول کے لئے علل و اسباب اور شرائط کی ضرورت ہے، اور تجفیف کے لئے ان میں سے ایک چیز کا بھی کھو جانا کافی ہے +

لان التجفیف فی هذا الموضع کیونکہ اس موقع پر تجفیف کے معنی محض یہ ہیں کہ ہوا رطوبت سے ہو کر لافقاہ الجوہر (الرطب سے) جو ہر رطب (اجزاء مائیدہ) کو مفقود و معدوم کر دیا جائے اور الترطیب لیس ہو لافقاہ الجوہر اور ترطیب کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ہوا (سے) جو ہر رطب کو الیا لیس بل فیحصل الجوہر مفقود و معدوم کر دیا جائے؛ بلکہ ترطیب کے یہ معنی ہیں کہ جو ہر رطب کو (اجزاء مائیدہ کو ہوا میں) حاصل کیا جائے +

اس لئے ترطیب ملکہ ہوئی، اور تجفیف عدم۔ اور جب ایسا ہے، تو تجفیف یقیناً بمقابلہ ترطیب کے آسان ہوگی۔ کیونکہ عدم کے لئے تو محض یہی کافی ہوتا ہے کہ اس کے اسباب میں سے کوئی ایک بھی کھو جائے، اور وجود کے لئے متعدد امور کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ اسی وجہ سے یہ کہا جاتا ہے کہ بگاڑنا آسان ہے، اور بنانا مشکل ہے +

لاننا لنقول فی هذا کیونکہ ہم جو اس موقع پر کہا کرتے ہیں کہ ”یہ ہوا تر ہے“ الموضع ہوا عرطب و ہوا اور یہ ہوا خشک ہے“ تو اس سے ہماری مراد یہ نہیں ہوا کرتی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۴)۔ اور دوسری منفی، اور منفی (عدی) کے محل میں وجودی کی قابلیت ہو تو اس قسم کے تقابل کو تقابل ملکہ و عدم ملکہ کہتے ہیں۔ جیسے بینائی اور نابینائی۔ نابینا وہی کہلا سکتا ہے جس میں بینائی کی قابلیت ہو، پتھر اور دیوار کو نابینا نہیں کہا جاتا، کیونکہ ان میں بینائی کی قابلیت ہی نہیں ہے۔ (۴) اور اگر دونوں چیزوں میں سے ایک وجودی اور دوسری عدی ہو، لیکن عدی کے محل میں وجودی کی قابلیت کا ہونا شرط نہ ہو، تو ایسی چیزوں کے تقابل کو ”تقابل ایجاب و سلب“ (اثبات و نفی) کہا جاتا ہے؛ جیسے انسانیت اور عدم انسانیت (غیر انسانیت)، دنیا کی ساری چیزیں انسان ہوگی یا غیر انسان۔ ان دونوں باتوں سے کوئی چیز باہر نہیں ہو سکتی +

یا بس ومنذہب فیہ الے ہے کہ یہ اُس کی صورت نوعیہ، یا یہ اُس کی طبعی کیفیت ہے صورتہ او کیفیتہ الطبیعیۃ (یعنی ہماری مراد اس سے یہ نہیں ہوا کرتی ہے کہ یہ مطوبت بل لا متعرض لہذا فی ہذا ویبوست اسکی صورت نوعیہ کے تقاضے سے پیدا ہوتی ہے، الموضوع و متعرض تعرضنا جیسا کہ بحث غنا صریح کہا اور سمجھا جاتا ہے؛ پانی کے رطب ہونے کے معنی یہی ہوا کرتے ہیں کہ پانی کی صورت نوعیہ رطوبت کو چاہتی ہے) بلکہ اس موقع پر ہمیں اس سے کوئی سروکار ہی نہیں ہے (کہ ہوا کی صورت نوعیہ کیا ہے، اور اُس کی طبعی کیفیت کیا ہے) یا اگر سروکار ہوتا ہے، تو بہت ہی تھوڑا (اور وہ بھی شاذ و نادر، جیسا کہ بلند ترین ہوا کے متعلق، جو گرہ نارس سے قریب ہے، کہا جاسکتا ہے کہ وہ گرم ہے؛ اس صورت میں اس کی گرمی اسکی طبعی کیفیت ہوگی) +

وانما لنعی بقولنا ہواء رطب اسی ہواء خالطہ الخرقۃ کثیرۃ مائتۃ او ہواء استحال بستکثفہ الی مشکالۃ البخار المائی ونقول ہواء یا بس ای ہواء مدشش عنہ ما یخالطہ من البخارات المائتۃ واستحال الی مشکالۃ جوہر النار بالتخالل او خالطہ ادخنۃ ارضیۃ تشاکل الارض فی قسما فالریم ینقص عنہ فضل الرطوبة الشویۃ مع ادنی حریمداث فیہ لہ اگر طبعی کیفیت سے سروکار ہو تو پھر یہ کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ دھج کی ہوا مرطوب ہوتی ہے، اور ذرین کی خشک، کیونکہ ہوا کی طبعی کیفیت خشک نہیں ہے، بلکہ رطب ہے +

چنانچہ جب ہم (اس موقع پر) کہا کرتے ہیں کہ یہ ہوا رطب ہے، تو اس سے ہماری مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ ایسی ہوا ہے، جس کے ساتھ بخارات مائتہ بکثرت مل گئے ہیں، یا وہ ایسی ہوا ہے کہ جو کثیف ہو کہ بخارات مائتہ کے مشابہ ہو گئی ہے۔ اسی طرح جب ہم کہا کرتے ہیں کہ وہ ہوا خشک ہے، تو اس سے ہماری مراد یہ ہوا کرتی ہے کہ وہ ایک ایسی ہوا ہے کہ جس سے وہ بخارات مائتہ مجدا ہو گئے ہیں جو اس سے مل گئے تھے، یا وہ ایسی ہوا ہے جو متخلخل ہو کہ جو ہوا کے مشابہ ہو گئی ہے، یا یہ کہ اُس کے ساتھ ادخنۃ ارضیۃ (خاک کی دھوئیں) مل گئے ہیں جو بوسست میں خاک سے مشابہت رکھتے ہیں +

(مذکورہ بالا بیانات کا حاصل یہ ہوا کہ دھج (کی ہوا) سے موسم شتاء کی زائد رطوبات اُس ادنی حرارت کی وجہ سے لہ اگر طبعی کیفیت سے سروکار ہو تو پھر یہ کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ دھج کی ہوا مرطوب ہوتی ہے، اور ذرین کی خشک، کیونکہ ہوا کی طبعی کیفیت خشک نہیں ہے، بلکہ رطب ہے +

بمقارسة الشمس السميت والخريف کم ہو جاتی ہیں، جو اس موسم میں سمت الہاس (سرکی سیدھ) لیس بادی بردیحدث کے قریب آفتاب کے آجانے سے حاصل ہوتی ہے؛ لیکن فیہ یترطب جوہ خریف کی ادنیٰ برودت نصار کی ہوار (ہواء جو) کو رطب بنانے سے قاصر رہتی ہے +

واذا شئت ان تعرف هذا اگر تم اسے (تجربہ سے) معلوم کرنا چاہو، تو اس امر فتامل هل تندي الاشياء پر غور کرو کہ کیا جو بار د میں (نصار سرد میں) خشک چیزیں الیالسة فی الجوا البارد کتجفف اسی طرح تر ہو جایا کرتی ہیں، جس طرح تر چیزیں جو حار میں الاشياء الرطبة فی الجوا الحار (نصار گرم میں) خشک ہو جایا کرتی ہیں، بشرطیکہ نصار بار د علی ان تجعل البارد فی برده کی برودت تقریباً اتنی ہی کر دیجائے، جتنی نصار حار کی کالحار فی حره تقریباً فانک حرارت ہو رشتلاً دیکڑے لئے جائیں، ایک خشک ہو، اور اذا تأملت هذا وجدت الامر دو سر پانی سے تر۔ خشک کپڑے کو ہوار سرد میں ٹٹکا دیا جائے فیہما مختلفا اور گیلے کپڑے کو ہوار گرم میں؛ چنانچہ جب تم اس امر پر غور کرو گے، تو دونوں میں تھیں اختلاف نظر آئیگا (خشک کپڑے کے تر ہونے سے پہلے گیلے کپڑا خشک ہو جائیگا) +

اس تجربہ سے ثابت ہو گیا کہ شتا کی رطوبت ریح کی معمولی حرارت سے زائل ہو سکتی ہے؛ لیکن خریف کی معمولی برودت ہوار صیف میں ترطیب نہیں پیدا کر سکتی۔ یا یہ کہ حرارت کی وجہ سے کسی جسم کا خشک ہو جانا سہل ہے، لیکن برودت سے کسی جسم کا تر ہو جانا ایسا سہل نہیں +

علی ان ہناسببا اخرا عظم من علاوہ ازیں یہاں ایک اور اس سے بھی بڑی بات هذا وهوان الرطوبات ہے (یاد یہ کہ ایک اور اس سے بھی بڑا سبب ہے) اور یہ بھی لا تلبت فی الجوا البارد والحار کہ جو بار د یا جو حار میں رطوبات ایک عرصہ تک قائم نہیں رہا جمیعاً الا بدام لحوق الملد والجفاف کرتی ہیں، تاوقتیکہ ان کی مدد برابر نہ پہنچتی رہے؛ اس کے لیس محتاج الی مدد البتہ برعکس خشکی کے لئے کسی مدد کی ضرورت نہیں ہے +

وانما صارت الرطوبة فی الاجساد رہا یہ امر کہ رطوبت ان جسموں میں جو ہوار میں کھلے المكشوفة للهواء و فی نفس الهواء ہوئے ہوں، یا خود ہوار میں مدد کے بغیر ٹھہرا نہیں کرتی ہے؛ لا تثبت الا بملد لان الهواء اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے آس پاس کی ہوار ہر حالت میں

انما يقال له انه شديد البدد اتنی گرم ضرور رہتی ہے کہ یہ (طوبتوں کو تحلیل و پراگندہ کرے) بالقیاس الی ابداننا وليس باقی رہا یہ جو کہا جاتا ہے کہ ہوا بہت ٹھنڈی ہے، تو یہ محض ہم يبلغ ببدده في البلاد المعمورة اپنے بدن کے مقابلہ میں کہا کرتے ہیں کہ یہ ٹھنڈی ہے۔ قَبِلْنَا إِلَى أَنْ لَا يَحْمِلُ الْبَتَّةَ بَلْ فِي الْحَقِيقَةِ يَهْ بِارْدُنِيں ہوا کرتی ہے، ہوا کی برودت ہمارے ہونی والا حال کما محلل لما فيه آس پاس کے آباد ممالک (بلا و معمورہ) میں اس حد تک نہیں من قوة الشمس والكواكب پہنچا کرتی کہ وہ بالکل تحلیل نہ کر سکے (رطوبات کو بخارات کی فتمی انقطع المدد واستمر شکل میں بالکل تبدیل نہ کر سکے)، بلکہ وہ ہر حالت میں آفتاب التحلل اسرع الجفاف اور ستاروں کے اثر سے اس قابل رہتی ہے کہ وہ تحلیل کر سکے چنانچہ جب (رطوبت کی) مدد بند ہو جائے کہتی ہے، اور تحلیل کا سلسلہ برابر قائم رہتا ہے، تو ہوا خشک ہو جاتی ہے +

وفي الربيع يكون ما يتحلل أكثر مما ربيع کے موسم میں تحلیل زیادہ ہوتا ہے، اور بخارات يتجزأ والسبب في ذلك ان التبخر کم ہوتے ہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے (ربیع میں تبخیر کے کم ہونے کی وجہ یہ ہے) کہ تبخیر کا عمل دو چیزوں سے ہوا کرتا ہے: (۱) قليلة في ظاهرا الجو وحرارة من ظاہر جو یعنی بیرونی ہوا میں لطیف اور ہلکی حرارت ہو؛ (۲) في الارض قوی يتادى منه زمین کے اندر قوی حرارت پوشیدہ ہو، جس سے محض لطیف شيء لطيف الى ما يقرب من چیزیں (بخارات مائے) سطح زمین کے آس پاس تک پہنچیں ظاهرا الارض وفي الشتاء يكون موسم شتاء میں (یہ دونوں باتیں حاصل ہیں) زمین کا اندرونی باطن الارض حار شديد حصہ نہایت گرم بھی ہوتا ہے، جیسا کہ علوم طبیعیہ اصلہ میں الحاررة كما قد تبين في العلوم ثابت ہو چکا ہے؛ اور بیرونی ہوا کی حرارت ہلکی بھی ہوتی ہے الطبعیۃ الاصلیۃ وتكون لہذا اس وقت (ترطیب کے) دونوں اسباب جمع ہو گئے؛ اور حرارة الجو قليلة فيجمعا ذن تصعید (اجزاء مائے کو بھانپ بنا کر اڑانا) اور اس کے بعد السببان للترطيب وهو التصعید تغلیظ بخارات کو غلیظ کر دینا۔ اگر بیرونی ہوا زیادہ گرم شتاء التصعید ولا سيما والبدد ہو تو یہ بخارات بہت جلد لطیف ہو جائیں، اور ہوا مرطوب

لأنه حرارت قوی ہوگی، جیسی کہ موسم گرما میں ہوتی ہے، تو ہوا میں رطوبت قائم نہ رہ سکیگی، بلکہ تحلیل رطوبت کی وجہ سے ہوا خشک ہو جائیگی +

ایضاً یوجب فی جوہر الهواء (نہ ہے) ملاوہ از میں موسم سرما کی برودت بھی بذات خاص
نفسہ نکاتفاً واستحالة الى البخارية جوہر ہوا میں نکاتف پیدا کر دیتی ہے، اور اسے بخاریت
میں تبدیل کر دیتی ہے +

واما فی الربیع فان الهواء لیکن موسم زمیع میں (مذکورہ اسباب کمزور
یکون تحلیلہ اقوی من تخیرہ ہو جلتے ہیں، اسلئے) ہوا میں تخیر سے زیادہ تحلیل ہوا کرتی
والحرارة الباطنة الكامنة ہے (کیونکہ آفتاب اس موسم میں سمت الراس سے قریب
تنقص جلاً وایضاً تظہر منها آجاتا ہے، اس لئے ہوا میں گرمی زیادہ ہو جاتی ہے)، اور
ما یبیل الی باسرا من الارض دفعة اس موسم میں زمین کی اندرونی پوشیدہ حرارت بھی بہت
شئ ہوا اقوی من المبخرا ومما گھٹ جایا کرتی ہے (کیونکہ زمین کی بیرونی سطح کے مسامات
هو لطیف البخار لشدۃ برودت کے زائل ہونے کے بعد کھل جاتے ہیں) اور جو اس
استیلاء علی المادة فی لطفها میں سے سطح زمین کی طرف مائل ہوتی ہے، وہ دفعۃً بہت
ویصادف تخیر اللطیف من زیادہ تھوڑی مدت میں) باہر نکل آتی ہے؛ جو لحاظ درجہ کے
حرارۃ بخرو سے زیادہ ہوتی ہے (اتنی شدید ہوتی ہے کہ
تخیر کی بجائے تحلیل کا کام کرتی ہے) یا مادۃ اتنی ہوتی ہے کہ
(اسکی شدت کی وجہ سے) اس سے بخارات لطیفہ پیدا ہوتے
ہیں (لطیف البخار ہوتی ہے)؛ کیونکہ جب وہ (حرارت) مادہ
پر شدت سے غلبہ کرتی ہے، تو اُس سے لطیف بنا دیتی ہے (راہ
کو لطیف بخارات میں تبدیل کر دیتی ہے)، پھر اس لطیف بخیر
کے ساتھ بیرونی ہوا میں گرمی بھی زیادہ ہوتی ہے، اس لئے
یہ بخارات تحلیل ہو جاتے ہیں (ہوا میں یہ بخارات لطیف دپاگندہ
ہو کر کبھر جاتے ہیں، اور ہوا میں رطوبات کم ہو جاتی ہیں) +

هذا بحسب الاكثر وبحسب انفراد هذا الاسباب
دون اسباب اخرى توجب
یہ احکام جو مہنے بیان کئے ہیں، اکثر یہی ہوا کرتے
ہیں، اور یہ اس وقت تک ہوتے ہیں، جب تک یہ اسباب
تنہا ہوں (آزاد ہوں + زمین اور آسمان کے) دوسرے

لے زیادہ اتنی ہوتی ہے کہ اس سے تخیر کم پیدا ہوتی (اور تحلیل زیادہ) یہ ترجمہ حسب تو فیح گیلانی ہے +

اشیاء غیر ما ذکرنا ۴ شمس اسباب نہ ہوں، جو مذکورہ امور کو بدل دیں۔ پھر (ربیع
لا تكون هناك مادة كثيرة کے مذکورہ مذکورہ بالا حکم کے لئے) یہ بھی ضروری ہے کہ موسم
تتحقق ما يصعد ويلطف فلهذا ربیع میں مادہ کی اتنی کثرت بھی نہ ہو کہ بخارات بنکر اور لطیف
يجب ان يكون طباثر الربيع ہو کر جو مادہ اوپر چڑھے، اُس کے پیچھے (بہ تسلسل) دوسرا
الى الاعتدال في الرطوبة مادہ آجائے (مثلاً اگر موسم ربیع میں غیر طبعی طور پر اگلے
واليبس كما هو معتدل پڑ جائیں، یا برن باری ہو جائے، تو ربیع کی ہوا بہت زیادہ
في الحرارة والبرودة مرطوب ہو جائیگی، اور مذکورہ حکم قائم نہ رہیگا)۔ الغرض مذکورہ
بیانات سے ثابت ہوا کہ ربیع جس طرح حرارت و برودت کے
محافظ سے معتدل ہے۔ اسی طرح وہ رطوبت و یبوست کے

محافظ سے بھی مائل بہ اعتدال ہے +

على ان لا نفع ان يكون ادائل علاوہ انہیں ہم اس سے بھی انکار نہیں کرتے کہ ادائل
الربيع الى الرطوبة ما هي الا ربیع (ربیع کا ابتدائی زمانہ) کسی حد تک رطوبت کی طرف مائل
ان بُعد ذلك عن الاعتدال ہو؛ لیکن یہ (رطوبت میں) اعتدال سے اتنا بعید اور خارج
ليس كبعد مزاج الخريف نہیں ہے، جس قدر موسم خریف یبوست میں اعتدال سے
في اليبوسة عن الاعتدال دور ہے +

ثم الخريف ان لم يحكم پھر اگر یہ کہا جائے کہ خریف حرارت و برودت کے
عليه بشدة الاعتدال في الحر محافظ سے بھی زیادہ معتدل نہیں ہے، تو یہ قول سچائی سے
والبرد لم يبعدا عن الصواب دور نہ ہوگا (غلط نہ ہوگا)؛ کیونکہ خریف کی دو پہر موسم گرم
فان ظواهره صيفية کی طرح (بہت گرم) ہوا کرتی ہے؛ اس وجہ سے کہ خریف
لان الهواء الخريفى شديد کی ہوا میں بہت خشک ہونے کی وجہ سے اس امر کی بہت
اليبس مستعد جدا القبول زیادہ استعداد ہوتی ہے کہ گرمی کو قبول کرے، اور آگ
التسخن والاستحالة الى مشاكلة کے مانند ہو جائے؛ اس لئے کہ موسم گرم مانے اس میں اس امر
النارية بتهيئة الصيف ایاہ کی قابلیت و آمادگی پیدا کر دی ہے۔ اور خریف کی
بذلك ولياليه وغداواتہ راتیں اور صبح کے اوقات ٹھنڈے ہوا کرتے ہیں؛ کیونکہ
باردة بعد الشمس خریف میں آفتاب ہمارے سمت الہا سے دور ہو جاتا ہے

فی الخریف عن سمت الروس اس کے خریف کی راتیں بڑی ہوا کرتی ہیں اور رات کا بڑا
ولشدت قبول اللطیف المتخلخل ہونا بردوت کا سبب ہے اور اس لئے نہ لطیف اور متخلخل
لشایر مادیہ ہوا بردوت پیدا کرنے والے سبب کو زیادہ شدت سے
قبول کر لیا کرتی ہے +

اس دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ خریف کی ہوا چونکہ لطیف اور متخلخل ہے اس لئے دوپہ کے وقت
شعاعوں کی وجہ سے جلد گرم ہو جایا کرتی ہے، اور رات اور صبح کے وقت زمین اور پانی کی بردوت کی وجہ سے
جلد ٹھنڈی بھی ہو جاتی ہے۔ کیونکہ جسم میں لطافت اور متخلخل کا پیدا ہونا اس کے اثرات کے قبول کرنے کے
لئے زیادہ آمادہ کر دیتا ہے +

واما الربیع فهو اقرب الى الاعتدال اس کے برعکس ربیع کا موسم دونوں کیفیتوں (حرارت
فی الکفیتین لان جو کلا یقبل وبردوت) میں اعتدال کے قریب ہے اس لئے کہ خریف کی
من السبب المشاكل للسبب الخریف ہوا جس قسم کے اسباب سے گرم یا سرد ہو جایا کرتی ہے،
ما یقبله جو الخریف من السخن اس قسم کے اسباب سے ربیع کی ہوا رات کی گرمی یا سردی کو
والتبرد فلا یبعد لیلہ کثیرا قبول نہیں کیا کرتی ہے، یہی وجہ ہے کہ ربیع کی راتیں اس کے
من نہا سرا دن سے (حرارت وبردوت میں) زیادہ دور نہیں ہوا کرتی ہیں +

فان قال قائل ما بال الخریف اگر کوئی کہنے والا یہ کہے کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ خریف
یکون لیلہ ابرد من لیل الربیع کی راتیں ربیع کی راتوں سے ٹھنڈی ہوں، حالانکہ جو تیار ہے
وکان یجب ان یکون هواءا کہ خریف کی ہوا گرم ہو، کیونکہ خریف کی ہوا زیادہ لطیف
اسخن لانه الطف فنجیه ونقول ہے (اور جو چیز زیادہ لطیف ہوتی ہے، وہ زیادہ گرم بھی
ان الهواء الشدید المتخلخل ہوا کرتی ہے) تو اس وقت اس کا جواب دیتے ہو گے ہم
یقبل الحرو والبرد اسرع وكذلك کہیں گے کہ (۱) جو ہوا زیادہ متخلخل اور لطیف ہوتی ہے۔ وہ
الماء الشدید المتخلخل حرارت اور بردوت کو جلد قبول کر لیا کرتی ہے۔ چنانچہ
ولهذا اذا سخنت الماء وعرضته پانی کا بھی یہی حال ہے کہ زیادہ لطیف اور متخلخل پانی گرمی
للاجساد کان اسرع جهودا اور سردی کو جلد قبول کر لیا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب
من البار دلفو ذالت برید پانی کو گرم کر کے جمایا جاتا ہے، تو وہ بمقابلہ اس پانی کے
فیہ لتخلله جلد جم جاتا ہے جسے ٹھنڈے ہونے ہی کی حالت میں جمایا

جائے، کیونکہ گرم پانی میں تھنخل کی وجہ سے برد و دت جلد
گھس جاتی ہے +

عَلَى الْأَبْدَانِ لَا تَحْسُ مِنْ
بَرْدِ الرَّبِيعِ مَا تَحْسُ مِنْ بَرْدِ الْخُرَيْفِ
(۲) علاوہ ازیں موسم ربیع میں ہمارے بدن کو تھنی
سردی نہیں محسوس ہوا کرتی، جتنی کہ موسم خریف میں ہو ا
لان الْأَبْدَانِ فِي الرَّبِيعِ مُنْتَقِلَةٌ
کرتی ہے، کیونکہ موسم ربیع میں ہمارا جسم سردی سے گرمی
مِنْ الْبَرْدِ إِلَى الْحَرِّ مُتَعَوِّدَةٌ
کی طرف منتقل ہوتا ہے، اور سردی کا پہلے سے عادی رہا ہے۔
لِلْبَرْدِ وَفِي الْخُرَيْفِ بِالضَّد
اور خریف میں اسکا بالکل اُلٹا ہوتا ہے +

اور یہ ظاہر ہے کہ جب جسم کا کیفیت متضادہ کی طرف انتقال ہوتا ہے، تو اس کا احساس زیادہ ہوا
کرتا ہے، اور جب کیفیت معتادہ کی طرف انتقال ہوتا ہے، تو اس کا احساس کم ہوا کرتا ہے +

وَعَلَى أَنَّ الْخُرَيْفَ مُتَوَجِّهٌ إِلَى
الشِّتَاءِ وَالرَّبِيعَ مُنَافِرٌ عَنْهُ
(۳) علاوہ ازیں موسم خریف شتا کی طرف متوجہ
ہے (جو کہ بارو ہے) اور موسم ربیع اس سے بھاگ رہا ہے
(جو بارو کی طرف جا رہا ہو) اسکا احساس اُس کے مقابلہ میں
زیادہ ہوگا، جو اس سے بھاگ رہا ہو) +

وَأَعْلَمُ أَنَّ اخْتِلَافَ الْفُصُولِ
قَدْ يَثِيرُ فِي كُلِّ أَقْلِيمٍ ضَرَبًا
جائنا چاہتے ہیں کہ موسموں کا اختلاف ہر اقلیم میں
مخصوص قسم کے امراض پیدا کر دیا کرتا ہے (یعنی ہر موسم اگرچہ
مِنْ الْأَمْرَاضِ وَيَجِبُ عَلَى الطَّبِيبِ
اپنے مناسب امراض پیدا کر دیا کرتا ہے؛ لیکن اس میں
ان يَعْرِفَ ذَلِكَ فِي كُلِّ أَقْلِيمٍ
مختلف اقلیموں کے لحاظ سے، نیز سمندروں، پہاڑوں کے
حَتَّى يَكُونَ لَا أَحْذَرُ وَالْتِقَادُ
قرب کے لحاظ سے، یا اس اقلیم کے باشندوں کی غذاؤں
بِالْتَدَبِيرِ مَبْنِيًّا عَلَيْهِ
اور ان کی عادتوں کے لحاظ سے خصوصی اختلاف بھی ہوتا ہے
اسی لئے طبیب کو ہر اقلیم کے متعلق اس کا علم ہونا چاہیئے
کہ کس موسم میں کس قسم کے امراض کس خاص اقلیم میں پیدا
ہوا کرتے ہیں)۔ تاکہ اس کے مطابق پہلے سے بچاؤ کی
تدبیروں کی جاسکیں +

وَقَدْ يَشْبَهُ الْيَوْمُ الْوَاحِدُ أَيْضًا
بَعْضُ الْفُصُولِ دُونَ بَعْضٍ فَمِنْ
گاہے ایک دن بھی ایک خاص موسم کے مانند ہوا
کرتا ہے؛ چنانچہ بعض ایام شتوی (موسم سرما کے سے

الایام ما هو شتوی ومنها سردوتر) ہوتے ہیں؛ بعض دن صیفی (موسم گرما کے) گرم
ما هو صیفی ومنها ما هو خریفی ومنها خشک) ہوتے ہیں؛ اور بعض دن خریفی (موسم خریف کی
ما هو یسخن و یبرد فی یوم طرح گرمی اور سردی میں مختلف) ہوتے ہیں؛ اور بعض ایام
واحد ایسے ہوتے ہیں کہ ایک ہی دن کے اندر (عادت سے زیادہ)

گرمی بھی پیدا کرتے، اور سردی بھی (یعنی ایک وقت غیر معمولی
طویل گرمی اور دوسرے وقت غیر معمولی طویل سردی) *

الفصل الرابع فی احکام الفصول چوتھی فصل موسموں کا اور ان کے تغیرات وتغایرها کے احکام

کل فصل یوافق من بہ ہر ایک موسم ایسے اشخاص کے لئے موافق ہو اگر تا
مزاج صحیح مناسب ہو ہے جبکہ مزاج صحیح ہوں، اور یہ صحیح مزاج موسم کے مزاج کے
یخالف من بہ سوء مزاج مناسب ہو (ہم کیفیت ہو) یا اور ایسے اشخاص کے لئے
مناسب لہ الا اذا عارض مخالف ہو اگر تا ہے، جبکہ مزاج صحیح نہ ہوں (جنہیں سوء مزاج
خروج من الاعتدال جدًا) اور یہ سوء مزاج موسم کے مزاج کے مناسب ہو (سوء مزاج
فیخالف المناسب و کی کیفیت اور موسم کی کیفیت ایک ہو، مثلاً اگر سوء مزاج گرم
غیر المناسب بما ہو تو موسم بھی گرم ہو)۔ لیکن اگر موسم کا مزاج اپنے اعتدال سے
یضعف من القوة رابخی ذاتی طبیعت اور اپنے مقتضائے بہت ہی زیادہ
خارج ہو جائے تو وہ دونوں قسم کے اشخاص کے لئے مضر
ہوگا، یعنی خواہ ان کے مزاج موسم کے مزاج کے مناسب (ہم
کیفیت) ہوں، یا مخالف، کیونکہ ایسا موسم قوتوں کو ضعیف
کر دیتا ہے (چنانچہ مثلاً اگر موسم گرما بہت ہی گرم ہوگا، تو وہ
جس طرح گرم مزاجوں کے لئے مضر ہوگا اسی طرح وہ سرد
مزاجوں کے لئے بھی مضر ہوگا) *

والیضا فان كل فصل یہ بھی یاد رکھو کہ ہر موسم ایسے مرمنی مزاج کے موافق
یوافق المزاج المرضی ہو کر تا ہے جس کی کیفیت موسم کی کیفیت سے متضاد ہو (مثلاً

المضاد له

مرضی خراج سرد ہے، تو موسم گرما ایسے مزان کے لئے موافق ہوگا، جیسا کہ استقار کے لئے) +

واذا خرج فصلان عن

اگر دو موسم (جو ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوں)

طبعهما وکان مع ذلك

اور ایک دوسرے کے بعد آنے والے ہوں) اپنی طبیعتوں سے

خروجها متضاداً ثم

خارج ہوں، اور دونوں کا خروج ایک دوسرے سے متضاد

لم يقع انحرافاً ممتداً مثل

ہو (مثلاً ایک اگر اپنی طبیعت سے خارج ہو کر گرم ہو جائے، تو

ان يكون الشتاء كان جنوبيا

دوسرا سرد) پھر یہ بھی شرط ہے کہ اس خروج میں افراط اور

فوقه وعلیه ربيع شمالي

بہت شدت) نہ اور نہ یہ بہت زیادہ عرصہ تک قائم رہے،

كان لحوق الثاني بالاول

مثلاً یہ کہ موسم شتاء جنوبی ہو جائے (یعنی سردی کے موسم

موافقاً للابدان معدلاً

میں جنوبی ہوا چلنے لگے، جو گرم تر ہوتی ہے)، پھر اسپر شمالی

لهافان الربيع يتدارك

ربیع آجائے (یعنی ایسے سرما کے بعد ربیع کا موسم ایسا آئے

جنابة الشتاء

کہ اس میں شمالی ہوا چلنے لگے، جو ربیع کی ذاتی حرارت و رطوبت

کو بردت و یوست میں تبدیل کر دے) تو ایسی حالت میں

پہلے موسم کے بعد دوسرے موسم کا آنا لوگوں کے لئے مناسب

اور معتدل ثابت ہوگا۔ کیونکہ ایسی صورت میں ربیع کا موسم

شتاء کی برائیوں کو دور کر دیگا +

وكن لك ان كان الشتاء يابساً

اسی طرح اگر موسم سرما (خلافاً مقتضائے طبع) بہت

جداً أو الربيع رطباً جداً فان الربيع

ہی خشک ہو، اور (اسکے بعد) ربیع بہت ہی رطب ہو، تو ربیع

يعدل تبييس الشتاء وما لم

کا موسم سرما کی خشکی کو دور کر دیگا۔ اور جب تک (ربیع کی)

يتم السطوبة ولم يطل الزمان

رطوبت میں غیر معمولی طور پر زیادتی نہ ہوگی، اور ایک طویل عرصہ

لم يغير فعله عن الاعتدال

تک یہ زیادتی قائم نہ رہے گی، ربیع کا فعل اعتدال سے

الى الترتيب الضار

ہٹ کر نقصان دہ ترتیب کی صورت میں ہرگز ظاہر نہیں

ہو سکتا +

وتغير الزمان في فصل واحد

ایک موسم کے اوقات میں تغیرات کا ہونا دبا رکھا

اقل جلباً للوباء من تغير

باعث اتنا نہیں بنتا، جتنا کہ اگر یہی تغیرات متعدد موسموں

فی فصول کثیرۃ تغیراً جالباً میں ہوں۔ بشرطیکہ یہ تغیرات دلیسے نہ ہوں، جیسے کہ ہم پہلے
 للوباء لیس تغیراً متدارکاً لما بیان کر چکے ہیں کہ پہلے موسم کے تغیر کی خرابیوں کو دوسرے
 یجبنہ التغیر الاول سے موسم کا تغیر آکر زائل کر دے، بلکہ وہ اس قسم کا تغیر ہو جو بار
 ما و صفیاء کو کینچ لائے (چنانچہ مثلاً اگر سرما بدل کر گرم نہ ہو جائے، اور

اس کے بعد سرد خشک رہے آجائے، تو اس سے دوبارہ نہیں
 پیدا ہو سکتی، خواہ اس قسم کے تغیرات کتنے ہی موسم میں کیوں
 نہ ہوں) +

اولیٰ امزجة الهواء بان یستحیل متعفن ہونے کی قابلیت و استعداد سب سے
 الی العفونة هو مزاج الهواء زیادہ اُس ہوا میں ہوتی ہے، جو گرم تر ہو یا
 الحار الرطب کہ برساتی ہوا میں دن رات اسکا مشاہدہ کیا جاتا ہے) +
 و اکثر ما یعرض لتغیرات الهواء ہوا میں تغیرات زیادہ تر گہرے اور پست مقامات
 انما ہونی الاماکن المختلفة میں، اور ان مقامات میں ہوا کرتے ہیں جو لحاظ وضع کے
 الاوضاع والغائرۃ ویقتل نامور اور مختلف ہوں (کچھ حصہ پست ہو تو کچھ حصہ بلند)،
 فی المستویۃ والعالیۃ خصوصاً اس کے برعکس ہوا مقامات میں (عموماً) اور بلند مقامات
 میں خصوصاً ایسے تغیرات کمتر ہوا کرتے ہیں +

و یجب ان یکون الفصول تدر واجب ان تھا فیکون الصیف
 علی واجباً تھا فیکون الصیف آئے، تو اپنے مقتضائے طبیعت کے مطابق آئے یعنی موسم
 حار و الشتاء بارداً و كذلك گرمی میں گرمی پڑے، اور سرما میں سردی (یہ نہ ہو کہ گرمی
 کل فصل فان انحرف ذلك میں کما حقاً گرمی نہ پڑے، اور موسم سرما میں کما حقاً سردی
 فکثیراً ما یکون نہ پڑے)۔ اسی طرح ہر ایک موسم کو ہونا چاہئے۔ اگر اسکے
 سبباً الامراض رادیۃ خلاف ہوا، تو ممکن ہے کہ یہ موسم برے امراض کا سبب
 بن جائے +

والسنة المستمرة الفصول علی ایسا سال جڑا ہوتا ہے، جس کے سارے موسم
 کیفیۃ واحداً سنتہ رادیۃ مثل ایک ہی کیفیت (اور ایک مزاج) پر قائم رہیں، مثلاً یہ کہ
 ان یکون جميع السنة رطباً سا سال رطب رہے، یا سا سال خشک رہے؛ اسی طرح

او یا لبسا او حاسرا او باردًا فان مثلاً پورا سال گرم ہے، یا پورا سال ٹھنڈا ہے۔ اس قسم
 مثل هذه السنة تكون كثيرًا الأمراض کے سال میں امراض بکثرت پیدا ہوتے ہیں، جنکی کیفیت
 المناسبة لکیفیتها ثم يطول سال کی کیفیت کے مناسب ہوتی ہے، مثلاً اگر سارا
 مدتھا فان الفصل الواحد سال گرم رہا ہے، تو اس میں گرم امراض بکثرت پیدا ہونگے،
 یشیر المرض اللاحق به فکیف السنة اور جنکی مدتیں دراز ہوتی ہیں، کیونکہ جب ایک موسم اپنے
 مثل ان الفصل الباسر اذا وجد ہم کیفیت امراض پیدا کیا کرتا ہے، تو پورا سال کیوں نہ
 بدلاً نابغیا حرك الصرع والغالب ایسا کہ یگا۔ مثلاً ٹھنڈا موسم جب کسی بلغمی بدن (بلغمی مزاج
 والسکة واللقوة والتشنج وما یشبه کے انسان) کو پاتا ہے، تو صرع، فالج، سکة، لقوة اور تشنج
 ذلك والفصل الحار اذا وجد بدناً جیسے امراض کو حرکت میں لے آتا ہے؛ اسی طرح گرم موسم
 صفراویا اثار الجنون والحمیات جب صفراوی بدن کو پاتا ہے، تو جنون، حمیات حادثہ اور
 الحادة والا ورام الحارة فکیف اور ام حادثہ کو جوش میں لے آتا ہے، تو جب پورا سال کا سال
 اذلاستمرت السنة علی ہی کسی ایک موسم کے مزاج پر قائم رہیگا، تو کیونکہ وہ امراض
 طبع الفصل نہ پیدا کر سکیگا +

واذا استعمل الشتاء استعملت الأمراض اگر موسم سرما جلد آ جائیگا، تو موسم سرما کے امراض
 الشتویة وان استعمل الصيف استعملت بھی جلد آ جائیگے؛ اور اگر گرم جلد آ جائیگا، تو موسم گرما کے
 الأمراض الصيفیة وتغیرت الأمراض امراض بھی جلد آ جائیگے، اور موسم کے مطابق وہ امراض
 التي كانت قبلها بحکم الفصل بدل جائیگے جو پہلے موجود تھے +
 واذا طال فصل کثرت امراضه جب کوئی موسم دراز ہو جاتا ہے، تو اسکے امراض
 وخصوصاً الصيف والخريف بھی زیادہ ہو جاتے ہیں۔ علی الخصوص موسم گرما اور خریف
 (اس بارہ میں پیش پیش ہیں) +

واعلم ان لا انقلاب الفصول موسموں کا پلٹنا اور بدلنا حالات کے بدلنے اور تغیر
 تاثیر الیس هو بسبب الزمان کرنے میں بہت بڑا اثر رکھتا ہے۔ یہ اثر اس وجہ سے نہیں
 لانه زمان بل لما یتغیر معه ہوتا کہ وہ زمانہ اور وہ وقت بلحاظ زمانہ اور وقت ہونے کے
 لہ کیونکہ اگر کیفیت بدلے، تو زمانہ ہونے کے لحاظ سے سارے موسم ایک ہیں، اور ان میں باہمی کوئی امتیاز
 اور فرق نہیں +

من الکيفية هو تاتير عظيم في اس کا متقاضی ہے، بلکہ یہ اثر اس وجہ سے ہوا کرتا ہے کہ تغیر الاحوال ولذلك لتغير الهواء موسم کے پلٹنے سے کیفیت بھی پلٹ جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے فی يوم واحد من حرّ الے کہ اگر ایک ہی دن کی ہوا گرمی سے سردی میں تبدیل ہو جاتی سرد لتغير مقتضاها ہے، تو لوگوں میں ان کے مختلف اثرات (سردی و گرمی کے اثرات) ظاہر ہوتے ہیں (دن کے ٹھنڈے وقت میں سردی کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں، مثلاً چھینکیں آنی شروع ہو جاتی ہیں، اور نزلہ و زکام کی تحریک ہوتی ہے، اور دن گرم وقت میں پیاس کی شدت ہو جاتی ہے، ہونٹھ اور زبان خشک ہو جاتے ہیں) *

واصح الزمان هو ان يكون الخريف مطيراً والشتاء معتدلاً ليس عادماً للبرد ولكن غير مفرط فيه بالقياس الى البلد وان جاء الربيع مطيراً ولم يخل الصيف عن مطر فهو اصح ما يكون

بہترین زمانہ (بدنی موافقت اور قلت امراض کے لحاظ سے) یہ ہے کہ موسم خریف میں بارش ہو؛ موسم سرما میں سردی اور وسط درجہ کی پڑے، یہ نہ ہو کہ (سرے سے) سردی ہی نہ پڑے؛ ہاں سردی اس ملک کے لحاظ سے بہت زیادہ نہ پڑے۔ اگر ربيع میں بارش ہو، اور گرمی بھی بارش سے خالی نہ رہے (یعنی اس میں بھی تھوڑی سی بارش ہو)، تو لین دونوں موسموں کے لئے بہترین صورت ہے *

پانچویں فصل۔ اچھی ہوا

الفصل الخامس في الهواء الجيد

هواء جَيِّد الجوهري (اچھے جوہر والی ہوا) وہ ہے جس کے ساتھ کوئی بیرونی جسم از قسم بخارات و دخانات شامل نہ ہو گیا ہو، آسمان کے لئے کھلی ہوئی ہو، دیواروں اور چھتوں سے بند نہ ہو، دیواروں اور چھتوں سے بند ہونے کی صورت میں اس کے ساتھ فاسد اجزاء اور حیوانات کے سانس مل جائیگا اندیشہ ہے، نیز بند ہونے کی صورت میں نہ اچھی ہوائیں اندر گزر سکیں گی، اور نہ دھوپ پہنچے گی)

هواء الجيد في الجوهر هو الهواء الذي ليس مختلطاً من الابخرة والادخنة شئ غريب وهو مكشوف للسماء غير محقون بين الجدران والسقف اللهم الا ان يكون في حال ما يصيب الهواء فساد عام فيكون المكشوف اقبل له

من المغموم والمحجوب وفي غيرة
ذلك فان المكشوف افضل
ہاں اگر بیرونی ہوا میں کوئی عمومی فساد موجود ہو تو ایسی صورت
میں کھلی ہوا (بہتر نہ ہوگی، کیونکہ وہ) بند ہوا کے مقابلہ
میں فساد کو زیادہ قبول کرے گی؛ لیکن دوسری حالتوں میں
کھلی ہوئی ہوا ہی بہتر ہے۔ (خواہ بند ہوا، کو کتنی ہی خوشبودار
سے معطر کر دیا گیا ہو۔ گیلانی) *

فهذا الهواء الفاضل نقي صاف
لا يخالطه بخار بطائح واجام
وخنادق وارضين نذرة ومباقل
خصوصاً ما يكون فيه مثل الكرنب
والجرجير واشجار رثقة واشجار
خبثية الجوه مثل الشوحط والجوز
والطين ولا سراح عفتة ومع
ذلك يكون بحيث لا يجتسب عنه
الرياح الفاضلة لان مها بها
ارض عالية ومستوية وليس
ذلك الهواء هواء محتبسا في
وهذا لا يسخن مع طلوع الشمس
ويبرد مع غروبها بسرعة ولا
ايضا محقونا في جدران حلايتة
العهد بالصهاريج ونحوها لم
يجف بعد تمام جفافها ولا عاصيا

الغرض یہ بہترین ہوا وہ ہوگی جو پاک صاف
ہو، اس کے ساتھ بطائح (جھیل)، اجام (نیستان)، خندقوں
(رگندہ خندقوں)، نناک زمینوں، اور ترکاری کے کھیتوں
کے بخارات نہ مل گئے ہوں، علی الخصوص اُن کھیتوں کے
جن میں کرنب (کریم کلہ) اور جرجیر (تراتیڑک) بوئے گئے ہوں؛
بلکہ ہڈا گئے درختوں (جو جھنڈے کے جھنڈ لگے ہوئے ہوں) اور
خبثیہ الجوز ہر درختوں، مثلاً شوحط، انردٹ، اور انجیر کے
درختوں کے بخارات سے وہ پاک ہو؛ نیز اسکے ساتھ سٹری
ہوئی ہوائیں نہ ملی ہوئی ہوں؛ اور ان تمام باتوں کے ساتھ
یہ بھی ضروری ہے کہ اچھی ہوائیں وہاں تک پہنچ سکتی ہوں؛
یعنی وہ بند اور گھٹی ہوئی نہ ہو؛ اچھی ہوائیں (مثلاً شمالی ہوائیں)
ہمارے ملک میں) بلند اور ہموار مقامات سے آیا کرتی ہیں؛
نیز وہ ہوا کسی گڑھے میں بند نہ ہو، جو طلوع آفتاب کے
ساتھ تو گرم ہو جائے، اور غروب کے ساتھ بہت ہی جلد سرد
ہو جائے۔ نیز وہ ہوا نہ ہی دیواروں سے بند نہ ہو، نہ
(چونہ وغیرہ سے ابھی) کنگل اور لپائی کی گئی ہو، اور جو اب تک

۱۔ ”بطائح“ بطیم کی جمع ہے۔ وہ مقام جہاں پانی جمع اور بند ہو۔ جھیل *

۲۔ ”اجام“ اجمہ کی جمع ہے۔ وہ مقام جہاں بانس بکثرت اُگے ہوئے ہوں۔ نیستان *

۳۔ ”شوحط“ ایک پہاڑی درخت ہے، جس کی کڑی سے کمانیر بناتے ہیں *

۴۔ دیواروں پر اگر اچھی مٹی کی لپائی اور کنگل کرائی جائے، تو یہ تازہ ہونے کی صورت میں بھی مفید ہوتی ہے *

على النفس كما يقبض على الخلق پورے طور پر خشک بھی نہ ہوتی ہو؛ نیز وہ ہوا سانس کے

لئے تکلیف دہ نہ ہو، کہ جو گویا گلا گھونٹ دے *

وقد علمت ان تغيرات الهواء ۱۰ یہ تو تمہیں معلوم ہو چکا ہے کہ ہوا کے بعض تغیرات

منها طبيعية ومنها مضادة للطبيعة تو طبعی (موسمی) ہوا کرتے ہیں، اور بعض طبیعت کے مضاد

ومنها ما ليس بطبيع ولا خارج اور دشمن، اور بعض نہ طبعی ہوتے ہیں، اور نہ طبعی سے بہت

عنه زیادہ) خارج ہوتے ہیں (یعنی نہ طبعی ہوتے ہیں، اور نہ مضاد

طبیعت ہوتے ہیں) *

واعلم ان تغيرات الهواء التي ليست جاننا چاہیے کہ ہوا کے غیر طبعی تغیرات، خواہ وہ

عن الطبيعة كانت مضادة او غير مضادة ہوں، اور خواہ غیر مضادہ، گا ہے (مقررہ) دوروں

مضادة قد تكون باد واد و قد تكون کے ساتھ ہوتے ہیں، اور گا ہے دوروں کے بغیر (بے ترتیب

غير حافظة للادوار اور بقیہ عدد) *

واصح احوال الفصول ان تكون على مہموں کے لئے بہترین حالت یہ ہے کہ وہ اپنی

طبايعا فان تغيرها يوجب ذاتی طبیعت پر قائم ہوں؛ اس لئے کہ جب یہ اپنی طبیعت کو

امراضا خارج ہو جاتے ہیں، تو امراض پیدا کر دیتے ہیں *

الفصل السادس في فعل كينيات چھٹی فصل - ہواؤں کی کیفیات کے اثرات

الاهوية ومقتضيات الفصول اور موسم کے تقاضے

الهواء الحار يجل ويدخن ان گرم ہوا (رطوبات اور ادراج) تحلیل کرتی،

اعتدل حَمَرًا للون يجذب الدم اور اعضا کو ڈھیلہ کرتی ہے (مرخمی ہے)۔ چنانچہ اگر اسکی

الى خارج وان افراط صفراء گرمی اوسط درجہ کی ہو تو (بدن کے) رنگ کو باہر کی طرف

بتخليله لما يجذب وهو يكثر خون جذب کر کے سرخ کر دیتی ہے۔ اور اگر گرمی بہ افراط

العرق ويقلل البول ويضعف ہو، تو یہ بدن کے رنگ کو اس وجہ سے زرد کر دیتی ہے کہ

الهضم ويعطش جو خون جذب ہو کر باہر کی طرف آتا ہے، اسے تحلیل کر دیتی

ہے۔ نیز ایسی شدید گرم ہوا پسینہ زیادہ لاتی، اور

پیشاب کم کر دیتی ہے (کیونکہ بدن کا پانی جب پسینہ سے زیادہ نکل جاتا ہے، تو پیشاب میں کم پانی خارج ہوا کرتا ہے)۔
ہضم کو ضعیف کر دیتی ہے، اور پیاس زیادہ لگاتی ہے +

والهواء الباس دلیثہ ویقوی
على الهضم ویکثر البول
لاحتقان الرطوبات وقله
تحللها بالعرق وضوہ ویقل
الثقل لانفسار عضل المقعدة
ومساعدة المعاء المستقیم
لهیئتها فلا یثقل الثقل بسہولة
لفقدان مساعدة المجری
فیبقہ کشیرا ویخل مائتہ
الی البول

ٹھنڈی ہوا (ہوا بار د) (بدن کو) سخت کرتی
ہضم کو قوی کرتی، اور پیشاب زیادہ لاتی ہے، اس لئے کہ
ٹھنڈی ہوا (میں) بدن کی رطوبتیں بدن ہی کے اندر بند
رہتی ہیں، اور پسینہ وغیرہ کے ذریعہ کم تحلیل ہوتی ہیں۔ نیز سرد
ہوا میں ثقل (براز) کی مقدار گھٹ جاتی ہے، جسکی وجہ یہ ہے
کہ (اول) تو ایسی ہوا میں ہضم اچھا ہوتا ہے، جس سے
فضلات کم بنتے ہیں؛ دویم یہ کہ ایسی ہوا میں جس طرح ہضم
اچھا ہوتا ہے، اسی طرح غذا کے خلاصہ کا انجذاب بھی بہت
خوب ہوتا ہے، جس سے براز کی مقدار کم ہو جاتی ہے، سویم
یہ کہ (برودت کی وجہ سے) مقعد کے عضلات منقبض اور سکڑے

ہوئے رہتے ہیں، اور اسکے ساتھ ساتھ معائے مستقیم کی بھی یہی
حالت ہوتی ہے (اور اس کا راستہ تنگ ہو جاتا ہے)،
اس لئے براز راستہ نہ ملنے کی وجہ سے آسانی کے ساتھ نہیں
اوترتا، اور آنتوں میں بہت دیر تک پڑا رہتا ہے، (جس سے
رطوبتیں تحلیل ہو جاتیں، اور براز خشک ہو جاتا ہے)۔
(چہارم یہ کہ) اسکی مائیت (آنتوں میں دیر تک رکے رہنے
کی وجہ سے) چین کر پیشاب کی طرف چلی جاتی ہے +

والهواء الرطب یلین الجلد
ویرطب البدن والیابس
یقل البدن ویجفف الجلد والهواء
الکدر یوحش النفس ویشور
الاخلاط

ہوا رطوب (تر ہوا) جلد کو نرم اور بدن کو تر کرتی
ویرطب البدن والیابس (خشک ہوا) بدن کو لاغر کرتی، اور
یقل البدن ویجفف الجلد والهواء جلد کو خشک کرتی ہے۔ مگر ہوا نفس میں وحشت پیدا
الکدر یوحش النفس ویشور (اس سے جی گھٹتا ہے) اور اخلاط کو جوش و حرکت
میں لاتی ہے +

والهواء الكدر غير
الهواء الغليظ فان
الهواء الغليظ
هو المتشابه في خثورة
جوهره والكدر هو الخالط
باجسام غليظة ويدل على
الامر من قلة ظهور الكواكب
الصغار وقلة لمعان مايلمع
من التوابت كالمرتعش
یہ یاد رکھو کہ مکدر ہوا اور چنیر ہے، اور غلیظ ہوا
اور چنیر، کیونکہ غلیظ ہوا کا جوہر بلحاظ غلظت کے ہوا اور
کیساں (متشابه) ہوتا ہے؛ اور مکدر ہوا، اسے کہتے ہیں جس میں
غلیظ اجسام (اجسام غریبہ، بیرونی اجسام مثلاً گرد وغبار اور
دھواں) مل جاتے ہیں۔ ہوا کے مکدر اور غلیظ ہونے کی
علامت یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے کواکب (ستارے) کم نظر آتے ہیں
(علیٰ انخصوص مکدر ہوا میں یہ بہت ہی کم نظر آیا کرتے ہیں)؛ نیز
جستارے ثابت (قائم) ہونیکے باوجود کانپتے ہوئے (مرتعش)
نظر آیا کرتے ہیں، وہ ہوا کی غلظت اور کدورت کے وقت
اس طرح کانپتے ہوئے کم چلتے ہیں +

ہوا کے صاف ہونے کی صورت میں یہ ستارے کانپتے ہوئے اس لئے نظر آیا کرتے ہیں کہ قوت باصرہ
ان کی روشنی سے مغلوب اور پریشان ہو جاتی ہے +

وسببهما كثرة الابخرة والادخنة
وقلة الرياح الفاصلة
ہوا کے مکدر اور غلیظ ہونے کی وجہ یہ ہوا کرتی ہے کہ
ہوا میں بخارات اور دخانات بکثرت مل جاتے ہیں، اور اچھی
ہوا کی مقدار کم ہو جاتی ہے +

وسيعود ذلك الكلام في هذا المعنى
ونیم اذا شئنا غنا في تغيرات
الهواء الخارجة عن الطبع
وكل فصل يرد على واجبه
اسم خاصه ويشترك اخر
كل فصل واول الفصل الذي
يتلوه في احكام الفصلين
واما ارضها
اس مفہوم میں (یعنی تاثيرات ہوا کے معلق) کچھ کلام
تھیں پھر ملیگا، جبکہ ہم ہوا کے غیر طبعی تغیرات کو بیان کرنے
لگیں گے، جس سے یہ بیان مکمل ہو جائیگا +

تھیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ ہر موسم کے لئے کچھ
مخصوص احکام ہوا کرتے ہیں؛ بشرطیکہ وہ اپنے مقتضائے
طبیعت کے مطابق آئے (لیکن جب وہ اپنی طبیعت سے
ہٹ کر دوسرے موسم کی طبیعت اختیار کر لیتا ہے، تو اُسکے
وہ احکام اُسکے لئے مخصوص نہیں رہتے) + ہر موسم کا آخری

حصہ اور بعد میں آنے والے موسم کا پہلا حصہ دونوں موسموں
کے احکام اور امراض میں مشترک ہوا کرتے ہیں (یعنی ہر موسم

کا آخری حصہ بعد میں آنے والے موسم کے ابتدائی حصے سے
مشابہ اور قریب ہوا کرتا ہے، اسلئے اس وقت دونوں موسموں
کے امراض اور احکام ایک جیسے اور ملے جلتے ہوتے ہیں +

والربیع اذا كان على مزاجه ربیع کا موسم اگر اپنے مزاج پر قائم ہو، تو یہ سب موسموں
فہو افضل فصل وهو مناسب سے بہتر اور افضل ہے، کیونکہ ربیع کا مزاج روح اور خون
لمزاج الروح والدم وهو دونوں کے مزاج کے لئے مناسب ہے، ربیع باوجود اس
مع اعتداله الذی ذکرناہ اعتدال کے جکا ذکر ہم کر چکے ہیں، متغیر ہو کر بہت جلد لطیف
یمیل عن قرب الى حرارة آسانی حرارت (ہلکی حرارت) اور طبعی رطوبت کی طرف مائل
لطيفة سمائية ورطوبة ہو جاتی ہے (یعنی ربیع کا موسم اگرچہ معتدل ہے، لیکن یہ
طبیعیۃ وهو یجمل اللون لانه حرارت ورطوبت کی طرف مائل ہے)، ربیع بدن کے رنگ کو
يجذب الدم باعتداله لم شریخ کر دیتی ہے، کیونکہ یہ خون کو اعتدال کے ساتھ جلد کی
یبلغ ان یجللہ تحلیل الصیف طرف جذب کرتی ہے، اور (اسکی گرمی) اس حد تک نہیں
الصائف پہنچتی ہے کہ اس خون کو تحلیل کر دے، جس طرح شدید موسم
گرم تحلیل کر دیا کرتا ہے +

والربیع یھجم فیہ الامراض المزمنة موسم ربیع میں امراض مزمنہ ہیجان (حرکت) میں
لانہ یجری الاخلاط الراکدة آجاتے ہیں، کیونکہ اس موسم میں وہ اخلاط حرکت میں آجاتے
ولیسلمها وذلک السبب یھجم فیہ اور بننے لگتے ہیں جو پہلے ساکن اور غیر متحرک تھے، یہی وجہ ہے
ما لنحویابا صاحب ما لنحویابا کہ اس موسم میں اصحاب ما لنحویابا کا مرض ما لنحویابا ہیجان
میں آجاتا ہے +

ومن کثرت اخلاطہ فی الشتاء جن لوگوں کے بدن میں حرص غذا اور کمی ریاضت
لنھمہ وقتلہ ریاضتہ استعد کی وجہ سے موسم سرما میں اخلاط بکثرت جمع ہو جاتے ہیں، وہ
فی الربیع ملامراض اتی یھجم من موسم ربیع میں ان امراض کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں، جبران
تلك مو دتحلیل الربیع مواد سے اس لئے پیدا ہو جاتے ہیں کہ موسم ربیع ان مواد
وتحریکہ ایاہ کو حل کر دیتا (رقیق بنا دیتا) اور انہیں حرکت میں لے آتا ہے
واذا صار ربیع باعتداله جب ربیع اپنے اعتدال پر ایک عرصہ دراز تک

قلت الا مراض الصيفية

قائم رہتی ہے، تو موسم گرما کے امراض کم ہو جاتے ہیں۔ لہذا کہ جب ربيع لمبی ہو جاتی ہے، تو گرما کی مدت اور مدت کم ہو جاتی ہے، اس لئے اسکے امراض کم ہو جاتے ہیں۔ *

وامراض الربيع اختلات الدم

ربيع کے امراض یہ ہیں: خون کے دست

والرعات وتقيح الما الخولب

آنا (خواہ بچیش کی وجہ سے ہو، یا اسہال کبدی کی وجہ سے)

الذي في طبع المرأة والا ورام

رعات (نکیر) — موسم ربيع میں وہ مانگو لیا ہیجان میں آتا

والدماميل والخنايق وتكون

ہے، جو سودار (سودار احتراقی) سے پیدا ہوا کرتا ہے —

قالة وسائر الخداجات ويكثر

اور ام — دما میل — خناق، جو موسم ربيع کے مملک

فيه انصداع العروق ونفث الدم

ہوا کرتے ہیں — اور دوسرے پھوٹے — موسم ربيع

والسعال وخصوصا في الشتوي

میں رگیں خوب پھٹا کرتی ہیں — نفث الدم (مٹہ سے

منه الذي يشبه الشتاء وتسوء

خون خارج ہونا) اور کھانسی بکثرت لاحق ہوتی ہے، علی الخصوص

احوال من بهم هذا الا مراض

ربيع شتوی میں، جو موسم سرما کے مشابہ ہوتی ہے۔ ربيع

وخصوصا السل والتحريك

شتوی میں ان لوگوں کے حالات بگڑ جاتے ہیں جو پہلے سے

في المبلغين مواد البلغم تحدث

ان امراض میں مبتلا ہوں، علی الخصوص جو لوگ کہ سل میں

فيه السكته والفاالج و اوجاع

مبتلا ہوں۔ چونکہ موسم ربيع بلغمی لوگوں میں مواد بلغمیہ کو حرکت

المفاصل

میں لے آتا ہے، اس لئے اس موسم میں سکته، فاج، اور

جرڑوں کے درد پیدا ہو جاتے ہیں۔ *

ومما توقع فيها حركة من حركات

اور ان اسباب میں سے جو ربيع کی اعانت کر کے)

البدنية والنفسانية مفردة

ان امراض میں مبتلا کر دیتے ہیں، و دجیز میں ہیں: (۱) کوئی

وتناول المسخات ايضا فانهما

بدنی یا نفسانی حرکت مفردہ کا واقع ہونا (۲) مسخات کا تناول

يعينان طبيعة الهواء

کرنا۔ یہ دونوں چیزیں طبیعت ہوا کی (ہوا ربيع کی تحریک

مواد پر) امداد کرتی ہیں۔ *

ولا يخلص من امراض الربيع

امراض ربيع سے بچانے کے لئے اس سے زیادہ کوئی

شيء كالنصد والا استفراغ والتقليل

چیز مفید نہیں کہ اس موسم میں نصد اور استفراغ کر لئے جائیں،

من الطعام ومن الشراب والكس

غذا اور شراب میں کمی کی جائے (غذا میں کمی کرنے سے مدعا

من قوة الشراب المسكر بالمزاج
وتقليله واجتنابه والربيع
موافق للصبيان ومن يقرب
منهم

یہ ہے کہ ایسی غذا دی جائے، جس میں غذائیت کم ہو، خواہ وہ
خود اتنی ہو کہ بھوک بند ہو جائے، اور مودہ بھر جائے، شراب
کی جدت کو پانی ملا کر توڑا جائے، اور ایسی شراب (کسوڑا لحدت)
بھی کم پی جائے، یا اس سے قطعاً پرہیز کیا جائے + ربیع بچوں
کے لئے، اور اُن کے لئے جو بچوں کے قریب ہیں، موافق ثابت

ہوتی ہے +

واما الشتاء فعوا جود للهضم
لحصر البرد جوه الحار الغريزي
فيقوى ولا يتخلل ولقلة الفواله
واقصار الناس على الاغذية
الحقيقية وقتلة حرکا تصم فيه
على الامتلاء ولا يوا ثم
الى المدا في

موسم شتا (موسم سرما) ہضم کے لئے بہت ہی اچھا ہے؛
کیونکہ (۱) سردی حار غریزی کے جوہر کو بدن کے اندر بند
کر دیتی ہے؛ جس سے وہ قوی ہو جاتی، اور تحلیل نہیں ہوتی ہے۔
(۲) اسلئے کہ موسم سرما میں فوالہ (میرہ جات مثلاً تربوز، خربوز،
گلکڑی، کیرے، شفتالو) کم ہوتے ہیں۔ (۳) اسلئے کہ لوگ اس
موسم میں اصلی غذائیں کھاتے ہیں (مثلاً گوشت وغیرہ) جو
دوائیت سے خالی ہوتی ہیں۔ (۴) اس لئے کہ موسم سرما
میں لوگ پیٹ بھرے میں حرکت کم کرتے ہیں۔ (۵) اس لئے
کہ اس موسم میں لوگ گرم مقامات میں رہتے ہیں (اور گھروں میں
انگلیٹیاں سلگلیتے ہیں) +

وهوا كسر الفصول للمرة لبرده
وقصر نهاره مع طول ليله
واكثرها حقنا للمواد واشداها
احواجا الى تناول المقطعات
والملطفات

صفر اور کو توڑنے کے لحاظ سے تمام موسموں سے زیادہ
مؤثر موسم سرما ہے، اس لئے کہ یہ بار دہے، اور اس لئے کہ
اس موسم میں دن چھوٹے ہوتے، اور راتیں بڑی ہوتی ہیں
(چھوٹے دن میں اسی تناسب سے حرکتیں بھی کم ہوتی ہیں) اسلئے
حرارت کم پیدا ہوتی، جو تولید صفرار کی موجب بن سکتی ہے، اور
بسی طاقتوں میں بگم زیادہ پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح اندرون
بدن میں مواد کو بند کرنے کے لحاظ سے بھی موسم سرما سب سے
آگے ہے۔ اس موسم میں ملطفات اور مقطعات کھانکی سب
موسموں سے زیادہ ضرورت ہے +

مقطعات (سواد کی چھانٹنے والی) اُن دوائوں کو کہتے ہیں جو گھسکر لیسدار مواد کو عضو کی سطح سے جدا کر دیتی ہیں، جیسے رائی اور سکنجبین، اور ملطقات (لطافت و رقت پیدا کرنے والی) اُن دوائوں کو کہتے ہیں جو مادہ کے قوام کو پہلے سے رقیق بنا دیتی ہیں، مثلاً زونا، حاشا، پودینہ وغیرہ +

والامراض المشویه اکثرها امراض مشویه (سرما کے امراض) عموماً بلغمی ہوا کرتے ہیں، اور اس موسم میں بلغم کی کثرت ہوا کرتی ہے، حتیٰ کہ تھیں ان اکثر القی فیہ البلغم ولون زیادہ تر بلغم ہی ہوا کرتا ہے۔ موسم سرما کے اور ام کارنگ الا وسراہم یکون فیہ الی البیاض اکثر اوقات سفیدی مائل ہوا کرتا ہے۔ اس موسم میں زکام کے علے اکثر الامرویکثر فیہ امراض بکثرت واقع ہوتے ہیں۔ موسم سرما میں جب خریفی ہوا ہوا امراض الزکام ویبتدی چلتی ہے (جو گرمی اور سردی میں مختلف ہوتی ہے، یعنی صبح کو فیہ الزکام مع اختلاف الهواء ٹھنڈی اور دن کو گرم) تو زکام شروع ہوتا ہے، پھر اسکے بعد الخریفی ثم یتبعہ ذات الجنب ذات الجنب، ذات الریه، بجوحث (گلا بیٹھ جانا) اور او جاع وذات الریه والجوحث و حلق (حلق کے درد) شروع ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد اگر او جاع الحلق ثم یحدث وجع سردی بدستور قائم رہے تو خاص پہلو کا درد (وجع الجنب) الجنب نفسہ والظہر واذنات اور پشت کا درد، اور اعصاب کے آفات پیدا ہو جاتے ہیں العصب والصداع المزمن علے ہذا گاہے صداع مزمن، بلکہ سکتہ اور صرع تک پیدا یل السکتة والصرع ہو جاتے ہیں +

کل ذلك لاحقان المواد البلغمیہ یہ سب امراض اس وجہ سے پیدا ہوتے ہیں کہ بلغمی ویکثرها مواد (سردی کی وجہ سے) بدن کے اندر بند ہو جاتے، اور انکی کثرت ہو جاتی ہے +

والمشائخیتا دون بالشاء وکذاک ہوڑے موسم سرما سے بہت اذیت اور دکھ پاتے ہیں۔ اسی طرح وہ لوگ بھی جو بوڑھوں کے مانند باردا المزاج من یشبھہم والمتوسطون ینتفعون اور ضعیف القویٰ ہوتے ہیں، لیکن جو لوگ درمیانی حالت بہ کے ہیں (یعنی خشک مزاج ہوڑھوں کی طرح بار د نہیں ہیں) وہ موسم سرما سے نفع حاصل کرتے ہیں +

ویکثر السوب فی البول شتاء موسم سرما میں قارورہ کے اندر سوب بمقابلہ گرما

بالقیاس الی الصیف ومقدارہ کے زیادہ ہوتا ہے ؛ علیٰ ہذا پیشاب کی مقدار بھی سردی میں
یکون ایضاً اکثر زیادہ ہوا کرتی ہے ۔

واما الصیف فانه یحلل الاخلاط موسم گرما (فصل صیف) | اخلاط کو اور دماغ کو بھی تحلیل

والا سردی میں ایضاً ویضعف القوة کرتا ؛ قوتوں کو اور طبعی افعال کو فطرۃً تحلیل کی وجہ سے ضعیف

والا افعال الطبیعیۃ بسبب کرتا ہے ؛ اس موسم میں خون اور بلغم کم ہو جاتے ہیں ، اور

افراط تحلیل ویقل الدم فیہ زردیت (صفراء) بڑھ جاتا ہے ؛ پھر موسم گرما کے آخری حصہ

دالبلغم ویکثر المرار الاصفہ میں کالا پت (سودا) زیادہ ہو جاتا ہے ؛ اس وجہ سے کہ

شمر فی اخره المرار الاسود بسبب تحلیل (موسم کی گرمی سے مواد کے) رقیق اجزاء تحلیل ہو جاتے ہیں اور

الرقیق واحتباس الغلیظ وحقانہ غلیظ اجزاء بدن کے اندر بند پڑے رہ جاتے ہیں ۔

وتجدد المشاعر ومن یشہمہم بولے اور وہ لوگ جو بڑھوں کے مانند بارود الزلزل

اقویاء فی الصیف اور ضعیف القوی) ہیں ، وہ گرمی کے موسم میں طاقتور اور

توانا نظر آتے ہیں ۔

ولیصفر اللون بما یحلل من الدم موسم گرما میں بدن کا رنگ زرد ہو جاتا ہے ، اسلئے

الذی یجذبہ کہ جو خون منجذب ہو کہ (جلد کی طرف) آتا ہے ۔ وہ (گرمی کی وجہ

سے) تحلیل ہو جاتا ہے ۔

ولیقصر فیہ مدد الامراض اس موسم میں امراض کی مدتیں چھوٹی ہوتی ہیں ؛ کیونکہ

لان القوة ان كانت قویۃ وجدت بدنی قوت اگر قوی ہوتی ہے ، تو اس موسم کی) ہوا کو

من الهواء معینا علی التحلیل تحلیل مواد پر معین و مددگار پاتی ہے ۔ اس لئے مادہ مرض

وانضجت مادة العلة ودفعها کو نفع دیکر دفع کر دیتی ہے اور مرض سے جلد نجات مل جاتی

وان كانت ضعیفة سزادھا (ہے) ، اور اگر بدنی قوت کمزور ہوتی ہے تو ہوا

الحار الهوائی ضعف بالاسراء کی حرارت اس کے ضعف کو اور خار کے ذریعہ زوتوں کو ڈھیل

فقطت ومات صاحبها کر کے) اور بھی کمزور کر دیتی ہے ، جس سے قوت ساقط ہو جاتی

ہے ، اور مریض مر جاتا ہے ۔

والصیف الحار ایسا لباس سراپا صیف را پنی طبیعت کے مطابق ؛ اگر گرم خشک

ما یفصل الامراض والرطب ہو تو یہ امراض کا فیصلہ جلد کر دیتا ہے ۔ اور اگر رطب ہو

مضغ طویل مدد الامراض و لذ لك يؤل فيه اکثر القروح
 الى الكلة ويعرض فيه مرض الاستسقاء
 و زلق الامعاء و لين الطبع و لعين
 في جميع ذلك كله كثرة الخداس
 الرطوبات من فوق الی اسفل
 و خصوصاً من الراس
 تو اس میں جلد فیصلہ نہیں ہوتا، اور امراض کی مدتیں دراز
 ہوتی ہیں۔ اسی وجہ سے ایسے گرما میں اکثر قروح آککلہ کی
 شکل میں تبدیل ہو جایا کرتے ہیں۔ نیز ایسے گرما میں مرض
 استسقاء، زلق الامعاء (دہ مرض جس میں خذار آنتوں سے
 پھسلکر ہضم ہوئے بغیر خارج ہو جاتی ہے) اور اجابت کی
 نرمی (لین الطبع) لاحق ہو جاتے ہیں۔ ان تمام امراض میں
 اس امر سے بھی مدد حاصل ہوتی ہے کہ اوپر سے، علی الخصوص
 سر سے، رطوبتیں نیچے گرتی ہیں *

واما الامراض القیظیة فمثل
 حمى الغب والمطبعة والمحرقۃ وضموم
 البدن ومن الامراض اوجاع
 الاذن والسرمد ویکثر فیہ
 خاصة اذا کان عدیم الریح
 الجمدة والبثور التي تناسبها
 امراض قیظیہ (دہ امراض جو قیظ یعنی شدت
 گرمی کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں) یہ ہیں :- حمى الغب
 (ججاری بخار) — حمى مطبعة — حمى محرقہ — اور
 بدن کی لاغری (یہ امراض تو درد کے بغیر ہیں)۔ اور دروول
 میں سے کان کے درد، اور درد لاشونیم (موسم گرما میں، اور خاصکر
 اُس وقت میں جبکہ اس موسم میں ہوائیں نہ چل رہی ہوں،
 حمرة (سر خباہ) اور اس قسم کے بثور بکثرت ہوا کرتے ہیں،
 جو ان کے مانند (صفرادی) ہوتے ہیں (مثلاً منہ اور
 جادرسیہ وغیرہ) *

واذا کان الصیف ربيعاً کانت
 الحمیات حنة الحال غیر ذات
 خشونة وحدۃ یا بسة وکثر
 فیہا العرق وکان متوقفاً فی البحارین
 لمناسبة الحار الرطب لذ لك
 فان الحار یحلل والرطب یرخی
 ویوسع المسام
 اگر صیف ربیع ہوتا ہے (یعنی ربیع کی طرح
 اس میں گرمی و خشکی کم ہوتی ہے) تو بخاروں کے حالات (جو اس
 وقت پیدا ہو جاتے ہیں) اچھے رہتے ہیں، نہ ان میں خشونت
 ہوتی ہے (یعنی چونکہ خشکی کم ہوتی ہے، اس لئے جلد میں اتنی
 زیادہ خشونت نہیں ہوتی) اور نہ ان میں حدت یا بسة (خشکی)
 ہوتی ہے، پسینہ بکثرت آتا ہے، اور پسینہ کی توقع اور امید
 بخاروں کے دن ہوتی ہے (یعنی یہ امید ہوتی ہے کہ ان کے

لہ بعض نٹوں میں بجرہ (جیم کے ساتھ) ہے *

بحران زیادہ تر پسینہ کے ساتھ ہونگے، کیونکہ حرارت اور
رطوبت کو پسینہ سے مناسبت ہے، حرارت مواد کو کھول دیتی
ہے (رقیق بنا دیتی ہے) اور رطوبت قوتوں کو ڈھیلا (ضعیف)
کر دیتی، اور مسامات کو کشادہ بنا دیتی ہے +

اور جب صیف جنوبی ہوتا ہے (یعنی اس
میں گرمی و تری زیادہ ہوتی ہے) تو اس میں وباؤں، اور
چھک و خسرو کے امراض کی کثرت ہوتی ہے۔ رہا صیف
شمالی (یعنی وہ صیف جو برودت و یوست کی طرف مائل ہوتا
ہے) تو یہ صحت بخش ہے (صحت کے لئے اچھا موسم ہے)؛
لیکن اس میں "عصو کے امراض" رنج و غم کے امراض (زیادہ
ہوتے ہیں)؛ "عصر کے امراض" وہ امراض ہیں جو اسوجہ
سے پیدا ہوتے ہیں کہ اندرونی یا بیرونی حرارت کی وجہ سے
مواد میں سیلان پیدا ہو، چر جب؛ ہر سے سردی پہنچے
تو ان رطوبات کو پچھڑ دے جو بہ کر مختلف امراض پیدا
کر دیں، اس قسم کے امراض کی مثال نزلہ و ولوازم نزلہ
(شفا نکام، آواز کا بیٹھ جانا، کھنسی، درد ذات المریہ) ہے +

جب صیف شمالی یا پس ہوتا ہے (یعنی بارش کی کمی اور
شمالی ہوا کی زیادتی کی وجہ سے) اس میں خشکی زیادہ ہو جاتی
ہے (تو اس سے بلغمی لوگ و رغو رتیں قائم ہوتی ہیں، اور
صفر و والوں میں رمیہ پس رہیں میں نسو کم ہوتا ہے) اور
حیات حادثہ مزمنہ پیدا ہو جاتے ہیں -

"حیات حادثہ مزمنہ" سے مراد یہ ہے کہ کچھ بخار و دہوتے ہیں، در کچھ مرمت، یا اس سے مراد وہ بخار
ہیں جو حادثہ در مزمنہ کے درمیان ہوتے ہیں، در کچھ "آذتہ المزمنات" کہہ سکتے ہیں۔ یہ بخار تھیم و انیم ہوتے
ہوتے ہیں مزجم -

صیف یا پس میں سووا کا غلبہ اس طور پر ہو جاتا ہے

فان كان الصيف جنوبيا كثرت
فيه الاوبية و امراض الجدري
والحصبة و اما الصيف الشمالي فانه
مصحح لكنه يكثر فيه امراض العصر
و امراض العصر امراض تحدث
من سيلان المواد بالحرا سعة
الباطنة او الظاهرة اذ اضربتها
برودة ظاهرة فعصرتها
وهذا لا امراض كالنوازل
وما يتبعها

و اذا كان الصيف الشمالي يالسا
استقر به الميغمون والنساء
وعرض لا صحاب الصفراء و المد
يا لمس و حیات حادثہ و مزمنہ

و عرض من احتراق المصفراء

للإحتقان غلبة السوداء ۱۰ کہ احتقان کی وجہ سے صفراء جل جاتا ہے (یعنی ہوا کی خشکی کی وجہ سے صفراء کا تحلیل ہونا مشکل ہوتا ہے، اس لئے وہ بدن میں بند پڑا رہتا ہے، اور بالآخر جل کر سودا بن جاتا ہے) +

واما الخریف فانه كثير الامراض موسم خريف میں امراض کی کثرت ہوتی ہے (جبکہ متعدد لکڑے تردد الناس فيه في اسباب ہیں)؛ (۱) اسلئے کہ موسم خریف میں لوگ دن میں تو شمس حارۃ شرر و احمم گرم دھوپ میں چلتے پھرتے ہیں، پھر رات کا وقت جو آتا ہے، الی برد وہ ٹھنڈا ہوتا ہے +

توارد أصلاد یعنی مختلف ضدوں اور مخالف کیفیتوں کا بدن پر پہلے در پہلے وارد ہونا بہت نقصان رساں ہے، علی الخصوص جبکہ بدن پہلے سے کمزور ہو گیا ہو، چنانچہ خریف میں سبقت صیف کی وجہ سے بدن کمزور ہی ہوتا ہے +

ولكثر الفواكه وفساد الاخلاط (۲) اسلئے کہ اس موسم میں ایسے فواکہ (پھلوں) کی کثرت ہوتی ہے، جو پانی کی زیادتی کی وجہ سے (اخلاط بدن کو) فاسد کر دیتے ہیں +

ولا يخلل القوة في الصيف (۳) اسلئے کہ قوت پہلے ہی سے، یعنی گذشتہ صیف کی وجہ سے کمزور ہو چکی ہے (پھر جب خریف آتا ہے، تو وہ اس کو بھی توارد اضداد کی وجہ سے ضعف کو بڑھا دیتا ہے) +

والاخلاط تفسد في الخريف بسبب الماكولات الباردة (۴) اسلئے کہ خریف کے موسم میں ماکولات سردیہ (مثلاً بادجیان، اور بقول) کی وجہ سے اخلاط خراب ہو جاتے ہیں؛ اور اس لئے بھی اس میں اخلاط خراب ہوتے ہیں کہ اخلاط کا لطیف حصہ تو موسم کی گرمی سے تحلیل ہو جاتا ہے، اور کثیف حصہ باقی رہ جاتا ہے، جو (عرصہ تک) پڑے رہنے سے) جل جاتا ہے +

وكلما تآثر فيه خلط من تشوير الطبيعة للدفن والتحليل سادۃ (۵) طبیعت جب کسی خلط کو دفع کرنے اور تحلیل کرنے کے لئے حرکت اور جوش میں لاتی ہے، تو سردی اس کو لوطا کراندر ہی روک لیتی ہے +

ويقل الدم في الخريف جلاء ابل خریف میں خون بہت ہی کم ہو جاتا ہے؛ بلکہ اسکا

هو مضاد للدم في مزاجه فلا يعين على توليد الدم وقد تقدم تحليل الصيف للدم وتقليله منه ويكثر فيه من الاخلاط المدا والاصفر بقية عن الصيف والاسود لترمد الاخلاط في الصيف فلذلك يكثر فيه السودا لان الصيف يرمد والخریف يبرد

مزاج خون کے مزاج کامضاد (ادر دشمن) ہے۔ اس لئے خریف تولید خون میں امداد نہیں کرتا؛ درانحالیکہ اس سے پہلے موسم گرما بھی خون کو تحلیل کر چکا اور کم کر چکا ہے۔ موسم خریف میں اخلاط میں سے نژدہیت (صفراء) کی کثرت ہوتی ہے (اس کثرت کی وجہ یہ نہیں ہے کہ موسم خریف میں صفراء کثرت سے پیدا ہوتا ہے، بلکہ) وہ موسم گرما کا باقی ماندہ ہوتا ہے؛ نیز اس میں کالے پت (سودا) کی بھی زیادتی ہوتی ہے؛ کیونکہ موسم گرما میں اخلاط مترد (فاکستر) ہوتے ہیں، اس وجہ سے موسم خریف میں سودا کی کثرت ہوتی ہے۔ کیونکہ صیف اخلاط کو خاکستر بناتا ہے، اور خریف اس خاکستر کو ٹھنڈا کر دیتا ہے۔

اول الخریف مؤافق للمشاخ مؤافقة ما واخره يضرم مضرة شديدة

خریف کا ابتدائی حصہ (چونکہ موسم گرما کے قریب ہوتا ہے، اسلئے یہ) کسی حد تک بڑھوں کے لئے مناسب ہوتا ہے، اور اس کا آخری حصہ ان کے لئے سخت مضرت رساں ہے۔

وامراض الخریف هي الجرب المتقشر والقوابي والسرطانات واوجاع المفاصل والحميات المختلطة وحميات الربيع كثرة السوداء لما اوضحنا من العلة ولذلك يعظم فيه الطحال

خریف کے امراض یہ ہیں: جرب متقشر (یعنی جرب یا بس) — قوبا (داد) — سرطان — اوجاع مفاصل — حمیات مختلطہ (بے قاعدہ اور بے ڈھنگے بخار، جنکی باریاں معین نہ ہوں) — حمیات ربیع (چوتھیا) اسلئے کہ اس موسم میں مذکورہ بالا علت کی وجہ سے سودا کی کثرت ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے اس موسم میں طحال بھی بڑھ جایا کرتی ہے۔

ويعرض فيه تقطير البول لما يعرض للمثانة من اختلاف المزاج في الحار والبرد

اس موسم میں تقطیر البول کا مرض بھی ہو جاتا ہے اس لئے کہ مثانہ میں بلحاظ حرارت وبردوت کے اختلاف المزاج فی الحار والبرد

کبھی گرمی، جس سے وہ ضعیف ہو جاتا ہے) +

ويعرض ايضا عسرا لبول وهو اكثر عرضا من تقطير البول
نیز اس موسم میں گاہے عسرا لبول (دشواری سے پیشاب کا ہونا) لاحق ہوتا ہے۔ عسرا لبول بمقابلہ تقطیر البول کے زیادہ لاحق ہوا کرتا ہے +

ويعرض فيه نزق الامعاء وذلك لدفع البرد فيه ماسق
اس موسم میں نزق الامعاء بھی لاحق ہوا کرتا ہے، کیونکہ اس موسم میں برودت رقیق اخلاط کو (باہر سے) اندرون بدن کی طرف دفع کرتی ہے (جو آنتوں کے مواد کو پسٹلا کر ناسخ کرنے پر آمادہ کر دیتی ہے) +

ويعرض فيه عرق النساء ايضا ويكون فيه الذبحة لنداعة هرا راية وفي الربيع بلغمية لان مبداء كل منهما من الخلط الذي يشيخه الفصل الذي قبله
نیز اس موسم میں عرق النساء بھی ہوا کرتا ہے + علی ہذا اس موسم میں ذبحة (سوزش والا) اور صفراوی ہوتا ہے، اور ربيع میں بلغمی، کیونکہ ان دونوں موسموں میں جو ذبحہ ہوتا ہے، ان دونوں کا مبداء اور اصلی سبب وہ خلط ہوتا ہے جسکو ماقبل کی فصل (گذشتہ موسم) حرکت میں لاتی ہے (خریف کے ماقبل صیف ہوتا ہے، اور ربيع کے ماقبل سرما، اسلئے گرمائی وجہ سے صفراوی ذبحہ ہوگا، اور سرما کی وجہ سے بلغمی) +

ويكثر فيه الايلاؤس اليابس اس موسم میں الايلاؤس يابس بكثر ہو ا کرتا ہے +

ايلاؤس آنتوں کا وہ شدید درد ہے جس میں منہ کی راہ آنتوں کے گندہ فضلات خارج ہوتے ہیں۔
یہاں الايلاؤس يابس سے مراد وہ الايلاؤس ہے جو درم کی وجہ سے لاحق نہ ہوا ہو؛ بلکہ بربست کی وجہ سے +
وقد يقع فيه السكتة واهراض الربة وادجاع الظھر وادجاع الخدين (درد پشت) اور ادجاع الخدين (درد) والفخذين بسبب حركة الفضول في الصيف ثم انحصارها فيه
گاہے اس موسم میں سکتہ، پھیپھڑے کے امراض، اور ادجاع الظھر (درد پشت) اور ادجاع الخدين (درد) والفخذين (درد) بسبب حركة الفضول (لاحق ہوتے ہیں)؛ اس وجہ سے کہ موسم گرمائی میں فضلات کی حرکت میں آتے ہیں، پھر وہ فضلات اس موسم (کی برودت) سے

لہ درم نوزین +

سے بچڑ جاتے ہیں +

یعنی اس موسم کی برودت ان رقیق مواد کو بچڑ دیتی ہے، اسلئے یہ مختلف مقامات میں انصباب پاکر مختلف امراض پیدا کر دیتے ہیں +

ویکثر ذیہ الدیدان فی البطن اس موسم میں شکم کے اندر دیدان (کیڑے) بکثرت
لضعف القوة عن الهضم والدفع ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس موسم میں قوت ہاضمہ اور قوت دفع
ویکثر خصوصاً فی الیابس منه دونوں کمزور ہوتی ہیں + خریف میں اور خصوصاً خریف
الجدری وخصوصاً اذا سبقه یابس میں جدری (جیچک) بکثرت ہوا کرتی ہے۔ علی الخصوص
صیف حار ویکثر ذیہ الجنون ایضاً اس وقت اور بھی زیادہ، جبکہ اس سے پہلے صیف حار
لوراء الاخلاط المرارية گذر چکا ہو (جس میں گرمی تیز رہی ہو) + اس موسم میں جنون
ومخالطة السوداء لھا بھی بکثرت ہوا کرتا ہے؛ کیونکہ اس وقت اخلاط صفریہ و
ردی حالت میں ہوتے ہیں، جو سودار کے ساتھ مخلوط
ہو جاتے ہیں +

والخریف اضرا الفصول باصحاب جن لوگوں کے پیچھے میں قروح ہیں، یعنی جو لوگ
قروح الریة الذین هم اصحاب سل میں مبتلا ہیں، ان کے لئے خریف بدترین موسم ہے۔ نیز
السل وهو یکشف المشکل من اگر سل کی ابتداء خریف سے پہلے ہوئی ہو، اور اس کی علامتیں
حاله اذا کان ابتداء قبلہ ابھی ظاہر نہ ہوئی ہوں اس لئے اس کی تشخیص مشکل ہو (تو
یہ موسم اس کی حالت کو نمایاں کر کے اس شکل کو آسان
ولم یستین آیاتہ کر دیتا ہے +

یعنی یہ موسم ایسا خراب ہے کہ اگر سل کی علامتیں غفی اور نامعلوم سی ہوتی ہیں، تو یہ ان علامتوں کو نمایاں
کر دیتا ہے، اس لئے تشخیص کی دشواری رنج ہو جاتی ہے +

وهو من اضرا الفصول باصحاب اگر محض وق ہو (اسکے ساتھ سل نہ ہو) تو بھی اسکے
الداق المفرد ایضاً بسبب تجفیفہ لئے خریف بہت مضر ہے۔ اسلئے کہ خریف خشکی کو بڑھا دیتا
والخریف کا نکاح عن الصیف ہے (حالانکہ وق میں ترطیب کی ضرورت ہے) + خریف موسم
بقایا امراضہ واجود الخریف گرما کے بقایا امراض کا گویا کفیل اور ذمہ دار ہے موسم
ارطبہ والمطیر منه والیابس گرما کے جو امراض باقی رہ جاتے ہیں وہ خریف میں نمایاں

منہ اسر دثہ

ہو جاتے ہیں) + صحت کے لحاظ سے بہترین خریف وہ ہے جو رطب ہو، اور جس میں بارشیں ہوں۔ اس کے برعکس خشک خریف بدترین ہے +

الفصل السابع فی احکام ترکیب السنۃ ساتویں فصل سال کی ترکیب کے احکام

یعنی ایک سال کے اندر مختلف قسم کے موسموں اور غیر طبعی فصلوں کا دارد ہونا) +

اذا ودر ببع شمالی علی شتاء اگر موسم سرما جنوبی ہو (یعنی اس میں زیادہ تر جنوب جنوبی شمر تبعا صیف و مد کی ہوا رچل رہی ہو جو کہ حار رطب ہوتی ہے) پھر اسکے بعد وکثرت المیاء وحفظ الربیع شمالی ربيع آئے (جس میں زیادہ تر شمالی ہوا رچل رہی ہو) جو کہ بار دیا بس ہوتی ہے، اسکے بعد نہایت گرم موسم گرما المودالی الصیف کثر الموتان آجائے، اور اس میں بارش کی کثرت ہو، اور ربيع رانی بروت فی الخریف فی الغلمان وکثر السج کی وجہ سے) موسم گرما تک مواد کی حفاظت کرے (اور وقروح الامعاء والغب الفید تحلیل نہ ہونے دے) تو خریف کے موسم میں لوگوں (غلمان) الخالصۃ الطویلة میں مرگامرگی (موتان) کی کثرت ہوگی (لوگوں میں دبار کی طرح موت بکثرت لاحق ہوگی)؛ نیز سج امعاء، قروح امعاء اور غب غیر خالص نامی بخار بکثرت عارض ہوگا جو دیر پا ہوگا (دراز ہوگا) +

”سج امعاء“ آنتوں کی خراش، جس میں آنتیں چل جاتی ہیں، اور خون کے دست آتے ہیں +
”قروح امعاء“ آنتوں کے زخم، جن میں پیپ پڑ جاتی ہے۔ ”غب غیر خالص“ وہ بخاری بخار ہے جس کا مادہ صفراء غیر خالص ہوتا ہے، یعنی صفراء کے ساتھ بلغم مل جاتا ہے، جس سے بخار کی حدت وغیرہ کم ہو جاتی ہے +

فان کان الشتاء الجنوبي شدید لیکن اگر مذکورہ بالاستتار جنوبی میں (جو ربيع سے الرطوبة اسقطت اللواتی پہلے آتی ہے) رطوبت کی کثرت ہو، تو جن حاملہ عورتوں کو یتربصن وضعهن سرا ببع ربيع میں (اور آخر ربيع میں) بچہ کے ولادت کی امید ہوگی،

باد فی سبب وان لدن اضعف ۱ ہما حل کسی ادنی سبب سے (ربیع میں) گر جائے گا
وامتن ادا سقمین ویکثر بالناس (یعنی حل اپنے مقررہ وقت تک نہ پہنچے گا، بلکہ اس سے
الرمم واختلاف الدم پہلے ہی حل ساقط ہو جائیگا)؛ اور اگر ولادت ہوگی بھی، تو
وانتو نرسنکثر حیثیث وخصوصاً جنین کمزور پیدا ہوگا۔ یا مردہ پیدا ہوگا۔ یا بیمار پیدا ہوگا۔
بانشیوخ وی نزل فی اعصابہم نیز لوگوں میں رمد (آشوب چشم) اور خونی دستوں کی کثرت
فربما ما تواتر منها فجاءة لہجومها ہوگی۔ نزلہ کے امراض بھی زیادہ ہونگے؛ علی الخصوص
على مسالك الروح دفعۃ بڑھوں میں۔ بڑھوں میں نزلہ گا ہے اعصاب پر گرتا
مہم کثرت ہے، جس سے یہ اکثر اوقات اچانک مر جایا کرتے ہیں۔

کیونکہ نذلی مواد کا ہجوم و حملہ یکایک روح کے بہت سے
مسالك (روح کے راستوں) پر ہوتا ہے (جس سے یہ بند
ہو جاتے ہیں، اور موت کا باعث بنتے ہیں) +

فان كان الربيع مطيرا جنوبيا ۱ اور اگر ربیع (شمالی ہونے کے بجائے) جنوبی ہو
وعدا ورا د على شتاء شمالي اور اس میں بارش ہو، اور یہ شمالی ستارہ کے بعد آئے،
كثرت في الصيف الحميات الحادة تو موسم گرما میں مہیات حادہ۔ مراد اسہال (دستوں)
والرمد و لين الطبيعة واختلاف کی کثرت ہوگی، اور خون کے دست لاحق ہونگے۔ ان میں
الدم و اكثر ذلك كله من النوازل سے زیادہ تر امراض نزلہ کی وجہ سے لاحق ہونگے؛ اور
ولا سند فزع البغيم المجمع اس وجہ سے کہ جو بطن موسم سرما میں اٹھا ہو گیا تھا، وہ
شتاء و تجويف باطنه حرارت سے متحرک ہو کر اندرونی جوڑوں میں گرے گا؛
لما حركه الحرق وخصوصاً علی الخصوص ان لوگوں میں جن کے مزاج رطب ہیں؛ مثلاً
لا اصحاب الامزجة الرطبة عورتیں (اور آرام پسند مرطب لوگ)، نیز اس وقت عفونت
مثل اساء ویکثر الغض وحمية کی، اور عفونت کے بخاریوں کی کثرت ہوتی ہے + لیکن اگر
فان حدث في صيفهم وقت ان لوگوں کے موسم گرما میں شغری نامی ستارہ کے طلوع
طلوع شغری مصر و حبت کے وقت بارش ہو جائے، اور شمالی یوار چلے دجو سرد
شمال یرجی خیرا و تحللت و خشک ہوتی ہے؛ تو حکم سابق کے برعکس، بصلائی کی
الامراض امید کی جاسکتی ہے اور یہ کہ وہ امراض تحلیل ہو جائیں دینے

یہ امید کیجا سکتی ہے کہ وہ امراض پیدا ہی نہ ہوں، اور
اگر پیدا ہوں، تو وہ تحلیل ہو جائیں) +

یعنی موسم گرما میں جب بارش ہو جائیگی، اور شمائی (سرد) ہوا چلے گی، تو موسم گرما کی حدت
ٹوٹ جائے گی +

یشعری دوسٹاردوں کا نام ہے، مگر یہاں یشعری سے ایک مخصوص ستارہ مراد ہے، جو برج سرطان
کے ابتدائی حصے میں واقع ہے۔ جب یہ ستارہ طلوع کرے گا، تو موسم میں کافی گرمی ہوگی۔ ایسے وقت میں اگر بارش
ہو جائیگی، اور شمائی ہوا چلے گی، تو یقیناً موسم کی حدت ٹوٹ جائے گی، اور مذکورہ امراض غائب ہو جائیں گے
یا پیدا ہی نہ ہوں گے۔ مترجم +

واضرمایکون هذا الفصل انما
هو بالنساء والصبيان ومن
يجو منهم يقع الى الربع
لاحتراق الاخلاط وترمدھا
والى الاستسقاء بعد الربع
بسبب الارباع ووجاع الطحال
وضعف الکبد لذلک ویقتل
ضراسه فی المشاخر وبدن
من یخاف علیه التبرید
یہ موسم (یعنی یہ موسم گرما جو برج جنوبی کے بعد آتا
ہے) زیادہ تر عورتوں اور بچوں کے لئے مضر ہے (کیونکہ
بچوں اور عورتوں میں رطوبت زیادہ ہوتی ہے)۔ ان میں سو
جو لوگ (امراض عفونیہ سے مقابلہ کرتے ہوئے) موت سے
بچ بھی جاتے ہیں، وہ حمائے ربیع میں مبتلا ہو جاتے ہیں؛
کیونکہ (صیف کی حرارت سے اور امراض محللہ کی درازی سے)
بدن کے اخلاط جل کر خاکستر ہو جاتے ہیں (سودا، بخاتے
ہیں)؛ اور ربیع کے بعد یہ لوگ ربیع کی وجہ سے استسقاء
میں مبتلا ہو جاتے ہیں؛ اور اسی (مذکورہ بالا) وجہ سے
او جاع طحال (طحال کے امراض) اور ضعف جگر میں مبتلا
ہو جاتے ہیں + مذکورہ موسم سے بڑھے اور وہ لوگ کم
مضر پاتے ہیں جن میں تبرید ہو چکا نہ ہو فناک امر ہے (یعنی
جو لوگ اپنے مزاج کی برودت کی وجہ سے تبریر سے تکلیف
پاتے ہیں) +

واذا ورا د علی صیف یالس
شمالی خریف مطیر جنوبی
استعدت الابدان لان
اگر صیف خشک اور شمائی ہو (یعنی جس میں شمائی
اور ٹھنڈی ہوائیں بکثرت چلی ہوں، اور بارش سے خالی ہو)
اور اس کے بعد بارش والی خریف جنوبی وارد ہو، تو اس

تصلع فی الشتاء وتسعل وتقرح سال کے جاڑوں میں لوگوں کے اندر درد سر پیدا ہونے
حلقہا وتسعل لا نهاتعرض کھانسی میں مبتلا ہونے، حلق کے بیٹھ جانے (دکھوت حلق)
لها کثیراً ان تزکم اور سل میں مبتلا ہو جانے کی استعداد پیدا ہو جائے گی؛

اس لئے کہ لوگوں کو زکام بکثرت ہو گا اور زکام اور انصباب
مادہ کی وجہ سے اخیر کے تین امراض — کھانسی، دکھوت
اور سل — پیدا ہو جائیں گے) +

وکنالک اذا ورا د على صيف یا بس جنوبی خریف مطیر اسی طرح اگر موسم گرما خشک (بارش سے خالی) اور
جنوبی ہو (جنوبی اور گرم ہوائیں اس میں بکثرت چلی ہوں) اور
شمالی کثراً یصا فی الشتاء الصلح اس کے بعد بارش والی خریف شمالی وارد ہو، تو بھی موسم
ثم النزلة والسعال والحموة سرمایہ درد سر، پھر نزلہ، کھانسی، اور دکھوت (آواز بیٹھ جانے
کی کثرت ہوگی) +

کیونکہ صیف یا بس جنوبی بدن میں ضعف پیدا کر دیتا ہے، اور برساتی خریف کی وجہ سے بدن میں فضلات
جمع ہو جاتے ہیں، اور شمالی ہوائیں جو ٹھنڈی ہوتی ہیں، وہ مواد کو تحمل سے باز رکھتی ہیں، اس لئے موسم
سرمایہ مذکورہ امراض کی استعداد پیدا ہو جاتی ہے۔ گیلانی +

فان ورا د على صيف جنوبی اگر صیف جنوبی پر خریف شمالی وارد ہو، تو خریف
خریف شمالی کثرت فیہ امراض میں "امراض عَصْر وحقن" کی کثرت ہو جاتی ہے؛ امراض
العصر والحقن وقد علمتها عَصْر وحقن کو تم معلوم کر چکے ہو (یعنی نزلہ، کھانسی، دکھوت،
سج، قروح امعاء وغیرہ) +

یعنی اگر صیف اپنی ذاتی طبیعت پر ہو، اور اس میں جنوبی ہوائیں بکثرت چلیں؛ اس کے بعد خریف
آئے، جس میں شمالی اور ٹھنڈی ہوائیں چلیں، تو یہ امراض پیدا ہونگے، کیونکہ مذکورہ قسم کے صیف سے بدن
میں ضعف زیادہ ہو گا، اور رطوبات کی کثرت ہو جائے گی، اور مذکورہ خریف کی بردت سے مسامات بدن بند
ہو جائیں گے، اور یہ رطوبات اندر ہی بند ہو جائیں گی۔ گیلانی +

واذا تطابق الصيف والخريف اگر صیف اور خریف دونوں جنوبی ہوں (دونوں میں
جنوبی ہوا چلے۔ اور دونوں گرم ہوں) اور دونوں رطب
کثرت الرطوبات فاذا (یعنی دونوں میں بارشیں ہوں) تو ان میں رطوبات کی

جاء الشتاء جاءت امراض کی کثرت ہوگی؛ پھر جب ان کے بعد موسم سرما آئے گا، تو العصر المذکورہ ولا یبعد ان وہی مذکورہ امراض عُقُورٌ پیدا ہو جائیں گے۔ اور یہ یودی الاختقان وارتکام المواد بھی کوئی بعید بات نہیں کہ مادہ کی کثرت کی وجہ سے جو تکہ لکثرتها وفقدان المناسف احتقان (مواد کی گھٹن) اور ازدحام ہوگا، اور مناسف (نسیم) الی امراض عفویة ولم تخل کے راستے) بند ہو جائیں گے، اس لئے امراض عفویة الشتاء عن ان یکون ممرضا پیدا ہو جائیں گے۔ ایسے دو موسموں کے بعد جو شتاء آئیگی، لمصادقة مواد ردية محتقنة وہ امراض کی کثرت سے خالی نہ ہوگی۔ کیونکہ اس موسم میں روی اور محتقن (بند اور گھٹے ہوئے) مواد کی کثرت کثیرہ ہوگی +

واذا کانامعایا بسین شمالیین اور اگر دونوں موسم (صیف اور خریف) خشک اور انتفع من یشکو الرطوبة والنساء شمالی ہوں، تو جو لوگ رطوبت کی شکایت کیا کرتے ہیں وغیرہم لمرض لهم الرمد (مرطوب المزاج ہیں)، انہیں اور عورتوں کو (ایسے موسم سے) الیابس ونزلة مزمنة وحیات فائدہ پہونچے گا۔ اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کو حادة وما لنخولیا والشتاء (خریف میں) رمد یابس، نزلة مزمنة، حیات حادة، اور الباسر والمطیر یحدث ما لنخولیا عارض ہوگا۔ (صیف اور خریف یابس کے بعد) حرقۃ البول شتاء بار دیں، بشرطیکہ اس کے اندر بارش ہو، حرقۃ البول (سوزش پیشاب) لاحق ہو جاتی ہے +

یعنی صیف اور خریف یابس سے مواد میں حدت پیدا ہو جاتی ہے، اور شتاء بار دیں جب بارش ہوتی ہے، تو پیشاب کی کثرت ہو جاتی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جب مواد حادہ کثرت سے گزریں گے، تو سوزش پیدا ہو بھی جائے گی۔ گیلانی +

فاذا اشتدت حرارة الصیف جب موسم گرما کی حرارت و بوسنت شدید ہو جاتی ویبوسنتہ حدثت خوانسیق ہے (خواہ اسکا درود در مع شمالی کے بعد ہو، یا ربيع جنوبی قتالة وغیر قتالة ومنفجرة وغیرا کے بعد)، تو حملک اور غیر حملک اور بھوٹنے والے اور نہ منفجرة والمنفجرة تكون داخلا بھوٹنے والے خناق (خوانسق منفجرة وغیر منفجرة) پیدا ہوتے وخارجا حدثت عسر البول ہیں۔ پھر بھوٹنے والے خناق گاہے اندر بھوٹتے ہیں،

وحصبة وحمیقا و جد سری اور گاہے باہر نیز اس میں عسرا بول (پیشاب کی دشواری)
 سلیمات و رمم و فساد دم و کرب اور سلیم قسم کے (کم خطرناک) حصبة (کھسرو) مُتَقِیًا (موت یا سیٹلا)
 واحتباس طمث و نفث اور چچک عارض ہوتے ہیں۔ علیٰ ہذا اس میں رمم و فساد و خون
 کرب (بے چینی)، احتباس حیض، اور نفث الدم (براہ دہن
 خون خارج ہونا) پیدا ہوتے ہیں +

والشتاء الیابس اذا کان من بیعه وشتاء یا بس کے ساتھ اگر ربیع بھی یا بس ہو جائے
 یا بسا فہو سردی تو یہ ردی ہے (کیونکہ دونوں موسم اپنے طبعی مزاج سے
 خارج ہو گئے) +

والوباء یفسد الاشجار والنبات وپار جو تکہ درختوں اور نباتات کو بھی فاسد کر دیتی ہیں
 فتفسد متعلقاتھا من الماشیة اسلئے ان درختوں اور نباتات کے چرنے پگھلنے والے جانوروں
 وتفسد اکلہما من الناس میں بھی فساد لاحق ہو جاتا ہے، اور ان دونوں نباتات و
 حیوانات کے کھانے والے انسان بھی اس فساد میں شریک
 ہو جاتے ہیں +

الفصل الثامن فی تاثرات التغیلات فی ہوا کے آن تغیرات کی

الغیر التي لیست بمضادة للجری الطبعی جدا تاثر جو محرارے طبعی کے بہت زیادہ مضاد ہوں

(یعنی ہوا کے وہ تغیرات جو زندگی کے دشمن ہوں)
 جس طرح وہائی تغیرات دشمن زندگی ہیں) +

و یجب ان یتکمل لان القول فی سائر و یجب ان یتکمل لان القول فی سائر
 التغیرات الغیر الطبعیة للهواء ولا غیر طبعی تغیرات کے بیان کو مکمل کریں جو طبیعت کے لئے مضاد
 المضادة للطبیعة التي تعرض بحسب نہ ہوں، خواہ وہ آسانی امور کی وجہ سے لاحق ہوں، یا زمینی
 امور سماویة و امور ارضیة فقد اومأنا امور کی وجہ سے، کیونکہ سو سموں کے بیان میں (فمننا) اس قسم
 الی کثیر منہا فی ذکر انفصول کے بہت سے تغیرات کی طرف ہم نے اشارہ کر دیا ہے +

فاما التاثرات التابعة للاموور چنانچہ وہ تغیرات جو آسانی امور کے تابع ہوں

السماء فمثل ما لعارض بسبب کرتے ہیں، وہ مثلاً اس قسم کے ہیں جو ستاروں کی وجہ سے
 الکواکب فانها تارة يجتمع كثير پیدا ہوتے ہیں۔ کیونکہ گاہے بہت سے بڑے اور روشن
 من الدر اسرارى منها في حيز ستارے (دراری) ایک جگہ اکٹھے ہو جاتے ہیں؛ پھر ستارے
 واحد ويجتمع مع الشمس فيوجب آفتاب کے ساتھ جمع ہو جاتے ہیں؛ چنانچہ جن مقامات میں
 ذلك افراط التخن فيما يسمته یہ سروں کی سیدھ میں یا سیدھ کے قریب (یہ ستارے اور
 من الرؤس او تقرب منه وتارة آفتاب) آ جاتے ہیں، وہاں سخت گرمی ہو جاتی ہے۔ اور
 يتباعدا عن سمت الراس بعداً گاہے یہ ستارے سر کی سیدھ سے (سمت الراس سے)
 كثيرًا فينقص من التخين وليس بہت ہٹ جاتے ہیں، جس سے گرمی کم ہو جاتی ہے۔ اور یہ
 تاثير المسامته في التخين كتاثير ظاہر ہے کہ مرف سیدھ میں آ جانا تخین کے لئے مؤثر نہیں
 دوام المسامته او المقاربة ہو سکتا، جب تک کہ یہ مسامتت یا قُرب مسامتت ایک
 عرصہ تک قائم نہ رہے *

یہ ظاہر ہے کہ اگر آفتاب اور دوسرے ستارے سر کی سیدھ میں آ کر فوراً ہٹ جائیں، تو ہرگز گرمی نہ پیدا
 ہوگی، جب تک کہ کچھ عرصہ تک یہ سر کے سیدھ میں قائم نہ رہیں *

واما الامور الارضية فبعضها امور ارضية (یعنی وہ تغیرات جو زمینی امور کی وجہ سے
 بسبب عروض البلاد وبعضها عارض ہوتے ہیں) ان میں سے بعض تغیرات عرض البلد کی وجہ
 بسبب ارتفاع بقعة من البلاد سے پیدا ہوتے ہیں؛ بعض تغیرات اس وجہ سے ہوتے ہیں
 وانخفاضها وبعضها بسبب الجبال کہ زمین کا کوئی خاص بقعہ (حصہ) بلند ہے، یا پست ہے؛
 وبعضها بسبب البحیر وبعضها بعض تغیرات پہاڑوں کی وجہ سے ہوتے ہیں؛ بعض تغیرات
 بسبب الرياح وبعضها بسبب سمندروں کی وجہ سے ہوتے ہیں؛ بعض تغیرات ریاہ یعنی
 التربة مختلف سمت کی ہواؤں کی وجہ سے ہوتے ہیں؛ بعض تغیرات
 تُربت (مٹی یا زمین کی نوعیت) کی وجہ سے ہوتے ہیں؛

عرض البلد اس خط کا نام ہے جو کسی شہر سے خط استوا تک اڑے طور پر کھینچا جائے؛ یا اس
 مسافت کا نام ہے جو کسی شہر اور خط استوا کے درمیان ہو؛ یعنی خط استوا سے جو ملک کسی قد یا زیادہ فاصلہ
 لے ایسے اجتماع کی مؤثر صورت مرتب میں پائی جاتی ہے، سوائے مرتب کے تخمین زمین میں دوسرے ستاروں کو
 زیادہ دخل نہیں ہے۔ کیونکہ بعض ستاروں کی شعاع کو بار دکھا جاتا ہے اور بعض کو معتدل *

پر واقع ہے، اس کے اس درمیانی فاصلہ کا نام ”عرص البلد“ ہے۔ یا بالفاظ دیگر اس فاصلہ کا نام ہے جو کسی مقام کے سمت الراس (سر کی سیدھ) اور معدل النہار کے درمیان ہے۔

فاما الکائن بسبب العراض فان چنانچہ عرض البلد کے تغیرات کی وضاحت یہ کل بلد یقارب مدار اس سے کہ جو شہر (یا جو ملک) شمال میں اس سرطان کے مدار السرطان فی الشمال اور مدار اس کے قریب واقع ہے؛ یا جنوب میں اس جدی کے مدار کے المجدی فی الجنوب فہو اسخن صیفا قریب واقع ہے، اس کا موسم گرم آن ملکوں سے زیادہ گرم من الذی یبعد عنہ الی خط الاستواء ہوگا جو ان مداروں سے خط استوا کی طرف، یا شمال کی طرف والی الشمال (یا جنوب کی طرف) ہٹے ہوئے ہیں۔

”اس سرطان“ برج سرطان کی ابتداء جہاں دائرہ منطقۃ البروج دائرہ معدل النہار سے بجانب شمال (۲۳) درجہ دور ہے، جبکہ انقلاب صیفی کما جاتا ہے۔

”اس جدی“ سے مراد برج جدی کی ابتداء ہے، جہاں دائرہ منطقۃ البروج دائرہ معدل النہار سے (۲۳) درجہ بجانب جنوب دور ہے، اور جبکہ انقلاب شتوی کما جاتا ہے، کیونکہ جب وہاں آفتاب پہنچتا ہے، تو لوگوں کے لئے یعنی شمال کے باشندوں کے لئے موسم سرما ہوتا ہے، اور آفتاب ہمارے سمت الراس سے بجانب جنوب بہت دور چلا جاتا ہے۔

مدار: آفتاب روزانہ کسی برج کا ایک درجہ طے کرتا ہے، جس نقطہ پر آفتاب روزانہ پہنچتا ہے، اگر اسی نقطہ پر ایک دائرہ کھینچ دیا جائے، جو معدل النہار کی سیدھ میں رہے، اس پر تقاطع نہ کرے، تو اسے مدار کہتے ہیں۔ کیونکہ اس نقطہ پر آفتاب گھومتا ہے۔

شیخ کی عبارت کا مدعا یہ ہے کہ جو شہر خط استوا سے بجانب شمال یا بجانب جنوب ساڑھے تیس درجہ کے فاصلہ پر واقع ہے، یا اس کے اس پاس ہے، وہاں کا موسم گرم بہت ہی سخت گرم ہوگا۔ اس کے برعکس خط استوا والوں کا موسم گرم، اور ان لوگوں کا موسم گرم یا زیادہ سخت نہ ہوگا، جو مذکورہ مقام سے شمال یا جنوب کی طرف ہٹے ہوئے ہوں گے۔ اس سرطان یا ابتداء سے برج سرطان میں جب آفتاب پہنچتا ہے، تو ہم لوگوں کے لئے: یعنی شمال والوں کے لئے موسم گرم ہوتا ہے؛ اور جب اس جدی میں پہنچتا ہے، تو جنوب والوں کے لئے: یعنی جو لوگ خط استوا سے بجانب جنوب واقع ہیں، ان کے لئے موسم گرم ہوتا ہے اور ہم لوگوں کے لئے موسم سرما۔

وجیب ان یصدق قول من یرى جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ دائرہ معدل النہار کے نیچے

ان البقعة التي تحت دائرة معدل
النهار قريبة الى الاعتدال
وذلك لان السبب السماوي
المسخن هناك هو سبب واحد
وهو مسامتة الشمس للرأس
وهذا المسامتة وحدها لا
تؤثر كثيرا بل انما تؤثر
مداومة المسامتة

کی سرزمین (زمین خط استوا) اعتدال سے قریب ہوتی ہے،
ان کے اس قول کو صحیح ماننا (اور اسکی تصدیق کرنا) ضروری ہے،
اسکی وجہ یہ ہے کہ گرم کرنے والا آسمانی سبب (سبب
مسخن سادی) وہاں یعنی خط استوا کے مقام میں محض ایک
ہے، یعنی آفتاب کا سمت الرأس پر ہونا؛ اور یہ ظاہر ہے
کہ تنہا آفتاب کا سمت الرأس پر ہونا اتنا مؤثر نہیں ہوتا، جتنا
کہ آفتاب کا دیر تک سمت الرأس پر قائم رہنا اثر کرتا ہے
(یعنی گرمی وہاں زیادہ ہوگی، جہاں آفتاب سر کے سیدھے
میں بھی ہو، اور وہ ایک مدت تک سمت الرأس پر قائم بھی
رہے۔ یہ صورت نہ ہو کہ سمت الرأس پر آکر جلد ٹل جائے)۔

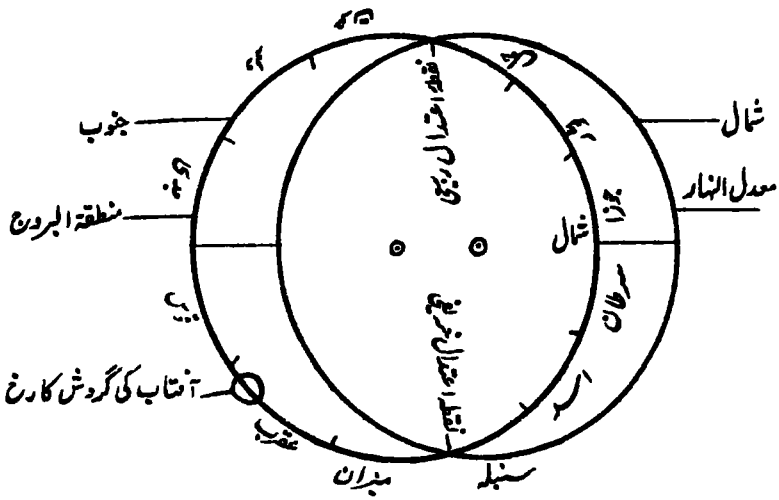
ولهذا ما يكون الحر بعد الصلوة
الوسطى اشد منه في وقت استواء
النهار ولهذا يكون الحر والشمس
في اخر السرطان واول الحمل
اشد منه اذا كانت الشمس
في غاية الميل

یہی وجہ ہے کہ گرمی بمقابلہ ٹھیک دوپہر کے ظہر
کی نماز کے بعد (سپہر کے وقت، جبکہ دن کا چوتھائی حصہ
باقی رہ جاتا ہے) زیادہ ہوتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے
کہ جب آفتاب برج سرطان کے آخر میں، اور برج اسد کے
اوائل میں ہوتا ہے تو (موسم گرما میں) گرمی زیادہ ہوتی ہے،
بمقابلہ اس کے کہ آفتاب غایت میل (میل کلی) میں ہو (حالانکہ
آفتاب جب میل کلی پر یا برج سرطان کے شروع میں ہوتا
ہے، تو ہم لوگوں کے سروں سے بہت قریب ہوتا ہے)۔

ولهذا يكون الشمس اذا انصرفت
عن رأس السرطان الى
حد ما هو دونه في الميل
اشد تسخيناً منها اذا كانت
في مثل ذلك الحد من الميل
ولم يبلغ بعد رأس السرطان

اور یہی وجہ ہے کہ جب آفتاب رأس سرطان
(ابتداء سرطان) سے آگے بڑھ کر کسی حد پر پہنچ جاتا ہے،
جہاں میل رأس سرطان سے یا میل کلی سے کم ہوتا ہے،
تو اس وقت گرمی بہت زیادہ ہوتی ہے، حالانکہ اگر آفتاب
رأس سرطان تک پہنچنے سے پہلے اتنے ہی میل پر ہو تو
اتنی گرمی نہیں ہوتی ہے (حالانکہ دونوں مقام پر سمت الرأس
سے آفتاب کا فاصلہ ایک جیسا ہوگا، یعنی برج سرطان کے

سرے پر فاصلہ سب سے زیادہ ہے، اس سے پہلے اور اس کے بعد جن دو برابر کے مقامات پر مثلاً برج جوزا اور برج اسد کے شروع میں آفتاب کو فرض کیا جائے، تو ہمارے سمت الراس سے آفتاب دونوں جگہ برابر رہیگا، حالانکہ راس سرطان سے قبل والے مقام پر گرمی کم ہوگی، اور راس سرطان کے بعد والے مقام پر گرمی بہت زیادہ ہوگی) +



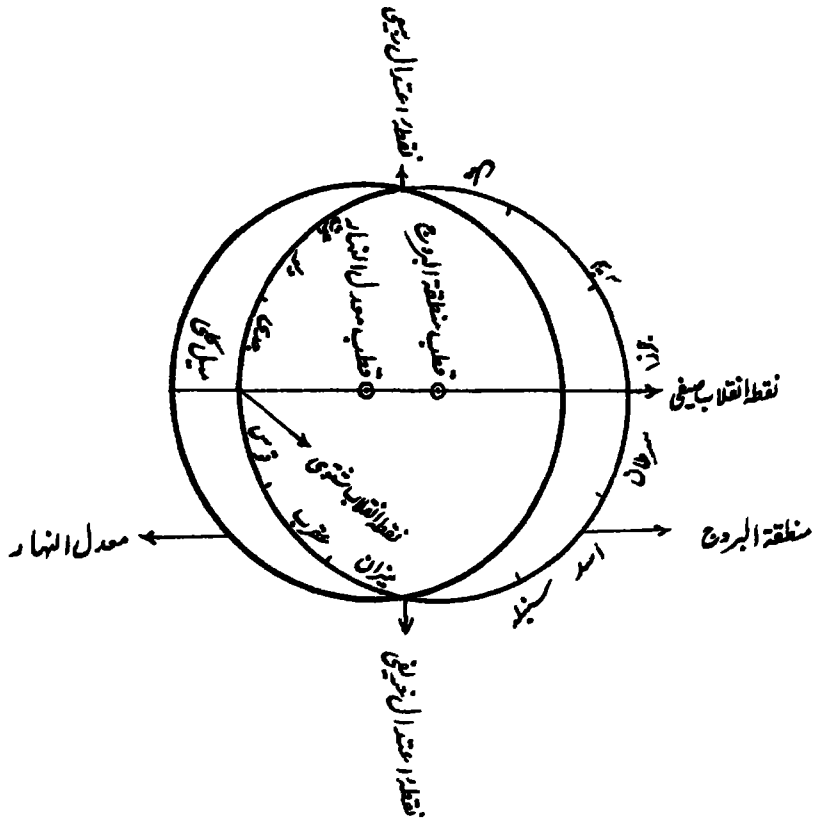
مَعْدِلُ النَّهَارِ نویں آسمان کا دائرہ ہے، جو ٹھیک پورب پچھم واقع ہے۔ یہ رمل زمین کے درمیانی دائرہ یا خط استوا کی سیدھ میں آسمان پر فرض کیا جاتا ہے۔ آفتاب اس دائرہ پر نہیں گھومتا ہے؛ بلکہ آفتاب کی گردش کا دائرہ اور ہے۔ اگر آفتاب معدل النہار نامی دائرہ پر گھوما کرتا، تو سردی اور گرمی کے موسموں میں آفتاب سمت الراس سے ایک جیسے فاصلہ پر رہا کرتا۔ حالانکہ واقعہ اس کے خلاف ہے، ان فرض آفتاب جس دائرہ پر گھومتا ہے، وہ مقابلہ دائرہ معدل النہار کے ترچھا ہے۔ اس کا نصف حصہ شمال کی جانب واقع ہے، اور نصف حصہ جنوب کی جانب۔ چنانچہ جو لوگ خط استوا پر رہتے ہیں، وہاں آفتاب کبھی ان کے سر سے شمال کی جانب چلا جاتا ہے، اور کبھی جنوب کی جانب، اور سال میں دو مرتبہ ان کے سروں کے سیدھ (سمت الراس) میں آجا کر تا ہے۔ ان فرض آفتاب جس دائرہ پر گھومتا ہے، اُسے مِنْطَقَةُ الْبُرُوجِ کہتے ہیں۔ ان دونوں دائروں کو اگر ایک گھر پر فرض کر کے کھینچا جائے، تو دائرہ معدل النہار اس گھر کے ٹھیک وسط میں پورب پچھم رہیگا۔ اور دائرہ منطقۃ البروج اس دائرہ سے ترچھے طور پر دو مقام میں ملے گا۔

ان دونوں مقامات اتصال کو نقطۂ اعتدال (ربعی و خریفی) کہا کرتے ہیں۔ اسی کو آگے چل کر شیخ نے عَقْدَتَین (اگر ہیں) کہا ہے۔ ان دونوں دائروں کے درمیان کے فاصلہ کو قِصیل کہا جاتا ہے، اور جہاں فاصلہ سب سے زیادہ ہے، اسے قِصیل کلی کہا جاتا ہے۔ میل کلی دو ہیں: ایک برج سرطان کے سرے پر، اور دوسرا برج جدی کے سرے پر۔ بُکُوج کیا ہیں؟ حقیقت میں دائرہ منطقۃ البروج کے بارہ حصے ہیں، جن کے خاص خاص نام ہیں۔ ہر برج میں آفتاب ایک ہیندرہتا ہے۔ اور بارہ حصے میں سارے برجوں میں گھوم جاتا ہے۔ ہر برج کو تیس حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے، اور ہر حصہ کو درجہ کہا جاتا ہے۔ پھر ہر درجہ میں ساٹھ دقیقے ہوتے ہیں، اور ہر دقیقہ میں ساٹھ ثانیہ *۔

والبقعة المصاوبة لخط الاستواء وہ حصہ زمین جو خط استوار کے قریب واقع ہے
انما تسامت فیہا الشمس الیاس اس میں آفتاب سر کے سیدھ میں ضرور آتا ہے، مگر وہ
ایا ما قلیلة شم تبتا عد بسرعة محض چند روز تک سیدھ میں قائم رہتا ہے۔ پھر وہ جلد
لان تزايد اجزاء المیل ہی سر کی سیدھ سے (سمت الیاس سے) دور ہو جاتا
عند العقدتین اعظم کشیدہ ہے، کیونکہ میل کے اجزاء کی زیادتی (بڑھوتری) دونوں
فاحشاً من تزايد ما عند المنقلبین عقداں (دونوں نقطۂ اعتدال) کے پاس نمایاں طور
بل رہتا ہے۔ لیونثر عند المنقلبین پر بہت بڑی ہوا کرتی ہے، اور اس کے برعکس دونوں
حركة ایام مثلثة او اربعة منقلب (دونوں نقطۂ انقلاب) کے پاس میل کے
اداکثر منها اثرًا محسوسًا اجزاء کی زیادتی بہت ہی کم ہوا کرتی ہے۔ بلکہ بسا اوقات
دونوں منقلب کے پاس تین چار روز کی حرکت یا اس سے
زیادہ دنوں کی حرکت بھی کوئی نمایاں اثر ظاہر نہیں کرتی *۔

یہ تمکو معلوم ہو چکا ہے کہ منطقۃ البروج دائرہ معدل النہار سے دو مقامات پر ملتا ہے۔ اس ملاپ
کے مقام کو نقطۂ اعتدال (عقدہ) کہا جاتا ہے۔ کیونکہ آفتاب جب اپنی مخصوص حرکت سے برج نکلو
طے کرتا ہو اس ملاپ کے نقطہ پر پہنچتا ہے۔ تو دن رات برابر ہو جاتے ہیں (اعتدال - برابر ہونا)۔ جب
آفتاب نقطۂ اعتدال پر پہنچتا ہے، تو اس کی دو صورتیں ہیں: (۱) اگر وہ اس نقطہ سے آگے بڑھ کر
شمال کے جانب آ جاتا ہے، تو اس نقطہ کو نقطۂ اعتدال ربعی کہتے ہیں۔ اسی نقطہ سے برج حمل شروع
ہوتا ہے۔ (۲) اور اگر اس نقطہ سے گزر کر جنوب کی جانب آ جاتا ہے، تو اس کو نقطۂ اعتدال خریفی۔
اس نقطہ سے برج میزان شروع ہوتا ہے۔ نقطۂ اعتدال ربعی پر جب آفتاب پہنچتا ہے، تو موسم

ربیع کا آغاز ہوتا ہے، اور جب نقطہ اعتدال خریفی پہ پہنچتا ہے تو خریف کا آغاز ہوتا ہے +



یہ تمہیں معلوم ہو چکا ہے کہ میل اُس فاصلہ کا نام ہے جو دائرہ معدل النهار اور منطقۃ البروج کے مابین واقع ہے۔ تصویر میں تم دیکھ رہے ہو کہ یہ فاصلہ دونوں طرف نقطہ اعتدال کے پاس کم اور درمیان میں زیادہ ہے، جسکو میل کلی کہا جاتا ہے۔ اگر ایک دائرہ اڑے طور پر ایسا کھینچا جائے، جو دونوں طرف کے میل کلی پیکر رتا ہوا جائے، تو یقیناً منطقۃ البروج سے دو مقام پر ملیگا۔ ایک شمال کی طرف، اور دوسرا جنوب کی طرف۔ اسی مقام کو نقطہ انقلاب کہا جاتا ہے۔ یہاں منطقۃ البروج کا فاصلہ معدل النهار سے ساڑھے تیس درجہ بتایا جاتا ہے۔ بشرطیکہ پورے دائرہ کو تین سو ساڑھے درجوں میں تقسیم کر دیا جائے، چنانچہ جو نقطہ معدل النهار سے شمال کی طرف واقع ہے، اسے نقطہ انقلاب صیفی کہا جاتا ہے (صیف یہ موسم گرما) اور جو نقطہ معدل النهار سے جنوب کی طرف واقع ہے، اُسے نقطہ انقلاب شتوی کہا جاتا ہے،

رشتہ موسم سرما کیونکہ انقلاب صیفی پر جب آفتاب پہنچتا ہے، تو موسم گرما کا آغاز ہوتا ہے، اور جب انقلاب شتوی پر پہنچتا ہے، تو موسم سرما کا آغاز ہوتا ہے، نقطہ انقلاب صیفی پر برج جوزا ختم، اور برج سرطان شروع ہوتا ہے؛ اور انقلاب شتوی پر برج قوس ختم اور برج جدی شروع ہوتا ہے۔

اب یہ معلوم ہونا چاہئے کہ درمیانی فاصلہ یا میل دونوں نقطہ اعتدال سے شروع ہوتا ہے، اور دونوں انقلاب تک (یا میل کلی تک) بڑھتا چلا جاتا ہے۔ پھر وہ نقطہ انقلاب سے نقطہ اعتدال تک برابر گھٹتا چلا جاتا ہے۔ لیکن یہ فاصلہ یا میل نقطہ اعتدال سے انقلاب تک اگرچہ بڑھتا چلا جاتا ہے، مگر یہ بڑھوتری شروع سے آخر تک یکساں اور برابر نہیں ہے، بلکہ کئی کی صورت میں ہے۔ یعنی یہ صورت نہیں ہے کہ اگر آفتاب نقطہ اعتدال سے تیس درجہ طے کرنے پر معدل النہار سے بارہ درجہ دور ہو جاتا ہے، تو تیس درجہ اور طے کرنے پر اس سے چوبیس درجہ دور ہو جائے۔ بلکہ اگر برج حل کے اختتام پر منطقۃ البروج کا فاصلہ معدل النہار سے بارہ درجہ ہو تو برج ثور کے اختتام پر بیس درجہ، اور برج جوزا کے اختتام پر ساڑھے تیس درجہ۔

اس سے ثابت ہوا کہ آفتاب جب نقطہ اعتدال سے چلا، اور پہلے برج کو طے کیا، تو معدل النہار سے بارہ درجہ ہٹ گیا، اور اس کے بعد جب اس نے دوسرے برج کو (ثور کو) طے کیا، تو محض آٹھ درجہ ہٹا، اور جب اس نے تیسرے برج کو (جوزا کو) طے کیا، تو محض ساڑھے تین درجہ ہٹا۔ اس سے ثابت ہوا کہ نقطہ اعتدال سے نقطہ انقلاب تک میل اگرچہ بڑھتا جاتا ہے، مگر اس کی بڑھوتری گھٹاٹے اور کئی کی صورت میں ہے۔ اور یہ کہ نقطہ اعتدال کے پاس وہ بہت زیادتی اور تیزی کے ساتھ معدل النہار سے ہٹتا ہے، اور انقلاب کے پاس بہت کئی اور سستی کے ساتھ۔ چنانچہ نقطہ اعتدال کے پاس آفتاب جب محض ایک درجہ طے کرتا ہے، تو وہ معدل النہار سے پچیس دقیقہ دور ہو جاتا ہے، اور جب میل کلی (یعنی اول سرطان) کے پاس ایک درجہ طے کرتا ہے، تو وہ معدل سے محض ایک دقیقہ سے کچھ زیادہ ہٹتا ہے۔ اسی وجہ سے یہ کہا جاتا ہے کہ جب آفتاب نقطہ اعتدال سے منتقل ہوتا ہے، تو اسکی حرکت میل میں بہت ہی تیز ہوا کرتی ہے اور جب وہ انقلاب کے پاس ہوتا ہے، تو اسکی حرکت اس بارہ میں بہت ہی سست ہوا کرتی ہے۔

چنانچہ جو لوگ دائرہ معدل النہار کے نیچے یعنی خط استوا پر رہتے ہیں، اور آفتاب نقطہ اعتدال پر پہنچتا ہے، تو گو آفتاب اس وقت ان کے سر پر ہوتا ہے، مگر وہ جلد ہی ان کے سروں سے ہٹ بھی جاتا ہے زیادہ دنوں تک ان کے سروں کے سیدھے میں نہیں رہتا۔ اس کے برعکس جو لوگ میل کلی کے محاذ اور مدار کے رچنے والے ہیں، ان کے سروں پر جب آفتاب پہنچتا ہے، تو ایسا معلوم ہوتا ہے، گو یا آفتاب ان کے سروں پر کھڑا ہے، اور کئی دن گزرنے پر بھی ان کے سروں سے نہیں ملتا۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے عرض البلد

کی سرزمین بہت ہی گرم ہوتی ہے۔

ثم ان الشمس لتبقى هناك في حينه
پھر (اسکی توضیح اس طرح ہے کہ) آفتاب وہاں (نقطہ)
مقارب مدالہ مدیدۃ فقعن انقلاب کے پاس تقریباً ایک ہی مقام میں ایک مدت مدید
فی الاستحان فيجب ان يعتقد من تک رہتا ہے (یعنی تقریباً دو ماہ تک)؛ اس لئے گرمی لا محالہ
هذا ان البلاد التي عرضها متقاربة بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ جن شہروں کا
اللیل کلمہ ہی استحن البلاد و بعدھا عرض البلد سارے میل (میل کلمی) کے قریب ہے، وہ تمام
ما يكون بعدة عنه في الجانبين شہروں سے زیادہ گرم ہیں۔ اسکے بعد (گرمی میں) اُن شہروں
القطبيين مقارناً لخمس عشرة کا درجہ ہے جو میل کلمی سے دونوں قطب کی طرف (قطب والے
درجۃ جانب، یعنی شمالاً و جنوباً تقریباً پندرہ درجہ تک دور ہوں +

یعنی جو شہر نقطہ میل کلمی سے، یا اس سرطان کے مدار سے شمال اور جنوب کی طرف تقریباً پندرہ درجہ
تک دور ہوں، وہ اُن شہروں کے بعد گرم ہیں؛ یعنی ان شہروں کی گرمی پندرہ درجہ دوری تک قائم رہے گی۔ اسکے
بعد والے شہر معتدل یا بارہ ہونگے، گرم نہ ہونگے۔ میل کلمی سے جو شہر پندرہ درجہ کے فاصلہ پر ہوگا، وہ خط استوا
سے شمال کی طرف ۳۸ یا ۳۹ درجہ کے عرض البلد پر واقع ہوگا، جو اقلیم چارم کا وسط ہے۔ اور اقلیم چارم کے
وسط کو معتدل کہا گیا ہے۔ اسکے بعد کے اقلیم یقیناً بارہ شمار کئے جائینگے، مثلاً اقلیم پنجم و ششم وغیرہ +
ولا يكون الحر في خط الاستواء مگر خط استوا میں اتنی زیادہ گرمی نہیں ہوتی ہے،
بذلک المضط الذي توجبه جتنی کہ اس سرطان کے مدار کے قریب (میل کلمی کے عرض
المسامتۃ فی قرب مدار اس کے قریب) آفتاب کی مسامتت (سر کے سیدھ میں آجانے)
السرطان فی المعمورۃ لکن البرد سے معمورہ میں یعنی زمین کے آباد حصے میں پیدا ہوا کرتی ہے۔
فی البلاد المتباعدۃ عن هذا لیکن جو شہر اس مدار سے (مدار اس سرطان سے، یا میل
المدار الی الشمال اکثر کلمی سے) شمال کی طرف ہٹے ہوئے ہیں، وہ اس کے مقابلہ
میں بارہ ہیں +

اور شمال کی طرف جتنی مسافت بڑھتی چلی گئی ہے، اتنی ہی بر دت کی زیادتی ہوتی چلی گئی ہے؛ یہاں
تک کہ ترستھ درجہ کے عرض البلد پر قوی نامی ایک جزیرہ ہے، جہاں کے باشندے عاموں میں رہتے ہیں
لہ "معمورہ" زمین کا آباد حصہ، جو خط استوا سے شمال میں واقع ہے، اور جب کو "ربع مسکون" (چوتھائی آباد)
کہتے ہیں +

راہی، اسی طرح یہ ہر مدت عرض البلد کی زیادتی کے ساتھ مادہ زلی بڑھتا جاتا ہے۔
عرض البلد پر ایک سال محض ایک دن اور ایک رات کا ہوتا ہے۔ اور اگر اس سے زیادہ ہو جائے
چھ ماہ روپوش رہتا ہے، درجہ ۵۰ دائرہ افق کے آس پاس بیکار کیا کرتا ہے۔

فہذا اما یوجبہ اعتبار عرض
المساکن عن انقطاع سائر الاحوال
اثرات ہیں، اور یہ اس امر پر مبنی ہیں کہ دوسرے حالات
متشابهہ

ہموار اور یکساں ہوں (اگر دوسرے خارجی حالات متغیر
ہو گئے، تو ان احکام میں بھی تغیر پیدا ہو جائیگا)

واما الکائن بحسب وضع البلد
فی نجد من الارض او غور
فان الموضوع فی الغور
اسخن ابداً والمرتفع العالی
مکانہ ابرد ابداً فان ما
یقرب من الارض من الجوالذی
نخن فیہ اسخن لاستد اشعاع
الشمس یقرب الارض وما
یبعد عنه الی حد ما هو ابرد
والسبب فیہ مبین فی الجزء
الطبیع من الفلسفہ

زمین کی بلندی
و پستی کے تغیرات
رہے وہ تغیرات جو زمین کی وضع یعنی بلندی
و پستی سے وابستہ ہیں، تو وہ اس طرح
ہیں کہ جو شہر پستی میں واقع ہیں، وہ ہمیشہ گرم رہتے ہیں
(خواہ سردی ہو، یا گرمی؛ یعنی ان کا گرما اور ان کو سرد
دوسرے متصل شہروں کے گرما اور سردی سے زیادہ گرم
ہوگا)۔ اور جو شہر اونچے اور بلند ہیں، وہ ہمیشہ ٹھنڈے
رہتے ہیں (چنانچہ جو شہر بلند پہاڑوں پر آباد ہیں، مثلاً
نیخی تال، منصورہ، شلہ وغیرہ وہ کم و بیش بلندی کے
محافظ سے ٹھنڈے ہیں)۔ کیونکہ جس فضا (جو) میں ہم
لوگ رہتے ہیں، وہ زمین سے جس قدر نزدیک تر ہوگی،
اُسی قدر وہ زیادہ گرم ہوگی؛ اس لئے کہ آفتاب کی شعاعیں
زمین کے قریب (ہموار زمین کے قریب) شدید ہوا کرتی ہیں،
اسکے بعد جتنی وہ قُرب زمین سے دور ہوتی جاتی ہیں اُسی قدر
وہ (بخارات وغیرہ سے ملکر) ٹھنڈی ہوتی چلی جاتی ہیں؛ جسکی
وجہ اور علت فلسفہ کے حصہ طبیعیات میں بیان کی گئی ہے۔

چنانچہ بلند مقامات کے شہروں میں جو ہوا نہیں آیا کرتی ہے، وہ دوسرے شہر کی بلندی اور ہوا کے بلند طبقہ پر آکر
ہیں، اس لئے وہ ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ ان فرض طبقہ ہموار زمین سے جس قدر بلند ہوتا چلا جاتا ہے، اُسی قدر وہ ٹھنڈا

ہوتا چلا جاتا ہے؛ حتیٰ کہ اس کا ایک طبقہ وہ ہے، جہاں ابر بستے ہیں، اور جس کو طبقہٴ زمزمیہ کہاجاتا ہے۔
ہو ار کے چار طبقات بیان کئے جاتے ہیں:- (۱) زمین کے قریب کا طبقہ، جو ار طبقوں کے مقابل میں
اعتدال کے قریب ہے۔ (۲) اس کے بعد دلائل طبقات زمزمیہ جہاں تک بخارات صعود کرتے ہیں (۳) اس کے
بعد خالص ہو ار کا طبقہ۔ (۴) ایک رقیق طبقہ جو تیسرے طبقہ کے بعد فرض کیا جاتا ہے، اور جہاں تک دُخان
(دھواں) صعود کرتا ہے۔ (جمہور اہل علم) +

واذا كان الغوس مع ذلك كالهوّة اور اگر زمین اس کے ساتھ گڑھے کے مانند رہت
كان اشدا حصرًا للشعاع واسخن ہی گہری ہو، تو وہ شعاعوں کو زیادہ گہیرے گی، اور زیادہ
گرم ہوگی +

چنانچہ خاص قسم کے مقعر آئینے ہوتے ہیں، جن کی شعاعیں وسط میں جمع ہو جاتی ہیں، اور اکٹھی ہو کر
میں چیز پڑتی ہیں، انہیں جلا دیتی ہیں؛ ایسے آئینوں کو مرآۃ یا محرقۃ (جلا نے والے آئینے) کہا جاتا ہے۔ اسی
طرح جو شہر گڑھے کے مانند گہرا ہوگا، اُسکی شعاعیں گھر کر شہر ہی کے اندر جمع ہونگی، اور وہاں گرمی کی حدت
زیادہ ہو جائیگی۔ علامہ گیلانی +

واما الكائن بسبب الجبال فما پھاڑوں کی وجہ سے ہوا کے وہ تغیرات جو پھاڑوں کی وجہ سے
كان الجبال فيه بمعنى المستقر ہوا کے تغیرات لاحق ہوتے ہیں، تو اگر پھاڑ سے مراد یہ
فهو داخل في القسم الذي بيناه ہو کہ اُسی کے اوپر آبادی ہو، تو یہ اُس قسم میں داخل ہے
وما كان الجبل فيه بمعنى الجبال واما جکا ابھی ذکر کیا گیا ہے (یعنی ایسا پھاڑ بلند سرزمین میں
فهو الذي تريد ان نتكلم شمار کیا جائیگا، جو ٹھنڈی ہوتی ہے)۔ اور اگر پھاڑ سے
الآن فيه مراد یہ ہے کہ وہ کسی آبادی کے قریب ہو، تو یہ وہی ہوگا،

جسے ہم اس وقت بیان کرنا چاہتے ہیں +
فنقول ان الجبل يؤثر في الجو چنانچہ ہم کہتے ہیں کہ پھاڑ کی وجہ سے جو میں (بیرونی
على وجهين احدهما من جهة ہوا میں) دو طور پر اثر ہوا کرتا ہے: ایک تو اس طور پر
سدا على البلد شعاع الشمس کہ پھاڑ آفتاب کی شعاعوں کو شرکی طرف رٹا دیا کرتا ہے،
او سدا ایاہ دونہ والا آخر من یا ان شعاعوں کو شہر سے چھپا لیا کرتا ہے۔ دوسرے
جهة منع الرياح ومعانته اس طور پر کہ پھاڑ اُس خاص شہر سے) ہواؤں کو روک
لعبوبها دیا کرتا ہے، یا ہواؤں کے چلنے میں (کسی طور پر) امداد

کرتا ہے +

اما الاول فمثل ان يكون في البلاد
حتى في الشماليات منها جبل مما
يلي الشمال من البلد فتشرق
عليه الشمس في مداها و
ينعكس تسخينها الى البلد فيسخن
وان كان شماليا

پہلی صورت (یعنی شعاعوں کے ٹوٹانے یا شعاعوں
کو روکنے کی صورت) یہ ہے کہ مثلاً شہر کے شمالی جانب کوئی
پہاڑ ہو، خواہ یہ شہر شمالی ہو (خواہ یہ شہر بارہ ہو) تو جب
آفتاب اس پہاڑ پر اپنے مدار میں اپنے مدت دوراں میں
یعنی دن کے وقت (روشن ہوگا، تو اس کی گرمی لوٹ کر شہر پر
پڑے گی، جس سے شہر گرم ہو جائیگا، خواہ وہ شمالی کیوں نہ ہو
(خواہ وہ شہر بارہ کیوں نہ ہو، مگر وہ اس انعکاس شعاع سے
گرم ہو جائیگا) +

وكذلك ان كان الجبل من
جهة المغرب فالتكشف المشرق
واذا كان من جهة المشرق كان
دون ذلك في هذا المعنى لان
الشمس اذا زالت وناشرت
على ذلك الجبل فانه كل ساعة
تتباعده عنه فتستقص من كيفية
الشعاع المشرق منها عليه ولا
كذلك اذا كان الجبل مغربيا
والشمس تقرب منه كل ساعة

اسی طرح اگر پہاڑ (شہر سے) پچھم کی طرف ہو، اور
پورب کھلا رہے (تو بھی شہر گرم ہو جائیگا)۔ اور اگر پہاڑ
پورب کی طرف ہو تو اس بارہ میں (گرمی پیدا کرنے میں) یہ
کم رہیگا (یعنی گرمی تو ضرور پیدا کریگا، مگر پہلی دونوں صورتوں
سے کم)۔ کیونکہ ایسی صورت میں آفتاب اس پہاڑ پر زوال
کے بعد (دوپہر کے بعد) روشن ہوگا، اور ساعت بر ساعت
اس سے (اس کے سمت الراس) دور ہوتا چلا جائیگا، اسلئے
پچھلے شعاع کی کیفیت برابر گھٹتی ہی چلی جائیگی۔ لیکن جب
پہاڑ شہر سے مغربی جانب ہوگا۔ تو یہ صورت نہ ہوگی۔ بلکہ
اس حالت میں آفتاب ساعت بر ساعت (پہاڑ سے، یا
سمت الراس سے) قریب ہی ہوتا چلا آئیگا +

واما من جهة منع الريح فان يكون
الجبل شماليا ويصلا عن البلد
مهب الشمال المبرد ويكثر
اليه مهب الجنوب المسخن او يكو
البلد موضوعا بين صدف

دوسری صورت، یعنی ہواؤں کے روکنے کی
صورت یہ ہے کہ مثلاً پہاڑ شہر سے شمالی جانب واقع ہو، تو
یہ شمالی بارہ ہواؤں کی آمد کو شہر سے روک دیگا، اور جنوبی
گرم ہواؤں یہاں زیادہ پہنچیں گی۔ یا یہ کہ شہر دو پہاڑوں
کے بیچ میں (گھاٹی میں) اس طرح واقع ہو کہ ہوا رکاوٹ

کھلا رہے +

جبلین منکشف الوجہ رایحہ
 فیکون هبوب تلك الريح هناك
 ایسے مقام پر اس ہوا کی رفتار بمقابلہ اُس
 اشد منه فی بلد مصحور لان الهواء
 من شأنه اذا انجذب في مصلك
 کیونکہ ہوا کی شان (اور اس کی خصوصیت) یہ
 ضیق ان لیتمر به الا انجذاب
 ہے کہ جب وہ کسی تنگ راستہ کی طرف کھینچی ہے، تو برابر
 فلا یهدأ وکن لك الماء وغیره
 اور مسلسل اسکا کھینچاؤ (انجذاب) جاری ہو جایا کرتا ہے
 وعلته معروفة فی الطبیعیات
 اس لئے وہ (کہیں درسیان میں) سکون نہیں کرنے پاتی
 یہی حال پانی کا اور اسی قسم کی دوسری (سیال) چیزوں کا
 ہے؛ جسکی علت و وجہ طبعیات میں بتائی گئی ہے +

اسکی علت و وجہ کا دار و مدار مسئلہ خلا پر ہے، جب اس تنگ راستہ کے اخیر حصہ کی ہوا یا
 پانی محل جاتا ہے، تو اس سے پچھلے حصہ کی ہوا اور پانی کچھ اس کی طرف چلے آتے ہیں، اور اس جگہ کو پکارتے
 ہیں، ورنہ خلا لازم آئے، جسکو طبیعت اور فطرت پسند نہیں کرتی، پھر اسکی جگہ اس سے پچھلے کی ہوا
 آجاتی ہے، اور اسی طرح سلسلہ قائم ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ کوئی مانع آ جاتا ہے، جو ہوا یا پانی کی زندگی
 کر دوک دیتا ہے +

واعدل البلاد من جهة الجبال
 معتدل ترین شہر پہاڑوں کے کاٹھ سے یعنی
 وسترها ولا نکشاف غمها ان تكون
 مستور اور مکشوف ہونے کے کاٹھ سے (ڈھکے اور کھلے ہونے
 مکشوفة للمشرق والشمال
 کے کاٹھ سے) وہ ہے جو پورب اور اتر کی طرف سے کھلا ہو
 مستورة نحو المغرب والجنوب
 ہو، اور پچیم اور دکن کی طرف سے ڈھکا ہوا ہو (یعنی شہر
 سے مشرق اور شمال کی طرف پہاڑ ہوں، اور مغرب اور
 جنوب کی طرف پہاڑ ہوں) +

واما البحار فانها توجب زيادة
 سمندروں کی وجہ سے
 ترتيب البلاد المحيطة بها
 ہوا کے تغیرات
 جملة فان كانت البحار في الجهات
 ہوتے ہیں، سمندر کی وجہ سے ان میں رطوبت زیادہ
 التي تلي الشمال كان ذلك
 ہو جاتی ہے۔ پھر اگر سمندر شہر سے شمال کی طرف واقع
 معينا على تبريد هاب تر فرف
 ہو، تو یہ ہرودت کے اصناف میں بھی ادا کر لگیا۔ کیونکہ

سریع الشمال على وجه المساء شمالي هوار پانی کی سطح پر چلکر (اور اُس کی بردوت کو حاصل الذی هو بطبعه باسرد وان کر کے) آئے گی۔ اور یہ معلوم ہے کہ پانی کی ذاتی طبیعت کانت ممایلی الجنوب اوجب بارو ہے۔ اور اگر سمندر شہر سے جنوب کی طرف واقع ہو زیادہ ذی غلط الجنوب وخصوصاً تو اس سے ہوار کی غلطت میں اضافہ ہو جائیگا۔ علی الخصوص ان لم یجد منفلاً القیام جبل اُس وقت جبکہ اُس کے سامنے (اُس کے رُخ پر یعنی شہر سے شمال کی طرف) کوئی پہاڑ کھڑا ہو، جو ہوار جنوبی کو آگے بڑھنے فی وجہہ نہ دے (اور اُسے آگے جانے کے لئے راستہ نہ ملے، بلکہ اُسی شہر میں رُک جائے) +

واذا کانت فی ناحیۃ المشرق کان اور اگر سمندر شہر سے مشرقی جانب واقع ہو تو اس ترطیبه للجواکثر منه اذا کان فی ہوار میں رطوبت بہ نسبت اس کے زیادہ حاصل ہوگی، کہ ناحیۃ المغرب اذا الشمس تلح سمندر شہر سے مغربی جانب ہو۔ کیونکہ مشرقی سمندر سے علیہ بالتحلیل المتراشد مع آفتاب جس قدر قریب ہوتا چلا جاتا ہے، اُسی قدر وہ تحلیل تقارب الشمس ولا تلح علی المغربیۃ زیادہ کرتا ہے (اور بخارات زیادہ بناتا ہے) اس کے برعکس مغربی سمندر میں آفتاب اتنا اثر نہیں کرتا (اور نہ زیادہ بخارات بناتا ہے) +

بقول شارح گیتا فی اس کی کوئی وجہ معلوم نہ ہو سکی کہ مشرقی سمندر بہ نسبت مغربی سمندر کیونکر ہوار میں ترطیب زیادہ کرتا ہے۔ زائد سے زائد یہ کہا جاسکتا ہے کہ مشرقی ہوار، جسکو باد صبا کہا جاتا ہے، اور آگے چلکر بکوشخ نے بمقابلہ مغربی ہوار کے خشک بتایا ہے، وہ زیادہ تر دوپہر سے پہلے اور صبح کے وقت چلا کرتی ہے اور پچھوا ہوا دوپہر کے بعد۔ اور یہ ظاہر ہے کہ خشک ہوار جب سمندر پر گزرے گی، تو وہ بخارات زیادہ بنا سکیگی۔ اس لئے پورب کی طرف جب سمندر ہوگا، تو اسپر پور دا ہوار چلکر آیا کرے گی، اور اپنے ساتھ بکثرت بخارات لائیگی، جو شہر میں رطوبت پیدا کر دے گی +

سمندر کا پانی اگرچہ شور اور نیکین ہوتا ہے۔ مگر نمک بخارات کے ساتھ اڑا نہیں کرتا۔ اس لئے سمندر کے کھاری پانی کے بخارات بھی سادہ اور معوی پانی کے سے ہمارے ہیں۔ اس لئے ان سے بھی اُسی طرح ترطیب حاصل ہوا کرتی ہے، جس طرح عام سادہ پانی کے بخارات سے ترطیب ہوا کرتی ہے +

لہٰذا لاکھ پورب کی ہوار ہمارے ملک کے لئے خشک نہیں ہے۔ بلکہ بچیم کی ہوار زیادہ خشک ہے۔ مترجم +

وبالجملة فان مجاوراة البحر
توجب ترطيب الهواء ثم
ان كثرت الرياح وتسربت
ولم تعارض بالجبالة كان الهواء
اسلم من العفونة وان كانت
الرياح لا تتمكن من الهبوب
كانت مستعدة للتعفن ولتعفن
الاخلاط

خلاصہ یہ ہے کہ سمندر کا قرب اور اس کی مجاورت
(پڑوس) شہر کی ہوا میں رطوبت بڑھا دیا کرتی ہے (یعنی
اس ترطيب میں سمندر کو براہ راست کوئی دخل نہیں ہے
بلکہ اس سے شہر میں اگر رطوبت حاصل ہوتی ہے، تو وہ اس
وجہ سے حاصل ہوتی ہے کہ سمندر سے ہوا مرطوب ہو کر
شہر میں داخل ہوتی ہے)۔ پھر اگر (ایسے مقام میں)
ہوائیں بکثرت چلیں، یا رک رک کر چلیں، اور پہاڑوں کی
وجہ سے ان کی رفتار میں رکاوٹ نہ ہو (یعنی شہر کی دوسری
طرف پہاڑ نہ ہو) تو یہ ہوائیں عفونت سے بچی رہتی ہیں (کیونکہ
بخارات ایک طرف سے آتے ہیں، اور دوسری طرف سے
نکل جاتے ہیں، نیز ہمارا برابر بدلتی رہتی ہے)۔ لیکن اگر
(پہاڑوں کی آڑ کی وجہ سے) ہوائیں چل نہ سکیں، تو ایسی
ہوائیں متعفن ہونے اور اخلاط کو متعفن کرنے کے لئے
تیار رہتی ہیں +

واوفق الرياح لهذا المعنى
هى الشمالية ثم المشرقية
والمغربية واضرارها الجنوبية
اس معنى كالحاظ (عدم استعداد تعفن كالحاظ
سے) بہترین ہوائیں شمالی ہوا کرتی ہیں؛ اس کے بعد
مشرقی اور مغربی؛ اور اس بارہ میں سب سے بُری ہوائیں
جنوبی ہوا کرتی ہیں +

واما الكائن بسبب الرياح فالقول
فيها على وجهين قول كلي مطلق
وقول بحسب بلد وبلد واما
يخصه

مختلف سمت کی وہ تغیرات جو مختلف سمت کی طرف ہوا
ہواؤں کے تغیرات کے چلنے سے ہوا میں حاصل ہوتے ہیں
ان کے بیانات دو طور پر کئے جاتے ہیں: (۱) بیان کلی
(اور عمومی تذکرہ) - (۲) بیان جزئی ہر ہر شہر اور ان کی
خصوصیات کے لحاظ سے +

فاما القول الكلى فان الجنوبية
له طليق بئى ہوا کو ساری (ریاح) کہا جاتا ہے +

فی اکثر البلاد حارۃ رطبة واما
الحارۃ فلا نھا تأتینا من الجهة
المسختة لمقاربتھا الشمس واما
الرطوبة فلان البحار اکثرھا
جنوبیة عنا و مع انھا جنوبیة
فان الشمس تفعل فیھا بقوۃ
وتجزعنها بمخرۃ تخالط الراح
فلذلک صارت الراح
الجنوبیة مراحۃ

شہروں میں گرم تر ہوتی ہیں۔ ان میں گرمی تو اسلئے ہوتی
ہے کہ وہ سمت حار (گرم رخ) سے آتی ہیں۔ اور وہ گرم
(سمت جنوب) گرم اس لئے ہوتا ہے کہ وہ آفتاب سے
قریب ہے (یعنی ہم لوگ شمالی مالک کے باشندے ہیں، جو
سرزمین ہم لوگوں سے بجانب جنوب واقع ہیں، وہ سمت اس
سے بمقابلہ ہم لوگوں کے ملک کے زیادہ قریب رکھتے ہیں)۔
وہی بات کہ جنوبی ہواؤں میں رطوبت زیادہ کیوں ہوتی
ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اکثر سمندر ہم لوگوں سے
بجانب جنوب واقع ہیں۔ پھر علاوہ اس کے کہ اکثر سمندر
ہم سے بجانب جنوب واقع ہیں، آفتاب بھی جنوبی سمندروں
میں زیادہ قوت و شدت سے عمل کر کے بکثرت بخارات
پیدا کرتا ہے جو جنوبی ہواؤں کے ساتھ مل جاتے ہیں۔
اسی وجہ سے جنوبی ہوائیں (بدن کے لئے) مریخی ہوتی ہیں۔

شیخ نے مختلف سمت کی ہواؤں کے جو حالات لکھے ہیں، وہ اپنے ملک (بخارا) اور اس کے نواح
کے لحاظ سے لکھے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سی باتیں ہمارے ملک کی ہواؤں میں ثابت نہیں ہوتی ہیں۔ جیسا کہ
مشرقی اور مغربی ہواؤں کے خواص میں اس کا ذکر آنے والا ہے۔ مترجم

واما الشمالیۃ فانھا باردة لانھا
تجتاز علی بلاد و جبال باردة
کثیرۃ الثلوج و یابسة لانھا
لا تصحبھا المخرۃ کثیرۃ لان التحلیل
فی جهة الشمال اقل و لا تجتاز علی
میاہ سائلة بحریۃ بل اما ان تجتاز
فی اکثر علی میاہ جوامد
شمالی ہوا ٹھیں بارد ہوا کرتی ہیں؛ کیونکہ وہ
ٹھنڈے اور بریلے شہروں اور پہاڑوں پر گزرتی ہیں۔ نیز
وہ خشک ہوتی ہیں؛ اس لئے کہ ان کے ساتھ زیادہ
بخارات ملے ہوئے نہیں ہوتے۔ کیونکہ شمالی جانب بخارات
کم بنتے ہیں۔ پھر یہ ہوائیں سیال اور سمندر کے پانی پر
نہیں گزرتی ہیں، بلکہ زیادہ تر یا جمے ہوئے پانی پر (برف
پر) گزرتی ہیں، یا چٹیل میدانوں پر (دشت و جبل اور

لے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہاں قریب سے زمین اور آفتاب کا قریب مراد ہے، نہ کہ سمت المراس سے۔

کیونکہ زمین کا جنوبی حصہ آفتاب سے زیادہ قریب ہے، اس وجہ سے کہ حقیقت جنوبی برجوں میں واقع ہے۔

او علی البدری

خشکیوں پر +

والمشرقیة معتدلة في المحر والبرد
لكنها ايبس من المغربية اذ شمال
المشرق اقل بجاراً من شمال المغرب
ونحن شماليون لا محالة
مشرقی ہوا ئیں (صبا = پورا ہوا ئیں) حرارت
و برودت میں معتدل ہوتی ہیں۔ لیکن بمقابلہ مغربی ہواؤں
کے خشک ہوتی ہیں (یعنی پورا ہوا میں بخارات کم ہوتے ہیں)
کیونکہ پرب کے شمالی حصہ میں بمقابلہ مغرب کے شمالی حصہ
کے بخارات کم ہوتے ہیں۔ اور ہم لوگ یقیناً شمال کے
باشندے ہیں +

والمغربية اربط يسيراً لانها
تجتاز على مجار وکان الشمس
بجركتها فان كل واحد من الشمس
ومنها كالمضاد الآخر في حركته
فلا تحلها الشمس تحليلها للمرياح المشرقية
خصوصاً واكثر مهب المشرقيات
عند ابتداء النهار واكثر مهب للمغربيات
عند اخوالها وولد لك كانت المغربيات
اقل حراراً من المشرقيات واميل الى
البرد والمشرقيات اكثر حراراً وان
كانتا كلتاهما بالقياس الى
المرياح الجنوبية والشمالية
معتدلين
اور مغربی ہوا ئیں کسی قدر رطب ہوتی ہیں؛
اس لئے کہ وہ سمندروں پر گزرتی ہیں؛ اور اس لئے کہ
آفتاب کی حرکت پچھوا ہوا کی حرکت کے مخالف ہوتی ہے؛
ان میں سے ہر ایک کی حرکت گویا ایک دوسرے کے مضاد
ہوتی ہے (مغربی ہوا پرب کی طرف جاتی ہے، اور آفتاب
پچھم کی طرف جاتا ہے) اس لئے پچھوا ہوا سے اتنے بخارات
نہیں بنتے، جتنے کہ پورا سے بنا کرتے ہیں۔ علی الخصوص
بات قابل توجہ ہے کہ مشرقی ہوا میں زیادہ تر صبح کے وقت
چلا کرتی ہیں، اور مغربی ہوا میں زیادہ تر شام کے وقت
سوی وجہ ہے کہ مغربی ہوا میں بمقابلہ مشرقی ہواؤں کے کم
گرم اور برودت کی طرف مائل ہوتی ہیں، اور مشرقی ہوا میں
نسبتاً گرم ہوتی ہیں۔ اگرچہ یہ دونوں ہوا میں بمقابلہ جنوبی
اور شمالی ہواؤں کے معتدل ہیں +

پورا اور پچھوا ہواؤں کے جو احکام شیخ نے بیان کئے ہیں، وہ ان کے ملک کے لحاظ سے ہیں۔ ورنہ
ہمارے ملک میں پورا ہوا بہت مرطوب ہوتی ہے، اور پچھوا بہت خشک۔ پورا ہوا میں اعصاب و ششیں عارض ہوتی
ہے، مفاصل ماؤفہ کے خاموش درد بیدار ہو جاتے ہیں، زخم میں رطوبت زیادہ ہو جاتی، اور مواد پڑھ جاتے
ہیں، اندامال قروح میں تاخیر ہوتی ہے۔ اسی طرح بہت سے وطوبی امراض بڑھ جاتے ہیں۔ پورا ہوا سے
مرحی اور مشکوں کا پانی جلد ٹھنڈا نہیں ہوتا۔ اسکے خلاف پچھوا ہوا کے خواص مذکورہ احکام کے بالکل

برعکس ہیں +

پورا ہوا چونکہ صبح کے وقت چلا کرتی ہے، اسلئے وہ گویا ٹھنڈی زمینوں پر گزرتی ہوئی آتی ہے اور گرم گرم ہوتی ہے۔ اور پچھوا ہوا چونکہ شام کے وقت زیادہ تر چلا کرتی ہے؛ اسلئے وہ جتنی ہوئی اور گرم زمینوں سے آتی ہے، اس لئے زیادہ گرم ہوتی ہے +

وقد يتغير احكام الرياح في البلاد
ہواؤں کے مذکورہ احکام مختلف شہروں میں دیگر
بحسب اسباب اخرى فقد يتفق في اسباب سے متغیر بھی ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ بعض شہروں
بعض البلاد ان تكون الرياح الجنوبية میں جنوبی ہوائیں (گرم ہونے کی بجائے) بارہ ہوا کرتی ہیں
فيها ابرد اذ اكان بقربها جبال اور ایسا اُس وقت ہوتا ہے، جبکہ ان شہروں کے قرب
تالجة جنوبية فتستحيل الريح الجنوبية میں جنوب کی طرف بریلے پہاڑ ہوتے ہیں، ان پر جنوبی ہوا
فيها بمرورها عليها الى البرد وربما گزرتی ہے، تو ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔ اسی طرح بسا اوقات
كانت الشمالية اسخن من الجنوبية شمالی ہوائیں بمقابلہ جنوبی ہواؤں کے گرم ہو جاتی ہیں۔ اور
اذ اكان مجتازاها بداري محترقة ایسا اُس وقت ہوتا ہے جبکہ اُنکا گزر جلتے ہوئے چٹیل
میدانوں پر ہوتا ہے

واما السائم فهي امارياح مجتازة
رسہ سائمہ (لوہیں) تو یہ یادہ ہوائیں ہیں جو نہایت
بہاری حارة جدا واما سارياح ہی گرم چٹیل میدانوں پر گزرتی ہیں؛ یا یہ ہوائیں اُن
من جنس الا دخنة التي تفعل في الجو دُخانات کی جنس سے ہیں جو فضا (جو) میں ڈراؤنی علاقوں
علامات هائلة شبيهة بالنار فانها آگ کے مانند، پیدا کرتے ہیں، چنانچہ جب یہ دُخانات
اذ اكانت ثقيلة فعرض لها هالك ثقیل ہوا کرتے ہیں، تو یہ مشتعل اور سوزاں ہو جاتے ہیں
اشتعال والتهاب فذا رقاها اللطيف جس سے ان کے لطیف اجزاء توان سے جدا ہو جاتے ہیں
وفزل الثقيل وبه بقية التهاب اور ثقیل اجزاء نیچے اترتے ہیں، درانحالیکہ ان کے ساتھ
وانارية ناریت اور اشتعال کا بقیہ موجود ہوتا ہے +

ان ڈراؤنی علامات سے شیخ کی مراد برق، صاعقہ، اور دُمدار ستاروں وغیرہ سے ہے، جو فضا

میں جلتے ہوئے، اور متحرک نظر آیا کرتے ہیں +

فان جميع الرياح القوية على
کیونکہ جتنی قوی اور شدید ہوائیں ہیں، علمائے
ما يدرأه علماء الفلاسفة انما فلاسفہ کی رائے کے مطابق، وہ سب کی سب شروع تو

یبتدی من فوق وان کان مبداءً اوپر سے ہوا کرتی ہیں (یعنی طبقہ زمہریر کے اوپر شروع ہوا مواد ہما من اسفل لکن مبداءً کرتی ہیں) لیکن ان کے مواد نیچے سے حاصل ہوتے ہیں حرکا تھا و ہبوبھا و عصوفھا (کیونکہ یہ ہم بتا چکے ہیں کہ بخارات اور دخانات تصعید حرارت کے ذریعہ نیچے ہی سے چڑھکر اوپر جاتے ہیں، اور اوپر جا کر اور کچھ تغیرات پا کر مختلف قسم کی قوی اور شدید ہواؤں میں تبدیل ہو جاتے ہیں)۔ لیکن ان ہواؤں کی حرکت کا ان کے چلنے کا، اور ان میں جھونکوں کے آنے کا باعث اور مبداء اوپر ہی سے حاصل ہوتا ہے (یعنی جو بخارات اور دخانات اوپر چڑھکر جلتے ہیں، ان میں وہاں تخیل یا تکلف پیدا ہوتا ہے، پھر یہی تخیل یا تکلف توجہ ہوا کا باعث بن جاتے ہیں) +

وہذا امان یكون حکما عما او یکون اکثریاً و تحقیق هذا الی الطبیع من الفلسفة و نحن سنذکر فی المساکن فصلاً فی هذا یہ حکم کہ ہوا کی حرکت کا مبداء اوپر ہی سے حاصل ہوتا ہے) یا حکم عمومی ہے، یا حکم اکثری ہے (یعنی ایسا عمومی ہوا کرتا ہے، یا اکثر ہوا کرتا ہے، اس لئے کہ سخت زلزلوں اور خونناک آوازوں سے بھی گاہے ہوا میں حرکت پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن ایسی صورتیں نادر الوقوع ہیں)۔ اس مسئلہ کی تحقیق فلسفہ کے علم طبعی سے وابستہ ہے + اور ہم عنقریب ”مساکن“ کے تذکرہ میں ایک ٹکڑا (ایک حصہ - ایک فصل) بیان کریں گے (جس میں تغیرات ہوا کا ذکر دوسرے طور پر پھر ہوگا) +

واما اختلاف البلاد بالتربة مٹی اور سرزمین کے اختلافات (جو ہوا میں تغیرات کے موجب ہوتے ہیں) یہ ہیں کہ بعض مقامات میں خالص مٹی (طین حرة صخری و بعضہا رملی و بعضہا حمائی و بعضہا ما یغلب علیہ و بعضہا کی آمیزش نہیں ہوتی)۔ بعض مقامات میں مٹی پتھر ملی

جمع ذلک فی ہوائہ وما شہ
ہوتی ہے ؛ بعض مقامات میں ریتی ؛ بعض مقامات میں
کچھڑ کی کثرت اور نناک ہوتی ہے (جہاں بخارات غفہ اور
عفونت کی کثرت ہوتی ہے)۔ بعض مقامات کی سرزمین شہ
(شورہ ناک) ہوتی ہے ؛ بعض مقامات کی مٹی میں کوئی
معدنی قوت (معدنی اثر) ہوتی ہے (مثلاً گندہک، نبطہ،
ہڑتال، پٹکڑی، اور کسین وغیرہ کی آمیزش ہوتی ہے)۔
یہ ساری چیزیں اُس مقام کے پانی اور ہوا میں اثر کرتی ہیں
جس سرزمین کی مٹی خالص ہوتی ہے، وہاں کا پانی اور وہاں کی ہوا اچھی ہوتی ہے۔ نہ پانی میں زیادہ
تغیر آتا ہے، اور نہ ہوا میں۔ پتھر مٹی اور ریتی سرزمین کا پانی اور وہاں کی ہوا بار دہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے
کہ پتھر مٹی سرزمین کے چشمے بمقابلہ خالص مٹی کے چشموں کے بار دہوا کرتے ہیں۔ گندہک اور شورہ اور دوسری
معدنی چیزوں کی وجہ سے اُس سرزمین کی آب و ہوا میں گہری و خشکی غالب ہو جاتی ہے +

الفصل التاسع فی تاثیر التغيرات نویں فصل - ہوا کے اُن بُرے تغیرات کی

الہوائیۃ الذیۃ المضادة للجری الطبیع
تاثیر جو مجرّائے طبعی کے مضاد ہوں

واما التغيرات الخارجة عن الطبيعة
فاما الاستحالة فی جوہر الهواء واما
لاستحالة فی کیفیاتہ
ہوا کے وہ تغیرات جو طبیعت سے خارج ہیں (بایں
معنی کہ وہ مضاد اور دشمن طبیعت ہیں)، ان کی دو صورتیں
ہیں : (۱) جو ہر ہوا میں استحالة و تغیر آجائے (متعفن
ہو جائے) ؛ (۲) ہوا کی کیفیات میں استحالة و تغیر واقع ہوگا
(ہوا کی کیفیت شدید ہو جائے، یا بدل جائے) +

واما الذی فی جوہر الهواء یستحل
جوہر الی الرداء لا لان کیفیۃ
منہ افرطت فی الاشتداد
او النقص وهذا هو الوباء وهو
تعفن یعرض فی الهواء یشبہ
چنانچہ ہوا کے وہ تغیرات جو جوہر ہوا کے استحالة
سے رونما ہوتے ہیں، تو اس کے یہ معنی ہیں کہ ہوا کا جوہر
مجرّاد و ردی ہو جائے ؛ اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اُس کی
کسی کیفیت میں افراط کے ساتھ شدت یا کمی آجائے۔ اسی
قسم کے تغیر کو "وباء" کہا جاتا ہے۔ الغرض دوبارہ وہ

تعفن الماء المستنقع الاجن فانما لتعفن بالهواء البسيط المجرد فان ذلك ليس هو الهواء الذي يحيط بنا فان كان موجوداً اصرنا فنعص ان يكون غيراً

مخصوص تعفن ہے جو ہوا میں اس طرح لاحق ہوتا ہے ، جس طرح رکے ہوئے بند اور سڑے پانی میں لاحق ہو جاتا ہے (ربا یہ سوال کہ ہوا تو ایک بسیط چیز ہے ؛ یہ متعفن کیونکر ہو سکتی ہے ؟ تعفن تو ہمیشہ مرکب اشیاء میں ہوا کرتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ) اس موقع پر جو ہم نے ہوا کہا ہے (کہ ہوا میں تعفن لاحق ہوتا ہے) اس سے ہماری مراد وہ بسیط ہوا نہیں ہے جو خالص ہوتی ہے (اختلاط اور آمیزش سے آزاد ہوتی ہے) کیونکہ جو ہوا ہمیں گھیرے ہوئے ہے (ہمیر محیط ہے) یہ وہ خالص ہوا نہیں ہے ۔ اگر بالفرض وہ خالص اور بسیط ہوا موجود بھی ہے ، تو وہ اس (ہوا محیط) کے علاوہ ہے +

وكل واحد من البسائط المجردة فانه لا يعفن بل اما ان يستحيل في كفيته واما ان يستحيل في جوهره الى البسيط الاخر بان يستحيل مثلاً الماء هواءً

جتنے بسائط مجرودہ ہیں (عناصر جو آمیزش اور اختلاط سے پاک ہیں) ان میں سے کوئی بھی متعفن نہیں ہوا کرتا ہے بلکہ یا ان کی کیفیت بدل جایا کرتی ہے (ان کی کیفیت میں شدت یا ضعف کا فرق آ جایا کرتا ہے) یا ان کے جوہر میں تبدیلی آ یا کرتی ہے ، اور اس تبدیلی سے وہ دوسرے عنصر کے روپ میں آ جاتے ہیں ۔ مثلاً یہ کہ پانی بدل کر ہوا ہو جائے +

بل انما تعفن بالهواء الجسم المبتوث في الجو وهو جسم ممتاز من الهواء الحقيقي ومن الاجزاء المائية البخارية ومن الاجزاء الارضية المتصاعدة في الدخان والغبار ومن اجزاء نارية

بلکہ اس موقع پر ہوا اس سے ہماری مراد وہ جسم ہے جو اس فضاء (بخار) میں پھیلا ہوا ہے ۔ اور اس پھیلے ہوئے جسم میں کئی چیزوں کی آمیزش ہے ؛ (۱) ایک تو اس میں اصلی ہوا ہے (ہوا بسیطہ ہوا خالص) (۲) اس میں اجزاء مائئہ شکل بخارات ہیں ؛ (۳) اجزاء ارضیہ ہیں جو دخان اور غبار کے ساتھ صعود کرتے ہیں ؛ اور (۴) اجزاء

نارٹھ ہیں *

وانما نقول له هواء كما نقول
لماء البحر والبطاخ ماء وان لم
يكن ماء صرافا بسيطاً بل كان
ممنزجاً من هواء وارض وندار
لكن الغالب فيه الماء فهذا
الهواء قد يعفن ويستحيل جوهره
الى السداة كما ان ماء البطاخ
قد يعفن فيستحيل جوهره الىها

اس ہوا کو (با وجود غیر خالص، مخلوط اور تہج میل
ہونیکے) ہم جو ہوا کہہ دیا کرتے ہیں، تو یہ اسی طرح ہے،
جس طرح ہم سمندر کے پانی کو، اور جھیل کے رکے ہوئے پانی
کو پانی کہہ دیا کرتے ہیں، حالانکہ یہ خالص اور بسیط پانی نہیں
ہیں؛ بلکہ اس قسم کا پانی ہوا، مٹی اور آگ (کے اجزاء) سے
مخلوط ہوا کرتا ہے۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ ان سب اجزاء
میں پانی کا جز غالب ہوتا ہے اسی طرح اس مخلوط ہوا میں
بھی چونکہ بمقابلہ دوسرے اجزاء کے ہوائی اجزاء غالب ہوا
کرتے ہیں، اسلئے ہم اسے ”ہوا“ کہہ دیا کرتے ہیں۔ اسلئے
ایسی ہوا (مخلوط ہوا) گاہے متعفن ہو جاتی ہے، اور
اسکا جوہر ردی اور فاسد ہو جاتا ہے۔ جس طرح جھیل کا
بند پانی گاہے متعفن ہو جاتا، اور اس کے جوہر میں ردی
آ جاتی ہے *

واكثر ما يعرض الوباء وعفونة
الهواء هوفي اواخر الصيف والخريف
وسند كرا العوارض العارضة
من الوباء في موضع آخر

د بار اور ہوا میں عفونت زیادہ تر موسم گرما کے
الہواء کی وجہ سے عوارض کیا لاحق ہوتے ہیں؟ اسکو ہم کسی دوسری
جگہ بیان کرینگے *

واما الذي في كفياته فهو ان
يخرج في الحار والبرد الى كفياته
غير محتملة حتى يفسد به الزرع
والنسل وذلك اما باستحالة

رہے وہ تغیرات و استحالات جو ہوا کی کیفیات
میں لاحق ہوں، تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ہوا گرمی یا سردی
(وغیرہ) کی ناقابل برداشت کیفیت میں تبدیل ہو جائے
حتی کہ اس سے کھیتیاں تباہ اور حیوانات کی نسلیں برباد

لہ اگر بیاں محضین یا نارین (آکسیجن) کو اجزاء نارہ کہا جائے، ماین رہا سڈر دجن کو اجزاء مائیہ کہا جائے، اور
شورین رہا نٹر دجن کو ہوا خالص کہا جائے، تو بہت ہی عجیب و غریب دلیل و تطبیق ہو سکتی ہے۔ باقی اجزاء جو یہاں بتائے گئے
ہیں، ان میں کسی کو اختلاف نہیں ہو سکتا۔ ہر شخص اس پر متفق ہے *

مجانسة كمعموعة القيط اذا افسدت
اواستحالة مضادة كزهره البرد في
الصيف لعروض عارض

ہو جائیں۔ اسکی دو صورتیں ہیں: استحالة جانسه، اور استحالة
مضادہ "استحالة جانسه" سے مراد یہ ہے کہ موسم کی جو کیفیت ہو
وہی کیفیت شدید ہو جائے، اور "استحالة مضادہ" سے مراد

یہ ہے کہ موسم کی جو کیفیت ہو، اس کی مضاد دوسری کیفیت
لاحق ہو جائے، استحالة جانسه کی مثال یہ ہے کہ موسم گرما
میں گرمی اس حد تک شدید ہو جائے کہ وہ ہوا کو ناسد کر دے
اور استحالة مضادہ کی مثال یہ ہے کہ موسم گرما میں کسی وجہ سے
(کسی عارض کی وجہ سے) شدت کی ٹھنڈک پیدا ہو جائے۔

ہوا جب متغیر ہو جاتی ہے (خواہ اس میں تعفن
لاحق ہو جائے، یا اس کی کیفیت بدل جائے) تو اس سے
ابدان (دانشخاص) میں مختلف عوارض لاحق ہو جاتے ہیں۔
چنانچہ جب ہوا میں عفونت عارض ہو جاتی ہے، تو بدن
کے اخلاط متعفن ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ یہ عفونت پہلے اُس
خلط میں ہوتی ہے، بر قلب کے اندر رہتی ہے، کیونکہ بوجہ
قرب کے ہوا کا قلبی خلط تک پہنچنا دوسروں کے مقابلہ
میں آسان ہے۔

والهواء اذا تغير عرضت منه
عوارض في الابدان فانه اذا
تعفن عفون الاخلاط فابتداءً
بتعفن الخلط المحصور في القلب
لانها اقرب اليه وصولاً منه
الى غيره

وان سخن شديد الارخی المفاصل
وحلل الرطوبات فزاد في العطش
وحلل الروح فاسقط القوى ومنع
الهضم بتحليل الحار الغريزي المستبطن
الذي هو الالة الطبيعية وصفه اللون
بتجليله الاخلاط الدموية المحمزة
للون وتعليبه المرّة على سائر الاخلاط
وسخن القلب سخونة غير غريزية
وسيل الاخلاط وعقمها واصلها عفنة

اور جب ہوا بہت زیادہ گرم ہو جاتی ہے، تو
جوڑوں کو ڈھیلا کر دیتی، رطوبات کو تحلیل کر کے پیاس بڑھا
دیتی ہے؛ روح کو تحلیل کر کے قوتوں کو ساقط کر دیتی ہے؛
اندرونی حار غریزی (ذرات غریزی) کو، جو کہ دراصل طبیعت کا آلہ اور
ذریعہ عمل ہے، تحلیل کر کے ہضم کو روک دیتی ہے؛ اخلاط
دمویہ کو تحلیل کر دیتا، جو کہ (درحقیقت) رنگت کی سُرخ کا ذریعہ
ہے، اور صفرا کو دوسرے اخلاط پر غالب کر کے بدن کے
رنگ کو زرد کر دیتی ہے؛ قلب کو غیر طبعی طور پر گرم کر دیا کرتی
ہے؛ اخلاط میں (اپنی حرارت سے پگھلا کر) سیلان اور

الی التجالیف والأعضاء الضعیفة بہاؤ پیدا کرتی، ان کو متعفن کرتی، اور ان متعفن اخلاط کو
ولیس بصالح للابدان المحمودۃ (اعضائے) جو فوں کی طرف، اور کمزور اعضا کی طرف مائل
بل ربما نفع المستقین والمفلوجین کر دیتی ہے۔ اس قسم کی ہوا تندرست لوگوں کے لئے
وإصحاب الکرازا البارد والنزلة اچھی نہیں ہے۔ ہاں گاہے اس سے استقار والوں، فاج
الباسرۃ والتشیخ الرطب واللغوة زدہ لوگوں کو کرازا بارد، نزولہ بارد، تشیخ رطب (تشیخ امتلائی)
الرطبة اور لغوۃ رطب کے مریضوں کو فائدہ پہنچتا ہے +

و اما الهواء البارد فانه یحصی الحار رہی ٹھنڈی ہوا، تو وہ حرارت غریزہ کو اندر گھیر
الغریزی داخلہ الملیفراطاً لیتی ہے، بشرطیکہ برودت کی اتنی افراط نہ ہو کہ اسکی وجہ سے
یتوغل بہ الی الباطن فان ذلك حرارت اندر کی طرف دور بھاگ جائے، ایسی ٹھنڈی ہوا
ممیت والهواء البارد الغیر تو مملک ہے۔ اگر ٹھنڈی ہوا اتنی زیادہ بارد نہ ہو، تو
المفرط یمنع سیلان المواد و یحبسها یہ مواد کے سیلان کو روک دیتی، اور ان کو بدن کے اندر
لکنہ یحدث النزلة ویضعف بند کر دیتی ہے۔ لیکن یہ نزولہ پیدا کرتی، اعصاب کو کمزور
العصب ویضر بقصبۃ الریۃ ضرراً کر دیتی، اور قصبہ ریه کو سخت ضرر پہنچاتی ہے۔ جب اسکی
شدیداً اذا الملیفراط شدیداً برودت میں بہت زیادہ افراط نہیں ہوتی ہے، تو یہ ہضم
قوی الہضم وقوی الانعال لباطنہ کو قوی کرتی۔ سارے اندرونی افعال کو قوی کرتی، اور ہوک
کلیا واثار الشهوۃ وبالجملة فانه بڑھاتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ایسی ہوا تندرستوں کے
اوفق للاصحاء من الهواء المفرط لئے اُس ہوا سے بہتر اور موافق ہے جو بہت زیادہ گرم
الحار ومضارۃ ہی من جهة الافعال ہو۔ ہوا بارد کی مضرتوں کا تعلق اُن افعال سے ہے، جو
المتعلقۃ بالعصب ولبسۃ المسام اعصاب سے وابستہ ہیں، اور یہ کہ اس سے مسامات بند
و یعصرۃ حشو الأعضاء ہو جاتے ہیں، اور یہ کہ ہوا بارد احتیاج کہ بخور دیتی ہے جس
سے امراض عصر پیدا ہوتے ہیں) +

والهواء الرطب صالح موافق للامزجة ہوا رطب اکثر مراضوں کے لئے مناسب اور بہتر
اکثرها ویحسن اللون والجلد ہے، بدن اور جلد کے رنگ کو بہتر بناتی ہے، جلد کو نرم کرتی
ویلینہ ویبقی المسام منفحة الا مسامات کو کھلا رکھتی ہے؛ لیکن یہ عفونت کے لئے آمادگی
انه یمشی للعفونة والیابس پیدا کرتی ہے۔ اور ہوا، یابس ان سب باتوں میں اسکے

بالضد

برعکس اور ضد ہے *

الفصل العاشر القول فی موجبات الرياح فی دسویں فصل موجبات ریح (مختلف سمت کی ہواؤں کی تاثیرات)

قد ذکرنا احوال الرياح فی باب
تغیرات الہواء ذکر امالا انا نرید
ان نور دہا قولا جامعاً علی
ترتیب اخر ونبدأ بالشمال
فنقول

مختلف سمت کی ہواؤں کے کچھ حالات ہم تغیرات
ہوا کے باب میں " (فصل میں) بیان کر چکے ہیں ؛ لیکن
اس وقت ہم اس بارہ میں دوسری ترتیب پر ایک جامع
بیان اور مکمل تذکرہ کرنا چاہتے ہیں ؛ اور شمال (اُتر کی ہوا) سے
اس بیان کو شروع کرتے ہیں *

فی الرياح الشمالية
یقوی دیشد ویمنع السیلان الظاہر
ولیسد المسام ویقوی البعض
ویعقل البطن ویدر البول ویصحی
الہواء العفن الوبائی فاذا تقدم
الجنوب الشمالي فتلاہ الشمال
حدث من الجنوب اسالة ومن
الشمال عصا الی الباطن ویربما
ادی الی الفتاق الی خارج
ولذلک یکثر حیثئذ سیلان
المواد من الساس وعلل
الصد

سریاح شمالیہ (اُتر کی ہوا) :- قوتوں کو قوی
اور بدن کو سخت بناتی ہیں ؛ سیلان ظاہر کو روکتی ہیں (بُرینی
سیلان مثلاً پسینہ وغیرہ کو روکتی ہیں) ؛ مسامات کو بند
کرتی ہیں ؛ ہضم قوی کرتی ہیں ؛ شکم کو بند کرتی ہیں (قبض
پیدا کرتی ہیں یا دستوں کو روکتی ہیں) ؛ پیشاب جاری
کرتی ہیں ؛ متعفن اور وبائی ہوا کی اصلاح کرتی ہیں۔ جب
ہوا شمالی سے پہلے جنوبی چلے، اور اس کے بعد (بلا فصل)
شمالی ہوا چلے، تو جنوبی کی وجہ سے مواد میں سیلان لاحق
ہوتا ہے، اور شمالی کی وجہ سے مواد اندر کی طرف (اندونی)
اعضائے کی طرف) پھڑکتے ہیں (مواد میں عصر یعنی پھوٹ لاتی
ہوتا ہے، جس سے "امراض عصر" پیدا ہو جاتے ہیں)۔ چنانچہ
گاہ یہ اس حد تک ہوتا ہے کہ بعض مجاری باہر کی طرف
بھوٹ پڑتے ہیں (باہر کی طرف ان کی رطوبات خارج ہو جاتی
ہیں)۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے وقت میں مواد سر سے بکثرت
بہتے ہیں (جو مختلف اعضا پر جا کر گرتے ہیں) اور سینے کے

امراض بکثرت پیدا ہوتے ہیں +

والامراض الشمالية اوجاع العصب
والمتانة والرحم وعسر البول
والسعال واوجاع الاضلاع والجنب
والصدر والاقتعار
شمالی ہواؤں کے امراض یہ ہیں: پٹھوں کے
درد، مثانہ اور رحم کے امراض، عسر البول (پیشاب کی دشواری)،
کھانسی، پسلیوں، پہلو، اور سینے کے درد اور ان کے
(امراض)، اور قشریہ (پھیری) +

فی الرياح الجنوبية والجنوب
مرخ للقوة مفتحة للمسام مشور للذلاط
محركة لها الى خارج مثقل للحواس
وهو مما يفسد القروح وينكس
الامراض ويضعف ويجدد
على القروح والنقرس حكاكاو
ييجر الصلح ويجلب النوم ويورث
الحميات العفنية لكنها لا يخشن الحلق
سریاح جنوبیہ (دکن کی ہوائیں):۔ قوت کے
لئے مُرخ (مضعف) ہیں؛ مسامات کی مفتوح ہیں؛ اخلاط کو جوش
میں لاتی؛ اور باہر کی طرف حرکت دیتی ہیں؛ حواس کو بوجھل
بناتی ہیں؛ قروح یعنی زخموں کو فاسد و خراب کر دیتی ہیں؛
امراض کو ٹوٹا لاتی ہیں (نکس)؛ قوتوں کو ضعیف کرتی ہیں؛
قروح اور نقرس میں غارش پیدا کرتی ہیں؛ درد سر پیدا کرتی
ہیں؛ نیند لاتی ہیں؛ اور متفن بخار پیدا کرتی ہیں؛ لیکن یہ
خلق میں خستہ (کھر دراپن) نہیں پیدا کرتی ہیں +

فی الرياح المشرقية هذه الرياح
ان جاءت في اخر الليل واول النهار
فهي تأتي من هواء قد تعدل
بالشمس ولطف وقلت رطوبة
فهي اسخن وايبس والطف وان
جاءت في اخر النهار واول الليل
فالامراض الخلف والمشرقية
بالجملة خير من المغربية
سریاح مشرقیہ (پورہ ہوا۔ صبا):۔ یہ
ہوائیں جب رات کے آخری حصے، اور صبح کے ابتدائی
حصے میں چلا کرتی ہیں، تو یہ اپنے ساتھ ایسی ہواؤں کو لاتی
ہیں، جو آفتاب کی وجہ سے معتدل اور لطیف ہو گئی ہیں، اور
ان کی رطوبتیں کم ہو گئی ہیں؛ اسلئے ایسی صورت میں یہ گرم
خشک اور لطیف ہوتی ہیں۔ اور جب یہ دن کے آخری
حصے اور رات کے ابتدائی حصے میں چلتی ہیں، تو یہ بات الٹی
ہو جاتی ہے، مگر بحیثیت مجموعی اگر دیکھا جائے، تو مشرقی
ہوائیں مغربی ہواؤں سے بہتر ہوتی ہیں +

نخ و بخار وغیرہ کے لئے، جہاں کے باشندے شیخ صاحب ہیں، ہوا کے یہ احکام ہیں۔ ہمارے
ملک کے لئے پورہ ہوائیں بہت مرطوب اور بکلیف دہ ہوتی ہیں، اور بحیثیت مجموعی بچھو ہوا بہتر ہے۔ ہمارے
ملک کے لئے پورہ ہوا کے تقریباً وہی احکام ہیں، جو شیخ نے ریاح جنوبیہ کے لئے بیان کئے ہیں +

فی التریاح المغربۃ بیتہ ہذا التریاح
ان جاءت فی آخر اللیل واول النہار
تأتی من ہوا لم تعل فیہا الشمس فہی
اکثف واغلظ وان جاءت فی آخر النہار
و اول اللیل فالامریہ بالخلاف
سریاح مغربیلہ (پچھوا ہوا۔ دُبور)۔ یہ ہوا ایسے
جب رات کے آخری حصے اور صبح کے ابتدائی حصے میں چلا کرتی
ہیں، تو یہ اپنے ساتھ ایسی ہواؤں کو لاتی ہیں، جن میں آفتاب
نے کچھ اثر نہیں کیا ہے؛ اس لئے یہ ہوائیں کثیف و غلیظ
ہوتی ہیں۔ اور جب پچھوا ہوا رات کے آخری حصے اور
رات کے ابتدائی حصے میں چلتی ہیں، تو معاملہ اس کے خلاف
ہوتا ہے +

الفصل الحادی عشر لقول گیارہویں فصل، موجبات مساکن فی موجبات المساکن (مقامات کی تاثیریں)

قد ذکرنا فی باب تغیرات الهواء
احکام المساکن ونحن ندرید
ان نورد ایضاً فیہا کلاماً مختصراً
علی ترتیب آخر ولا نبالی ان یتکلم
بعض ماسلف
فی احکام المساکن قد علمت ان المساکن
یختلف افعالہا فی الابدان بسبب
ارتفاعہا وانخفاضہا فی النفس والجمال
ما یجاءرہا من ذلک من الجمال والجمال
ترتیباً ہل ہی طینیۃ او نثرۃ ادحاثۃ
او بقاء قوت معدنیۃ وجمال کثرۃ
المیاء وقلۃ ہا وجمال ما یجاءرہا
من مثل الاشجار والمعادن والمقار
والجیف ونحوہا
”تغیرات ہوا“ کے باب (فصل) میں مساکن کے
کچھ حالات ہم اگرچہ درج کر چکے ہیں، لیکن اس موقع پر ہم کچھ
مختصر باتیں دوسری ترتیب کے ساتھ بیان کرنا چاہتے ہیں؛
اس سے اگر کچھ گذشتہ باتیں مکرر ہو جائیں، تو ہمیں اس کی
پروراہ نہیں +
مساکن کے احکام: ہمیں گذشتہ بیانات سے
ممتناً یا صراحتاً اس کا علم ہو چکا ہے کہ لوگوں میں مساکن کے
اثرات مختلف اسباب کی وجہ سے مختلف ہوا کرتے ہیں؛
مثلاً بذات خود ان مقامات کی بلندی و پستی کی وجہ سے،
دوسرے مجاورات مثلاً پہاڑوں کی وجہ سے، تربت یعنی
وہاں کی مٹی کی وجہ سے، یا وہ صاف مٹی ہے؛ یا نمناک
مٹی ہے؛ یا کچھڑ ہے؛ یا وہاں کی مٹی میں کوئی معدنی قوت
ہے (یعنی گندہک وغیرہ کی آمیزش ہے)؛ یا وہاں پانی
کی زیادتی یا کمی ہے؛ یا اُس کے آس پاس درخت،

معاون، مقبرے، اور مردار وغیرہ ہیں *

وقد علمت كيف يتعرف المزجة
الاهوية من عروضها ومن تربيةها
ومن مجاورة الجبال والبحار لها
ومن رايها

وتقول بالجملة ان كل هواء ليسرع
الى التبردا اذا غابت الشمس
والسخن اذا طلعت فهو لطيف
وما يصادف فهو بالخلات ثم شر لاهوت
ما كان يقبض القوا ويضيق النفس
ثم لفصل الان حال مسكن مسكن
اب هيى ايك ايك مسكن (سرزمين) كا حال تفصيل دار لکھنا
چاہئے :

فى المساكن الحارة المساكن الحارة
مسودة مغلقة للشعور مضعقة
للهمض واذا كثرت فيها التحليل جدا
وقلت الرطوبات اسرع الهرام
كما فى الحبشة فان اهلها يهرمون
فى بلادهم فى ثلاثين سنة و
قلوبهم خائفة لتحلل الروح جدا
والمساكن الحارة اهلها الذين ابدانا

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ملک حبشہ کے بارے میں شیخ نے جو کہا ہے، وہ مطابق واقعہ نہیں ہے۔ اہل حبشہ
کی عمریں ہم لوگوں کے برابر ہوا کرتی ہیں، اور ان میں سے بعض لوگوں کی عمریں ایک سو بیس سال تک پہنچا
کرتی ہیں۔ لیکن بعض لوگوں نے جواب دیا ہے کہ شاید یہ حالت حبشہ کے ان شہروں کی ہو، جو خط استوا سے
بہت دور اور کنارے پر واقع ہیں۔ مترجم *

فی المساکن الباردة المساکن مساکن باسردا (ٹھنڈے مقامات): ٹھنڈے
 الباردة اہلہا اقویٰ و اشجع و احسن مقامات کے باشندے قوی اور شجاع (بہادر) ہوتے، اور
 هذا كما علمت فان كانت رطبة ان کے ہضم اچھے ہوتے ہیں، جیسا کہ تم جان چکے ہو۔ اگر یہ
 كان اهلها الحميمين شجيمين غاثری مقامات (باد و دوبارہ ہونے کے) رطب بھی ہوں، تو اہل شہر
 العروق خافي المفاصل عصبين بحیم و ضخیم (گوشت اور چربی کی زیادتی سے موٹے تازے)
 بصين ہو گئے، ان کی رگیں ابھری ہوئی نہ ہونگی، اور نہ ان کے
 جڑ ابھرے ہونگے، اور ان کی جلد میں نرمی و تازگی ہوگی۔

فی المساکن الرطبة المساکن الرطبة مساکن رطبة (ترم مقامات):۔۔۔ تر مقامات
 اهلها حسنوا السمات لينوا الجلود کے باشندے اچھے نرم ہوتے اور ان کی جلد نرم ہوتی ہے۔
 يسرع اليهم الاسترخاء في جب یہ لوگ ریاضت کرتے ہیں، تو جلد ہی (ان کے اعضاء)
 رياضا تهم ولا يسخن صيفهم ٹھیلے ہو جاتے ہیں۔ ان کے موسم گرما میں زیادہ گرمی
 شديداً ولا يبرد شتائهم نہیں ہوتی، اور نہ ان کے سرا میں زیادہ سردی ہوتی
 شديداً و يكثر فيهم الحميات ہے، (کیونکہ ان کی ہوا مرطوب ہونے کی وجہ سے غلیظ
 المزمنة ولا سهال ونزف الدم ہوتی ہے، اس لئے وہ نہ جلد سبب سخن سے گرم ہوتی،
 من الجحش والبواسير ويكثر اور نہ سبب مبرد سے سرد ہوتی ہے)۔ ان لوگوں میں
 القروح والبواسير والعفن حیات مزمنہ اور اسہال کی کثرت ہوتی ہے۔ حیض اور
 والقلاع ويكثر فيهم الصرع بواسیر سے نزف دم (جریان خون) زیادہ ہوتا ہے۔
 نیز ان لوگوں میں قروح، بواسیر، عفونت، اور قلاع
 (مذہب آنا) کی، اور اسی طرح مرگی کی زیادتی ہوتی ہے۔

فی المساکن اليابسة المساکن مساکن يابسة (خشک مقامات):۔۔۔
 اليابسة يعرض لصحابها ان خشک مقامات کے رہنے والوں کے مزاج خشک ہوتے
 يتيسر اصرتهم و يقل جلودهم ہیں، ان کے بدن کی جلد لاغر ہوتی ہے، جو پھٹ جائے یا کرتی
 ويتشقق و يسبق الي ادمغتهم ہے، ان کے دماغوں (اور اعضاء) میں خشکی آ جاتی ہے۔
 اليبس و يكون صيفهم حاراً و ان کا موسم گرما گرم اور سرد ہوتا ہے (کیونکہ یہاں کی
 شتائهم باسردا ہوا لطیف ہونے کی وجہ سے جلد سرد بھی ہو جاتی ہے،

اور گرم بھی) *

فی المساکن العالیۃ سکان المساکن
العالیۃ اصحاء اقویاء جلاد طویل الاعما
فی المساکن العائذۃ سکان الاغوا
یکونون دائماً فی وہن کمدا ومیاء غلیظ
یا سردۃ ونصوصاً ان کانت راکدۃ
او میاءاً بطبیعیۃ وبسجیۃ رعلی ان میاءها
بسبب هوا تھا سردیۃ

مساکن عالیہ (بلند مقامات) :- بلند مقامات
کے باشندے قوی، بہادر، اور لمبی عمر کے ہوتے ہیں *
مساکن غائذہ (پست مقامات) :- گھرائیوں
کے رہنے والے ہمیشہ گھٹیں میں رہتے ہیں؛ ان کے دل
خوش نہیں رہتے؛ ان کے (چشموں کا) پانی ٹھنڈا نہیں ہوتا؛
علی الخصوص جبکہ وہ رکا ہوا ہو (بتنا ہوا نہ ہو)، یا جبکہ وہ
میاء بطبیعیہ (جھیل کا پانی) یا سجنیہ (شور) ہو۔ (میاء بطبیعیہ)
سے مراد وہ پانی ہے، جو رکا ہوا ہو، اور اس کے اندر اور
اس کے ارد گرد درخت ہوں۔ اور میاء سجنیہ سے مراد
وہ پانی ہے جس میں شورہ یا کھار ملا ہوا ہو۔ بہر صورت
ایسے مقامات کا پانی خرابی ہوا کی وجہ سے بھی ردی ہوتا ہے۔

فی المساکن الحجریۃ الملکشوقۃ کلاء
یکون ہوا ثم حاراً شدیداً فی الصيف
بارداً فی الشتاء ویکون ابدانہم
صلبۃ مدحجۃ الخلق کثیرۃ الشعرا
قویۃ بنیۃ المفاصل یغلب
علیہم البیوسۃ ولیسہم وندھم
سیئراً فی الاخلاق مستکبرون مستبدون
ولہم نجلۃ فی الحروب وذكاء
فی الصناعات وحدۃ

مساکن حجریہ مکشوفہ (پتھر کی سرزمین)
جو برت سے ڈھکی ہوئی نہ ہو) :- ایسے مقامات کے رہنے
والوں کی ہوا موسم گرما میں بہت ہی سخت گرم اور موسم سرما
میں ٹھنڈی ہوتی ہے۔ ان کے بدن کی ساخت (خلقت)
سخت اور ٹھوس ہوتی ہے؛ بدن میں بال بکثرت ہوتے
ہیں؛ یہ لوگ طاقتور ہوتے ہیں۔ ان کے مفاصل نمایاں
اور ابھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان لوگوں میں بیوست
کاملہ ہوتا ہے؛ جاگتے زیادہ ہیں۔ ان کے اخلاق خراب
ہوتے، اور یہ متکبر اور جابر ہوتے ہیں۔ (طاقتور ہونے
کی وجہ سے) جنگ میں بہادری دکھاتے ہیں۔ صناعتوں
(پیشوں) میں یہ ہوشیار اور زود فہم ہوتے ہیں؛ اور
ان کے مزاجوں میں تیزی ہوتی ہے (علم و بدو باری

لہ یہ وہن کا ترجمہ ہے۔ وندھم کہنے سے یہیں کر می نشت ہوا اور جوار بند ہو۔ اردو میں اسکو گھس یا جس کہتے ہیں۔ سلاہ سبب خمر شورہ +

نہیں ہوتی) +

فی المساکن الجبلية الثلجية سكان
المساکن الجبلية الثلجية حکمهم حکم
سكان ساثر البلاد الباردة ويكون
بلادهم بلاداً رحيّة وما دام
الثلج باقياً تولد فيها رياح طيبة
فاذا ذاب وكانت الجبال بجيثة
يضعف الرياح عادت ومداة
مساکن جبلية ثلجية (پہاڑی برنیے مقامات) :-
برنیے پہاڑوں کے باشندوں کے احکام بعینہ وہی ہیں جو
دوسرے ٹھنڈے مقامات کے باشندوں کے احکام ہیں۔
ایسے مقام میں ہوائیں خوب چلا کرتی ہیں۔ جب تک برن
پڑی رہتی ہے، اُس وقت تک اچھی ہوائیں چلا کرتی ہیں؛
اور جب برن پگھل جاتی ہے، اور پہاڑوں کی وضع اس
قسم کی ہوتی ہے کہ وہ ہواؤں کو روک دیں، تو پھر وہاں
گھس (جس۔ دد) لوٹ آتی ہے +

فی المساکن البحرية هذه البلاد
يعتدل حرها وبردها لاستقصاء
رطوبةها على الانفعال وقبول ما
ينفذ فيها واما في الرطوبة
واليبوسة فتميل الى الرطوبة
لا محالة
مساکن بحریہ (سمندری مقامات) :-
ان شہروں کی گرمی اور سردی معتدل اس لئے ہوا کرتی
ہے کہ ان مقامات کی رطوبت انفعال و تاثر سے نافرمان
اور انکار ہی ہوتی، اور جو چیز گننا چاہتی ہے، اسکو (مبرد
و سخن کو) گھسنے نہیں دیتی (رطوبت کی وجہ سے ہوا میں
غلط آجاتی ہے، اور لطافت جاتی رہتی ہے۔ اس لئے
سمندری ہوا نہ جلد سرد ہوتی ہے، اور نہ گرم)۔ رہا
رطوبت و یبوست کے لحاظ سے، تو بحری ہوائیں یقیناً
رطوبت کی طرف مائل ہوا کرتی ہیں +

فان كانت شمالية كان
قرب البحر وغور المسكن اعدل
لهاد ان كانت جنوبية حارة
فبالصند
پس اگر یہ مساکن شمالی ہوں (بلحاظ عرض البلد
کے شمال کی سرزمین میں ہوں، اور اس وجہ سے وہ یقیناً
بارد یا بس ہو گئے) تو سمندر کا قُرب اور مسکن کی گرمائی
اُن کے لئے خوب اچھی مُعتدل ثابت ہوگی (یعنی وہاں کی
برودت مسکن کی گرمائی سے دور ہو جائیگی، اور وہاں کی
یبوست قرب سمندر کی وجہ سے جاتی رہے گی)۔ اور اگر
مساکن جنوبی اور گرم ہوں (یعنی ہم لوگوں سے جنوب کی طرف

واقع ہوں، اور اس سرطان کے مدار کے نیچے کے رہنے والے
ہوں) تو مذکورہ بالا حکم برعکس ہوگا (یعنی ایسی صورت میں
تعدیل کی اچھی صورت یہ ہوگی کہ یہ سمندر سے دور ہو، اور مسکن
بلند سرزمین پر ہو) +

فی المساکن الشمالية هذه مساکن شمالیہ (اُتر کے مقامات) :- (اس
المساکن فی احکام البلاد والفصول مقام پر شمالی مساکن سے مراد وہ مالک ہیں جو بڑی اور بہترین
الباردة التي يكثر فيها امراض آبادی (معظم معمرہ) سے شمالی جانب واقع ہیں۔ گیلانی،
الحقن والعصر وتكثر الاخلاط شمالی مالک کے احکام ٹھنڈے مقامات اور ٹھنڈے
فيها جمعة في باطن ومن مقتضياتها فصول کے مطابق ہیں، جن میں "امراض قن وعصر" بکثرت
جودة الهضم وطول العمر ويكثر ہوتے ہیں (اور جنکی تعریف پہلے گذر چکی ہے)۔ شمالی مقامات
فيهم السراعات لكثرة الامتلاء میں اخلاط اندر کی طرف بکثرت اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ ایسے
وقلة التحلل فتتفجر العروق مقامات کے اثرات میں سے یہ ہے کہ ہضم اچھا ہوتا ہے،
عمر میں دراز ہوتی ہیں۔ یہاں کے باشندوں میں کثیر بکثرت
بھونٹا کرتی ہے؛ کیونکہ ان میں کثرت امتلاء (امتلاء خون)
اور قلب تحلل کی وجہ سے رگیں بھٹ جاتا کرتی ہیں +

واما الصرع فلا يعرض لهم دہی مرگی (صرع)، تو وہ ان لوگوں میں پیدا نہیں
لصحة باطنهم ودفور حواسهم ہوتی ہے، کیونکہ ان کا اندر دنی حصہ (ان کے اندر دنی
الغريزية فان عرض كان قويا اعصاب) تندرست و صحیح ہوتا ہے، اور ان میں حرارت
لانہ لن يعرض الا بسبب غريزية كافي ہوتی ہے۔ لیکن اگر ان لوگوں میں مرگی لاحق ہوتی
قوی ہے، تو بہت سخت اور قوی ہوتی ہے، کیونکہ یہاں کسی
قوی سبب کے بغیر عارض ہی نہیں ہو سکتی +

وليسع براء القروح في ابدانهم ان کے بدن کے قروح ان کی قوت و صحت اور
لقوتهم وجوده دمائهم ولا نہ ان کے خون کی خوبی و عمدگی کے باعث جلد تڑا چھے ہو جایا
ليس من خارج سبب يدرخها کرتے ہیں؛ اور اس لئے بھی ان کے قروح جلد اچھے
وليئها ولسدة حواسه قلوبهم ہو جاتے ہیں کہ یہاں کوئی ایسا بیرونی سبب نہیں ہوتا،

لیکون فیہم اخلاق سبعیۃ جو ان نہ خوں کو کثرتِ رطوبت سے) ڈھیلا اور نرم کر دے
(جیسا کہ موسمِ گرما اور گرم ممالک میں ہوا کرتا ہے)۔ چونکہ
ان لوگوں کے قلب میں حرارت زیادہ ہوتی ہے، اسلئے
ان کے اخلاق میں وحشت اور درندگی ہوتی ہے *

ولیرض لہما ان لا یستنقین فضل استنقاء یا بطمٹ و نان ان کی عورتیں حیض (طہت) سے پورے طور پر پاک نہیں ہوا کرتی ہیں۔ کیونکہ مسالک (عروق) کی تنگی کیوجہ طمٹھن لا یسیل سیلان کا فیا سے، اور اس لئے کہ سیلان پیدا کرنے والی اور ارخار لتقبض المسالک وعدم مالسیل پیدا کرنے والی چیز (بردنی حرارت) ان میں نہیں ہوتی ویرخ فلذلک یکن فیما قالوا ہے، اسلئے ان میں حیض کافی طور پر بہا ہی نہیں کرتا ہے عواقر لان الامر حام فیہن غیر اسی وجہ سے لوگ کہتے ہیں کہ یہ عورتیں (بکثرت) عاقرو یعنی نفیۃ و ہذا اخلاف ما یشاہدا بانجہ ہوا کرتی ہیں؛ اسلئے کہ ان کے رحم پاک نہیں ہوا کرتے علیہ الحال فی بلاد الترق بل اقول ہیں۔ لیکن ترکوں کے ملک میں جو کچھ دیکھنے میں آتا ہے ان اشتداد حد صراستہن وہ اس کے خلاف ہے (یعنی ترکوں کی اولاد بکثرت ہوتی الغریزیۃ یقاوم ما ینقص ہے۔ حالانکہ ان کا ملک بھی شمالی ممالک میں شامل ہے) من فقد الاسباب المسیلة والمرخية بلکہ بات یہ ہے کہ چونکہ ان عورتوں کی حرارت غریزیہ سخت اور قوی ہوتی ہے، اسلئے اگر ان میں باہر سے اسباب من خارج مستیلہ اور مرخیہ (مواد کے بہانے والے اور ارخار پیدا کرنے والے اسباب) نہیں ہوتے، تو یہ اس کمی کا تدارک کر لیتی ہے (اور ان کے رحم حرارت غریزیہ کی قوت کی وجہ سے پاک ہو جا یا کرتے ہیں) *

وقالوا ولما یرض لہن الا سقاط لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہاں کی عورتوں میں اسقاط و ذلک دلیل صحیح علی ان القوی فی کی وارداتیں کم ہوا کرتی ہیں۔ یہ اس امر کی بھی نشانی (دلیل سکان ہذا الصقہ قویۃ صحیح) ہے کہ ان حصوں کے باشندوں کے قوی قوی ہوا کرتے ہیں *

وتفسر اولاد تھن لان اعضاء ان عورتوں کی ولادت (وضع حمل) میں دشواری

ولادتھن منضمة منسدۃ واكثر ما یسقطن انما یسقطن للبدر ویقل الباهن وتغلظ للبدر الحابس من النفوذ والسیلان
 لاحق ہوا کرتی ہے، اس لئے کہ ان کے اعضائے ولادت (اعضائے تولید برودت کی وجہ سے) منضم اور بند ہوا کرتے ہیں (یعنی ان میں نسبتاً تنگی ہوا کرتی ہے)۔ اور اگر ان میں اسقاط عمل ہوتا ہے، تو اکثر اوقات برودت (کے غلبہ) کی وجہ سے ہوا کرتا ہے۔ ان عورتوں میں دودھ مقدار میں کم اور قوام میں غلیظ ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے برودت ہے، جسکا کام نفوذ اور سیلان سے روکنا ہے (یعنی برودت دودھ کے مادہ یعنی خون کو عروق ندریہ میں زیادہ جانے سے روک لیتی ہے، اور رگوں کو تنگ کر دیتی ہے)۔

وقد یعرض فی هذه البلدة ونحوها لضعاف القوى مثل النساء کما ان وسل خصوصاً للواتی یضعفن فانه یعرض لهن السسل والکزاز کثیراً لشدۃ تنزحرهن لعصر الولادة فتصلد عروق التی فی نواحی الصدر واجزاء من العصب واللیف فیعرضن من الاول سسل ومن الثانی کزاز

ان شہروں میں گاہے کزاز اور سسل عارض ہوا کرتا ہے، علی الخصوص اُن میں جو عورتوں کی طرح ضعیف القوی ہیں، اور علی الخصوص اُن عورتوں میں، جو بچہ جنم لیتی ہیں (اور بچہ جننے کی وجہ سے کمزور ہو چکی ہوں)۔ ایسی عورتوں میں سسل اور کزاز (جموگا۔ جموا) بکثرت ہوا کرتا ہے؛ اسلئے کہ ولادت کی دشواری کی وجہ سے ان عورتوں کو زبردستی زیادہ لگنا پڑتا ہے، جس سے نواحی صدر کی رگیں پھٹ جاتی ہیں؛ یا اعصاب دالیات کے اجزاء میں تفرق اتصال لاحق ہو جاتا ہے؛ چنانچہ پہلی صورت کی وجہ سے تو سسل عارض ہوتا ہے، اور دوسری صورت کی وجہ سے کزاز۔

ویکون مراق البطن منهن عرضۃ للانصداع عند شدۃ العصر ولیرض للصبيان ادرۃ الماء ویزول مع الکبر ویعرض للجواری ماء البطن ولا راحام ویزول

ان عورتوں کے شکم کا مراق بھی شدت عصر کے وقت شکم کے زیادہ سکڑنے کے وقت بھٹنے کے لئے تیار رہتا ہے۔ یہاں کے بچوں کو ادرۃ الماء (استقرار صفی) عارض ہو جایا کرتا ہے، جو بڑے ہونے پر جاتا رہتا ہے۔ اسی طرح یہاں کی لڑکیوں کو ماء البطن (شکم کا پانی)؛

معراکبر والرمذل یعرض لہم استقار زرقی) اور ماء الکأمر حام (قلیة الرعم)
فی النادر و اذا عرض کان شدیداً ہو جایا کرتا ہے، جو بڑی ہونے پر زائل ہو جایا کرتا ہے۔
آشوب چشم یہاں کے باشندوں کو شاذ و نادر ہی عارض
ہوا کرتا ہے، لیکن جب ہوتا ہے، تو بہت شدید ہوا کرتا
ہے (کیونکہ ایسے ٹھنڈے مقامات میں اگر آشوب چشم ہوگا،
تو کسی سبب قوی کے بغیر نہیں ہو سکتا) +

فی المساکن الجنوبية المساکن مساکن جنوبیہ (دکن کے مقامات): (جنوبی
الجنوبیہ احکامها احکام البلاد مساکن سے مراد وہ مقامات ہیں جو بہترین اور بڑی آبادی
والفصول الحارۃ و اکثر (اقلیم چارم کی بڑی آبادی) سے جنوب کی سمت میں واقع
میاہا یکون ملحاً و کبریتاً ہیں۔ اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ وہ مقامات خط استوا
ورؤس سکانھا تكون ممثلیۃ سے جنوب کی طرف واقع ہوں)۔ جنوبی مساکن کے احکام
من مواد رطب لان الجنوب گرم مالک اور گرم موسموں کے احکام کے مطابق ہیں۔ ان
یفعل ذلک مقامات کے پانی زیادہ تر نمکین اور کبریتی (گندھکی) ہوا
کرتے ہیں + ان مقامات کے باشندوں کے سر (دماغ)
رطب مواد سے بھرے رہا کرتے ہیں۔ کیونکہ جنوب کا فعل
اور اثر یہی ہے (جنوبی مالک گرم اور تر ہوتے ہیں، اسلئے
یہاں کے باشندوں کے دماغ بخارات صاعده کی کثرت
سے پُر ہوا کرتے ہیں، جس طرح ہم لوگوں کے دماغ موسم
برسات میں متلی اور بوجھل ہوتے ہیں) +

و بطونہم دائمة الاختلاف ان لوگوں کے شکم ہمیشہ جاری رہتے ہیں (ان
مما لا بد ان یسئل الی معدتہم میں دستوں کی کثرت ہوتی ہے) + جسکی وجہ وہ مواد
من رؤسہم و یكونون مسترخ (بانزلات) ہوتے ہیں جو لازمی طور پر سر سے معدہ کی طرف
الاعضاء ضعافاً و حواسہم گرا کرتے ہیں + ان لوگوں کے اعصاب (یا اعضاء)
ثقیلة و شہواتہم للطعام و الشراب ڈھیلے اور کمزور ہوتے ہیں، جو اس بوجھل ہوتے ہیں؛
ضعیفۃ ایضا و یعظم خمارہم کھانے پینے کی خواہش کمزور ہوتی ہے۔ شراب کی وجہ سے

من الشراب لضعف رؤسهم
وَمَعْلَاهُمْ

ان لوگوں میں خمار بڑا ہوتا ہے (یعنی صداغ خمار کی تکلیف
دہ ہوتا ہے)؛ کیونکہ ان کے سر (دماغ) اور معدے کمزور
ہوتے ہیں (اس لئے شراب سے یہ زیادہ متاثر ہوتے اور
تکلیف پاتے ہیں) + (جنوبی مقامات میں درد سر شدت کا
ہوا کرتا ہے، گیلانی) +

ولیسر براء قرو حهم و تترهل
ویکثر فی النساء نزف الحيض
ولا یجبلن الا بعسر ویسقطن فی الکثر
لکثرة امرأهن لا بسبب اخر
ویصیب الرجال اختلاف الدم
والبواسیر والرمط
السریع التحلل

ان لوگوں کے قروح دیر میں اچھے ہوتے ہیں،
اور (یہ کثرتِ رطوبت و مواد سے) ڈھیلے رہتے ہیں۔ عورتوں
میں حیض کی زیادتی ہوا کرتی ہے۔ انہیں حل بہت دشواری
سے ہوتا ہے، اور اکثر اوقات کثرتِ امراض کی وجہ سے
نہ کسی اور سبب سے اسقاط ہو جا کرتا ہے + یہاں کے
مردوں میں اسہال و موی (خون کے دست) بوا سیر، اور
رمدِ رطب بکثرت لاحق ہوا کرتا ہے، جو (رمد) جلد ہی اچھا
بھی ہو جاتا ہے +

واما الکھول فمن جاوز الخمسين
فیصیہم الفالج من نوازلهم
ویصیب عامتهم بسبب امتلاء
رؤسهم البربو والتمد والصرع
ویصیہم حمیات یجتمع فیها
حروب برد و الحمیات الطویلة
الشتویة واللیلیة ویقل فیہم
الحمیات الحادة لکثرة استطلاق
وتحلل اللطیف من اخلاطهم

رہے کھول یعنی ادھیڑ، توجوان میں سے بچاس
سے تجاوز کر گئے ہوں، ان میں نزہ کی وجہ سے فالج ہو جاتا
کرتا ہے۔ اور عام طور پر ان ادھیڑوں کو عام طور پر
یہاں کے بچوں کو) امتلاء دماغ کی وجہ سے دمہ، تمد اور
مرگی ہو جاتی ہے + یہاں کے باشندگان کو ایسے بخار
لاحق ہوتے ہیں جن میں گرمی اور سردی دونوں اکٹھی ہوتی
ہیں (یعنی ان بخاروں میں اندر اور باہر سردی اور گرمی
دونوں محسوس ہوتی ہیں)۔ نیز ان میں لمبے بخار پیدا
ہوتے ہیں، جو سرمائی ہوتے (شستویہ) اور جن کی باریاں
شب کو آتی ہیں (لیلہ)۔ ان میں تیز بخار کم لاحق ہوا کرتے
ہیں، اس لئے کہ انہیں دست بکثرت آیا کرتے ہیں، اور
اخلاط کے لطیف اجزاء تحلیل ہو جاتے ہیں +

فی المساکن المشرقیة المدینة مساکن مشرقیہ (پورب کے مساکن) :-
 المفتوحة الى المشرق لموضوعه (مساکن مشرقیہ سے جو مراد ہے اُسے شیخ نے اس طور پر
 بحث ائٹہ صحیحہ جیدۃ الهواء بیان کیا ہے) : جو شہر مشرق کی طرف کھلا ہوا ہو، اور سمت
 تطلع علیہم الشمس فی اول النہا مشرق کے مقابلہ میں واقع ہو اور مغرب کی طرف سے مستور
 وتصنف ہوا اُثم ثم ينصرف اور بند ہو، یعنی مثلاً مغرب کی طرف پہاڑ ہو) اُسکی ہوا صبح اور
 عنہم وقد تصنف وتھب علیہم اچھی ہوتی ہے، دن کے ابتدائی حصے میں آفتاب ایسے
 سیر یا ح لطیفۃ ترسلہا الیہم مقام کے باشندوں پر طلوع کرتا ہے جو ان کی ہوا رکھنا
 الشمس وتتبعها بنفسها وتتفق کر دیتا ہے۔ پھر اُس وقت ان لوگوں سے ہٹتا ہے،
 حرکتہما جیکہ وہاں کی ہوا رکھنا ہو چکتی ہے۔ نیز مشرقی مساکن
 کے باشندوں پر لطیف ہوا کی (پورب کی ہوا کی) چلا
 کرتی ہیں، جنکو سورج ان کی طرف بھیجتا ہے، اور نحو د بھی
 ان ہواؤں کے ساتھ چلتا ہے، اور دونوں کی چال ایک
 ہوتی ہے (ہوا بھی پورب سے پچھم کی طرف آتی ہے، اور
 آفتاب بھی صبح کے وقت اسی رفتار پر چلتا ہے) +

فی المساکن المغربیة المدینة مساکن مغربیہ (پچھم کے مساکن) : جو شہر
 المكشوفة الى المغرب المستورة پچھم کی طرف سے کھلا ہوا ہو، اور پورب کی طرف سے مستور
 عن المشرق لا توافیہا الشمس اور ڈھکا ہوا، وہاں کچھ عرصہ تک آفتاب نہیں پہنچتا؛
 الی حین وکما توافیہا تاخذ اور جب پہنچتا ہے، تو اس حالت میں پہنچتا ہے کہ وہاں
 فی البعد عنہا لا فی القرب الیہا کے باشندوں سے دور ہٹتا جا رہا ہے، اور بلند ہوتا جا رہا ہے
 فلا تلطف ہوا اُثما ولا تجففہ جبل نہ یہ کہ اُن سے قریب ہو رہا ہے (یعنی طلوع کے وقت آفتاب
 تترکہ رطباً غلیظاً وان ارسلت وہاں نہیں پہنچتا، بلکہ ردپوش رہتا ہے) اس لئے ایسے
 الی المدینة سیر یا حاً ارسلتہا مساکن کی ہوا کو وہ نہ لطیف بنا سکتا ہے، اور نہ خشک
 مغربیہ ولیلاً فیکون کر سکتا ہے؛ بلکہ اُسے اسی طرح رطب اور غلیظ چھوڑ دیتا
 احکامہا احکام البلاد الرطبة ہے۔ اور اگر شہر کی طرف ہوائیں روانہ کرتا ہے، تو مغربی
 المزاج الغلیظۃ المعتدلۃ ہوائیں روانہ کرتا ہے، اور وہ بھی رات کے وقت (اور

الحلۃ

شام کے وقت، کیونکہ پچھوا ہوا میں زیادہ تر شام کے وقت
چلا کرتی ہیں، جس طرح پوروا نہ یا دہ تر صبح کے وقت)۔ اسلئے
ایسے ساکن کے احکام اُن شہروں کے احکام کے مطابق ہیں
جسکے مزاج رطسب ہوں، اور جو غلیظ ہوں، اور جن میں حرارت
معتدلہ ہو +

اگر ان کی ہوا میں کثافت نہ ہوتی، تو یہ اعتدال
حرارت و برودت میں)۔ ربیع کی طبیعت کے مطابق ہوتے،
لیکن اس کے باوجود ساکن مشرقیہ کی ہوا میں جو صحت
(اور خوبی) ہوتی ہے، اس کے مقابلہ میں اس کے اندر بہت
کمی پائی جاتی ہے۔ اسلئے اُس شخص کے قول کی طرف
اتفات و توجہ کرنا مناسب نہیں، جو یہ یقین رکھتے ہیں کہ
بلا قید ان ساکن کی قوت ربیع کی قوت کے برابر ہے (یعنی
ساکن مغربیہ کا مزاج ربیع کے مزاج کے مطابق ہے)۔
ہاں یہ صحیح ہے کہ مغربی ساکن و دوسرے شہروں کے مقابلہ
میں (سوائے مشرقی ساکن کے) بہت اچھے ہوتے ہیں +

ایسے شہروں کی ہری باتوں میں سے ایک بات یہ
ہے کہ آفتاب ان شہروں میں اُسی وقت پہنچتا ہے جبکہ
وہ بلند ہو کر اس حصہ ملک کو خوب گرم کرنے پر قادر ہو جاتا
ہے۔ یعنی اہل شہر پر رات کی سردی کے بعد آفتاب یک نخت
(تیز ہو کر) طلوع کرتا ہے +

ان لوگوں کی ہوا کا مزاج چونکہ مرطوب ہوا کرتا ہے
اس لئے ان کی آوازیں بیٹھی ہوئی ہوتی ہیں؛ علی الخصوص
موسم خریف میں نزلات کی وجہ سے +

ساکن کا اختیار کرنا، اور ان کی تیاری؛
ہر شخص کسی مقام کو رہائش کے لئے اختیار کرنا چاہے؛ اُسکے

ولو لا ما يعرض من كثافة الهواء
لكانت تشبه طلائع الربيع لكنها
تقصر عن صحة هواء البلاد
المشرقية قصوراً كثيراً فلا يجب
ان يلتفت الى قول من جزم ان
قوة هذه البلاد قوة الربيع
توكلاً مطلقاً بل انما بالقياس
الى بلاد اخرى جيدة جداً

ومن المعنى المذموم فيها ان الشمس
لا توافيهم الا وهي مستولية
على تسخين الاقليم لعلوها
فتطلع عليهم لان ذلك دفعة بعد
برد الليل

ولرطوبة المزاج هوا ثم يكون
اصواتهم باخّة وخصوصاً
في الخريف لتوا زلهم

في اختيار المساكن وتهيئتها
ينبغي لمن يختار المساكن ان يعرف

تربة الارض وحالها في الارتفاع ولا انخفاض ولا انكشاف ولا استتار کہ وہ کیسی ہے، بلندی دیتی کے لحاظ سے کیا حالت ہے، وماؤها وجوهر ماؤها وحالها في البرود وہ زمین کھلی ہوئی ہے یا (پھاڑوں سے) بند ہے، وہاں کے ولا انكشاف او في الخفاء ولا انخفاض پانی کا علم ہو (کہ وہ جاری ہے، یا ٹھہرا ہوا ہے)، اور یہ کہ پانی وهل هي معرضة للرياح ادغائكة کاجہر کیسا ہے (رقیق ہے یا غلیظ، مکدر ہے یا صاف، شیریں ہے یا کھاری)، اور یہ کہ وہ (سطح زمین پر) نمایاں اور (آفتاب کے لئے) کھلا ہوا ہے، یا وہ (زمین کے اندر) مخفی اور نشیب میں ہے (کہ دھوپ اس پر نہ پڑ سکے)؛ اور یہ کہ اُس پانی میں مختلف سمت کی ہوائیں لگ سکتی ہیں، یا وہ زمین کے اندر گہرائی میں ہے (کہ چلتی ہوئی ہوائیں نہ لگ سکیں) +

ويعرف رايهم هل هي الصحيحة الباردة وما الذي يجاورها من البحار والبطائح والجبال والمعادن اور یہ معلوم کریں کہ وہاں کی ہوائیں کیسی ہیں: اچھی اور ٹھنڈی ہیں (یا نہیں)۔ اور یہ کہ اُس کے قرب میں کیا چیز واقع ہے، سمندر ہے، جھیل ہے، پہاڑ ہے، یا کانیں (معادن) ہیں +

ويعرف حال اهل البلد ان في الصحة والامراض وای الامراض اور مرض کے لحاظ سے کیا حالت ہے۔ اور کون سے امراض يعتادهم ويتعرفونهم ان میں عادتاً (اور بکثرت) ہوا کرتے ہیں۔ نیز باشندگان وشہوتهم وهضمهم وجنس شہر کی قوت، بھوک، اور ہضم کا حال معلوم کریں؛ اور یہ دریافت کریں کہ کس قسم کی غذائیں یہ استعمال کرتے ہیں +

ويعرف حال بناؤها هل هو واسع متفسر اوضيق المداخل محتوق المناص آيا وہاں کے مکانات کشادہ اور فراخ ہیں؛ یا انکے مداخل (در) تنگ ہیں، اور ہوائ کے راستے بند ہیں +

ثم يجب ان يجعل الكوى والا بواب شرقية شمالية ويكون العمدة على تمكين الرياح اور جو شخص مکان بنانا چاہے، اُس کے لئے (ضروری ہے کہ کھڑکیوں اور دروازوں کو مشرقی اور شمالی جانب رکھے اور اصول (اصول عمارت) یہ ہونا چاہئے کہ عمارت کے

المشرقیۃ من مداخل الابیۃ دروازوں (مداخل) سے مشرقی ہوا میں اندر داخل ہو سکیں
وتمکین الشمس من الوصول الی اور اس عمارت کے ہر حصے تک دھوپ رکی روشنی) پہنچ سکے
کل موضع فیہا فانیہ المصلحۃ کیونکہ آفتاب ہی سے ہوا کی اصلاح ہوتی ہے (اور عفونتوں
للہواء اور عفونت کے مواد کو آفتاب زائل کر دیتا ہے) +

ومجاورة العذبة الکریمة یہ بھی ایک اچھی اور مفید بات ہے کہ آبادی اور جائے
الجاریۃ الغمرۃ النظیفۃ التي رہائش کے قرب میں شیریں، صاف ہلکا، اور لذیذ پانی ہو، جو
تبدشتاء وتسخن صیفا خلاف جاری ہو، اور گہرا ہو، (شہر کی گندگیوں سے پاک ہو، جو موسم
الکامنۃ امر جیل ینتفع بہ سریا میں ٹھنڈا ہو جائے، اور موسم گرما میں گرم ہو جائے
(یعنی اسباب مبردہ سے جلد ٹھنڈا ہو جائے، اور اسباب
مسخنہ سے جلد گرم ہو جائے)، یعنی یہ پانی میاہ کامنہ (پوشیدہ
پانی، مثلاً زمین کے اندر کے پانی) کے خلاف ہو +

سمیاء کامنہ مثلاً کوئیں کا پانی موسم سرما میں گرم ہو جائے کہتا ہے، اور موسم گرما میں سرد۔ اسکے خلاف
یہ ہوگا کہ موسم سرما میں پانی سرد ہو جائے، اور گرمی میں گرم۔ جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے۔ مگر آملی نے قول شیخ
خلاف الملیا الکامنۃ (میاہ کامنہ کے خلاف) کا مطلب یہ بتایا ہے کہ شہر کا پانی اُس پانی کے خلاف ہو
جو پوشیدہ ہوتا ہے، اور جیسے دھوپ اور اچھی ہوائیں نہیں لگتی ہیں +
تعمیر مکان میں اس امر کا بھی محاذ رکھا جائے، جسے شیخ نے ذکر نہیں کیا ہے کہ عمارت کے کمرے اور
کوٹھریاں وسیع، روشن اور بلند ہوں، اُس میں دروازے اور کھڑکیاں بکثرت ہوں۔ اُس کے گرد خوشبودار
نباتات لگائے جائیں وغیرہ (آملی) +



فقد تکلمنا فی الهواء والمساکن ہوا اور مساکن کے بارہ میں (ہمیں جو بیان کرنا
کلاماً مشروحاً وخلقاً بنا تھا، اُسے) ہم شرح اور مفصل بیان کر چکے۔ اب ہمیں
ان نتکلم فیما نتلوہا من الاسباب اُن اسباب میں گفتگو کرنی چاہیے جو ان کے بعد شمار
المعدودۃ معها کئے جاتے ہیں :

الفصل الثانی عشر فی تدریج الحکمة والسکون

الحركة تختلف فعملها في بدن الإنسان
بما يشد ويضعف وبما يقصر
ويكثر ويعتدل وبما يخالطها
من السكون وهذا عند الحكماء
قسم برأسه

حرکت (حرکت بدنی) کا اثر بدن انسان میں
بچند وجوہ مختلف ہوتا ہے: (۱) حرکت شدید یا ضعیف،
(۲) قلیل یا کثیر ہے، یا معتدل مقدار میں ہے۔ (۳)
اس کے ساتھ سکون ملا ہوا ہے یا نہیں ہے، جب سکون
ملا ہوا ہوتا ہے تو حرکت سست ہوتی ہے، ورنہ تیز؛ بلکہ
کے نزدیک یہ حرکت (سست حرکت) ایک مستقل قسم ہے +
یعنی یہ خیال اظہار کا ہے کہ سست حرکت میں سکون ملا ہوا ہوتا ہے۔ اسکے برعکس حکم کا خیال ہے
ہے کہ سست حرکت مستقل طور پر حرکت کی ایک قسم ہے۔ یہ صحیح نہیں ہے کہ اس کے ساتھ سکون ملا ہوا
ہوتا ہے +

وبما يتعاطاه من المواد والحركة
الشديدة والكثيرة والقليلة
والمخالطة للسكون تشترك
في تهيؤ الحارسة إلا أن الشديدة
الغير الكثيرة يفارق الكثيرة
الغير الشديدة والكثيرة
المخالطة للسكون فانها تسخن البدن
سحونة كثيرة وتحلل ان حلت
اقل

(۴) حرکت کے ساتھ کچھ دوسرے مواد بھی شریک ہیں یا
نہیں (مثلاً لوہار کی حرکتوں کے ساتھ آگ شریک ہوتی ہے)
اور دھوبی کی حرکتوں کے ساتھ پانی بھی شریک ہوتا ہے +
حرکت شدیدہ، حرکت کثیرہ، حرکت قلیلہ، اور وہ حرکت
جس کے ساتھ سکون مخلوط ہو (یعنی حرکت بطیہ یا سست حرکت)
یہ سب تولید حرارت میں شریک و متحد ہیں؛ لیکن حرکت شدیدہ
غیر کثیرہ حرکت کثیرہ غیر شدیدہ سے اور سکون آمیز حرکت کثیرہ سے
اس بارہ میں مختلف ہے کہ حرکت شدیدہ غیر کثیرہ بدن کو
بہت زیادہ گرم کرتی ہے، اور اگر تحلیل کرتی ہے، تو بہت کم

و اما الكثيرة فانها تحلل بالسر
فوق ما يسخن واذا افسرط كل واحد
منها تبرّد لفسرط قليله الحار
الغريزي وجفف ايضا

اور حرکت کثیرہ (غیر شدیدہ) تسخین سے زیادہ
تحلیل کرتی ہے، اگرچہ تحلیل بتدریج کرتی ہے۔ لیکن جب
حرکت شدیدہ غیر کثیرہ اور حرکت کثیرہ غیر شدیدہ انفرادی
صورت میں واقع ہوتی ہے، تو (بجائے تسخین پہنچانے کے)
بدن میں تبرید پیدا کرتی ہے۔ کیونکہ ایسی صورت میں (افراط

حرکت کی صورت میں) حرارت غریزہ بکثرت تحلیل ہوتی ہے
 نیز یہ حرکتیں ایسی صورت میں بدن کے اندر خشکی بھی پیدا کرتی ہیں
 جب حرکت کے ساتھ کوئی مادہ بھی شریک ہوتا ہے
 (جیسا کہ اوپر واضح کیا گیا ہے)، تو گاہے یہ مادہ کوئی ایسا
 عمل کرتا ہے، جس سے اس حرکت کی تاثیر میں امداد حاصل
 ہو جاتی ہے؛ اور گاہے وہ مادہ ایسا عمل کرتا ہے، جس سے
 اس حرکت کی تاثیر اور کم سکے فعل میں (بجائے امداد کے)
 کمی ہو جاتی ہے۔ مثلاً اگر حرکت دھوبیوں کے پیشہ جیسی
 حرکت ہو، تو وہاں یہ صورت پیدا ہوگی کہ وہ (حرارت کی بجائے)
 برودت و رطوبت پیدا کر دیگی (یعنی پانی کی وجہ سے، جس سے
 دھوبیوں کے اعضاء تر رہتے ہیں، بجائے حرارت کے برودت
 پیدا ہو جائیگی)؛ اور اگر حرکت لوہاروں کے پیشہ کی سی حرکت
 ہو، تو یہ صورت پیدا ہوگی، کہ (آگ کی مدد سے) گرمی اور خشکی
 اور زیادہ حاصل ہوگی +

و اما كانت متعاطية لمادة
 فربما كانت المادة تفعل
 ما يعين فعلها و ربما كانت تفعل
 ما ينقص فعلها مثلاً ان كانت
 الحركة حركة صناعة القصار
 فانها تعرض لها ان تعيد بردها
 و رطوبات وان كانت حركة
 صناعة الحدادين عرض لها
 ان تعيد فضل سخونة و جفاف

رہا سکون، تو وہ ہمیشہ اور ہر صورت میں مبردا
 مرطب ہے۔ مبرد تو اس لئے ہے کہ (سکون کی حالت میں)
 حرارت کا انتعاش (اور اس کی بھراک) نہیں ہوتا، اور اسلئے
 کہ (سکون کی صورت میں) مواد کا احتقان و احتباس ہو جاتا
 ہے، جو حرارت کو گھونٹ دیتی ہے (یعنی مادہ جب زیادہ
 ہوتا ہے، تو حرارت اس سے دب کر بجھ جاتی ہے)۔ اور
 مرطب اسلئے ہے کہ سکون کی حالت میں فضلات (اور
 رطوبات) کا تھل نہیں ہوتا ہے، (اسلئے وہ بدن کے اندر
 ٹوٹ کر رطوبت کو بڑھا دیتے ہیں) +

و اما السكون فهو مبرد دائماً
 لفقدان انتعاش الحراة
 و لاحتقان الخائق و مرطب
 لفقدان التحلل من الفضول

الفصل الثالث عشر في موجبات النوم واليقظة

النوم شديد الشبه بالسكون اليقظة
شدیدہ الشبہ بالسکون لیکھما
بعد ذلك خواص يجب ان نعتبر

فبقول ان النوم يقوى القوى الطبيعية
كلها الحقن الحرارة الغريزية

ويدرخی القوى النفسانية بتطبيع
مسالك الروح النفسانية واذا

وتلك يبرء جوهر الروح بمنعها
ولكنه يزيل اصناف الاعياء

المستفرغات المفردة لان
الحركة تزيد المستعدات

للسيلان اسالة

الاما كان من المواد في ناحية
الجلد فربما اعان النوم على دفعه

بمحصره الحرارة داخله وتوزيعه
الغذاء في البدن والدفاع

ما قرب من الجلد بمحض ما
بقول

الجلد فربما اعان النوم على دفعه
بمحصره الحرارة داخله وتوزيعه

الغذاء في البدن والدفاع
ما قرب من الجلد بمحض ما

بقول

الجلد فربما اعان النوم على دفعه
بمحصره الحرارة داخله وتوزيعه

الغذاء في البدن والدفاع
ما قرب من الجلد بمحض ما

بقول

الجلد فربما اعان النوم على دفعه
بمحصره الحرارة داخله وتوزيعه

الغذاء في البدن والدفاع
ما قرب من الجلد بمحض ما

بقول

الجلد فربما اعان النوم على دفعه
بمحصره الحرارة داخله وتوزيعه

الغذاء في البدن والدفاع
ما قرب من الجلد بمحض ما

بقول

الجلد فربما اعان النوم على دفعه
بمحصره الحرارة داخله وتوزيعه

الغذاء في البدن والدفاع
ما قرب من الجلد بمحض ما

بقول

الجلد فربما اعان النوم على دفعه
بمحصره الحرارة داخله وتوزيعه

ولكن اليقظة في هذا ابلغ واقوى
 علي ان النوم اكثر تعريضا
 من اليقظة وذلك لان تعريضة
 علي سبيل الاستيلاء علي المادة
 لا علي سبيل التحليل لسر قيق
 المتصل

لیکن اس بارہ میں نیند سے زیادہ بیداری قوی اور
 مؤثر ہے (یعنی بیداری کی حالت میں جلد کے مواد نیند سے
 زیادہ خارج ہوتے ہیں۔ نیند اگر پسینہ لاتی ہے، تو بیداری
 سے مسلسل تحلیل ہوتا ہے)۔ علاوہ ازیں نیند بمقابلہ بیداری
 کے زیادہ پسینہ لاتی ہے۔ کیونکہ نیند کی حالت میں پسینہ کا
 آنا دراصل اس طور پر ہوتا ہے کہ طبیعت مادہ پر نیند میں
 غلبہ پاتی ہے (یعنی نیند کی حالت میں قوائے طبعیہ قوی
 ہو جاتی ہیں اور حرارت اندر کی طرف اکٹھی ہو جاتی ہے)، اس
 طور پر نہیں ہوتا ہے کہ بتدریج اور مسلسل تحلیل ہو (جیسا کہ
 بیداری میں ہوا کرتا ہے) +

یعنی بیداری کی حالت میں روح اور خون بیرونی اعضا کی طرف متوجہ ہوتی ہے؛ اگر باہر گرمی کافی
 ہوتی ہے، تو لطیف اخلاط اور خون کے رقیق مواد بصورت تجر تحلیل ہونے لگتے ہیں، جس سے متنا پسینہ نہیں
 آتا، جتنا کہ نیند کی حالت میں اتنی بیرونی حرارت سے آتا ہے +
 ومن عرق کثیرا فی نومہ ولا سبب
 له من اسباب اخری فانه یمتلی
 من الغناء بما لا یحتملہ
 جس شخص کو (بحالت صحت) بکثرت پسینہ آئے، اور
 اس کے لئے دوسرے اسباب موجود نہ ہوں، (جس سے
 اتنا پسینہ آ سکے) تو سمجھنا چاہئے کہ اس کا بدن ناقابل برداشت
 طور پر غذا سے بھر رہا ہے +

بعض نفوس میں اس طرح ہے:- جس شخص کو نیند کی حالت میں بکثرت پسینہ آئے، اور اسکے لئے
 دوسرے اسباب موجود نہ ہوں، اگر +

فان صادف النوم مادة مستعدة
 للهضم والنضج احوالها انی طبیعتہ
 الدام وسخنها فان ثبت الحاسر
 فی البدن فیسخن البدن سخونة
 غریزیة
 جب نیند بدن میں کسی ایسے مادہ کو پاتی ہے جو ہضم
 ہونے اور نضج پانے کے لئے تیار اور آمادہ ہو، تو نیند ایسے
 مادہ کو خون بنا دیتی ہے، اور اسے گرم کر دیتی ہے۔ پھر یہ
 گرم چیز جب بدن میں پھیلتی ہے، تو بدن میں ایک غریزی
 (طبعی) گرمی پیدا کر دیتی ہے +

وان صادف اخلاطا حارسة
 اور جب نیند گرم صغرا دی اخلاط کو بدن کے اندر

مرا ساریہ و طال زمانہ سخن البدن پاتی ہے، اور یہ دیر تک رہتی ہے، تو یہ بدن میں ایک
سخونۃ غریبہ غیر طبعی (غریبی) گرمی پیدا کر دیتی ہے +

فان صادف خلاء برد بما یحلل او خلطاً عاصیا علی القوة جب نیند خلاء پاتی ہے (یعنی بدن میں مواد موجود
نہیں ہوتے ہیں، اور ایسی حالت میں نیند آتی ہے) تو یہ
تحلیل کی وجہ سے بدن میں برودت پیدا کر دیتی ہے۔

اسی طرح جب یہ کوئی ایسی خلط پاتی ہے، جسے قوت ہاضمہ
نہیں کر سکتی (بلغم غلیظ)، تو اس خلط کو بدن کے اندر پھیل کر
بدن میں برودت پیدا کر دیتی ہے (یعنی جب غلیظ بلغم کو
قوت ہاضمہ ہضم کرنے پر قدرت نہیں پاتی ہے، لیکن اسے
ہضم کرنا چاہتی ہے، تو اسے رقیق کر کے بدن میں بکھیر
دیتی ہے +

والیقظة تفعل اصداً وجميع ذلك بیداری کا فعل ان تمام باتوں کے خلاف ہے
لکنها اذا افرطت افسدت مزاج لیکن بیداری کی جب افراط ہوتی ہے، تو اس سے دماغ
الدماغ الى ضرب من اليوسة کا مزاج فاسد ہو جاتا ہے، یعنی اس میں ایک قسم کی یوست
واضعفته فخلطت العقل و احرقت آ جاتی ہے؛ دماغ کمزور ہو جاتا ہے، جس سے عقل مختل
الاخلاط فاحداث امراضا ہو جاتی ہے؛ اور اخلاط جل جاتے ہیں، جس سے امراض
حارۃ حارہ پیدا ہو جاتے ہیں +

والنوم المفرط يحدث صد ذلك نوم مفرط یعنی نیند کی افراط اس کے خلاف
فيحدث سبلادة القوى النفسانية کام کرتی ہے، جس سے قوائے نفسانیہ (دماغیہ) کُند
وثقل الدماغ والا مراض الباردة ہو جاتے ہیں، دماغ بوجھل ہو جاتا ہے، اور امراض بارڈ
وذلك بما يمنع من التحلل اس وجہ سے پیدا ہو جاتے ہیں کہ نیند کی زیادتی سے
تحلل ترک جاتا ہے +

والسهر يزيد في الشهوة ويجوع بیداری خواہش غذا اور بھوک بڑھا دیتی ہے
بما يحلل من المادة و ينقص اس لئے کہ بیداری کی وجہ سے مواد زیادہ تحلیل ہوتے
من الهضم بما يحلل من القوى ہیں؛ نیز بیداری ہضم خراب کر دیتی ہے، اس لئے کہ

قوتوں کو تحلیل کر دیتی ہے +

والتحمل بین سہر و نوم | سر د ا
الاحوال کلہا
نیند اور بیداری کے درمیان کروٹیں بدلتے رہنا
یا جھپتی نیند سونا (تَمْلُمُ بَيْنَ الشَّهْرِ وَالنَّوْمِ) تمام حالات
سے برا ہے +

والغالب من حال النوم ان الحریفہ
یبطن والبرد یظہر و لذ لا
یحتاجون من الدثار لا اعضائہم
کلہا انی ما لا یحتاج الیہ الیقظان
نیند کی حالت میں زیادہ تر یہی ہوتا ہے کہ حرارت
اندر چلی جاتی ہے، اور باہر سردت غالب ہو جاتی ہے۔
یہی وجہ ہے کہ سونے کی حالت میں تمام اعضا کو گرم کپڑوں
سے ڈھانکنے کی ضرورت بیداری کے مقابلہ میں زیادہ
ہوا کرتی ہے +

وسندکرہ من احکام النوم
وما یتعرف منه ومن احوالہ
کلاماً کثیراً فی الکتاب
المستقبلۃ
اسکے بعد آنے والی کتابوں میں نیند کے احکام
کے بارہ میں ہم بہت کچھ گفتگو کریں گے، اور جو کچھ نیند سے
اور نیند کے حالات سے معلوم کیا جاتا ہے، ان سب کو
بیان کریں گے +

الفصل الرابع عشر فی تات الحکۃ النفسانیۃ
جمیع العوارض النفسانیۃ یتبعہا
او یصحبہا حرکات الروحانیۃ خارجیۃ و اما الی
داخلی و ذلک علی التقدیر من اما
دفعۃ و اما قلیلاً قلیلاً

روح کی حرکت تمام عوارض نفسانیہ کے تابع، یا
اسکے ساتھ ہوا کرتی ہے: خواہ یہ روحانی حرکت
(قلب سے) باہر کی طرف ہو، یا اندر کی طرف (بیرونی
اعضار سے قلب کی طرف)۔ پھر دونوں صورتوں میں لگا ہے
یہ حرکت دفعۃً اور یک نخت (تیز اور قوی) ہوتی ہے،
اور گاہے بتدریج اور تھوڑی تھوڑی (سست اور ضعیف)

و یتبع حرکاتہا الی خارج برء
الباطن و ربما افراط ذلک
فیتحلل دفعۃً فیہر د الباطن
والظاہر معاً و یتبعہ غشی عظیم
جب روح باہر کی طرف حرکت کرتی ہے، تو اندر
برودت پیدا ہو جاتی ہے۔ گاہے روح کی اس حرکت
میں اتنی افراط واقع ہوتی ہے کہ روح یک نخت تحلیل
ہو جاتی ہے، جس سے اندر اور باہر (باطن و ظاہر)

اور موت دونوں ٹھنڈے ہو جاتے ہیں، جس سے سخت غشی یا موت واقع ہوتی ہے +

اس قسم کی غشی اور موت زیادہ تر فرح مفرط اور غیر معمولی خوشی کی صورت میں رونما ہوا کرتی ہے؛ اور غصہ کی صورت میں روح اگرچہ باہر کی طرف تیزی سے حرکت کیا کرتی ہے، مگر غشی اور موت اس میں کمتر ہی لاحق ہوتی ہے +

و یتبع حركتها الى داخل جرد و دة اور جب روح اندر کی طرف حرکت کرتی ہے، تو الظاهر و حركات الباطن و درهما باہر بردت لاحق ہو جاتی ہے، اور اندر حرارت، اور گاہے احقت من شدت الانحصار یہ اندر اس شدت سے گھٹ جاتی ہے کہ اندر اور باہر قیود الظاهر و الباطن و یتبعہ دونوں ٹھنڈے ہو جاتے ہیں؛ جس سے سخت غشی یا موت غشی عظیم اور موت پیدا ہوتی ہے +

والحركة الى خارج اما دفعة كما روح کی حرکت باہر کی طرف گاہے دفعہ ہوتی ہے، عند الغضب و اما اولاً و لاحقاً جیسا کہ غضب (غصہ) کے وقت ہوتا ہے؛ اور گاہے عند اللذة و عند الفرح المعتدل اس کی حرکت اندر کی طرف ہوتی ہے؛ جیسا کہ لذت کے وقت و الحركة الى داخل اما دفعة كما اور معتدل فرحت (معمولی خوشی) کے وقت ہوتا ہے۔ اسی عند الفزع و اما اولاً و لاحقاً طرح روح کی حرکت اندر (باطن) کی طرف گاہے یک نخت ہوتی ہے؛ جیسا کہ فزع (خوف شدید) کے وقت ہوتا ہے؛ اور گاہے بتدریج، جیسا کہ محزن (غم و ملال) کے وقت ہوتا ہے +

والاختناق و التحلل المذکور ان مذکورہ اختناق اور تحلل (روح کا گھٹ جانا اور تحلیل ہو جانا، جس سے موت اور غشی آتی ہے) ہمیشہ اُسی صورت میں ہوا کرتے ہیں جبکہ روح کی حرکت دفعہ اور یک نخت ہو (خواہ اندر کی طرف یا باہر کی طرف) +

واما النقصان و ذبول الغريزة رہا نقصان اور ذبول غریزہ، تو یہ ہمیشہ اُسی صورت میں ہوا کرتے ہیں، جبکہ روح کی حرکت بتدریج اور تھوڑی سے تھوڑی ہو (خواہ اندر کی طرف یا باہر کی طرف)۔ نقصان سے

وفی جزء جزء لا دفعة واحدة بل بول مراد روح کا دفعہ نہیں، بتدریج اور اس کے ایک ایک جزء الغریزة التحلل قليلاً قليلاً لا دفعة کا گھٹنا ہے؛ اور ذہول غریزت سے مراد روح کا دفعہ نہیں، بلکہ تھوڑا تھوڑا تحلیل ہوتا ہے +

وقد يتفق ان يتحرك الى جهتين گاہے یہ بھی اتفاق ہوتا ہے کہ روح ایک ہی وقت فی وقت واحد اذا كان العارض میں دونوں طرف (ظاہر و باطن) حرکت کرتی ہے۔ ایسا اُس یلزمه العارضان مثل الهم وقت ہوتا ہے جبکہ عارض نفسانی اس قسم کا ہو کہ ایک عارض فانه قد يعرض معه غضب کے ساتھ دو عارض لازم ہوں؛ مثلاً ہتم (سوچ)، جکے وحزن فيختلف الحركات ساتھ گاہے غصہ آتا ہے، اور گاہے غم طاری ہوتا ہے، ومثل الخجل فانه يقبض اذلا الے جس سے دو مختلف حرکتیں پیدا ہو جاتی ہیں؛ اور مثلاً الخجل الباطن ثم يعود العقل والرأی (شرمندگی)، جس میں روح پہلے تو اندر کی طرف (رُسوائی) کے فینبسط المنقبض فيثور الے (خوف سے) منقبض ہوتی ہے (اندر کی طرف گھٹتی ہے، اور خارج فيجهر اللون رنگ زرد ہو جاتا ہے)؛ پھر عقل اور سمجھ لوٹ آتی ہے، (اور مثلاً وہ نادم شخص خیال کرتا ہے کہ ایسی بات میں اور بہت سے لوگ بھی شریک ہیں) جس سے اُس روح میں انبساط پیدا ہوتا ہے، جو اندر کی طرف منقبض ہو چکی تھی؛ اسلئے وہ باہر کی طرف حرکت کرتی ہے، جس سے رنگ سُرخ ہو جاتا ہے +

وقد يفعل البدن عن هیأت دماغی تخیلات کے جن عوارض نفسانیہ کا ہم ابھی ذکر کر چکے ہیں نفسانیۃ غیر اتی ذکرناھا ان کے سوا کچھ اور نفسانی کیفیات (ہیأت مثل التصورات النفسانیۃ نفسانیۃ) بھی ہیں، جن سے بدن متاثر ہوا کرتا ہے، مثلاً فانها تثير اموراً طبعیۃ کما قد تصورات نفسانیۃ (جنکو دماغی تخیلات کہا جاتا ہے)۔ ان لعارض ان يكون المولد متشابهاً (خیالی اور دہی) تصورات سے طبعی امور پیدا ہو جاتے ہیں لمن يتخیل صورته عند المجامعة مثلاً (کہا جاتا ہے کہ) جماعت کے وقت جس شخص کی صورت ولقب لون من لون ما يلزمه کا خیال کیا جاتا ہے، بچہ اُسی شخص کے مشابہ پیدا ہوتا ہے البصر عند الانزال اور انزال کے وقت جس چیز پر نظر جمائی جاتی ہے، اُسی

رنگ کے قریب قریب بچے کا رنگ ہوتا ہے +

وهذا الاحوال ربما انشأ عن قبولها قوم لم يقفوا على احوال غامضة من احوال الوجود وما الذين لهم غوص في المعرفة فلا ينكرونها انكار ما لا يجوز وجوده

یہ باتیں اس قسم کی ہیں کہ بعض نادان لوگ انکے قبول کرنے سے انکاری ہیں، جنہیں پتہ نہیں کہ عالم وجود میں کتنی باریک اور پوشیدہ باتیں پائی جاتی ہیں (ان میں سے بہت سی باتیں ایسی اسرار سر بستہ کی طرح ہیں کہ ہر شخص کی عقل اسے باور کرنے اور ایمان لانے کے لئے تیار نہیں ہو سکتی) خالانکہ دوسرے لوگوں کے سامنے یہ حالات بطور واقعات کے پیش آیا کرتے ہیں)۔ چنانچہ جن لوگوں کے معلومات کچھ گہرے ہیں، وہ ان باتوں کا انکار اس طرح نہیں کرتے کہ ان باتوں کے وجود کو ناجائز (ناممکن) قرار دیدیں +

ومن هذا القبيل اتباع حركة الدم من المستعد لها اذا كثرت

ای قبیل سے (یعنی تصورات دہمیہ کے آثار میں سے) ایک یہ بھی ہے کہ جب کوئی شخص سُرخ چیزوں کی طرف زیادہ دیکھتا اور غور کرتا ہے، تو اس طرف خون کی حرکت ہو جاتی ہے؛ بشرطیکہ اُس شخص میں پہلے سے اسکی استعداد موجود ہو۔ (یہی وجہ ہے کہ نکسیر والوں کو سُرخ چیزوں کی طرف دیکھنے سے منع کیا جاتا ہے) +

ومن هذا الباب تعرض الاسنان لاكل غيرها من الحموضة واضابة

علی ہذا یہ بھی اسی قبیل سے ہے کہ کوئی غیر شخص تُرشی لاکل غیرہ من الحموضة واضابة کھا رہا ہو، اور اس سے دوسرے شخص کے دانت کھٹے (کنکھ) لاکل فی عضوہ لَمْ يَمُثْلُهُ غَيْرُهُ ہو جائیں؛ اسی طرح کسی غیر کے درد اور دکھ کو دیکھنے سے اذ اسرا عہ اسی قسم کا درد گاہے دیکھنے والے کے عضو میں ہو جاتا ہے +

بعض رقیق القلب آدمی ایسے ذکی الحس ہوتے ہیں کہ جب کسی جائز کو چابک سے مارا جاتا ہے، تو وہ اسے برداشت نہیں کر سکتے، اور انہیں ایسا محسوس ہوتا ہے، گویا ان کے بدن پر چابک پڑ رہا ہے۔ حتیٰ کہ بعض لوگوں کے متعلق روایت بیان کی گئی ہے کہ اُن کے بدن پر ایسی حالت میں چابک اور کوڑے کے نشانات تک پیدا ہو جاتے تھے +

لہ چنانچہ علامہ گیلانی نے حضرت ثبلی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یہی روایت بیان کی ہے +

ومن هذا الباب تبدل المزاج عظم هذا اسی قبیلے سے یہ بھی ہے کہ گاسہ ڈرالے بسبب تصور مایخاف ویفسح والی چیزوں یا خوش کرنے والی چیزوں کے تصور سے مزاج بدل جاتا ہے +

قرشی نے حکایت بیان کی ہے کہ کچھ لوگوں نے سفر کیا، جو دوسری مزاج کے تھے، راستہ میں کہیں چوروں کی ایک جماعت لگئی، جس نے بعض مسافروں کو قتل کر ڈالا، اور بعض لوگوں کو لوٹا، چنانچہ ان میں سے جو بچے، وہ دوسری مزاج سے سوداوی ہو گئے، علامہ گیلانی +

نیز ایک دوسرے شخص کے متعلق قرشی نے حکایت بیان کی ہے کہ وہ کئی سال سے کسی مریض میں گرفتار تھا، اتفاقاً سانپ اُسے کاٹنے کے لئے دوڑا، وہ شخص ڈر کر بھاگا، جس سے اُس کا دیرینہ مرض یک سخت جاتا رہا +

اسی طرح قریب الموت عاشق کے شدید امراض کا قعے محبوب سے دور ہو جانا بھی ہے + گیلانی کہتا ہے کہ میں نے اس بارہ میں ایسے عجیب و غریب واقعات دیکھے ہیں کہ نفس انہیں پاؤں کرنے میں درہنچ کرتا ہے۔ بسا اوقات فرط مسرت سے کڑھا دمر جاتے ہیں۔ اکثر اوقات بعض عاشق اچانک معشوق کے دیکھنے سے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ بعض لوگوں کو غصہ کے وقت کئی گونی قوت بڑھ جاتی ہے۔ بعض پاک نفس کی قوت اتنی بڑھ جاتی ہے کہ عالم کے اجسام میں تصور کر کے انہیں مطہج و منقاد بنا لیتے ہیں۔ اصناف العین یعنی نظر لگنا بھی انہی آثار خیال دہم کے قبیلے سے ہے، گیلانی +

قرشی نے ایک اپنا ذاتی واقعہ بیان کیا ہے کہ انہیں استقامت ملی ہو گیا تھا، جس سے اطباء اور دوا پر پوری کرنے والے سب مایوس ہو چکے تھے۔ یہ خود بھی موت کے انتظار میں تھے، اور علاج سے منہ موڑ کر نادہوں اور نیک بندوں کی خدمت میں بیٹھا کرتے تھے۔ لوگ ان کے پاس آکر قرآن کریم پڑھا کرتے اور اچھے نغاث میں اشعار سنایا کرتے۔ ان باتوں سے ان کے مرض میں خفت محسوس ہوئی، اور انہوں نے اپنے اطباء اور معالجین سے بدگمان ہو کر پیر ہیز چھوڑ دیا، غذاؤں اور پھلوں کے کھانے میں بے پرواہی سے بد پرہیز شروع کر دی۔ چنانچہ یہ بیس روز سے کم میں اچھے ہو گئے، قرشی کے علم طب حاصل کر نیکا ذریعہ مخلوق کو فائدہ پہنچانے کے لئے ہی واقعہ ہو گیا، کیونکہ یہ ان اطباء سے بدگمان ہو گئے تھے۔ گیلانی +

جس طرح بدن نفس سے متاثر ہوا کرتا ہے، اسی طرح نفس بھی بدن سے متاثر ہوا کرتا ہے۔ کیونکہ جو مزاج اور جو خلق بدن میں غالب ہوتی ہے، وہ اپنے مناسب نفس میں اخلاق پیدا کر دیتی ہے

چنانچہ جب خشکی یا سودا دی غلط غالب ہو جاتی ہے، تو خوف، وحشت اور بُرے تخیلات پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور جب صاف اور بہترین خون کی زیادتی ہوتی ہے، تو فرحت و سرور حاصل ہوتے، اور جو صلی بلند ہو جاتے ہیں۔ جب مزاج میں حرارت اور صفراء کی زیادتی ہو جاتی ہے، تو نفس میں بہادری اور تیزی آ جاتی ہے؛ اور جب رطوبت اور بلغم زیادہ ہو جاتا ہے، تو بزدلی، کاہلی، اور سُستی پیدا ہو جاتی ہے۔ گیلانی *

الفصل الحاشی فی موجباً مایکل و لیشر بندر صوب نصل۔ ماکول و مشروب کے اثرات

مایکل و لیشر یفعل فی بدن الانسان
من وجوه ثلاثة فانه یفعل فیہ فعلاً
بکیفیتہ فقط و فعلاً بعنصره و فعلاً
بجملۃ جوهرا

جو چیزیں کھائی جاتی یا پی جاتی ہیں (بلکہ جو چیزیں بدن پر کسی طرح وارد ہوتی ہیں) وہ بدن انسان میں تین طور پر اثر کرتی ہیں۔ (۱) محض اپنی کیفیت سے اثر کرتی ہیں۔ (۲) فقط اپنے عنصر سے (مادہ سے) اثر کرتی ہیں۔ (۳) محض اپنے تجلہ جوہر سے (صورت نوعیہ سے) اثر کرتی ہیں۔ *

در بعضاً تقارب مفہومات هذه
الالفاظ بحسب التعارف اللغوی
الا اننا نصل فی استعمالها علی
معانٍ نشیر الیہا

بیشتر اوقات ان الفاظ کی کیفیت، عنصر، اور جوہر کے معانی بلحاظ عرف لغت (اور شہرت زبان) کے ایک دوسرے کے قریب ہوا کرتے ہیں۔ لیکن ہم مطلقاً ان کا استعمال ان معانی کے لئے مقرر کرتے ہیں، جن کی طرف ہم (اس وقت) اشارہ کرینگے۔ *

فاما الفاعل بکیفیتہ فہو ان یکون
من شانہ ان یتسخن مثلاً اذا حصل
فی بدن الانسان او یتبرد مثلاً
فیتسخن بسخنۃ و یتبرد ببردۃ

چنانچہ فاعل بالکیفیتہ (اپنی کیفیت سے اثر کرنے والی چیز) اسے کہتے ہیں جس کی شان یہ ہو کہ جب یہ بدن انسان میں حاصل ہو کر (اور بدن کے اندر داخل ہو کر) مثلاً گرم یا سرد ہو جائے، تو یہ اپنی گرمی سے بدن کو گرم کر دے یا اپنی سردی سے بدن کو سرد کر دے؛ لیکن خود بدن کے مشابہ نہ ہو جائے۔ (بلکہ یہ اپنی حقیقت پر قائم رہے، اور اپنا یہ اثر بدن میں کرتی رہے) *

واما الفاعل بعنصره فان يكون
 بحيث يستحيل عن طبعه فيقبل صورته
 جزء عضو من اعضاء الانسان
 الا ان عنصره مع قبوله صورته بدل جائے، اور اعضاء انسان میں سے کسی عضو کے کسی
 قد يتفق ان يبقى فيه من اول الامر جزء في صورت قبول کرے۔ لیکن گاہے ایسا بھی اتفاقاً ہوا
 الى ان يتم الا لعقاد والتشبه ببقية کرتا ہے کہ اسکے مادہ میں عضو کی صورت قبول کرنے کے بعد
 فيها من كفاءته التي كانت له ما هو بھی شروع سے لیکر اس وقت تک، جب تک کہ وہ پورے
 اشد في بابها من الكيفية لے طویل پرستہ ہو کر جو ہر عضو کے مشابہ نہ ہو جائے، اس کی اپنی
 لبدن الانسان مثل الدم المتولد کيفيات میں سے اتنی کیفیت باقی رہتی ہے جو بدن انسان
 من الخس فانه يصحبه من البرودة کی ذاتی کیفیت سے شدیداً اور تیز ہوتی ہے۔ مثلاً جو خون
 ما هو ابد من مزاج الانسان کا پورے بنتا ہے، اسکے اندر اتنی برودت موجود ہوتی ہے
 وان كان قد صار دماً وصح جو بدن انسان کے مزاج سے زیادہ ثابت ہوتی ہے۔ اگرچہ
 ان يكون جزء عضواً للانسان والدم اس وقت کا جو خون بن چکا، اور وہ اسکے لئے تیار رہے کہ
 المتولد من الثوم يصد انسان کے کسی عضو کا حصہ بن جائے۔ اسی طرح جو خون
 اسن سے بنتا ہے، اس میں اس کیفیت کی ضد (یعنی حرارت)
 موجود ہوتی ہے +

صورت نوعیه میں استحالہ ہو جانے کے بعد کسی سابقہ کیفیت کا باقی رہنا محال نہیں ہے، اگرچہ یہ صورت
 میں ضروری بھی نہیں ہے کہ پہلی کیفیت استحالہ کے بعد قائم ہی رہے +
 فاعل بالعنصر یعنی غذا گاہے خالص ہوتی ہے، اور گاہے غذا و دوائی۔ چنانچہ گاہے اس
 اغذیه و دوائیه کی مثالیں ہیں۔ شیخ کا مقصود محض یہی بتانا تھا +

واما الفاعل بجوهره فهو الفاعل
 بصورته النوعية التي بما هو هو لا
 بكيفية من غير تشبه بالبدن
 او مع تشبه بالبدن
 اور فاعل بالجوهر (جوہر سے اثر کرنے والی چیز)
 اسے کہتے ہیں جو اپنی صورت نوعیہ سے اثر کرے، جس سے
 ہر شے کی ماہیت اور حقیقت بنا کرتی ہے، نہ کہ اپنی کیفیت
 سے اثر کرے یا خواہ وہ بدن کے مشابہ ہو سکے، یا نہ +
 واعني بالكيفية احدى هذه الكيفيات اور کیفیت سے (اس موقع پر) ہمارے مراد دوائی

الاسرار

کیفیات چارگانہ (حرارت، برودت، رطوبت، یہوست)

میں سے کوئی ایک ہو ا کرتی ہے +

فالفاعل بالكيفية لا مدخل لمادة في الفعل والفاعل بالعنصر هو الذي اذا استحال عنصره عن جوهره استعماله توجيها قوة في البدن قام بديل ما يتخلل او لا ذكي الحرارة الغريزية بالنزاد في الدم ثانيا ودر بما فعل ايضا بالكيفية الباقية فيه ثالثا

چنانچہ جو چیز کیفیت سے مؤثر ہوا کرتی ہے، اُس کے مادہ کو اس اثر میں کوئی دخل نہیں ہوا کرتا؛ اور فاعل بالعنصر (مؤثر بالمادہ = غذا) سے مراد یہ ہے کہ جب اُس کے استعمال توجیہا قوت فی البدن میں استعمال نوعی ہوتا ہے (یعنی جب اس کی صورت نوعیہ اور ماہیت تبدیل ہو جاتی ہے) تو اس استحالة سے بدن میں قوت حاصل ہو جاتی ہے، یہ اولاً تحلیل شدہ اجزاء کے قائم مقام ہو جاتی ہے (بدل ما تحلیل بن جاتی ہے)؛ دویم خون کو زیادہ کر کے حرارت غریزہ کو تیز کر دیتی ہے؛ سویم کوئی بھی ہوئی کیفیت اگر اس میں ہوتی ہے (جبکہ یہ غذا و دوائی کے قبیل سے ہوتی ہے) تو اس سے بھی کچھ اثر کرتی ہے +

والفاعل بالجوهر هو الذي يفعل بصورة نوعه المحصلة تبعلا لمزاج الذي لما امتزجت بسائطه وحدث منها شئ واحد استعداد لقبول نوع وصورته من اشد على ما للبسائط

فاعل بالجوهر (مؤثر بالجوہر) سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنی صورت نوعیہ سے اثر کرے۔ صورت نوعیہ وہ چیز ہے جو مزاج کے بعد حاصل ہوتی ہے، یعنی جب اُس کے عناصر مل جاتے ہیں، اور ان عناصر کے ملنے سے ایک چیز (مركب چیز) بن جاتی ہے، تو وہ اس قابل ہو جاتی ہے کہ ایک نوع (ایک نئی حقیقت) بن جائے، اور عناصر کی صورتوں کے علاوہ ایک زائد صورت (ایک نئی صورت نوعیہ) بن لے +

وتلك الصورة ليست الكيفيات الاولى التي للعنصر ولا المزاج الكائن عنهما بل كمال يحصل للعنصر بحسب استعداد يحصل

یہ صورت عناصر کی کیفیات اولیہ (حرارت، برودت، رطوبت، یہوست) کا نام نہیں ہے، اور نہ اُس مزاج کا نام ہے جو ان عناصر کے ملنے سے پیدا ہوتا ہے، بلکہ (ان دونوں کے سوا ایک تیسری چیز ہے)۔ یہ

لہ من المزاج مثل القوة الجاذبة في مغناطيس ومثل طبيعة كل نوع من انواع النبات والحيوان المستفادة بعد المزاج باعداد المزاج وليست من بسائط المزاج ولا نفس المزاج اذ ليست حارة ولا برودة ولا رطوبة ولا يبوسة لا بسيطة ولا ممتزجة بل هي مثل لون اوراثمة او نفس او صورة اخرى ليست من المحسوسات

ایک کمال ہے جو عنصر (مادہ) کو حسب استعداد مزاج کی وجہ سے حاصل ہوا کرتا ہے۔ جس طرح قوت جاذبہ یا کشش کی قوت مغناطیس میں (مغناطیس میں حصول مزاج کے بعد) پیدا ہوتی ہے۔ (یہ کہ اپنی طرف کھینچنے کی قوت مغناطیس میں مزاج کے حاصل ہونے کے بعد حاصل ہوا کرتی ہے؛ اسی طرح صورت نوعیہ بھی مرکبات میں مزاج کے حصول کے بعد حاصل ہوا کرتی ہے)؛ اور جس طرح تمام انواع نباتات و حیوانات میں حصول مزاج کے بعد ان کی مخصوص طبیعتیں اس وجہ سے پیدا ہوا کرتی ہیں کہ مزاج کی وجہ سے (ان کے مادہ میں اس مخصوص طبیعت کے قبول کرنے کی) صلاحیت اور استعداد پیدا ہو جاتی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ یہ طبیعت نہ مزاج کے بسائط ہیں، اور نہ خود مزاج ہے (یعنی ان نباتات و حیوانات کی طبیعتیں دراصل ان کے مزاج نہیں ہیں، اور نہ وہ کیفیات بسیطہ) یعنی حرارت، برودت، رطوبت، یبوست ہیں، جن سے مزاج حاصل ہوتا ہے۔ بلکہ طبیعت ایک قوت ہے، جو ان میں حصول مزاج کے بعد حاصل ہو جاتی ہے۔ اس لئے کہ نباتات و حیوانات کی طبیعتیں حقیقت میں حرارت، برودت، رطوبت، اور یبوست کا نام نہیں ہیں، خواہ یہ کیفیات بسیطہ (مفردہ) ہوں، یا مرکبہ (بصورت مزاج)۔ بلکہ یہ طبیعت (یا صورت نوعیہ) رنگ اور بو کی طرح ہے (جو حصول مزاج کے بعد پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً گلاب کے پھول میں ایک مخصوص رنگت اور مخصوص بو ہوا کرتی ہے، جو اس میں

لہ مغناطیس میں جو قوت کشش ہے، یہ اگرچہ صورت نوعیہ نہیں ہے، لیکن صورت نوعیہ کی طرح عناصر کے مرکب ہونے اور مزاج حاصل ہونے کے بعد پیدا ہوتی ہے۔ *

اسکے مخصوص مزاج کے حاصل ہونے کے بعد حاصل ہوا کرتی ہے۔ یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ اس ہوا درنگ ہی کا نام طبیعت ہے۔ یا طبیعت نفس کا نام ہے، یا کوئی دوسری غیر محسوس صورت ہے (یعنی طبیعت یا نفس کا نام ہے، یا کسی ایسی صورت کا نام ہے، جو بیرونی حواس سے محسوس نہیں ہوا کرتی۔ ہاں اسکا جلوہ افعال اور اثرات کے ذریعہ نظر آیا کرتا ہے) +

وهذه الصورة الحادثة بعد المزاج قد يتفق ان يكون كما لها الانفعال من الغير اذا كانت هذه الصورة قوة انفعالية كالهناشة مثلا وقد يتفق ان يكون كما لها فعلا في الغير اذا كانت هذه الصورة قوة على فعل في الغير كالمحوضة مثلا

یہ صورت (صورت نوعیہ) جو مزاج کے بعد مرکب میں حاصل ہوا کرتی ہے، گاہے اسکا کمال یہ ہوتا ہے کہ یہ دوسرے سے متاثر ہوا (الفعال من الغير)، اور گاہے اسکا کمال یہ ہوتا ہے کہ دوسرے میں اثر کرے (فعل فی الغير) پہلی صورت اُس وقت ہوتی ہے جبکہ اس میں افعال (متاثر ہونے) کی قوت ہوتی ہے، مثلاً کسی جسم کا بھڑبھڑا ہونا (جبکہ معنی یہ ہیں کہ وہ جسم معمولی اسباب سے ٹوٹ جائے، اور اس کے رینے ریزے بکھر جائیں؛ اور مثلاً کسی جسم کا مد رک اور خستاس ہونا، یعنی اُس میں قوت اور رک کا پایا جانا)، اور دوسری صورت اُس وقت پائی جاتی ہے جبکہ اس صورت میں دوسروں کے اندر اثر کرنے (عمل کرنے) کی قوت ہوتی ہے؛ مثلاً کسی جسم کے اندر ترشی کا پایا جانا +

واذا كانت فعالة في الغير وقد يتفق ان يكون فعلها في بدن الانسان وقد يتفق ان لا يكون دان كانت له اجسام نامية، مثلاً حيوانات ونباتات کی طبیعت کو کھلارا اصطلاحاً نفس کہا کرتے ہیں: مثلاً نفس میدانی، اور نفس نباتی +

قوة تفعل فی بدن الانسان فقد اثر نہیں کر سکتی (یعنی بعض چیزیں اس قسم کی ہیں کہ اگرچہ ان
یتفق ان یفعل فعلاً ملائماً میں قوت مؤثرہ اور قوت فاعلہ موجود ہے، مگر اسکا یہ مخصوص
وقد یتفق ان یفعل فعلاً غیر فعل بدن انسان میں نہیں ہوتا۔ ہاں دوسرے حیوانات وغیرہ
ملائماً ویكون جملة ذلك میں ضرور ہوتا ہے۔ پھر جب اس میں بدن انسان کے اندر
الفعل فعلاً لیس مصدر عن عمل کرنے (اثر کرنے) کی قوت ہوتی ہے، تو اسکی دو صورتیں
من اجلہ بل عن صورۃ النوعیہ ہیں: گاہے اسکا فعل مناسب (صحت بخش) ہوتا ہے، اور
الحادثة بعد المزاج فلہذا یسمی گاہے غیر مناسب (مضر رساں)۔ لیکن ان سارے
هذا فعلاً جملة الجواهر ای بصورۃ افعال کا مصدر اور سرچشمہ اس کا مزاج نہیں ہوتا، بلکہ اس کی
النوع لا بالکیفیۃ ای لا بالکیفیات صورت نوعیہ ہوتی ہے، جو حصول مزاج کے بعد ان میں
الاسرار وما هو مزاج عنہا پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی لئے اس فعل کا نام فعل بجملة الجواهر
یعنی صورت نوعیہ کا فعل رکھا جاتا ہے، یعنی یہ اثر اور یہ
فعل کیفیت کی وجہ سے۔ یعنی کیفیات چار گانہ کی وجہ سے
نہیں ہوتا، اور نہ اس چیز (عناصر) کی وجہ سے ہوتا ہے،
جس سے وہ مرکب ہے +

واما الملائمة فمثل فعل فاوانیا فعل مناسب (صحت بخش اثر) کی مثال فاوانیا یعنی
وهو عود الصليب فی ابطاله عود صلیب کا فعل ازالہ مرض صریح ہے۔ اور فعل منافی
الصراع واما المنافی فمثل قوت (مضر رساں اثر) کی مثال بچھناک کا اثر ہے جو جوہر انسان
البیش المفسد لا لحوہ کا انسان (نفس انسان) کے لئے مفسد اور مہلک ہے +
عود صلیب کا یہ نام اس لئے رکھا گیا ہے کہ اس کے توڑنے پر صلیب کی صمدت نظر آتی ہے +
بچھناک (بیش) کو نہ ہر ہلاہل یا ستم ہلاہل بھی کہا جاتا ہے۔ ہلاہل چین کا ایک مقام ہے جہاں
یہ پیدا ہوتا ہے۔ آئی +

کسی چیز کو حار یا بارد کہا جاتا ہے (چونکہ حرارت اور برودت

تراس سے کیا مراد ہے؟ کیفیات محسوسہ میں سے ہیں،

اور علم طب میں بعض چیزوں کو حار اور بارد کہا جاتا ہے،

حالانکہ ان کی حرارت و برودت محسوس نہیں ہوا کرتی۔ اسلئے

شیخ اس وقت اس قول کی وضاحت کرنا چاہتے ہیں کہ یہ چیزیں بالفعل گرم نہیں ہوتی ہیں، بلکہ بالقوہ۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں: (وندرجہ لان فنقول انا اذا قلنا اب ہیں لوٹنا چاہئے۔ ہم جو کسی چیز کو حار یا بارڈ کہا کرتے ہیں، خواہ وہ چیز کھانے کی ہو، (غذا، ہو یا دوا ہو)، یا باہر حار اور بارد فاعلاً یعنی انہ سے لگانے کی ہو؛ تو اس سے ہماری مراد یہ نہیں ہوتی ہے کہ لاف بالقوہ لا بالفعل ونعنی کہ وہ بالفعل گرم یا سرد ہے، بلکہ ہماری مراد محض یہ ہوتی ہے انہ بالقوہ احتمن ابداننا کہ وہ چیز بالقوہ گرم یا سرد ہے (اُس میں گرمی یا سردی کی اور ابرد من ابداننا ونعنی بھلا قوت پائی جاتی ہے)۔ اور یہ مطلب ہوتا ہے کہ وہ ہمارے بالقوہ معتبرۃ بوقت فعل حرارتہ بدن سے بالقوہ گرم ہے، یا وہ ہمارے بدن سے بالقوہ بدن ننا فیہا بان تكون اذا بالفعل سرد ہے۔ پھر اس قوت سے اُس وقت کی قوت مراد ہے حاملها عن الحار الغریزی جبکہ ہمارے بدن کی حرارت اُس میں اثر کرے؛ بایں معنی کہ الذی لنا حدث جئنا فیہا جب وہ چیز یعنی دوا یا غذا، جو اس قوت کی حامل ہوتی ہے (ہے) ہمارے بدن کی حرارت غریزیہ سے متاثر ہوتی ہے۔

ذالک بالفعل
تو اس وقت اس میں یہ قوت بالفعل حاصل ہو جاتی ہے
(وہ قوت بالفعل گرمی یا سردی پیدا کرنے لگ جاتی ہے)۔
وربما عنینا بھذا القوۃ شیئاً
الآخر وہ ان القوۃ بمعنی جو دہ
الاستعداد کقولنا ان الکبریت
حار بالقوۃ

گاہ ہے اس قوت سے ہم دوسری چیز مراد لیا کرتے ہیں۔ یعنی قوت سے ہم جدت استعداد (فوجی استعداد) مراد لیا کرتے ہیں + چنانچہ جب ہم کہا کرتے ہیں کہ گندہک بالقوہ گرم ہے (تو اس سے ہماری مراد یہ ہوتی ہے کہ اس میں گرم ہو جانے کی استعداد و قابلیت خوب ہے۔ یا یہ کہ اس میں حرارت کے قبول کرنے کی قوت "فعل" سے زیادہ قریب ہے۔ دوسری چیزیں اگر دیر میں گرم ہوتی اور جلتی ہیں، تو گندہک جلد گرم ہو جاتی ہے)۔

وربما التفتنا بقولنا ان اللہ حار اور باردانی الا غلب
اور گاہ ہے کسی چیز کو حار یا بارد کہنے میں۔
ہماری ترجمہ اس طرف ہوا کرتی ہے کہ اُس کے مزاج کے

فی مزاجہ من الارکان الاولیٰ ارکان اولیہ (عناصر) میں سے ”اجزاء حارہ“ یا ”اجزاء
غیر ملتفتین الی جانب فعل بارہ“ غالب ہیں، ہماری توجہ اس وقت اس طرف نہیں
ہوتی کہ اسکا اثر ہمارے بدن میں کیا ہے (بس محض یہ نظر
ہوتا ہے کہ اس میں عناصر کے اجزاء حارہ زیادہ ہیں، یا
عناصر کے اجزاء بارہ زیادہ ہیں) +

و قد نقول للذی اءانہ بالقوۃ اذ اذکانت القوۃ بمعنی المملکۃ
القوۃ الکاتب التارک للکتابۃ علی الکتابۃ مثل قولنا ان البیش
بالقوۃ مفسد

اسی طرح گاہے ہم بعض دواؤں کے بارہ میں
(خواہ وہ بیرونی ادویہ میں سے ہوں، یا اندرونی ادویہ میں
سے) کہا کرتے ہیں کہ ”وہ بالقوہ ایسی ہے“ اور اس وقت
قوت سے ہماری مراد (مذکورہ معانی نہیں ہوتے، بلکہ اس سے
مراد) ملکہ ہوا کرتا ہے، جس طرح کاتب میں باوجود شغل کتبات
کے ترک کر دینے کے کھنکے کی قوت موجود ہوتی ہے (کھنکے کا
خاص ملکہ ہوتا ہے)۔ چنانچہ (اسی مفہوم کو لیکر) ہم بیش
کے بارہ میں کہا کرتے ہیں کہ ”وہ بالقوہ مفسد ہے“ (بھیناک
بالقوہ ہلک ہے، یعنی اس میں اہلاک کا ایک خاص ملکہ ہے)۔

والفرق بین هذا وبين الاول
ان الاول ما لم یحیلہ البدن احوالہ
ظاہرۃ لم یخرج الی الفعل وهذا
اما ان یفعل بنفس الملاحاتۃ
کسم الافعی او بادنی استحالۃ فی
کیفیتہ کا لبیش

اس میں (جبکہ قوت کے معنی ملکہ کے ہوں) اور پہلی
صورت میں (جبکہ قوت پہلے سمنے میں ہو، یعنی جو بدن میں
اثر کرنے کے بعد ظاہر ہو) یہ فرق ہے کہ پہلی صورت میں
جب تک بدن اُس میں نمایاں طور پر تغیر و استحالہ نہ پیدا
کر لے، اُس کا فعل ظاہر نہیں ہوتا (یعنی وہ قوت سے فعل
میں نہیں آتی)؛ اور یہ (یعنی جس میں قوت بمعنی ملکہ ہو) بدن
سے ملائی ہوتے ہی اثر کر جاتی ہے، جیسے افعی نامی سانپ
کا زہر؛ یا یہ کہ اُس کی کیفیت میں ذرا سا استحالہ ہونے
کے بعد اثر کر جاتی ہے، جیسے بیش (یعنی سانپ کے زہر اور
بھیناک میں مار ڈالنے کا خاص ملکہ ہے) +

وبین القوۃ الاولیٰ والقوۃ الثانی

پہلی قوت کے (جو بدن سے متاثر ہونے کے بعد عمل

ذکر ناھا قوۃ متوسطۃ ھے مثل (کہتی ہے) اور اس قوت کے درمیان جسکا ہم نے ابھی ذکر
قوۃ الادویۃ السمیۃ کیا ہے (جو بیٹھے ملکہ ہے) ایک درمیانی قوت بھی ہے، مثلاً
ادویہ سمیہ کی قوت (جیسے افیون، شکران، اجرائن، خراسانی
وغیرہ کا اثر) +

اس قسم کی ادویہ سمیہ میں دو قسم کے اثرات ہوا کرتے ہیں: (۱) وہ اثر جو ان کی کیفیت یعنی حرارت و برودت
وغیرہ سے ظاہر ہوتا ہے؛ — (۲) وہ اثر جو ان کی کیفیات کی شدت سے ظاہر ہوتا ہے، جسکی وجہ سے یہ دوائیں
افساد مزاج میں خالص سموم کے مقابلہ میں کھڑی ہوتی ہیں۔ چنانچہ پہلی حیثیت سے انکا فعل دواؤں کے مانند
ہے، اور دوسری حیثیت سے انکا فعل سموم سے مشابہ ہے، جو بالخاصہ اثر کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے ان کو
”ادویہ سمیہ“ کہا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ سموم میں سے نہیں ہیں۔ بلکہ دواؤں کے قبیلے سے ہیں۔ کیونکہ دوائیں
کیفیت سے اثر کرتی ہیں، اور سموم خاصیت سے۔ گیلانی +

ثم نقول ان مراتب الادویۃ درجات ادویہ پھر ہم کہتے ہیں کہ ادویہ کے مراتب (درجات)
قد جعلت اربعۃ (مراتب ادویہ) چار مقرر کئے گئے ہیں +

المرتبة الاولى منها ان يكون
فعل المتناول في البدن بکيفيته کھانے کے بعد بدن میں اس کی کیفیت کا جو اثر ہو، وہ محسوس
فعلاً غیر محسوس مثل ان یسخن نہ ہو؛ مثلاً یہ کہ اس سے جو گرمی یا سردی پیدا ہو، وہ معلوم
اویہر دتخینا او تبریداً لیس و محسوس نہ ہو سکے۔ ہاں اگر اسے بار بار یا بکثرت کھلایا
یظن له ولا یحس به الا ان یتکرر ^{بکثرت} عاے، (تو اس کی گرمی یا سردی محسوس ہوگی) +

دوا معتدل کا اثر بھی بدن میں نمایاں نہیں ہوا کرتا ہے۔ پھر دوا معتدل اور پہلے درجہ کی دوا میں
کیا فرق ہے؟ اسکا جواب یہ ہے کہ پہلے درجہ کی دوا میں تکرار استعمال اور کثرت استعمال سے اسکا اثر
نمایاں ہو جاتا ہے۔ مگر دوا معتدل میں تکرار اور کثرت استعمال کے بعد بھی کوئی اثر ظاہر نہیں ہوتا۔ گیلانی

والمرتبة الثانية ان يكون الفعل
اقوی من ذلك ولكن لا یبلغ ان ہو تباہ، مگر یہاں تک نہیں ہوتا کہ افعال میں نمایاں ضرر
یضرب بالافعال ضرراً بئیناً ولا یغیر ظاہر ہو سکے؛ اور نہ اس سے بالذات مجراے طبعی (رتقار
مجراھا بطبیعہ الا بالعرض الا ان طبعیت اور طبعی افعال) میں فرق آتا ہے؛ اگر کبھی اس سے
یتکرر دیکثر طبعی افعال میں فرق آتا بھی ہے، تو بالعرض؛ ہاں اگر

اسے بار بار یا بکثرت کھلایا جائے تو نمایاں طور پر ضرر بھی ہو سکتا ہے +

طبی افعال میں باعرض فرق آنے کی صورت یہ ہے کہ مثلاً دوسرے درجہ کی گرم دوا ہو، اور وہ اسکے ساتھ ہی سہل بھی ہو، تو دستوں کی کثرت کی وجہ سے ممکن ہے کہ طبی افعال میں تغیر آجائے۔ اسی طرح اگر کوئی دوا درجہ دوم میں گرم یا سرد ہونے کے باوجود مدر، متقی، یا مسرق ہو، تو دوا سہل کی طرح ان سے بھی باعرض اسی قسم کی خرابی لاحق ہو سکتی ہے۔ یہ ضرر اسکی ذاتی کیفیت کی طرف منسوب نہ ہوگا۔ گیلانی +

والمرتبة الثالثة ان يكون مرتبة الثالثة (درجہ سوم) سے مراد یہ ہے کہ اس کے فعل سے بالذات ضرر ایسا نکلے کہ اس حد تک نہ پہنچے کہ انسان اس سے ہلاک اور بدن کا ہو جائے۔ (ہاں مگر اگر کثرت استعمال سے ہلاکت اور فساد بدن ممکن ہے) +

والمرتبة الرابعة ان يكون خلاك بحيث يبلغ ان يهلك ويفسد فعل اس حد تک پہنچ جائے کہ وہ انسان کو ہلاک کر دے، اور بدن کو فاسد کر دے۔ یہ آخری صورت (مارڈالنا) ادویہ میں کی خاصیت ہے (یعنی درجہ چہارم کی دوا کو "دوارسی" کہتے ہیں)۔ یہ فعل تو وہ ہے جو کیفیت سے وابستہ ہے (یعنی دوا تسمی کا عمل ہلاک و فساد اور مارڈالنا کیفیت سے صاف ہوتا ہے)۔ لیکن جو چیز جملہ جہر سے یعنی صورت نوعیہ سے مارڈالتی ہے، اسے سم (زہر) کہا جاتا ہے، (نہ کہ دوا تسمی) +

اس کے ساتھ ہی اتنا اور بھی جانتا چاہئے کہ ان چاروں درجات کے پھر اور بھی تین مدارج ہیں: اول، آخر، اور ان دونوں کے وسط میں اوسط۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ مثلاً یہ دوا درجہ دوم کے اول میں، یا آخر میں، یا درجہ دوم کے وسط میں گرم ہے +

ونقول من السراس ان جميع ما يرد على البدن مما يجرى (یعنی شروع سے اس طور پر تقسیم کرتے ہیں کہ یہ غذا، دوا،

بہینہما فعل والفعال اما ان يتغير معتدل اور غیر معتدل، اور رسوم پر حاوی ہو :- جو چیزیں
عن البدن ولا یغیرہ واما بدن انسان پر وارد ہوتی ہیں (بدن کے اندر پہنچتی ہیں) اور
ان يتغير عن البدن ولا یغیرہ ان چیزوں کے اور بدن کے درمیان فعل والفعال (تأثیر
و تاثر) ہوتا ہے، انکی تین قسمیں ہیں : (۱) وہ چیز خود تو بدن
و اما ان لا يتغير عن البدن (کے غل) سے متغیر ہو، لیکن وہ بدن کو متغیر نہ کر سکے ؛
و یغیرہ

(۲) خود بھی بدن سے متغیر ہو، اور بدن کو بھی متغیر کر سکے
(۳) بدن سے خود تو متغیر نہ ہو، لیکن بدن کو متغیر کر دے۔

فاما الذی يتغير عن البدن (۱) چنانچہ اگر (پہلی صورت ہو، یعنی) وہ چیز خود
ولا یغیرہ تغیراً معتداً بہ تو بدن سے متغیر ہو جائے، لیکن وہ بدن کو کافی طور پر
فاما ان یشبہ بالبدن واما متغیر نہ کر سکے، (یعنی خود اس چیز میں تو تبدیلی آجائے، لیکن
ان لا یشبہ بہ فالذی یشبہ بدن میں کوئی معتد بہ تبدیلی نہ کر سکے)، تو اسکی دو صورتیں
بہ فهو الغذاء علی الاطلاق ہیں : (الف) خود وہ بدن کے مشابہ بن جائے ؛ (ب)
و اما الذی لا یشبہ بہ فهو الذاء بدن کے مشابہ نہ بن سکے + اگر وہ بدن کے مشابہ بن
المعتدل سکے (جز وہ بدن ہو سکے) تو وہ غذاء مصطلق (خالص غذا)
ہے۔ اور اگر وہ بدن کے مشابہ نہ ہو سکے (جز وہ بدن
نہ ہو سکے) تو وہ دو اء معتدل ہے +

و اما الذی يتغير عن البدن (۲) اگر (دوسری صورت ہو، یعنی) وہ خود بھی
ولا یغیرہ فلا یخلو اما ان یکون بدن سے متغیر ہو، اور بدن کو بھی متغیر کر دے، تو اسکی
کما يتغير عن البدن یغیر البدن دو صورتیں ہیں : (الف) جب وہ بدن سے متغیر ہو، اور
ثم انه يتغير عن البدن اخرا لا یغیر بدن میں تغیر پیدا کرے، تو آخر میں خود متغیر ہو کر اس کا
فی بطل تغیرہ و اما ان لا یکون كذلك تغیر باطل ہو جائے (اور اس کا عمل ختم ہو جائے) ؛ (ب)
بل یکون هو الذی یغیر البدن ایسا نہ ہو، (اس کا عمل باطل نہ ہو) بلکہ وہ آخر میں بدن کو
اخر لا یفسدہ متغیر کر کے فاسد کر دے +

والقسم الاول اما ان یکون بحیث اگر پہلی قسم ہو (یعنی جبکہ وہ بدن سے متغیر ہو کر
یشبہ بالبدن او لا یکون بحیث آخر میں اس کا عمل خود ہی باطل ہو جائے)، تو پھر اس کی

بیشبہ بہ فان تشبہ بہ فهو الغذاء دو صورتیں ہیں : یا وہ بدن سے مشابہ (جز و بدن) بننے
الدوائی وان لم یشبہ فهو الدواء کے لائق ہو، یا وہ مشابہ (جز و بدن) بننے کے لائق نہ ہو۔
المطلق چنانچہ اگر وہ (بدن سے متغیر ہو کر اور بدن میں تغیر پیدا
کے کے آخر میں) جز و بدن بننے کے قابل ہو، تو اسے دواء
غذائی کہا جاتا ہے؛ اور اگر وہ جز و بدن بننے کے
قابل نہ ہو، تو وہ دواء مطلق (خالص دوا) ہے۔

والقسم الثانی فهو الدوائی القسم
المسمی اور اگر دوسری قسم ہو (یعنی وہ بدن سے متغیر ہو کر
اور بدن کو متغیر کر کے آخر میں اسکا عمل باطل نہ ہو، بلکہ
بدن کو فاسد کر دے) تو اسے دواء سسمی (زہریلی دوا)
کہا جاتا ہے۔

واما الذی لا یتغیر عن البدن (۳) اور اگر (تیسری صورت ہو، یعنی) وہ بدن سے
البتہ ویغیرہ فهو السسم المطلق خود کو متغیر نہ ہو، لیکن بدن کو متغیر کر دے، تو اسے سسم
مطلق (زہر خالص) کہا جاتا ہے۔ (تریاق اور فاذہر
بھی اسی قسم میں شامل ہیں۔ گیلانی) +

الغرض جرحیز بدن کے اندر پہنچتی ہیں، اور ان میں اور بدن میں افعال و انفعال ہوتا ہے،
ان کی چھ قسمیں ہیں : غذا، مطلق، دواء، معتدل، دوا، غذائی، دوا، سسمی، اور سسم مطلق +

ولست افعی بقولنا انه لا یتغیر [تنبیہ] ہم نے جو یہ کہا ہے کہ سسم مطلق بدن سے متغیر
عن البدن انه لا یسخن فی البدن نہیں ہوتا ہے "تو اس سے ہمارا مدعا یہ نہیں ہے کہ وہ
یفعل الحار الغریزی فیہ بل حرارت غریزیہ کے فعل سے بدن کے اندر گرم بھی نہیں
اکثر السموم مالم یسخن فی البدن ہوتا۔ کیونکہ اکثر سموم کی حالت یہ ہے کہ جب تک وہ
یفعل الحار الغریزی فیہ لم حرارت غریزیہ کے عمل سے گرم نہیں ہوتے، وہ بدن کے
یؤثر فیہ بل نعنی انه لا یتغیر فی اندر کرئی اثر بھی نہیں کر سکتے۔ بلکہ (اس قول سے) ہمارا
صورۃ الطبیعیۃ بل لا یزال مدعا یہ ہے کہ ان کی صورت طبعیہ (صورت نوعیہ) میں تغیر
یفعل وهو ثابت القوۃ والصورۃ نہیں آتا؛ انکی قوت اور صورت قائم رہتی ہے، اور وہ
حتى یفسد البدن (اس کے باوجود) برابر عمل کرتے چلے جاتے ہیں، یہاں تک

کہ آخر کار بدن فاسد ہو جاتا ہے +

و قد يكون طبيعة هذا حاسة [تنبيه] سم یعنی زہر کی طبیعت (کیفیت) گاہے گرم ہوتی ہے؛ فتعین طبیعت خاصية فی تحلیل الروح چنانچہ جب ایسا ہوتا ہے، تو اس کی کیفیت حرارت زہر کی کسم الافع والبیض و قد تكون خاصیت تحلیل روح کی اور بھی امداد کر دیتی ہے؛ جیسے افی باردۃ فتعین طبیعتہ خاصية کا زہر اور بیش + اسی طرح گاہے زہر کی کیفیت بار د ہوتی فی اخاد الروح و ایھا ذہ کسم العقرب ہے؛ ایسی صورت میں اس کی کیفیت برودت زہر کی خاصیت والشوکان کی اور بھی امداد کر دیتی ہے، جس سے روح جلد بچ جاتی اور

کمزور ہو جاتی ہے، جیسے بچھو کا زہر اور شوکران۔

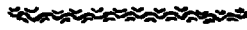
سانپوں کے زہر کے گرم ہونے کے قرائن یہ بتائے جاتے ہیں کہ اس میں سخت سوزش اور ملین ہوتی ہے۔ اگرچہ بعض متقدمین اطباء کا خیال ہے کہ سانپ کا زہر بار د ہے۔ اسپر وہ دلیل یہ قائم کرتے ہیں کہ بعض افاعی کے ڈسنے کے بعد ہاتھ پاؤں میں خدر (بے حسی) اور برودت لاحق ہو جاتی ہے؛ اور یہ کہ تریاق کی دوائیں گرم ہیں، جن سے اس میں فائدہ ہوا کرتا ہے۔ بچھو کے زہر کے بار د ہونے پر یہ قرینہ پیش کیا جاتا ہے کہ اس کے ڈسنے کے بعد پیٹ بھول جاتا ہے، گاہے بلا ارادہ متع خارج ہوتی ہے، ہضم خراب ہو جاتا ہے اور مریض ایسا محسوس کرتا ہے، گویا وہ برف کے اندر پڑا ہوا ہے۔ ہاں، بچھو کی ایک بہت ہی چھوٹی قسم جتھارا لہ ہے، جو دم گھسیٹ کر چلتا ہے (جٹارہ = گھسیٹنے والا)۔ اسکے زہر کو گرم بتایا جاتا ہے۔ آئی شوکران کی مثال دینا یہاں صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ یہاں تو سم مطلق کا ذکر ہے، نہ کہ دوا رسمی کا۔

شوکران ایک دوا رسمی ہے۔ دوا ہونے کی دلیل تو یہ ہے کہ یہ تیسرے درجہ میں بار د یا بس ہے؛ اسکا ضد گرم نقرس اور گرم اورام میں مفید ہے؛ پیشانی پر لیپ لگانے سے صداع حاد کے درد کو تسکین دیتا ہے؛ پیڑ پر لیپ کرنے سے ادجاع رحم کو تسکین دیتا اور خون جیض کو روکتا ہے۔ وغیرہ۔ آئی

وجميع ما یغذ و قد یغیر البدان [تنبيه] جو چیزیں بدن کے تغذیہ میں صرف ہوتی ہیں، (خواہ وہ آخر الامر تغیراً طبعیاً وھو التخنین بار د ہوں یا حار)، وہ آخر کار بدن میں ایک طبعی تغیر پیدا فانه اذا استحال الی الدم سزا د کرتی ہیں؛ یعنی بدن میں (طبعی) حرارت پیدا کرتی ہیں، کیونکہ الاحالة فی التسخین حتی ان الخس وہ چیزیں جب خون میں تبدیل ہو جاتی ہیں، تو بدن میں الاحالہ والقرع یسخن ان هذا التسخین لا اور لازمی طور پر حرارت پیدا ہوگی۔ حتی کہ کاہوا اور کہ دھجی (باد جو) انالسا نقصد بالتغیر هذا ٹنڈے ہوٹیکے) بدن کے اندر اس قسم کی حرارت پیدا کرتے

التسخين بل ما كان صاعداً عن
کیفیت التسخين ونوعه بعد باق
ہیں۔ لیکن دہم جو کسی دوار کے بارہ میں کہا کرتے ہیں کہ ”یہ
دوار گرم ہے، اس سے بدن میں تغیر پیدا ہوتا ہے، اور
بدن کی حرارت بڑھ جاتی ہے“ تو اس تغیر سے ہمارا مفہوم
یہ تغیر اور یہ تسخین نہیں ہوتا، جو غذاؤں سے حاصل ہوتی ہے
(جس طرح غذاؤں سے حاصل ہوتی ہے)؛ بلکہ اس تسخین
(دوائی تسخین) سے مراد وہ تسخین ہے جو کسی چیز کی کیفیت
سے صادر ہو، اور اس چیز کی نوعیت (صورت نوعیہ) میں
ابھی تک کوئی تبدیلی نہ آئی ہو۔

بلکہ وہ اپنی صورت نوعیہ پر قائم ہو، اور وہ بدن میں گرمی پیدا کر رہی ہو، اس کے برعکس غذا سے
جو حرارت بدن میں پیدا ہوتی ہے، وہ اس وقت ہوتی ہے، جبکہ اس کی صورت نوعیہ تبدیل ہو چکی ہے، اور
وہ خون کی شکل میں چلتی ہے۔ غذا سے بدن میں جو تسخین یعنی گرمی حاصل ہوتی ہے، اور دوار سے جو تسخین
حاصل ہوتی ہے، ان دونوں میں بھی فرق ہے۔



تنبیہ (اب دوار غذائی اور دوار مطلق میں یہ فرق بیان کیا جاتا ہے کہ دوا بخالص بدن کی وجہ سے
محض اپنی کیفیت میں تسخیل و متغیر ہوتی ہے، اور دوار غذائی بدن سے اپنی کیفیت میں بھی تسخیل و متغیر
ہوتی ہے، اور اپنی صورت میں بھی، کیونکہ دوار غذائی میں غذائیت ہوا کرتی ہے، جو صورت نوعیہ میں متغیر
و تسخیل ہو کر غرن ہو جاتی ہے۔ چنانچہ شیخ فرماتے ہیں:)

والدواء الغدائی يستحيل عن البدن
بدن (کے عمل) سے جس طرح دوار غذائی کے جوہر (صورت
بجوہرہ و لتسحيل عنه بکیفیتہ لکنہ نوعیہ) میں تغیر و استحالة ہوتا ہے، اسی طرح اسکی کیفیت
لتسحيل ادکائی کیفیتہ فمنہ ما لتسحيل میں بھی بدن کی وجہ سے تغیر و استحالة ہوتا ہے، لیکن کیفیت
ادکائی حرارۃ فیسخن کالتشوم میں تغیر و استحالة صورت نوعیہ سے پہلے ہوا کرتا ہے جبکی
ومنہ ما لتسحيل ادکائی بدو دة دو صورتیں ہیں: (۱) بعض ادویہ غذائیہ تو وہ ہیں جو پہلے حرارت کی طرف
فیبرد کالخص فاذا استتمت تسخیل ہو کر بدن میں حرارت پیدا کر دیتی ہیں، مثلاً لسن؛ (۲) بعض ادویہ غذائیہ
الاستحالة الى الدم کان اکثر وہ ہیں جو پہلے بدو تسخیل ہو کر بدن میں بدو تسخیل پیدا کر دیتی ہیں، مثلاً کاجوہر
فعلها التسخين بتوفير الدم بعد جب استحالة مکمل ہو جاتا ہو، اور یہ طور پر خون بن جاتی ہیں، تو خون میل مٹا کرنے

وکیف لا یلین بتوفیر الدم کی وجہ سے انکا بیشتر عل تسخین ہی ہوتا ہے (خواہ یہ بار دہی
وقد استجالت حارۃ و خلعت کیوں نہ ہوں، جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے)۔ خون میں اضافہ
برود تھا کرنے کے بعد آخر ان سے گرمی کیوں نہ پیدا ہو؟ جبکہ یہ برود

کو چھوڑ کر حرارت میں تبدیل ہو گئیں (پہلے اگر یہ بار دہیں، تو
اب گرم ہو گئیں، کیونکہ جب یہ خون میں تبدیل ہو گئیں، تو
اب بار دہی کیونکر رہ سکتی ہیں)۔

لکن قد یصعب ایضاً کل واحد لیکن استعمال جوہری (استحالة صوری) کے بعد بھی یعنی
منہا من الکلیفۃ الغریزیۃ شئ خون میں تبدیل ہونے کے بعد بھی) ان دونوں صورتوں میں
بعد الاستحالة فی الجوہر فیبقی (خواہ یہ بار دہوں یا حار) کچھ ان کی اصلی کیفیت (کیفیت غریزیہ)
فی الدم الحادث من العنصر باقی رہ جاتی ہے، چنانچہ جو خون کا ہو سے بنتا ہے، اس میں
تبرید ما فی الدم الحادث کچھ تھوڑی سی برودت باقی ہوتی ہے، اور جو خون لسن سے
من الثوم تسخین ما و لکن الے تیار ہوتا ہے، اس میں کچھ تھوڑی سی حرارت باقی ہوتی ہے،
حین اگرچہ یہ کیفیت کچھ زیادہ عرصہ تک نہیں رہا کرتی (بلکہ جلدتر
ہی غائب ہو جاتی ہے)۔

ولا دویۃ الغذائیۃ فمنہا ما هو (یہاں سے ادویۃ غذائیہ کی، یا اغذیۃ دوائیہ
اقراب الی الدوائیۃ ومنہا ما کی تقسیم) کی تقسیم شروع ہوتی ہے)۔ بعض ادویۃ غذائیہ
ہو اقراب الی الغذائیۃ کما دوائیت سے زیادہ قُرب رکھتی ہیں (ان میں اجزاء غذائیہ
ان کا اغذیۃ نفسہا منہا ما ہی سے زیادہ اجزاء دوائیہ ہوتے ہیں)۔ اور بعض ادویۃ غذائیہ
تربیۃ الطباع الے جوہر الدم غذائیت سے زیادہ قُرب رکھتی ہیں (ان میں اجزاء دوائیہ
کا شراب و مح البیض و ماء اللحم سے زیادہ اجزاء غذائیہ ہوتے ہیں)۔ جس طرح خود غذاؤں
ومنہا ما هو بعد منہ لیسیداً میں سے (اغذیۃ خالصہ، اغذیۃ صرفہ) بھی بعض بلحاظ اپنی
مثل الخنزیر و اللحم و منہا ما هو بعد طبیعت کے جوہر خون (طبیعت خون) سے زیادہ قُرب
جلداً کا لا غذائیۃ الدوائیۃ رکھتی ہیں؛ مثلاً شراب، زردی بیضہ (رُج البیض) اور اللحم
(گوشت کا بانی)۔ اور بعض بلحاظ طبیعت کے جوہر خون سے
استقد قُرب نہیں رکھتی ہیں، بلکہ اس سے کسی قدر دور ہوتی

ہیں؛ مثلاً روٹی اور گوشت۔ اور بعض بہت ہی دور ہوتی

ہیں؛ مثلاً اغذیہ دوائیہ +

اغذیہ کیونکر ضرر پہنچاتی ہیں ہم کہتے ہیں کہ غذائیں بدنی حالات میں جس طرح کیفیت سے تغیر پیدا کرتی ہیں، اسی طرح

کمیت (مقدار) سے بھی۔ کیفیت سے غذائیں کیونکر بدنی حالت میں تغیر پیدا کرتی ہیں؟ یہ تھیں اس سے پہلے معلوم ہو چکا ہے (یعنی مثلاً وہ بدن میں حرارت یا برودت کا اضافہ کر دیتی ہیں)۔ اور کمیت (مقدار) سے اس طرح بدن میں

تغیرات پیدا کرتی ہیں کہ مثلاً اگر غذائیں مناسب مقدار سے زیادہ کھلائی جائیں تو تھمہ (بدامنی) اور مستے اور اسکے بعد عفونت (اخلاط میں عفونت) پیدا کر دیتی ہیں۔ اور اگر مقدار مناسب سے کم کھلائی جائیں، تو ذبول (لاغری) پیدا ہو جاتا ہے +

زیادہ مقدار میں غذا کا کھلانا ہر صورت میں مبرور ہے (خواہ وہ غذا حار ہو یا بارد)۔ ہاں اگر اس حالت میں ان غذاؤں سے عفونت لاحق ہو جائے، تو اس سے بدن میں حرارت پیدا ہو جائیگی، کیونکہ عفونت جس طرح حرارت غریبہ سے پیدا ہوا کرتی ہے، اسی طرح اس سے بدن میں بھی حرارت غریبہ پیدا ہو جاتی ہے +

اقسام غذا پر ہم کہتے ہیں: بعض غذائیں لطیف ہوتی ہیں، بعض کثیف، اور بعض لطافت و کثافت میں معتدل + غذا اے لطیف وہ ہے جس سے رقیق خون بنے؛ اور غذا اے کثیف وہ ہے جس سے گاڑھا خون (خون غلیظ) بنے۔ (اور غذا اے معتدل وہ ہے، جس سے اوسط درجہ کا خون بنے) +

ونقول ان الغنایا یغیر حال البدن بکیفیۃ و بکمیتہ اما بکیفیۃ فقد عرفت ذلک و اما بکمیتہ فذلک اما بان یزید فیورث التخمۃ و السدد شمل العفونۃ و اما بان ینقص فیورث الذبول

والنریادۃ فی کمیتۃ الغنایا مبرورۃ دائماً اللهم الا ان یعرض منها عفونۃ فیسخن فان العفونۃ کما انھا تحدث عن حرارۃ غریبۃ کذلک تحدث عنها ایضاً حرارۃ غریبۃ

ونقول ایضاً ان الغنایا منہ لطیف ومنہ کثیف ومنہ معتدل واللطیف هو الذی یتولد منہ دم رقیق و الکثیف هو الذی یتولد منہ دم تخین

وکل واحد من الاقسام فاما
ان يكون كثيرا للتغذية واما
ان يكون يسيرا للتغذية
پھر ان میں سے ساری قسمیں گاہے کثیر التغذیہ
(کثیر الغذاء) ہوتی ہیں، اور گاہے یسیر التغذیہ
(قلیل الغذاء) * (کثیر الغذاء سے خون بکثرت بنتا ہے، اور
قلیل الغذاء سے خون کمتر تیار ہوتا ہے)۔

مثال اللطیف الكثير الغذاء الشراب
وماء اللحم وحر البیض المسخن او
النیمبرشت فانه كثير الغذاء لان
اکثر جوفه يستحيل الى الغذاء
نغذاء لطیف، کثیر الغذاء کی مثال شراب، ماء اللحم،
اور انڈے کی زردی جو گرم کر لی گئی ہو، یا نیمبرشت انڈے
کی ہو۔ کیونکہ انکا بیشتر جوفہ ہر غذا (خون) میں تبدیل
ہو جاتا ہے *
ومثال الكثیف القلیل الغذاء اللبن
والقديد والبادنجان وما ليشهما
فان الشئ المستحيل منها الى الدم
غذاء کثیف، قلیل الغذاء کی مثال پنیر، قديد (سکھا یا
ہو اگرشت) اور بادنجان (بیگن) جیسی چیزیں۔ ان چیزوں
سے جو خون بنتا ہے، وہ مقدار میں تھوڑا (اور غلیظ)
قلیل ہوتا ہے *
ومثال اللطیف القلیل الغذاء
الجلاب والبقول المعتدلة القوام
والکيفية ومن الثمار التفاح والمان
وما ليشهما
لطیف، قلیل الغذاء کی مثال جلاب (شربت شہد)
جو عرق گلاب اور شہد سے بنایا جاتا ہے، اور بقول (سبز نان)
جو قوام اور کیفیت کے لحاظ سے معتدل ہوں، اور پھلوں
میں سے سیب، انار وغیرہ جیسے پھل *
ومثال الكثیف الكثير الغذاء البیض
المسلوق ولحم البقر
کثیف، کثیر الغذاء کی مثال ابلّا ہوا انڈہ اور گائے
کا گوشت ہے *
~~~~~

وايضاً فان كل واحد من هذه الاقسام قد  
يكون حری لکیموس وقد يكون محمولا لکیموس اور گاہے محمولا لکیموس \*  
کیموس سریانی لفظ ہے، جسکے معنی خلط کے ہیں۔ ”رودی لکیموس“ کے معنی یہ ہوئے کہ اس سے  
رودی اخلاط پیدا ہوں، اور ”محمول لکیموس“ وہ جس سے اچھے اخلاط پیدا ہوں۔ بقول بعض ”عمود لکیموس“  
وہ غذا ہے جس سے خون پیدا ہو، اور ”رودی لکیموس“ وہ ہے جس سے دوسرے اخلاط بنیں۔ بقول بعض  
”رودی لکیموس“ صاف خون کا نام ہے، جسکے ساتھ دوسرے اخلاط محض اسی قدر مخلوط ہوں، جنکا ساتھ

ہونا منافع بدن کے لئے ضروری ہے۔ ۲ لی +

مثال اللطیف الكثير الغذاء الحسن الکیوس

صفحة البیض الیمنہ برشت والشرب ماء اللحم

ومثال اللطیف الكثير الغذاء الشرطی الکیوس

الریة ولحم النواھض

ومثال اللطیف القلیل الغذاء

الحسن الکیوس الحسن والتفاح والرمضان

ومثال اللطیف القلیل الغذاء الردی

الکیوس الفجل والخردل واكثر البقول

مثال لکیف الكثير الغذاء الحسن الکیوس

البیض المسلوق ولحم الخوی من الضان

مثال لکیف الكثير الغذاء الشرطی الکیوس

لحم الثور ولحم البط ولحم الفرس

ومثال لکیف القلیل الغذاء الشرطی

الکیوس القدید

لیکن شیخ نے کیفیت، قلیل الغذاء حسن الکیوس کی مثال نہیں بتائی۔ بعض لوگوں نے اس کی مثال

لاغر بیل کا گوشت بتائی ہے۔ ۲ لی -

وانت تجد فی هذه الجملة

المعتدل

لطیف کثیر الغذاء، حسن الکیوس (عمود الکیوس) کی

مثال انڈے کی زردی، شراب، اور مار اللحم +

لطیف کثیر الغذاء، ردی الکیوس کی مثال پیچیدہ اور

کھم نواہض (کبوتر کے چرڑوں کا گوشت) +

لطیف، قلیل الغذاء، حسن الکیوس کی مثال کا ہو

اور سیب +

لطیف، قلیل الغذاء، ردی الکیوس کی مثال مولی

اور رائی (خردل) اور اکثر سبزیاں +

کیف، کثیر الغذاء حسن الکیوس کی مثال ابلے ہوئے

انڈے، اور یکساں بھیڑ کے بچے کا گوشت +

کیف، کثیر الغذاء، ردی الکیوس کی مثال گائے

بیل کا گوشت، بٹ کا گوشت، اور گھوڑے کا گوشت +

کیف، قلیل الغذاء، ردی الکیوس کی مثال تدید

(سکھایا ہوا گوشت) +

انہی سب مثالوں سے ہمیں (لطیف و کیف کے

درمیان) "معتدل" (معتدل بین اللطافة والکثافة) کی مثالیں

بھی مل سکتی ہیں (انہی مثالوں پر قیاس کر کے معتدل غذاؤں

کی مثالیں نکال لینی چاہئیں) +

الفصل السادس عشر فی احوال المیاء

ان الماء رکن من الارکان

ومخصوص من جملة الارکان

پانی جزء ارکان میں سے ایک رکن ہے (اور دیگر

عناصر کے ساتھ ترکیب بدن میں شامل ہے) مگر جزء ارکان

بائنہ و حدہ من بینہا یدخل سے اس میں ایک یہ خصوصیت پائی جاتی ہے کہ صرف یہی فی جملۃ مایتناول لا لائہ ایک ایسا عنصر ہے جو جملہ متناولات میں داخل ہے (یعنی یغذ و بل لا نہ ینفذ الغذاء جس طرح دوسرے ماکول و مشروب منہ کی راہ داخل ہو کر معدہ تک پہنچتے ہیں، اسی طرح پانی بھی منہ کی راہ داخل ہو کر معدہ تک پہنچتا ہے۔ یہ شرافت اور فضیلت سوا پانی کے کسی اور عنصر کو حاصل نہیں ہے)؛ نہ اس لئے کہ پانی تغذیہ بدن میں صرف ہوتا ہے، بلکہ اس لئے کہ یہ غذاء کو (باریک راستوں میں) نفوذ کرا دیتا ہے؛ اور غذاء کے قوام کی اصلاح کرتا ہے (یعنی پانی کی وجہ سے خون اور دیگر رطوبات بلحاظ قوام کے اس قابل رہتے ہیں کہ یہ تغذیہ بدن میں آسانی سے خرچ ہو سکیں) +

وانما قلنا ان الماء لا یغذ کلان  
الغاذی هو الذی ہو بالقوة  
دم وبقوة ابعده من ذلک جزء  
عضو الانسان  
ہم نے جو یہ کہا ہے کہ پانی تغذیہ بدن میں صرف نہیں ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ غاذی (غذا بخش) وہی چیز ہو سکتی ہے، جس میں خون بن جانے کی استعداد و قدرت ہو، یا اس سے بھی دور تر (بعید تر) عضو انسان بننے کی استعداد و قدرت ہو (جو بالقوة خون ہو، یا بالقوة البعیدہ عضو انسان ہو)

روٹی، گوشت اور وال وغیرہ سے پہلے خون بنتا ہے؛ پھر خون میں بہت سے تغیرات ہوتے ہیں، اور رطوبات ثانیہ بنتی ہیں؛ پھر رطوبات ثانیہ سے اعضا بنتے ہیں۔ ان فرض ان غذاؤں میں جس طرح خون بننے کی قوت و قدرت ہے؛ اسی طرح عضو انسان بننے کی بھی قدرت و قوت ہے، مگر فرق یہ ہے کہ خون پہلے بنتا ہے، اس لئے یہ غذاؤں سے قریب ہے۔ اور اعضا اس کے بعد بنتے ہیں؛ اس لئے یہ غذاؤں سے دور ہیں۔ اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ غذائیں اگرچہ بالقوة جس طرح خون بن سکتی ہیں، اسی طرح اعضا بن سکتی ہیں۔ مگر خون بننے کی قوت و قدرت قریب ہے، اور اعضا بننے کی قوت و قدرت بعیدہ +

لہ متناولات وہ چیزیں جو کھائی یا پی جاتی ہیں +

والجسم البسيط لا يستحيل الى قبول الصورة الدموية ولا الى قبول صورة عضو الانسان ما لم يتركب لكن الماء جوهر يعين في تسهيل الغذاء وترقيقه وبدء رقة نافذ الى العروق ونافذ الى الخارج لا يستغنى عن معونة هذا في تمام امر الغذاء

مگر جسم بسیط میں، جب تک کہ وہ ترکیب نہ پالے، یہ قابلیت نہیں ہے کہ وہ خون کی صورت قبول کر لے (خون بن جائے) یا عضو انسان کی صورت قبول کر لے (عضو بن جائے)۔ لیکن پانی (باوجود بسیط ہونے، اور غذاء میں نہ شامل ہونے کے) ایک ایسا جوہر ہے جو غذا کے اندر بہاؤ اور سیلان پیدا کرنے، اور رقیق بنانے میں امداد کرتا ہے اور خود رہنا بنکر غذا کو عروق اور مخارج (گذرگا ہوں) میں نفوذ کرا دیتا ہے۔ یہ باتیں ایسی (غیر اہم اور غیر ضروری) نہیں ہیں کہ ان کی امداد کے بغیر امر تغذیہ کی تکمیل ہو جائے۔

ثم المياه مختلفة في جوهر المائية ولكن بحسب ما ينخالطها وبحسب الكيفيات التي تغلب عليها

اب یہ معلوم ہونا چاہئے کہ پانی مختلف ہیں (مختلف اقسام کے ہیں)۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ پانی کے جوہر (صورت نوعیہ) میں اختلاف ہوتا ہے؛ بلکہ یہ اختلاف اس لحاظ سے ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ دوسری چیزیں مل جاتی ہیں؛ اور اس لحاظ سے ہوتا ہے کہ (مختلف اسباب سے) اس میں دوسری کیفیات کا غلبہ ہو جایا کر تلہ ہے۔

فانفضل المياه مياه العيون ولا كل العيون ولكن ماء العيون الحرة الارض التي لا يغلب على تربتها شيء من الاحوال والكيفية الغريبة او تكون حجرية فتكون اولي بان لا يعفن عفونة الارضية

چنانچہ بہترین پانی چشموں کا ہوا کرتا ہے۔ لیکن ہر چشمہ کا نہیں، بلکہ اُن چشموں کا، جنکی مٹی خالص ہو، یعنی جسکی مٹی میں کسی غیر طبعی حالت اور کیفیت کا غلبہ نہ ہو (مثلاً اس میں شہروں کی گندگی اور معدن وغیرہ کی آمیزش نہ ہو)؛ یا جس کی زمین پتھر ملی ہو، جو خالص مٹی کے مقابلہ میں عفونت سے دور ہوتی ہے (خالص مٹی خواہ کسی حالت میں کیوں نہ ہو، یہ بمقابلہ پتھر ملی سرزمین کے عفونت سے کسی حد تک قریب ضرور رہتی ہے۔ گیلانی)۔

لكن التي من طينة حرة خير من الحجرية ولا كل عين حرة

لیکن جس چشمہ کی مٹی خالص ہوتی ہے، وہ پتھر ملی سرزمین کے چشمہ سے بہتر ہوتا ہے (کیونکہ پتھر اگرچہ

بل التي هي معد ذلك جارية ولا كل جارية بل الجارية المكشوفة للشمس والرياح فان هذا مما يكتسب به الجارية فضيلة

عقودت سے دور ہوتا ہے، مگر مٹی اگر اچھی ہو تو پانی میں جتنی صفائی اس سے حاصل ہوتی ہے، پتھر سے اتنی نہیں ہوتی) لیکن خالص مٹی کا ہر چشمہ بہتر نہیں ہوتا، بلکہ وہ جو اس کے ساتھ ہی جاری بھی ہو (بہتا ہوا بھی ہو)، اور ہر جاری بھی نہیں، بلکہ وہ جو جاری ہونے کے باوجود کھلا ہوا ہو، کہ دھوپ اور مختلف سمت کی ہوائیں اس سے لگ سکیں۔ چنانچہ یہ بات ایسی ہے کہ اسکی وجہ سے بہتے ہوئے چشمہ کے پانی میں غربی بڑھ جاتی ہے +

واما الراكدّة فريما اكتسبت بالكشف رداً لا تكتسبها بالغوا والستر

رہا وہ چشمہ، جسکا پانی بہتا ہوا نہ ہو، وہ تو اس طرح کھلے رہنے (دھوپ اور ہواؤں کے گھنے) سے اور بھی خراب ہو جاتا ہے۔ اگر ایسا پانی گہرائی میں ہو، اور ٹوٹا کھٹکا ہوا رہے تو بہتر ہے۔ ایسی حالت میں وہ اس قدر خراب نہ ہو سکیگا (جتنا) کہ کھلے رہنے کی صورت میں روایت حاصل کر سکیگا) +

واعلم ان المياح التي تكون طينة المسيل خير من التي تجرى على الاجار فان الطين ينقي الماء ويأخذ منه الحمز وجات الغريبة ويدوّقه والحجارة لا تفعل ذلك لكنه يجب ان يكون طين مسيلاً حراً لا حاراً ولا سبخاً ولا غير ذلك فان اتفق ان كان هذا الماء غليظاً شديد الحمزية يحيل بكثرته ما ينحط الى طبيعته ياخذ الى الشمس في جريان فيجف في جريان الى المشرق خصوصاً الى الصيفي منه فهو افضل لاسيما اذا بعد جداً

یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ جو پانی مٹی پر بہتا ہے، وہ اس پانی سے بہتر ہوتا ہے، جو پتھروں پر بہتا ہے۔ کیونکہ مٹی کی چم سے پانی پاک اور صاف ہو جاتا ہے، اور بری آمیزشیں اس سے الگ ہو کر مٹی میں آ جاتی ہیں۔ اور پتھر پر کام نہیں کر سکتا۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ جس مٹی پر وہ بہے، وہ خالص مٹی ہو، کیچڑ (کالی مٹی) اور شورناک مٹی وغیرہ نہ ہو۔ اگر ان صفات کے ساتھ اتفاقاً پانی گہرا بھی ہو، اور اسکا بہاؤ تیز ہو، اور پانی اتنا زیادہ ہو کہ جو چیز اس کے ساتھ غلط ہو وہ پانی کی طبیعت کی طرف منتقل ہو جائے (اپنا ذاتی اثر نہ دکھلا سکے)، اور اس کے بہاؤ کا رخ آفتاب کی طرف ہو، یعنی اُس کے بہاؤ کا رخ مشرق (پورب) کی طرف ہو، اور علی الخصوص مشرق صیفی کی طرف، تو وہ پانی بہت بہتر ہے،

من مبداءہ علی الخصوص جبکہ وہ اپنے مبداء (سرچشمہ) سے دور ہو چکا ہو۔  
 مشرق صیفی: مشرق یعنی پورب تین ہیں: (۱) مشرق اعتدال یعنی مشرق ربیعہ و خریفہ۔ (۲) مشرق صیفی۔ (۳) مشرق شتوی۔ جب موسم گرما میں آفتاب برج سرطان میں داخل ہوتا ہے، تو ان دنوں میں آفتاب صبح کے وقت افق کے جس نقطہ سے طلوع کرتا ہے، اُسے "مشرق صیفی" (گرما کی مشرق) کہا جاتا ہے۔ اسی طرح جب موسم سرما میں آفتاب برج جدی میں داخل ہوتا ہے، تو اُس وقت آفتاب صبح کے وقت افق کے جس نقطہ سے طلوع کرتا ہے، اور جہاں سے وہ چلتا ہوا برآمد ہوتا ہے، اُسے "مشرق شتوی" (سرما کی پورب) کہا جاتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ مشرق صیفی دائرہ افق میں بمقابلہ مشرق شتوی کے شمال کی طرف ہوتا ہے؛ اور مشرق شتوی بمقابلہ مشرق صیفی کے جنوب کی طرف۔ ان دونوں نقطوں کے درمیان مشرق اعتدال ہے، جہاں سے آفتاب موسم ربیعہ و خریفہ میں برج حمل اور برج میزان کے اندر داخل ہوتے وقت طلوع کرتا ہے۔ اسی طرح مغرب کے سمت بھی تین ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ جب کوئی دریا یا نہر مشرق صیفی کی طرف بہیگا، تو موسم گرما میں سورج اس میں خوب عمل کر سکیگا؛ (گیلائی)؛ نیز اس میں وہ پوربی ہوائیں خوب لگتیگی، جو مشرق صیفی کی طرف سے آئیںگی۔ اور مشرق صیفی کی ہوائیں دوسری مشرق ہواؤں کے مقابلہ میں زیادہ خشک ہوتی ہیں" (عربی) +

ثم ما يتوجه الى الشمال والمتوجه الى المغرب والجنوب سردى شمال کی طرف بہ رہا ہو۔ رہا وہ پانی جو مغرب اور دکن و خصوصاً عند هبوب الجنوب کی طرف بہ رہا ہو، وہ روى ہے۔ (کیونکہ مغربی ہوائیں والذی یخمد من مواضع عالیة مرطوب ہیں، اور اس سے زیادہ جنوبی ہوائیں مرطوب مع سائر الفضا کل افضل ہیں)۔ خصوصاً اُس وقت اور بھی زیادہ بھلا ہو جاتا ہے، جبکہ جنوبی ہوائیں چل رہی ہوں۔ اگر ان ساری خوبیوں کے ساتھ پانی بلند مقامات سے اتر رہا ہو، تو وہ اور بھی افضل ہے +

بہترین پانی کی (یہ تو بہترین پانی کے صفات اور اس کے شرائط سلامت تھے۔ اب بہترین پانی کی علامت بتائی جاتی

لہٰذا یہاں پر بھی جو ہواؤں کے خواص بتائے گئے ہیں، وہ ہمارے ملک کے لحاظ سے نہیں ہیں۔ جیسا کہ پہلے بھی ہم اشارہ کر چکے ہیں۔ مترجم +

وما كان بهذا الصفة كان عذبا (ہے): جس پانی میں (مذکورہ بالا) خوبیاں ہونگی، وہ  
 یخيل انه حلو ولا يحتمل الخمر (۱) عذیب (شیریں) ہوگا، پینے والا اسے میٹھا خیال کریگا؛  
 اذا مزج به منه اقليلاً وكان (۲) جب شراب کے ساتھ (شراب کی حدت توڑنے کے  
 خفيف الوزن سريع التبرد لئے) وہ ملایا جائیگا، تو شراب اسکی زیادہ مقدار برداشت  
 والتسخن لتخلطه باسراء في الشتاء (۳) کر سکے گی (بلکہ تھوڑے پانی ہی سے شراب کی حدت ٹوٹ  
 حاراً في الصيف لا يغلب عليه (۴) جائیگی۔ اس کے برعکس اگر پانی غلیظ ہوتا ہے، تو زیادہ پانی  
 طعم البتة ولا سرائحة ويكون (۵) ملانے پر بھی شراب کی حدت نہیں ٹوٹتی، اور وہ مزے میں خاص  
 سريع الاخذ من الشراب سيف (۶) اور تیز ہی معلوم ہوتی ہے؛ (۷) وہ پانی وزن میں ہلکا  
 سريع تها ما يتهراً فيه و طبعه (۸) ہوگا؛ (۹) چونکہ ایسا پانی تھخل ہوتا ہے، اس لئے جلد  
 ما يبلط فيه (۱۰) ٹھنڈا بھی ہو جاتا ہے، اور جلد گرم بھی ہو جاتا ہے؛ (۱۱) موسم  
 موسم سرما میں ٹھنڈا اور موسم گرما میں گرم ہوگا؛ (۱۲) اس میں  
 کسی قسم کا مزہ اور کسی قسم کی بو نہ ہوگی؛ (۱۳) شراب سیف سے  
 جلد ہی اور ترائیگا (یعنی وہ معدہ میں دیر تک بوجھ ڈالے  
 نہ رہیگا۔ شراب سیف "پیلیوں کے سروں کو کہتے ہیں، جو شکم  
 میں دونوں طرف محسوس ہوتے ہیں)۔ (۱۴) جو چیز اس میں  
 گلائی اور پکائی جائے، وہ جلد گل کر پک جائیگی۔

واعلم ان الوزن من الدستور  
 المنجحة في تعرف حال الماء  
 فان الاخف في الكثر الاحوال  
 افضل وقد يعرفه الوزن بالكميال  
 پانی کی حالت دریافت کرنے کے لئے اس کے وزن  
 کا معلوم کرنا کامیاب طریقوں (یا آسان طریقوں) میں سے ہے  
 کیونکہ ہلکا پانی عموماً بہتر ہی ہوا کرتا ہے۔ پانی کا وزن کبھی تو  
 یکمال (پیمانہ) سے معلوم کیا جاتا ہے، (جس کی صورت یہ ہے  
 کہ پہلے ایک پانی سے پیمانہ کو بھر کر تول لیا جائے؛ اس کے  
 بعد اسی پیمانہ میں دوسرا پانی بھر کر تول لیا جائے۔ اس سے  
 دونوں پانیوں کی خفیت اور ثقل کا مقابلہ ہو سکتا ہے۔ اسی  
 طرح پیمانے سے ناپنے اور تولنے کے اور طریقے بھی ہیں)۔  
 اور کبھی اس طرح معلوم کیا جاتا ہے کہ کپڑے کے ہوزن  
 وقد يعرف بان يبل خرقتان

بماثلین مختلفین او قطنان متساویتا دو ٹکڑے، یا برابر وزن کی دو دوہمیاں دونوں مختلف پانیوں  
الوزن شمع تجففان تجففان میں جھگو کر پورے طور پر خشک کی جائیں۔ پھر ان دونوں کو  
بالغاثم تو وزن الماء الذی تولا جائے، جس پانی کی رو کی ہلکی ہو، (یا کپڑا ہلکا ہو) اسے  
قطنۃ اخف فهو افضل بہتر سمجھا جائے +

والتصعید والتقطیر مما یصلح المیاہ تصعید و تقطیر تصعید اڑانا، بخارات بنا کر پانی کو اڑانا اور  
الردیۃ تقطیر (ٹپکانا) سے بھی بُرے پانیوں کی اصلاح ہو جاتی ہے۔

تصعید سے مراد یہ ہے کہ بطور عرق کے پانی کو قرع انبیق، یا نل جھبکہ وغیرہ سے اڑا کر کشید کر لیا جائے +  
تقطیر (ٹپکانا) کی بہت سی صورتیں ہیں ان میں سے ایک صورت یہ ہے کہ پانی کو کسی طرف میں رکھ کر  
نہر نے دیا جائے، تاکہ اسکا رسوب تہ میں بیٹھ جائے۔ پھر کپڑے کی موٹی جی بنا کر اس طرف سے اس طرح ٹپکایا  
جائے کہ اس جی کا ایک سرا پانی میں پڑا رہے، اور دوسرا بیرونی سرا کسی صاف برتن میں۔ اگر جی خشک ہو تو اسے  
تر کر لیا جائے، تاکہ پانی جلد کھینچنا شروع ہو جائے۔ اس طرح صاف پانی دوسرے برتن میں آ جائیگا، اور غیر  
مخل کردہ تیس اُسی میں رہ جائیگی۔ اس عمل کو ”جناب بالعلقہ“ کہتے ہیں (جی جو ٹپکا لیا جاتی ہے، گویا وہ  
ایک چونک ہے۔ علقہ = چونک) +

ترویق (چھاننا) بھی تقطیر ہی کے حکم میں اور اس کے قریب قریب ہے۔ اسکی بھی بہت سی صورتیں  
ہیں۔ ازاں جلد ایک صورت یہ ہے کہ بادام شیریں کو باریک کوٹ پیسکر راوق (چھلنے) پر بطور لیپ کے لگا دیا  
جائے۔ اب مکدر پانی اس میں ڈال کر ٹپکایا جائے۔ اس سے محض لطیف پانی ہی گذر سکیگا، اور مکدر اجزاء  
اُسی میں رہ جائیگے۔ اسی طرح گاہے گیہوں کی روٹی کا لیپ لگایا جاتا ہے۔ اگر دھنی ہوئی روٹی چھلنے پر رکھ کر  
کسی قدر پھیلا دی جائے، اور پھر اس پر پانی ڈال کر چھانا جائے تو یہ بھی وہی کام کریگا، جو بادام کا لیپ  
کرتا ہے +

ہندوستان میں گاہے پانی ایک درخت کے تخم سے صاف کیا جاتا ہے، جسکو وہاں کمنفل کہا  
جاتا ہے (گیلائی) ”کمنفل“ دراصل ”کنک پھل“ کی تعریف ہے، جو زلی کا دوسرا نام ہے (مترجم)۔ پانی کو  
اس سے صاف کرنے کی صورت یہ ہے کہ اسے پتھر پر اچھی طرح پیس لیا جاتا ہے، پھر اسے مکدر پانی میں ملا دیا  
جاتا ہے، جس سے اجزاء ارضیہ تہ میں بیٹھ جاتے ہیں، اور پانی صاف ہو جاتا ہے۔ اگر اسے بار بار کیا جائے  
تو وہ پانی آلودگیوں سے صاف ہو کر بسیط کے قریب ہو جاتا ہے (گیلائی)

فان لم یکن ذلک فالبطخ فالبطخ لغ (ادبانا) اگر یہ نہ ہو سکے، (یعنی تصعید و تقطیر نہ ہو سکے) تو پانی

عَلَى مَا شَهِدَ بِهِ الْعُلَمَاءُ اَقْتُلْ نَفْسًا كَوَيْلًا جَلْبَةً (مطلع) پکا ہوا پانی، جیسا کہ جاننے والوں  
 واسرع انخذ اراوا لجمال (علماء) نے بتایا ہے، نفع کم پیدا کرتا، اور (مفہم ہو کر) جلد  
 من الاطباء يظنون ان الماء مخدر ہو جاتا ہے (اور تر جاتا ہے، اور اپنے مخصوص راستوں  
 المطبوع يتصل بطيفة ويسبقی میں گزر جاتا ہے) + لیکن نادائق اور جابل اطباء کا یہ گمان  
 کثیفه فلا فائدة في البطح اذ يزيد ہے کہ پکائے ہوئے پانی سے لطیف اجزاء اڑ جاتے، اور کثیف  
 الماء تكتثفا اجزاء باقی رہ جاتے ہیں۔ اس لئے پکانے کا کوئی فائدہ نہیں  
 ہے۔ کیونکہ پکانے سے پانی کی کثافت اور بھی بڑھ جایا کرتی  
 ہے۔

ولكن يجب ان يعلم ان الماء في حد ما هيته لیکن معلوم ہونا چاہئے کہ پانی کے اجزاء بلحاظ کمیت  
 متشابه الاجزاء في اللطافة اور ذرات کے لطافت اور کثافت میں برابر اور ایک جیسے  
 والكثافة لانه بسيط غير مركب ہوتے ہیں۔ (یہ نہیں ہے کہ اس کے کچھ اجزاء رقیق و لطیف اور  
 لكن الماء يكتف اما باشتداد کچھ اجزاء غلیظ و کثیف ہوں)۔ کیونکہ پانی ایک بسیط چیز ہے  
 كيفية البرد عليه واما في النطاة مرکب نہیں ہے۔ لیکن پانی میں اگر کثافت آتی ہے، تو اس کی  
 شديدة من الاجزاء الارضية وجہ یا یہ ہوتی ہے کہ پانی میں کیفیت برودت کا غلبہ ہو جاتا  
 انتی لفرط صغرها ليس يمكنها ہے؛ اور یا یہ وجہ ہوتی ہے کہ اس میں اجزاء ارضیہ اچھی  
 ان تفصل عنه وترسب فيه طرح مخلوط ہو جاتے ہیں: یہ اجزاء ارضیہ چونکہ بہت ہی چھوٹے  
 لانها ليست بمقدار ما يقدان چھوٹے ہوتے ہیں، اس لئے ان کے لئے یہ ممکن نہیں ہوتا کہ  
 يشق اتصال الماء فتسب فيه یہ پانی سے جدا ہو کر نہ میں راسب ہو جائیں۔ کیونکہ یہ اجزاء  
 صغراً فيضطرها ذلك الى غایت صغریٰ وجہ سے اتنی مقدار ہی کے نہیں ہوتے کہ پانی  
 ان يحدث لها جوهراً الماء کے اتصال کو بجا کر نہ میں چلے جائیں۔ اس لئے یہ اجزاء  
 امتزاج پانی کے جوہر کے ساتھ مخلوط رہنے پر مجبور رہتے ہیں (ان  
 دونوں کے درمیان امتزاج رہتا ہے) +

ثم الطبخ يزيل التكتيف الحادث اب معلوم ہونا چاہئے کہ پکانے سے اول تو وہ کثافت  
 عن البرد اولاً ثم يخلل اجزاء الماء دور ہو جاتی ہے، جو برودت کی وجہ سے پانی میں حاصل ہوا  
 خلل شديداً حتى يصير ارق کرتی ہے؛ پھر پانی کے اجزاء میں شدید خلل واقع ہوتا

قوَّامًا فیمكن ان ینفصل عنه الاجزاء  
الارضیة الثقیلة المحبوسة فی  
کثافته وخرقه ساسة فستائنه  
بالرسوب وبقی ماء محضاً قریباً  
من البسیط وکیونالذی لفصل بالتخیر  
محاسناً للباقی غیر بعید منه  
لان الماء اذا تخلص من الخلط  
تشابهت اجزائه فی اللطافة  
فلم یکن لصاعداً کثیر فضل  
علی باقیها

ہے، جس سے پانی کا قوام رقیق تر ہو جاتا ہے۔ اس لئے اب  
وہ اجزاء ارضیہ ثقیلہ جو پانی کی کثافت کی وجہ سے اسکے اندر  
رکے ہوئے تھے، پانی سے جدا ہو کر اور اسکو بھاڑتے ہوئے  
تہ میں جا بیٹھتے ہیں، اور رسوب کی شکل میں پانی سے الگ  
ہو جاتے ہیں، اور (اوپر) خالص پانی باقی رہ جاتا ہے جو  
بسیط کے قریب ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ جو پانی بذریعہ بخارات  
کے اوپر کی طرف چڑھتا ہے، وہ باقی پانی سے زیادہ بعید  
نہیں ہوتا، بلکہ اسکے مشابہ اور محاسن ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ  
پانی جب آمیزشوں اور ملاوٹوں سے چھٹ کر خالص ہو جاتا  
ہے، تو پانی کے تمام اجزاء لطافت میں ہموار اور برابر ہو جاتے  
ہیں۔ جو پانی اوپر کی طرف (بخارات کی شکل میں) چڑھتا ہے  
وہ باقی پانی پر زیادہ فضیلت اور فوقیت نہیں رکھتا +

فالطیخ انما یلطف ذلک الماء  
بازالة تکثیف البرد و  
ترسیب الخلط المخالط له

اس بیان سے ثابت ہوا کہ پکانے سے پانی میں دھبہ  
طور پر لطافت حاصل ہوتی ہے: اول تو اس طور پر کہ پکا  
کی وجہ سے وہ کثافت دور ہو جاتی ہے، جو برودت کی وجہ  
سے پانی میں آئی تھی۔ دوم جو آمیزش پانی کے ساتھ ملی ہوئی  
ہوتی ہے، وہ تہ میں بیٹھ جاتی ہے +

والدلیل علی هذا انک اذا ترک  
المیاء الغلیظة مدة کثیرة لم  
یرسب منها شئ یعقده واذ اطحنتها  
یرسب فی الوقت شئ کثیر و صار  
الماء الباقی خفیف الوزن صافاً  
وکان سبب الرسوب هو الترقق  
الحاصل بالطحن الا تری ان میاء  
الاودیة الکبار مثل نهر جیحون وخصواً

اس (دعویٰ) پر دلیل یہ ہے کہ غلیظ پانیوں کو باوجود  
مدت دراز تک چھوڑ دیا جاتا ہے، پھر بھی اس کی تہ میں معتد  
(کافی) رسوب نہیں ملتا۔ لیکن جب انہیں پکا لیا جاتا ہے،  
تو اسی وقت (نوراً) رسوب کی ایک بڑی مقدار مل جاتی ہے  
جس سے باقی پانی وزن میں ہلکا اور صاف ہو جاتا ہے +  
اس رسوب کے بننے کا اصلی سبب وہی ترقیق ہے  
جو پکانے سے پانی میں آ جاتی ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ  
نہر جیحون جیسی بڑی بڑی نہروں کے پانی، اور خصوصاً جبکہ

ماکان منها مغتفران اخره لکون سرچشمہ سے دور ہونے پر ان نہروں کے آخری حصہ سے جو  
عند الاختلاف في غاية الكدر ثم پانی کسی گڑھے میں لیا جاتا ہے، تو گڑھے میں پانی لیتے وقت  
يصفو في زمان قصير كذا واحدة نہایت گدلا اور مکدر ہوا کرتا ہے۔ پھر وہ تھوڑی ہی دیر میں  
بحيث اذا استصفيت امرت اخرى یکایک ایسا صاف ہو جاتا ہے کہ اگر اسے پھر دوبارہ صاف  
لم يرسب شيء يعتد به البته کیا جائے، تو اس کی تہ میں معتد بہ رسوب نہیں بنتا۔ (یہی  
حالت موسم بہارات میں آب گنگا کی ہے) \*

وتقوم لفرطون في مدح ماء لنيل افراطاً شديداً ويجمعون تقریض بیان کرتا ہے۔ (حالانکہ شاید وہ اتنی تعریفوں کا  
محامداً في اربعة بعد منبعه سخی نہیں ہے)۔ اس گروہ نے اس کی خوبیوں کو چار امور  
وطيب مسلكه واخذ في میں اکٹھا کیا ہے: (۱) یہ اپنے منبع (سرچشمہ) سے دور  
الى الشمال عن الجنوب مطلقاً لما ہے۔ (۲) اسکا راستہ اچھا ہے (جس زمین پر بہتا ہے  
يجري فيه من المياه واما وہ زمین اچھی ہے)۔ (۳) جنوب سے شمال کی طرف چلتا  
غمرورة فيشاركه فيها غيره ہے، جس سے جو پانی اس کے اندر بہتا ہے، وہ (شمالی  
ہواؤں کی وجہ سے) لطیف ہو جاتا ہے۔ (۴) اسکا پانی  
گہرا ہے) لیکن اس کی یہ صفت، گہرائی، تو اس صفت میں  
دوسرے دریا بھی شریک ہیں (یہ کوئی ایسی صفت نہیں ہے  
کہ اسی کے ساتھ مخصوص ہو) \*

والمياه الرديّة لو استصفيتها ردی قسم کے پانیوں کو اگر ہر روز ایک طرف  
كل يوم من اناء الى اناء لكان الرثو سے دوسرے طرف میں صاف کیا جائے، تو ہر روز نئے  
يظهر عنها كل يوم من الراس ومع سرے سے رسوب (نیا رسوب) ملا کر گیا۔ اور اس حالت  
ذلك فانه لا يرسب عنها ما من میں وہ رسوب پھر بھی نہ بیٹھے گا، جسے تہ میں بیٹھنا اور پانی  
شأنه ان يرسب الا بالثقل من غير سے مجھا ہونا) چاہئے، جب تک اسے دیر تک نہ ٹھہرایا  
اسراع ومع ذلك فلا يتصفى جائے، اور اس بارہ میں جلدی نہ کی جائے۔ پھر اس پر  
تصفياً بالغاً بھی وہ پورے طور پر صاف نہ ہوگا۔ (اور کچھ آمیزشیں  
اس کے ساتھ محلول شکل میں رہ ہی جائیں گی) \*

والعلة فيه ان المخالطات  
الارضية ليسهل رسوبها  
عن الرقيق الجوهر الذي  
لا غلظه ولا لزوجة فيه ولا  
دهنية ولا يسهل رسوبها  
عن الكثيف تلك السهولة  
يفيد رقة الجوهر

اس کی وجہ یہ ہے کہ اجزاء ارضیہ کی آمیزشوں کا  
راسب ہونا اور تہ میں چلا جانا اُسی وقت سہل ہے جبکہ وہ  
چیز (جس کے ساتھ ان اجزاء کی ملاوٹ ہو گئی ہے) رقیق  
ہو، اس میں غلظت نہ ہو، لزوجت (لیس) نہ ہو، اور دہنیت  
(چکنائی) نہ ہو۔ لیکن اس کے برعکس جب وہ سیال کثیف  
ہوتا ہے، تو اس سے ان آمیزشوں کا جدا ہونا اتنا آسان  
نہیں ہوتا۔ (یہی وجہ ہے کہ بُرے اور کثیف پانی سے آمیزشوں  
اور ملاوٹوں کا دور کرنا سہل اور یہ جلت ممکن نہیں)۔ لیکن  
اُبالنا اور پکانا ہر حالت میں پانی کو رقیق بنا دیتا ہے (جس  
سے تہ میں بیٹھنے والی چیزیں جلد تہ میں چلی جاتی ہیں، اور بُرے  
پانیوں کی اس طرح اصلاح ہو جاتی ہے) +

بعض کہ درتیں پانی میں محلول ہوتی ہیں، اور وہ تقطیر وغیرہ سے صاف نہیں ہو سکتیں۔ جب پانی کو جوش  
دیا جاتا ہے تو وہ آمیزشیں رسوب کی شکل میں تبدیل ہو کر تلے میں چلی جاتی ہیں، اور ہانڈی کی اندرونی سطح میں لگ کر  
ٹھیکریوں کی شکل میں جم جاتی ہیں۔

وبعد الطبخ المخفض  
[فحص (پھینٹنا)] (پانی کو صاف کرنے کے لئے) ادا ہانے کے بعد  
پانی کو پھینٹنا یا بلونا (مخفض) ہے +

یعنی بُرے پانی کی اصلاح اور تصفیہ کا تیسرا طریقہ مخض ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ پاک صاف شک  
ہیں (یا اسی طرح کسی تھیلے میں) پانی ڈال کر اس طرح ہلایا جائے (پھینٹا جائے) جس طرح دودھ کو کھن نکالنے  
کے لئے ہلایا جاتا ہے۔ اس عمل سے پانی میں تھخل اور لطافت آ جاتی ہے (مخض = بلونا) +

ومن المياه الفاضلة مياه المطر  
وخصوصاً ما كان صيفياً ومن سحاب  
سراعد واما الذي يكون من  
سحاب ذي رياح عاصفة فيكون  
الغبار الذي يتولد منه وكذا  
بارش کا پانی بارش کا پانی بہترین پانیوں میں سے ہے۔ خصوصاً  
جو کہ موسم گرما کی بارش کا ہو، اور گرہتے ہوئے ابر سے برسا ہوا  
لیکن جن بادلوں کے ساتھ آندھی کی سی تیز ہوائیں چل رہی  
ہوں، ان کے بخارات بھی مکرہ ہوتے ہیں، جن سے بادل بنتے  
ہیں، اور بادل بھی مکرہ ہوتے ہیں، جس سے پانی ٹپک ٹپک

لہ مخض کے لغوی معنی "بلونا" کے ہیں +

السحاب الذی یقطر منه فیکون  
مغشوش الجوهر غایر خالص الا  
ان العفونة تتبادر الی ماء المطر  
وان کان افضل ما یكون لانه  
شدید الرقة فیؤثر فیہ  
المفسد الا سرنی والهوائی بسرعة  
وتصیر عفونته سبباً لتعفن الاغلاط  
ویضرب بالصدر والصوت

برستا ہے، ایسے بادلوں کا پانی خالص نہیں ہوتا، بلکہ اسکے  
جوہر کے ساتھ کھوٹ ملی ہوئی ہوتی ہے (مغشوش الجوہر)۔  
بارش کا پانی اگرچہ بہترین پانیوں میں سے ہے، مگر اس میں  
عفونت جلد ہو جاتی ہے؛ خواہ بارش کے پانیوں میں سے  
وہ بہترین قسم ہی کا کیوں نہ ہو (مثلاً خواہ وہ گرہتے ہوئے  
بادل کا ہو، اور موسم گرما کی بارش کا ہو)۔ کیونکہ بارش کا  
پانی نہایت رقیق ہوتا ہے، اس لئے اس میں مفسد ارضی  
(بگاڑنے والا سبب ارضی) اور مفسد ہوائی کا اثر تیزی سے  
داخل ہو جاتا ہے۔ پھر اس پانی کی عفونت بدنی اخلاط کی  
عفونت کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ نیز بارش کا پانی آواز (حلقہ  
خجھرہ) اور سینے کے لئے مضر ہے۔

قال قوم السبب فی ذلک انه متولد  
عن بخار یصل من رطوبات  
مختلفة ولو کان السبب ذلک لکان  
ماء المطر مذموماً غیر محمود و  
لیس کذلک وکنہ شدت لطافة  
جوهره فان کل لطیف الجوهر  
قوامه قابل للانفعال

ایک قوم اس بارہ میں (سبب متعفن ہونے  
کے بارہ میں) یہ کہتی ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ بارش کا پانی  
ایسے بخارات سے بنتا ہے جو (زمین کی) مختلف رطوبات سے  
چڑھتے ہیں۔ اگر (اس کی سرعت عفونت کا) یہی سبب ہے  
تو بارش کا پانی (اچھا نہ ہونا چاہیے تھا، بلکہ) بُرا ہونا چاہیے تھا؛  
حالانکہ ایسا نہیں ہے (بلکہ بہ اتفاق سب لوگ اسے بہتر اور  
خوب کہتے ہیں)۔ بلکہ اس کے جلد متعفن ہونے کی وجہ یہ ہے کہ  
بارش کے پانی کا جوہر نہایت لطیف ہوتا ہے۔ اور یہ مسلم  
ہے کہ ہر لطیف الجوہر کا قوام (مادہ) تاثرات کو (جلد تر) قبول  
کرنے کے لئے آمادہ اور تیار رہتا ہے۔

بقراط نے کتاب الاہویہ والامیاء میں لکھا ہے کہ ”بارش کا پانی دوسرے پانیوں سے ہلکا، صاف، اور  
شیریں تر ہوتا ہے، کیونکہ یہ اُس پانی کے بخارات سے بنتا ہے، جسکو آفتاب اپنی گرمی سے رقیق کر کے اوپر کی طرف  
اُٹھنے دیتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ آفتاب پانی سے اور دوسرے اجسام سے محض لطیف حصہ ہی کو اوپر کی طرف  
جذب کیا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بارش کا پانی بقا بل دوسرے پانیوں کے اپنی لطافت کی وجہ سے جلد تر متعفن ہو جاتا

ہے۔ پس اسی وجہ سے بارش کا پانی دوسرے پانیوں سے بہتر ہے، اور عمدہ سے جلد نفوذ کرتا ہے۔ گیلانی +  
 واذا بودس الى ماء المطر واغلى قتل  
 لیکن جب جلد ہی (متغفن ہونے سے قبل) بارش کے  
 قبولہ للعفونة  
 پانی کو جوش دے لیا جاتا ہے، تو متغفن ہونے کی قابلیت کم  
 ہو جاتی ہے +

والحموضات اذا تنو وكت مع وقوع  
 اگر ضرورتاً (اور مجبوراً) بارش کا پانی پینا پڑے، جس  
 الضر وسرحة الى شرب ماء مطر  
 میں متغفن ہونے کی قابلیت ہے، اور اس کے بعد ترشیاں  
 قابل للعفونة آمن من ضررہ  
 کھالی جائیں، تو اس کی مضرت سے امن حاصل ہو جاتا ہے +  
 وامامياہ الا باس والقي بالقياس  
 کنوئیں اور قنئی (کا رنیہ) کے پانی چشموں کے پانی کے  
 الى مياہ العيون فردية وذلك  
 مقابلہ میں خراب ہیں، کیونکہ یہ بند (اور مخفی) ہوتے ہیں لہذا  
 لانها مياہ محتفنة محالطة للارضيات  
 اور ہوا کے لئے کھلے نہیں ہوتے، اجزاء ارضیہ سے ایک  
 مدة طويلة لا تخلو عن تعفن  
 عرصہ تک مخلوط رہتے ہیں، کسی قدر (یا کسی حد تک) عفونت سے  
 ما وقد استخرجت وحركت بقوة  
 خالی نہیں ہوا کرتے، اور قوت قاسرہ (بیرونی قوت) سے نکالے  
 قاسرة لا بقوة فيها مائلة الى الظهور  
 جاتے اور متحرک کئے جاتے ہیں؛ (چشموں کی طرح) یہ اپنی کسی  
 والاندفاع بل بالحيلة والصنعة  
 ایسی قوت سے نہیں نکلتے، جو ان کو باہر نکلنے پر مائل (اور  
 بان قارب لها السبيل الى الرش  
 مجبور) کرے؛ بلکہ یہ مصنوعی حیلوں (تدبیروں) سے نکالے  
 جاتے ہیں، جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ ان کے رسنے اور  
 مترشح ہونے کا راستہ بنا دیا جاتا ہے +

قنئی (کارنیر) زمین کے اندر کنوؤں کا ایک سلسلہ ہوتا ہے، جنکا باہمی تعلق ناوں سے کر دیا جاتا ہے۔  
 اس طرح یہ متعدد کنوئیں بنا کر زمین کی سطح پر اسکا پانی لے آتے ہیں، جس سے کھیتوں اور باغوں کی آبیاری میں  
 آسانی ہوتی ہے +

وارد اھا ما جعل لها مسالك  
 پھر ان میں سے بدترین پانی وہ ہے جو رصاص (قلعی)  
 في الرصاص فتأخذ من قوتہ  
 کے مسالک (گزر گاہوں، نلوں) میں گزاریے جائیں، جس سے  
 وتوقع كشيرا في قروح الامعاء  
 رصاص کی قوت (اثر) پانی میں آ جاتی ہے، اور بے اوقات  
 اس سے آنتوں میں قروح پیدا ہو جاتے ہیں +

وماء النار دأ من ماء البئر  
 کنوئیں کے پانی سے بدتر نمناک زمین کا پانی (ماء نئی)

لان ماء البئر يستحق قبووعاً ہے، کیونکہ کوئیں کا پانی چونکہ کھینچتا رہتا، اور نکلتا رہتا ہے،  
بالزحف قدم حرکتہ ولا یلبث اس لئے سوتوں کی طرف پانی برابر آتا رہتا ہے، اور مسلسل  
اللبث اکثر فی المحقن ولا یکرث پانی کی حرکت (سوتوں میں) جاری رہتی ہے؛ زیادہ عرصہ  
فی المناقص ریشا طویلا واما تک ان سوتوں میں بند نہیں رہتا، اور نہ زیادہ مدت تک  
ماء المزفما یتطول تردد زمین کے مناظ (مسامات) میں ٹھہرا رہتا ہے۔ برعکس اسکے  
فی منافس الارض العفنة ویتحرك نمناک زمین کا پانی زمین کے گندہ مسامات میں پھرتا رہتا  
الی النبوع والبروز حركة بطیئة ہے؛ باہر نکلنے اور نمودار ہونے کی اگر اس میں حرکت ہوتی  
لا یصدر عن قوت اندفاعها بھی ہے، تو بہت سست، اور وہ بھی محض مادہ (پانی) کی  
بل لکثرة مادتها ولا یكون الا کثرت کی وجہ سے ہوتی ہے، نہ اس وجہ سے کہ اس میں باہر  
فی ارض فاسدة عفنة نکلنے کی قوت ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں ایسا پانی ہمیشہ فاسد اور  
گندہ زمین ہی میں ہوا کرتا ہے۔

نیز اس پانی کو کہتے ہیں جو کسی نمناک اور مرطوب زمین سے مترشح ہو کر کسی گڑھے میں جمع ہو جاتا ہے۔ یا  
جب نمناک زمین میں گڑھا کیا جاتا ہے، تو اس گڑھے میں جو پانی جمع ہو جاتا ہے۔

واما المياہ الجلیدیة والثلجیة اور ادربرف کا پانی غلیظ ہوا کرتا ہے۔  
فغلیظہ

والمياہ الراکدة خصوصاً سیاہ راکدہ پانی جو کھلا ہوا ہو، اور آجائی (نیسانی) ہو، وہ ددی اور بجاو کا  
الملکشفۃ الاجامیۃ رادیۃ ثقیلة پانی جو کھلا ہوا ہو، اور آجائی (نیسانی) ہو، وہ ددی اور بجاو کا  
وانما تبرد فی الشتاء بسبب ہوا کرتا ہے۔ ایسا پانی موسم سرما میں اگر ٹھنڈا ہوتا ہے، تو  
الثلوج وتولد البلغم وتسخن یہ برن کی وجہ سے ٹھنڈا ہوا کرتا ہے اور بلغم پیدا کرتا ہے یا  
فی الصيف بسبب الشمس والعفونة اور موسم گرما میں اگر گرم ہوتا ہے، تو آفتاب اور عفونت کی  
فتولد المرار وجہ سے گرم ہوا کرتا ہے، جس سے صفرار پیدا ہوتا ہے۔

یعنی یہ اگر موسم سرما میں ٹھنڈا اور موسم گرما میں گرم ہوا کرتا ہے  
تو اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ یہ لطیف ہے، اور لطافت کی وجہ  
سے جلد ٹھنڈا اور گرم ہوا کرتا ہے۔ بلکہ اس کے سرد اور گرم  
ہونے کے لئے اسباب کی شدت و تیزی درکار ہے۔

”میاہ آجامیہ“ سے مراد وہ رکاب ہوا پانی ہے، جس کے اندر اور جس کے گرد بانس اور سرکنڈے اُگے ہوئے ہوں (اجملہ نیستان، وہ مقام جہاں بانس اور سرکنڈے بکثرت اُگے ہوئے ہوں)۔ بقول بعض میاہ آجامیہ اُس رکے ہوئے پانی کو کہتے ہیں جس پر سبزی چیز کاٹی کے مانند چھی ہوئی ہو۔ مگر آئی کہتے ہیں کہ ایسے پانی کو ”طحلیہ“ (کافی والا پانی) کہا جاتا ہے، نہ کہ آجامیہ +

شیخ نے اس موقع پر میاہ بطانحیہ کا ذکر نہیں کیا۔ اس لئے کہ وہ ”آجامیہ“ کے قریب ہی ہے کیونکہ میاہ بطانحیہ اُس رکے ہوئے پانی کو کہتے ہیں، جس کے گرد درخت اور نباتات اُگے ہوئے ہوں۔ خواہ یہ پانی بیس سے نکلا ہو، یا بارش سے جمع ہوا ہو، یا کسی زمانہ میں چشمہ پھوٹا ہو، اور پھر وہ بند ہو گیا ہو (بطیحہ = جھیل) +

و کثافتها و اختلاط الارضیۃ بہا  
و تحلل اللطیف منها یتولد اشاریہا  
الطحلیۃ و ترق مر اقمہ و تجسأ  
احتشاؤہم و تقضف منہم  
الاطراف و المناکب و الرقاب  
و تغلب علیہم شہوۃ الاکل  
و العطش و یجتبس بطونہم  
و یعسر فیہم  
چونکہ ایسا پانی کثیف ہوتا ہے، اس کے ساتھ اجزاء ارضیہ مل جاتے ہیں، اور اس سے اجزاء لطیفہ اُڑ جاتے ہیں، اس لئے اس کے پینے والوں میں اور امراض طحال لاحق ہو جاتے ہیں؛ ان کے مرق (جلد شکم) رقیق ہو جاتے ہیں؛ ان کے اشار میں صلابت (جسأت) آ جاتی ہے؛ انکے اطراف یعنی ہاتھ پاؤں، ان کے منڈھے، اور ان کی گردنیں لاغر ہو جاتی ہیں؛ ان میں بھوک اور پیاس بڑھ جاتی ہے؛ ان کے شکم بند ہو جاتے ہیں (قبض رہا کرتا ہے)؛ انہیں تھے کرنے میں دشواری پیش آتی ہے +

و ربما وقعوا فی الاستسقاء لاحتباس  
المائۃ فیہم و ربما وقعوا  
فی ذات الریۃ و نزلق الامعاء  
و الطحال و تضمر اسراجلہم  
و تضعف اکبادہم و یقل غذاہم  
بسبب الطحال  
گا ہے یہ استسقاء (زتی) میں اس وجہ سے مبتلا ہو جاتے ہیں کہ مائیت (کسی وجہ سے ان کے جسم کے اندر) رک جاتی ہے؛ گلہ ہے ذات الریۃ، زلیق الامعاء، اور طحال (درد طحال) میں مبتلا ہو جاتے ہیں؛ ان کی ٹانگیں پتلی ہو جاتی ہیں؛ ان کے جگر کمزور ہو جاتے ہیں؛ مرض طحال کی وجہ سے ان کی خوراک کم ہو جاتی ہے، ہے (یا ان کے اعضاء کا تغذیہ کم ہو جاتا ہے) +

وَيَتَوَلَّدُ فِيهِمُ الْجَنُونَ وَالْبُؤْسَاءُ  
 وَالِدَوَالِي وَذَاتُ الرِّقَةِ وَالْأَوْرَامُ  
 الرِّخْوَةُ خُصُوصًا فِي النِّسَاءِ وَيَعْسَرُ  
 عَلَى نِسَائِهِمُ الْحَبْلُ وَالْوَلَادَةُ جَمِيعًا  
 وَيَلِدْنَ أَجَنَّةً مَتُورَمِينَ وَيَكْثُرُ  
 فِيهِمُ الرِّجَاءُ وَهُوَ الْحَبْلُ الْكَاذِبُ  
 ان میں جنون، بوسیر، دوالی، ذات الریہ، اور  
 اورامِ رُخْوۃ (ڈھیلے اورام۔ اورامِ تہجیم) علی الخصوص عورتوں  
 میں، ہو جایا کرتا ہے۔ ان کی عورتوں میں استقرارِ حمل اور  
 ولادت (وضعِ حمل) دونوں میں دشواری پیش آتی ہے۔ اور  
 جو بچے بنتی ہیں، وہ متورم (سوجے ہوئے) ہوتے ہیں۔ ان  
 عورتوں میں رجاء یعنی حل کاذب (جھوٹا حل) کا مرض بکثرت  
 ہوا کرتا ہے \*

وَيَكْثُرُ بِصِبْيَانِهِمُ الْإِدْمَاءُ وَبِكِبَارِهِمُ  
 الدَّوَالِي وَقُرُوحُ السَّاقِ وَالْأَثْبَاءُ  
 قُرُوحُهُمْ وَتَكْثُرُ شَهْوَاتُهُمْ  
 ان کے بچوں میں مرضِ اُدْمۃ، اور بڑوں میں دوالی  
 اور قروحِ ساق (بندلی کے قروح) بکثرت ہوتے ہیں۔  
 ان کے قروح (جلد) اچھے نہیں ہوتے۔ ان لوگوں میں  
 غذار کی خواہش بڑھ جاتی ہے؛ ان میں اسہالِ شکلِ سر  
 آتے ہیں، اور اگر اتفاقاً اسہال آتے ہیں، تو احشار کی  
 تکلیف واذیت اور قروح کے ساتھ آتے ہیں (یعنی اگر دست  
 آتے ہیں، تو احشار، مثلاً امعاء میں تکلیف ہو جاتی ہے، اور  
 ان میں قروح بن جاتے ہیں)۔ ان لوگوں میں ربح (چوتھیا)  
 کی اور ان کے بوڑھوں میں تب محرقہ کی کثرت ہوتی ہے؛ کیونکہ  
 ان کی اجابتیں خشک اور ان کے شکم بند ہوتے ہیں (ان  
 میں قبض رہا کرتا ہے) \*

وَالْمِيَاهُ الرَّاكِدَةُ كَيْفَمَا كَانَتْ غَيْرَ  
 مُوَافِقَةً لِلْمَعْدَةِ  
 مگر کا ہوا پانی خواہ کیسا ہی ہو (کسی قسم کا ہو) معدہ کے  
 لئے موافق نہیں رہا کرتا ہے \*

وَحُكْمُ الْمُغْتَرَفِ مِنَ الْعَيْنِ قَرِيبٌ  
 مِنْ حُكْمِ الرَّاكِدِ لَكِنَّهُ يَفْضُلُ  
 الرَّاكِدَةُ بَانَ بَقَائِهِ فِي مَوْضِعٍ  
 چشمہ کا پانی جو کسی گڑھے میں چشمہ کے ارد گرد اکٹھا ہو جاتا  
 ہے، اس کا حکم بھی رکے ہوئے پانی کے حکم کے مطابق ہے۔  
 لیکن رکے ہوئے اور بند پانی سے اتنی فصیلت اور فوقیت

لے دوالی وہ مرض ہے جس میں پاؤں وغیرہ کی گیس یعنی دریدیں پھول کر اور کچھ دار ہو کر جلد کے نیچے ادھر آتی ہیں، اور بڑی  
 معلوم ہوتی ہیں۔ کماروں اور بوجھ اٹھانے والوں کی ٹانگوں میں یہ اکثر ہوتا ہے \*

واحد غیر طویل و مالم  
یجر فان فیہ ثقلاً مالم الحاله

دکھتا ہے کہ یہ ایک جگہ زیادہ عرصہ تک رکا ہوا نہیں رہتا  
(بلکہ پیچھے سے نیا پانی اس میں برابر آیا کرتا ہے، جس سے اس  
گڑھے کا پانی بدلتا رہتا ہے)۔ لیکن جب تک یہ بہتا نہیں  
(اور گڑھے میں اکٹھا ہوتا رہتا ہے)، اُس وقت تک اس  
میں کچھ نہ کچھ نقل ضرور ہوتا ہے +

ورما کان فی کثیر منہ قبض و هو  
سریع الاستحالة الى السخن

مگر کے ہوئے پانیوں (میاہ راگدہ) میں بیشتر قبض بھی  
ہوتا ہے، اور اندر جا کر (معدہ میں پیچکر) جلد گرم ہو جاتا  
ہے؛ اس لئے یہ بخار دلوں اور اُن لوگوں کے لئے مناسب  
نہیں، جن میں صفراء کا غلبہ ہو۔ بلکہ یہ اُن لوگوں کے لئے  
زیادہ مناسب ہے، جن میں جس (قبض، دست کور دکنے)  
کی ضرورت ہو، یا جن میں انضاج مادہ کی ضرورت ہو +

والمیاء التي یخالطها جوهر معدنی  
او ما یجری مجراة والمیاء

سماہ معدنیہ اور  
میاہ علقیہ

جس پانی میں کسی معدنی جوہر وغیرہ (دھات  
یا پیدھات) کا اثر ہو (مثلاً اُس میں گندکٹ  
پیشکری، لوہا وغیرہ کا اثر ہو)، اور جس پانی میں جو نگوں کی  
کثرت ہو (میاہ علقیہ)، وہ (صحیح اور معتدل شخص کے لئے) بُرا  
ہے؛ لیکن ان میں سے بعض پانیوں میں (امراض کے لئے)  
منفعتیں بھی ہوا کرتی ہیں (یعنی ایسے پانی روزانہ کے استعمال  
کے لائق نہیں ہیں۔ لیکن امراض کی صورت میں ان سے بہت  
سے منافع حاصل ہو سکتے ہیں) +

وفی الذی یغلب علیہ قوۃ الحديد  
منافع من تقویۃ الاحشاء ومنع

مار صیدی

جس پانی میں لوہے کا اثر ہوتا ہے، اُس میں بہت  
سے منافع ہوتے ہیں: احتشاک کو قوی کرتا ہے؛ ذرب  
(سنگرہنی) کو روکتا ہے؛ اور ہر قسم کی قوائے شہوانیہ (مثلاً  
شہوتِ غذا، اور شہوتِ جاذبہ) کو برا بھلا کرتا ہے (کیونکہ  
لوہا مقوی بدن، مقوی خون، اور مقوی معدہ ہے، جس سے  
عام جسمانی صحت درست ہو جاتی ہے) +

الذرب وانما من التقوی  
الشہوانیۃ کلها

ذرب و انما من التقوی  
الشہوانیۃ کلها

وسند کر حالها و حال مایجری میاه معدنیہ وغیرہ (مثلاً تانبہ، لوہا، پتھر کی، اور  
مجرها فیما بعد نوشادر وغیرہ کے پانی) کے حالات کا تذکرہ اس کے بعد

(ابھی اس فصل کے اندر آنے والا ہے۔

والحمد والشجراذاکان نفیاً غید [اولہ اور برت] اولہ اور برت (جہر و شج) جب پاک ہوتے ہیں  
مخالط بقوۃ سردیۃ فسواء حلل اس کے ساتھ کوئی جبری قوت (جہر اثر) ملی ہوئی نہیں ہوتی ہے  
ماء او برت بہ الماء من خاسر ج تو خواہ انہیں حل کر کے پانی بنالیا جائے، یا بیرونی طور پر  
اوالتی فی الماء فهو صالح و لیس اس سے پانی ٹھنڈا کیا جائے، یا پانی میں ڈال دیا جائے  
یختلف احوال اقسامہ اختلافاً (یعنی پانی میں ڈال کر اسے ٹھنڈا کیا جائے) ہر صورت میں یہ  
کثیراً فاحشاً الا انہ اکثر من بہتر ہے (جہر نہیں ہے)، اور ان کی ان ساری قسموں (تینوں  
سائر المیاہ ویتضرر بہ صاحب مذکورہ بالا صورتوں) میں کچھ بڑا اور نمایاں اختلاف نہیں ہے  
وجع العصب و اذا بطخ عا د لیکن یہ پانی دوسرے پانیوں سے کثیف ہے، اور اس سے  
الی الصلاح و اماذاکان الحمد مریض وجع العصب (عصبی درد کے مریض) کو نقصان پہنچتا  
من میاہ سردیۃ او الشجرا ہے۔ جب ایسا پانی پکا لیا جاتا ہے، تو یہ پھر بہتر ہو جاتا  
مکتسباً قوۃ غریبۃ من مساقطہ ہے۔ جب برت بڑے پانیوں سے جائی جاتی ہے، یا جب  
فلاولی ان یبرد بہ الماء آسانی برت زمین پر گر کر غیر طبعی اثرات حاصل کر لیتی ہے،  
مجبوراً عن مخالطہ تو اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ اس سے پانی اس طرح  
ٹھنڈا کیا جائے کہ اس کی آمیزش نہ ہونے پائے +

برت سے گا ہے پیاس بڑھ جاتی ہے؛ جسکی وجہ بعض لوگوں نے یہ بتائی ہے کہ برت کی شدت  
بردوت کی وجہ سے معدہ میں اذیت پہنچتی ہے، اس لئے طبیعت اس کی طرف خون اور روح زیادہ مقدار میں  
بھیجتی ہے، جس سے وہاں گرمی بڑھ جاتی ہے +

قرشی کا خیال ہے کہ برت دوا دہار کی طرح بالفعل بارود اور بالقوہ حار ہے۔ اس لئے اس سے پیاس  
گنتی ہے۔ لیکن یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ مترجم +

والماء البارد المعتدل المقدار [ٹھنڈا پانی] ٹھنڈا پانی اگر معمولی مقدار (مقدار معتدل) میں  
اوفق المیاہ للصحاء وان کان پیا جائے، تو یہ تندرستوں کے لئے دوسرے پانیوں سے

لہ جہر و شج میں فرق یہ ہے کہ ٹیخ روئی کے گاروں کے مانند ہوتی ہے، اور جہر جی ہوئی صورت میں +

قد یضر العصب ویضر اصحاب بہتر ہے۔ اگرچہ گاسے اس سے اعصاب میں ضرر پہنچتا ہے اور ام الاحشاء وہو مما ینبہ اور اورام احشاء کے مریض ضرر پاتے ہیں۔ ٹھنڈا پانی بھرک الشہوۃ ویشد المعدۃ کو بیدار کرتا ہے، اور معدہ کو سخت (قوی) کرتا ہے۔

والماء الحار یفسد الهضم ولا گرم پانی گرم پانی ہضم کو بگاڑ دیتا، اور پیاس کو اس وقت لیکن العطش فی الحال و سربما (پانی پینے کے وقت) نہیں بجھاتا (ہاں تھوڑی دیر کے بعد اسی الی الاستسقاء والصدق اکثر تسکین ہو جایا کرتی ہے)۔ گرم پانی گاسے استسقاء اور ویذبل البدن وق تک پیدا کر دیتا ہے (کیونکہ اس سے کبد اور قلب کی حالت بگڑ جاتی ہے)۔ اس سے بدن لاغر ہو جاتا ہے۔

فاما السخن فان کان خافرا غثی (پھر گرم پانی کے عارض ہیں، چنانچہ) اگر گرم پانی وان کان اسخن من ذلک فیتجمع بدرجۃ فاقتر (نیکرم-شیر گرم) ہو، تو اس سے متلی آتی ہے علی الریق فکثیرا ما غسل المعدۃ اگر اس سے زیادہ گرم ہو، اور نہار منہ گھونٹ گھونٹ پیا جائے واطلق الطبیعة لکن الاستکثار تو اس سے بسا اوقات معدہ دھل جاتا ہے، اور اجابت منہ سردی یوہن قوۃ المعدۃ ہو جاتی ہے (ملین طبع ہے)۔ لیکن ایسے گرم پانی کی زیادتی بڑی والمشدید السخونة سربما بعض اوقات تو بچ (کے شدہ) کو کھول دیتا ہے، اور طحال حلل القولنج وکسر الریاح کی ریاح ٹوٹ جاتی ہے (تحلیل ہو جاتی ہے)۔

والذین یوافقہم الماء الحار بالصنعة معنوعی طور پر گرم کیا ہوا پانی جن لوگوں کے لئے موافق اصحاب الصرع واصحاب الماخولیا ہے، وہ صرع، مانخولیا، صداع بارد اور آشوب چشم کے واصحاب الصداع البار د واصحاب مریض ہیں؛ نیز وہ لوگ ہیں جنکے حلق اور مسوڑھوں میں نمور الرمہ والذین یہم بشور فی الحلق (روانے) ہوں، جن کے کان کے پیچھے اورام ہوں (اورام والعمور واورام خلف الاذن واصحاب خلف الاذن)؛ جن لوگوں کو نزلہ ہو؛ جن لوگوں کے حجاب النوازل ومن بہم قروح فی الحجاب حاجز میں قروح ہوں؛ اور جنکے سینے کے نواحی (اقسیم صدر) وانحلال لغرد فی نواحی الصدک ویدر میں تفرق اتصال ہو۔ نیز یہ مدر حیض اور مدر بول ہے؛ اور الطمث والبول ویسکن الاوجاع دروں کا مسکن ہے۔

لہ بعض نسخوں میں زائد عبارت ہے: وہ ہضم کو بگاڑ دیتا، اور غذا کو (معدہ کے اندر) تیرا دیتا ہے۔

واما الماء المالح فانه يهزل ويقشف ويسهل الكلى بالجلع الذى فيه ثم يعقل اخرا بالتجفيف الذى فى طبعه ويفسد الدم فيولد الحكمة والجرب

مار مار نکین پانی (یا کھاری پانی بدن کو) لاغر اور خشک کرتا ہے؛ پہلے اپنی قوتِ جلا رکی وجہ سے دست لاتا ہے، اور آخر میں اپنی طبعی تجفیف (خشکی) کی وجہ سے قبض پیدا کرتا ہے؛ یہ خون کو بگاڑ کر جگہ اور جرب (خارش) پیدا کرتا ہے +

کھاری پانی سے اگر غسل کیا جائے، تو جربیں مر جاتی ہیں؛ جلد کے نیچے جا ہوا خون ہو تو تحلیل ہو جاتا ہے؛ جرب و حکہ اور داء شغایا ہر جاتے ہیں؛ امراض اعصاب، مثلاً رعشہ، فاج، استرخاء وغیرہ کے لئے یہ بہترین علاج جات میں سے ہے۔ سمندر کے کھاری پانی میں اگر مریض کو بٹھایا جائے، تو سانپ کے زہر اور دیگر حشرات الارض کے زہریں بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔ گیلانی

واما الكلى يولد الحصى والسداد فليتناول بعد ذلك ما يدر على ان المبطون كثيرا ما ينتفع به وبسائر المياح الغليظة الثقيلة لا احتباسها فى بطنه وبطوء الفحلها ومن تريا قاته الدسم والحلادات

مار مار گدلا پانی پتھری اور سستے پیدا کرتا ہے۔ اس کے بعد کوئی ایسی چیز کھانی چاہئے، جو دربول ہو۔ لیکن مبطون (دستوں کا پیار) گاہے ایسے گدے پانی سے، اور دوسرے غلیظ اور بھاری پانیوں سے نفع حاصل کرتا ہے؛ اس لئے کہ ایسا پانی ان کے شکم میں دیر تک ٹوکتا رہتا ہے، اور دیر میں نیچے اترتا ہے۔ اس پانی کے تریا قات (مصلحات) میں سے چکنائی (دسومت) اور مٹھاس ہے (یعنی کھاری پانی اور گدے پانی کی اصلاح روغن اور مٹھاس سے ہو جاتی ہے۔ گیلانی) +

والنوشادرية تطلق الطبيعة شرب منها و اجلس فيها و احقق بها

میاہ نوشادر یہ جس پانی میں نوشادر کا اثر ہو، وہ ملین شکم ہے خواہ وہ پیا جائے، مریض کو اس میں بٹھایا جائے، یا اس سے حقن کیا جائے +

والشبية تنفع من سيلان فضول الطمث ومن نفث الدم وسيلان البواسير غير انها شديدة الاثارة للحمى فى الابدان

میاہ شبیہ جس پانی میں پھٹکری کا اثر ہو، وہ فضلاتِ جفن کے سیلان میں، نفث الدم میں، اور سیلانِ بواسیر میں مفید ہے (یعنی پھٹکری کا پانی حابسِ خون ہونے کی وجہ سے ہر قسم کے جریانِ خون کو روکتا ہے)۔ لیکن جو بدن (یا جو لوگ)

المستعدة لها

بخار میں مبتلا ہونے کے لئے مستعد اور آمادہ ہوتے ہیں،  
اُن میں ایسا پانی بخار بہت جلد لے آتا ہے +

والحدیدية تزيل الطحال  
وتعين على الباء والخاسية  
صالحة لفساد المزاج

سیاہ حدیدہ [دُخاسیہ] (جس میں لوہے کے اجزاء موجود ہوں، خواہ وہ  
پانی لوہے کی کان سے حاصل کیا گیا ہو، یا اُس میں کُور یا  
بجھا یا گیا ہو) وہ تلی کر لا کر دیتا ہے (عظم الطحال یا برطمی  
ہوئی تلی کو چھوٹا کر دیتا ہے)، اور قوت باہ کی امداد کرتا ہے  
(کیونکہ لوہا مقوی بدن اور مقوی خون ہے، جس سے طبیعت  
قوی ہو جاتی ہے، اور باعرض باہ بھی بڑھ جاتی ہے)۔  
ماء دُخاسیہ یعنی تانبہ کا پانی (لوہے کے پانی کے اصول  
پر) فساد مزاج (استقاء) کے لئے بہتر ہے۔ (تانبہ بھی مقوی  
بدن ہے، اس لئے اس سے جگر کی اصلاح ہو جاتی ہے، اور  
مرض استقار میں مفید ثابت ہوتا ہے) +

واذا اخلطت مياه مختلفة جيدة  
ورديّة غلب اقواها  
ونحن قد بينا تدبير المياہ  
الفاستدة في باب تدبير المسافرين  
ونذكر باقي احكام الما و صفاته  
وقوى اصنافه في باب الما  
في الادوية المفردة

جب اچھے اور بُرے مختلف پانی باہم مل جاتے ہیں، تو  
جو ان میں قوی ہوتا ہے، وہی غالب رہتا ہے +  
بُرے پانیوں کی تدبیر و اصلاح کا تذکرہ ہم تدبیر  
مسافریں کے باب میں کریں گے، اور پانی کے باقی احکام  
اس کے صفات، اور اس کی مختلف اقسام کے اثرات کا  
تذکرہ ہم (دوسری کتاب میں، یعنی) ادویہ مفردہ میں "پانی"  
کے باب کے اندر کریں گے +

الفصل السابع عشر موجبات الاحتيا لا تنفصل - استفراغ واحتباس کے اثرات

احتباس ما يجب ان يستفرغ  
بالطبع يكون اما لضعف الدافعة  
اولشدة القوة الماسكة فتشبهت  
احتباس ما يجب ان يستفرغ  
جن فضلات كاطبعًا استفراغ ہونا چاہئے، وہ اگر  
غیر ضروری بدن کے اندر رُک جاتے ہیں، تو اس کے متعدد  
وجہ ہیں: (۱) قوت دافعہ ضعیف ہو؛ (۲) قوت ماسکہ

بہ اولضعف الهاضمة فيطول شديد وقوى ہو، جو فضلہ کرنے چھوڑے (اور نکلنے نہ دے)؛  
 لبث الشيء في الوعاء تلبيثاً (۳) قوت ہاضمہ ضعیف ہو، جس سے وہ چیز قوائے طبعیہ  
 من القوى الطبيعية یا الے (مثلاً قوت ماسک) کے عمل سے وعاء عضویں (عضو کے  
 استیفاء بعضہم) ولضيق المجاری (جوف میں) پورے طور پر ہضم ہونے کے لئے دیر تک پڑی  
 اولسد فيها او غلظ المادة (۴) مجاری تنگ ہوں، یا وہ مسدود ہوں (اُن  
 اولزوجتها او كثرتها فلا يقوى میں مسدود ہوں)؛ (۵) مادہ غلیظ ہو، یسدا ہو، یا زیادہ  
 عليها الدافعة او فقدان الاحساس مقدار میں ہو، اس لئے قوت دافعہ اس کے اخراج پر قابو  
 بالحاجة الى دفعها اذ كان قد نہ پاسکے؛ (۶) دفع فضلات کی حاجت کا احساس مفقود  
 يعين في الاستفراغ قوة ارادية ہو گیا ہو (کسی وجہ سے وہاں بے حسی آگئی ہو)، کیونکہ بعض  
 كما يعرض في القولنج اليرقاني اوقات استفراغ میں قوت ارادی بھی اما دکیا کرتی ہے  
 (جس کے لئے احساس شرط ہے)، جیسا کہ قولنج یرقانی میں  
 گاہے ہوا کرتا ہے +

اس سے مراد یہ ہے کہ بعض طبعی افعال میں، مثلاً دفع فضلات میں اختیاری عضلات بھی کام کیا کرتے  
 ہیں، جنکے لئے شعور و ادراک یا احساس ضروری ہے۔ جب تک احساس نہ ہو، کوئی ارادی عضلہ کیونکر کام  
 کر سکتا ہے؟ ایسی صورت میں احساس کی قوت کھو جاتی ہے، تو دفع فضلات میں رکاوٹ آ جاتی ہے۔ جیسا کہ  
 بعض اوقات مجراے صفراوی میں سدہ واقع ہو جاتا ہے، جس سے صفراء آنتوں پر گرنے سے رک جاتا ہے،  
 اور آنتوں میں کثیف براؤ کا احساس نہیں ہوتا؛ اس لئے کہ صفراء اپنی جذبات سے آنتوں میں ایک طرح کی خراش  
 پیدا کرتا ہے؛ اس لئے ایسی صورت میں گاہے قولنج عارض ہو جاتا ہے۔ اور چونکہ اس وقت صفراء خون کے  
 ساتھ ملکر تمام بدن میں پھیل جاتا ہے، اس لئے قولنج کے ساتھ یرقان بھی لاحق ہو جاتا ہے۔ اسی لئے ایسے قولنج کو  
 قولنج یرقانی کہا جاتا ہے۔ مترجم +

اولانصراف من قوة الطبيعة الے (۷) طبعی قوت کسی اور جانب متوجہ ہو، جیسا کہ بحران  
 جهة اخرى كما يعرض في البحارين کے وقت گاہے پشیاں اور پانچا نہ شدت کے ساتھ اس وجہ  
 من شدة احتباس البول واحتباس سے بند ہو جایا کرتے ہیں کہ بحرانی استفراغ کا رخ کسی اور  
 البدان بسبب كون الاستفراغ طرف ہوتا ہے (مثلاً پسینہ یا نکسیر کی طرف بحران کی ترجمہ  
 البحرانی من جهة اخرى ہوتی ہے) +

واذا وقع احتباس ما يجب  
 ان يستفرغ عرض من ذلك  
 امراض اما من باب امراض  
 التركيب فالسدة والاسترخاء  
 والتشنج الرطب وما يشبه ذلك  
 واما من امراض المزاج فالعفونة  
 وايضا احتقان الحار الغريزي  
 واستحالة الى السارية وايضا  
 انطفاء الحرارة الغريزية من  
 طول الاحتقان واشدته فيعقبه  
 البرد وايضا غلبة الرطوبة  
 على البدن واما من الامراض  
 المشتركة فانصداع الاوعية  
 وانفجارها

غير ضروري احتباس  
 کی تاثیرات

جن فضلات کا استفرغ ہونا چاہئے،  
 ان کا اگر احتباس ہو جائے، تو اس سے  
 چند امراض لاحق ہو جاتے ہیں، جو امراض ترکیب، سو  
 مزاج، تفرق اتصال اور امراض مرکبہ کے قبیلے سے ہوتے  
 ہیں۔ چنانچہ امراض ترکیب یہ ہیں: سدة، استرخاء، تشنج  
 رطب، وغیرہ۔ امراض سو مزاج یہ ہیں: عفونۃ، حرارت  
 غریزی کا احتقان (گھٹ جانا) اور اسکا نارایت کی طرف  
 مستحیل ہو جانا (یعنی حرارت غریزی میں اشتعالی کیفیت کا  
 پیدا ہو جانا)، اور مدت دراز تک احتقانی صورت رہنے  
 کی وجہ سے، یا احتقان کی شدت کی وجہ سے حرارت غریزی  
 کا ٹھنڈا ہو جانا، جس سے انجام کار بردت پیدا ہو جاتی  
 ہے، اور بطن میں رطوبت کا غالب ہو جانا۔ امراض  
 تفرق اتصال (امراض مشترکہ) یہ ہیں: رگوں کا پھٹ جانا  
 اور ان سے اخلاط کا بھوٹ نکلنا +

والتمخمة من اسرءا اسباب الامراض  
وخصوصاً اذا وافت بعد اعتياد  
الخواء مثل ما يقع من الشبع المفرط  
في الخصب عقيب الجوع المفرط  
في الجذب واما من الامراض  
المركبة فلا ورام والبيوس

جو امراض احتباس کی وجہ سے لاحق ہوا کرتے ہیں،  
ان کے بدترین اسباب میں سے تخمہ بھی ہے؛ خصوصاً  
وہ تخمہ جو غلار کی عادت کے بعد (بھوک کی عادت کے بعد)  
لاحق ہو؛ جیسا کہ خشتک سالی اور قحط کی بھوک کی افراط  
کے بعد لوگ فراخ سالی میں ڈٹ کر کھا یا کرتے ہیں (جس سے  
بد معنی اور تخمہ لاحق ہو جاتا)؛ را در جیسا کہ رمضان شریف  
کے روزوں کے بعد عید میں لوگ اسی بے احتیاطی کی وجہ  
سے اکثر بیمار ہو جایا کرتے ہیں)۔ امراض مرکبہ یہ ہیں:

۱۵ تخمہ: معدہ کے اندر غذا کا فاسد ہو جانا۔ جب ایسی فاسد غذا ہند ہو جاتی ہے، اور خارج نہیں ہوتی تو بہت سے امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ تخمہ اگرچہ امراض تفرق اتصال کے قبیل سے نہیں ہے، لیکن غیر مندوری احتباس میں ضرور داخل ہو سکتا ہے۔ \*

اور ام اور شور (پھنسیاں) +

واستفراغ ما یجب ان یحتسب لیکن استفراغ غیر ضروری جن چیزوں کو بدن کے اندر رکنا چاہیے  
اما لقوة الدافعة اولضعف الماسكة وہ اگر بدن سے خارج ہو جاتے ہیں، تو اس کے بھی متعدد  
اولا یذاء المادۃ بالثقل لکثرتها وجوہ ہیں: (۱) قوت دافعه قوی ہو (یعنی وہ قوت اور  
او بالتمديد لریحيتها او باللدغ شدت سے دفع کرنے پر مجبور ہو)؛ (۲) قوت ماسکہ کمزور  
لحدتها وحرافتها اولرقۃ المادۃ ہو؛ (۳) مادہ سوزی ہو (مادہ اذیت پہنچا رہا ہو)؛ خواہ  
فتكون کانهما تسيل من نفسها فیسهل وہ اس طرح اذیت پہنچائے کہ وہ مقدار میں زیادہ ہونے  
احدا فاعها کی وجہ سے بوجھل ہو رہا ہو؛ یا وہ اس طرح اذیت پہنچائے  
کہ وہ رکھی ہونے کی وجہ سے تناؤ پیدا کر رہا ہو؛ یا وہ  
اپنی جدت اور حرارت (تیز اور چہرہ ہونے) کی وجہ سے  
لذغ و سوزش پیدا کر رہا ہو (وہ مادہ اعضا میں تیز لگ  
رہا ہو)؛ (۴) مادہ رقیق ہو، اور رقت کی وجہ سے گریا  
خود بخود بہ جائے، اور آسانی سے خارج ہو جائے +

وقد تعینها سعة المجاری کما (۵) گاہے مجاری کی وسعت اور کشادگی بھی استفراغ  
یعرض من سیلان الخنة او من مادہ کی امداد کرتی ہے، جیسا کہ سیلان منی (جریان منی)  
انشقاقها طولا او انقطاعها عرضا کی وجہ سے مجاری کشادہ ہو جایا کرتے ہیں (اور اس حالت  
اولانفتاحها عن فوها تھا کما میں جن لوگوں کی منی رقیق ہوتی ہے، اُن میں منی بسرعت  
فی السراعات وقد یحدث تمام خارج ہو جایا کرتی ہے، بلکہ بعض اوقات ابتداء  
هذا الانساع بسبب حادث من مباشرت ہی میں انزال ہو جایا کرتا ہے)؛ (۶) مجاری طولا  
خارجا او من داخل یا عرضا کٹ پھٹ جائیں، یا ان کے منہ کھل جائیں، جیسا  
کہ رعات (نکسیر) میں ہوا کرتا ہے۔ مجاری کے کھلنے کی  
وجہ گاہے بیرونی ہو ا کرتی ہے، اور گاہے اندرونی +

واذا وقع استفراغ ما یجب ان استفراغ غیر ضروری جن چیزوں کو بدن کے اندر رکنا چاہیے  
یحتسب عرض من ذلك برد المزاج کے اراض جب وہ بدن سے خارج ہوتے ہیں، تو  
باستفراغ المادۃ المشعلة للمحار اس سے مزاج میں اس وجہ سے برودت لاحق ہو جاتی ہے

الغریزی التي یفتدی منها الحار کہ وہ مادہ خارج ہو جاتا ہے جو حرارت غریزی میں اشتعال  
الغریزی و ربما عرض منه پیدا کرتا ہے، اور جس سے حرارت غریزی اپنی پرورش حاصل  
حرارة مزاج اذا كان ما يستفغ کرتی ہے۔ اور گاہے ایسے استفراغ سے مزاج میں حرارت  
بارد المزاج مثل البلغم او قریباً عارض ہو جایا کرتی ہے؛ بشرطیکہ خارج ہونے والا مادہ بلغم  
من اعتدال المزاج مثل الدام جیسا بارد المزاج ہو؛ یا خون جیسا معتدل المزاج ہو۔ چنانچہ  
فیستولی الحار المفراط کا لصفراء جب ایسے مواد بدن سے خارج ہو جاتے ہیں تو صفراء جیسی  
نہایت شدید گرم خلط کا بدن میں غلبہ ہو جاتا ہے، جس سے  
فیسخن بدن گرم ہو جاتا ہے +

وقت يعرض من ذلك اليبس و حاداً وبالذات و ربما عرضت عارض ہوا کرتی ہے۔ لیکن گاہے ایسے استفراغ سے (باعتراض)  
منه الرطوبة على القياس اس طور پر رطوبت عارض ہو جاتی ہے، جس طرح ہم نے  
الذی ذکرنا فی عرض الحار حرارت کے بارہ میں بیان کیا ہے۔ چنانچہ یہ صورت اس  
وذلك عند اعتدال من استفراغ وقت ہوتی ہے جبکہ یبوست پیدا کرنے والی خلط اعتدال  
المخلط الجفیف و یجزم من الحارة کے ساتھ خارج ہو جاتی ہے (اگر استفراغ میں بجائے  
الغریزیة عن مضغ الغذاء و مضماً اعتدال کے کثرت ہوگی، تو خواہ کوئی بھی خلط ہو، اس سے  
تأماً فیكثر البلغم لکن هذه یبوست ہی پیدا ہوگی)۔ علی ہذا گاہے ایسے استفراغ کی  
الرطوبة لا تنفع فی المزاج صورت میں اس وجہ سے بھی رطوبت عارض ہو جایا کرتی ہے  
الغریزی ولا تكون غریزیة کہ حرارت غریزیہ کمزور ہو کر غذا کو پورے طور پر ہضم کرنے  
کما ان تلك الحرارة لم تکن پر قدرت نہیں پاتی، اس لئے بدن میں بلغم کی کثرت ہو جاتی  
غریزیہ ہے۔ لیکن یہ رطوبت اصلی مزاج کے لئے مفید ثابت نہیں  
ہوتی، اور نہ یہ رطوبت اصلی رطوبت ہوتی ہے؛ جس طرح  
وہ حرارت (جو صفراء کے غلبہ سے پیدا ہوتی ہے) اصلی  
حرارت نہیں ہوتی +

بل کل استفراغ مفراط یتبعہ [انراط استفراغ] استفراغ اگر افراط کے ساتھ ہو، تو خواہ  
برد و یس فی جوہر الاعضاء وغیرہا وہ کوئی ہو، اس کے بعد جو ہر اعضا اور طبیعت اعضا

وان لحق بعضها حرارة غریبة میں برودت اور پوست پیدا ہو جاتی ہے۔ اگرچہ بعض  
در طوبہ غیر صالحة وقت استفرغات کے بعد حرارت غریبہ اور غیر مفید رطوبت  
یتبع الاستفراغ المفرط من الامراض بھی پیدا ہو جایا کرتی ہے۔ اور گا ہے افراط استفرغ  
الالیة السداة ایضاً لفرط بیس کے بعد امراض آلیہ (امراض ترکیب) میں سے سُدہ  
العروق والنسدادها ویتبعہ اس وجہ سے پیدا ہو جاتا ہے کہ عروق میں (فطرط  
التشنج والکنازہ استفرغ سے) اتنی پوست لاحق ہو جاتی ہے کہ یہ بند  
ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح گا ہے افراط استفرغ کے  
بعد تشنج اور کنز از بھی لاحق ہو جاتا ہے +

واما الاستفراغ والاحتباس احتباس و رہے وہ احتباس اور استفرغ، جو معتدل  
المعتدلان المصادفان لوقت استفرغ معتدل ہوں، اور ضرورت کے وقت ہوں، وہ  
الحاجة اليهما فعمانا فعان مفید ہوتے، اور حالت صحت کی حفاظت کرتے ہیں، یہی  
حافظان للحالة الصحية احتباس و استفرغ اسباب ضروریہ میں سے ہیں، جنہیں  
اس فعل میں بیان کرنا مقصود ہے) +

فقد یکن فی الاسباب الضرورية بیان تک ہم اسباب ضروریہ میں کلام کر چکے،  
بجنسیتھا وان كانت قتلایکون جو بلحاظ جنس کے ضروری ہیں؛ اگرچہ ان اسباب کی  
اکثرانواعها ضرورية فلنأخذ بیشتر قسمیں ضروری نہیں ہیں۔ اس لئے اب ہمیں دوسرے  
فی الاسباب الاخری اسباب کو شروع کرنا چاہئے (جو ضروری نہ ہوں) +

یعنی یہاں تک اسباب ضروریہ کا ذکر کیا گیا ہے، جو بلحاظ جنس کے ضروری ہیں۔ یعنی غذا کی جنس  
ضروری ہے، پانی کی جنس ضروری ہے، ہوا کی جنس ضروری ہے، یہ نہیں ہے کہ اسباب مذکورہ کی  
ساری قسمیں ضروری ہوں۔ مثلاً ہواؤں میں سے تمام اقسام کی ہوائیں ضروری نہیں ہیں، بلکہ محض وہ جو  
معتدل ہو، اور وہائی نہ ہو۔ اسی طرح مثلاً پانی کی ساری قسمیں ضروری نہیں ہیں، بلکہ وہ پانی ضروری ہے  
جو متعفن نہ ہو۔ اسی طرح غذاؤں میں سے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ گوشت ہی ہو، یا روٹی ہی ہو، دالے  
ہذا القیاس +

الفصل الثامن عشر کلام کلی فی اسباب اٹھارہویں فصل۔ بدن کے ایسے اسباب  
تتفق للبدن غیر ضارۃ ولا ضرریۃ اتفاقہ کا کلی تذکرہ جو نہ ضروری ہو، اور نہ

(اس فصل میں اُن چیزوں کا عام بیان اور کلی تذکرہ  
ہے جو بدن کے لئے نہ ضروری ہیں، اور نہ ضار) +

ولنتکلم الان فی الاسباب الغیر الضروریۃ ولا الضارۃ وہی ضروری ہیں اور نہ ضرر رساں ہیں۔ اور یہ وہ اسباب  
التي لیست بجنسیۃھا فی الطبع ولا ہیں جو لحاظ جنس کے طبیعت انسانہ کے لئے ضروری  
ہی مضادة للطبع وھذا ہی الاشیاء نہیں ہیں (یعنی یہ ایسے امور ہیں جنکو بقائے حیات میں کچھ  
الملاقیۃ للبدن غیر الهواء دخل نہیں ہے)، اور نہ یہ طبیعت انسانہ کے لئے مضاد  
فانہ ضروری بل مثل الاستقامات (اور دشمن) ہیں۔ ایسی چیزیں وہی ہیں جو ہوا کے سوار  
وانواع الدلائک وغیرھا بدن سے ملائی ہوتی ہیں (بدن سے منسکرتی ہیں)۔ ہوا  
ولنبدأ بقول کلی فی ہذا ان میں اس لئے داخل نہیں ہے کہ وہ ایک ضروری چیز ہے  
الاسباب (اور اسباب ضروریہ میں انکا شمار ہو چکا ہے)۔ بلکہ ایسی  
غیر ضروری چیزوں کی مثال حمامات اور اقسام مالش وغیرہ  
ہیں۔ ان اسباب کو ہم اس طرح بیان کرنا چاہتے ہیں  
کہ پہلے انکا عمومی (اور جامعی) تذکرہ کیا جائے، (اور اسکے  
بعد دوسری فصل میں تفصیلی) +

فنقول ان الاشیاء الفاعلۃ فی بدن الانسان من خارج یا ملاقاتہ بذریعہ ملاقات اثر کرتی ہیں، ان کے اثر کی دو صورتیں  
تفعل فیہ علی وجہین ہیں :

فانھا تفعل فیہ اما بنفوذ پہلی صورت یہ ہے کہ (الف) ان چیزوں میں  
ما لطف منہا فی المسام بقوۃ گھسنے اور نفوذ کرنے کی ایک قوت (قوت غواصۃ نافذہ) ہوتی  
فیہا غواصۃ نافذۃ او ہے، جس سے ان کے لطیف اجزاء بدن کے مسامات میں

بجذب الأعضاء یا ہا من  
مسامھا او بتعاون من الافرین  
گس جاتے ہیں، اور وہ اشر کرتے ہیں؛ (مثلاً سرکہ) (ب)  
یا ان چیزوں کو اعضا را اپنی قوت جاذبہ سے بذریعہ مسامات  
کے جذب کر لیتے ہیں، (مثلاً روغن جب بدن پر لگایا جاتا  
ہے، اور اس کی مالش کی جاتی ہے، تو یہ اندر جذب  
ہو جاتا ہے، (ج) یا یہ دونوں باتیں ایک ساتھ ہوتی ہیں  
اور ایک دوسرے کی اعادہ کرتی ہیں۔ (مثلاً کسی روغن میں  
کوئی قوت غواصہ نافذہ بھی ہو، یا کسی ایسی دوا کے ساتھ  
روغن کو مخلوط کر دیا جائے، جیسے روغن گل اور سرکہ کو ملا کر  
سرسام کی حالت میں سر پہ لگایا جاتا ہے) +

واما بان یفعل لا بمخلطة البتہ  
بل بکیفیت صرفة محیلة  
للبدن وذلك امکالان  
لها هذه الکیفیت بالفعل  
کا لطلاع المبدء بالفعل فیبد  
او الکما د المسخن بالفعل فیسخن  
وامکالان لها هذه الکیفیت بالقوة  
لکن الحار الغریزی من اھجے فیها  
قوة فعالة ویخرجها الى الفعل  
واما بالخاصیة

دوسری صورت یہ ہے کہ ان چیزوں میں سے  
کوئی چیز (کوئی مادہ) بدن کے ساتھ مخلوط نہ ہو، بلکہ وہ  
محض اپنی خالص کیفیت سے اشر کریں، اور بدن کو اپنی  
کیفیت سے کیف کر دیں، اسکی پھر تین صورتیں ہیں:  
(۱) یہ کیفیت ان میں بالفعل موجود ہو، مثلاً وہ طلا،  
جس میں بالفعل ٹھنڈک ہوتی ہے، وہ بدن میں ٹھنڈک  
پہونچاتا ہے، اور وہ کما د (تکمیدہ) (تکرم) جس میں بالفعل گرمی ہوتی  
ہے وہ بدن میں گرمی پہونچاتا ہے۔ (۲) یہ کیفیت ان میں  
(بالفعل موجود نہ ہو، بلکہ) بالقوة ہو، لیکن ہمارے بدن کی  
حدارت غریزیہ ان چیزوں کی  
قوت فعالہ (قوت مؤثرہ) میں ہیجان و حرکت پیدا  
کر دیتی ہے، اور ان کو قوت سے فعل کی طرف لے آتی ہے  
(۳) (۴) ان میں یہ کیفیت بالفعل موجود ہو، اور نہ بالقوة ہو،  
بلکہ ان میں اسکی کوئی خاصیت ہو، (اور اسی خاصیت کی وجہ  
سے وہ چیزیں نفوذ کئے بغیر بدن میں کوئی کیفیت پیدا کریں)؛  
بعض چیزیں ایسی ہیں جو (بیرونی) ملاقات کے

ومن الاشیاء ما یغیر بالملزاتہ

کولا یغیر بالتناول مثل البصل  
فانه اذا ضل به من خارج قرح  
ولا یقرح من داخل ومن الاشياء  
ما هو بالعکس مثل الاسفید اج  
فانه ان شرب غیر تغیراً عظیماً  
وان طلع لم یفعل من ذلک  
شیئاً ومنها ما یفعل من الوجهین  
جمیعاً

ذریعہ تو تغیر (تغیر خاص) پیدا کرتی ہیں، مگر کھانے سے یہ  
تغیر نہیں پیدا کرتیں، مثلاً جب پیاز کا باہر سے ضما دکیا  
جاتا ہے، تو اس سے جلد متقرح ہو جاتی ہے، مگر اندرونی  
استعمال سے پیاز متقرح نہیں پیدا کرتی (اور مثلاً دھنیا  
بیرونی طور پر مسخن ہے، اور اندرونی طور پر ٹھنڈا ہے) اور  
بعض چیزیں اس سے برعکس اور اٹلی ہیں۔ مثلاً اسفیداج  
(سفیدہ سفیدہ کاشغری) اگر اندرونی طور پر استعمال کیا  
جائے، تو بدن میں تغیر عظیم پیدا کر دیتا ہے، اور اگر اسے  
بیرونی طور پر بطور طلاء کے لگایا جائے، تو اس قسم کا کوئی  
تغیر نہیں پیدا کرتا۔ اور بعض چیزیں دونوں طور پر عمل  
کرتی ہیں۔ (مثلاً ٹھنڈا پانی باہر سے بھی ٹھنڈک پہنچاتا ہے  
اور اندرونی استعمال سے بھی) +

والسبب فی القسم الاول احد  
اسباب ستة

پہلی صورت کی وجہ کیا ہوتی ہے؟ (یعنی اس کی  
وجہ کیا ہوتی ہے کہ بیرونی استعمال سے وہ چیز متاثر کرتی  
ہے، مگر اندرونی استعمال سے نہیں کرتی؟) اسکی مندرجہ  
ذیل چھ وجوہ ہیں سے کوئی ایک وجہ ہوتی ہے:

احد ما ان مثل البصل اذا ورد  
على داخل البدن با درست  
القوة الهاضمة فکسرته وغیرت مزاجه  
فلم تتركه بسلامته مدّة فی مثلها  
یکن ان یفعل فعله ویقرح فی الباطن  
والثانی انه فی اکثر الامریتنا ول  
مخلوطاً بغيره

(۱) پیاز جیسی چیزیں جب بدن کے اندر پہنچتی ہیں، تو قوت  
ہاضمہ جلد ہی ان کی طرف متوجہ ہو کر ان کو توڑ دیتی، اور  
ان کے مزاج میں تغیر پیدا کر دیتی ہے، اور اتنے عرصہ  
تک ان کو سلامت نہیں چھوڑتی کہ یہ اپنا اثر کر کے اندر قوم  
پیدا کر دیں +

(۲) ایسی چیزیں زیادہ تر (تہنہا نہیں کھائی جاتی  
ہیں، بلکہ) دوسری چیزوں کے ساتھ ملا کر کھائی جاتی ہیں۔  
اس لئے ان کی قوت ٹوٹ جاتی ہے +

(۳) ایسی چیزیں ادعیہ غذا (مثلاً معدہ اور آنتوں)

الغذاء برطوبات تغیرہ و تفسر میں ایسی رطوبات سے بھی مل جاتی ہیں جو ان کو تغیر کر دیتی ہیں  
اور ان کی قوت کو توڑ دیتی ہیں (مثلاً رطوبت معدیہ اور

رطوبت معویہ وغیرہ) +

والسابع انه انما يلزم من خارج (۴) ایسی چیزیں باہر تو ایک جگہ قائم رہتی ہیں، اور  
موضعاً واحداً و اما من داخل (ایک جگہ قائم نہیں رہتی ہیں، بلکہ معدہ اور آنتوں کی  
حرکات دودبہ ہاضمہ سے) برابر منتقل ہوتی رہتی ہیں +

والخامس انه اما من خارج فيلصق (۵) یہ چیزیں باہر (ایک جگہ قائم رہنے کے ساتھ)  
الصاقاً و اما من داخل فانما (اچھی طرح چسپاں رہتی ہیں، اور اندر چسپاں نہیں رہتی  
یہاں مماسہ غیر ملتصقة (بلکہ سطح معدہ وغیرہ سے معمولی طور پر) محض ٹمس کرتی  
ہیں) +

والسادس انه اذا حصل في الباطن (۶) جب ایسی چیزیں اندر داخل ہو جاتی ہیں، تو قوت  
تولدت تدبيرة القوة الطبيعية (طبیعیہ ایسی چیزوں کی تدبیر (تدبیر و اصلاح) کی مالک بن جاتی  
خلو يلبث الفضل منه ان (اور ان کے اجزاء کو اپنی حرارت اور قوت ہاضمہ  
بندفع والجيد ان يستحيل دماً (کی امداد سے متفرق اور پراگندہ کر دیتی ہے) چنانچہ ان سے  
جو فضل بنتا ہے، وہ رکنے نہیں پاتا، اور جلد ہی خارج  
ہو جاتا ہے، اور جو اس کے اچھے اجزاء ہوتے ہیں، وہ  
خون ہو جانے سے باز نہیں رہتے +

واما ما يختلف من حال الاسفداج (۷) یہ امر کہ اسفداج (سفیدہ) کا حال اس سے  
فالسبب فيه انه غليظ الاجزاء مختلف کیوں ہے؟ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ سفیدہ کے  
فلا ينفذ في المسام من خارج اجزاء غلیظ ہوتے ہیں، اس لئے وہ باہر سے مسامات  
فان نفذ لم يمعن الى منافس میں نفوذ کرنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ اور اگر کچھ نفوذ بھی کرتا  
الروح والى الاعضاء الرئيسية ہے، تو وہ منافس روح (منافذ روح) اور اعضاء رئیسہ  
واما اذا تناول كان الاثر بالعكس تک پہنچنے نہیں پاتا، لیکن جب اسے کھایا جاتا ہے، تو مطلقاً  
وايضاً فان الطبيعة السمیه التي فيه اس کے برعکس ہو جاتا ہے۔ (یعنی اس وقت وہ منافس  
لا تفسد الا بقسطا تاثير من الحار روح اور اعضاء رئیسہ تک پہنچ جاتا ہے)۔ نیز سفیدہ

الغریزی الذی فینا فیہ میں جو سچی طبیعت (زہریلی قوت) ہوتی ہے، وہ اُس وقت  
وذلك مما لا يحصل بنفس الملاقاة تک جوش میں آتی ہی نہیں، جب تک ہمارے بدن کی  
خارجاً حرارت غریزیہ اس میں اچھی طرح عمل نہ کر لے۔ اور یہ  
ایسی بات نہیں ہے جو صرف بیرونی ملاقات سے حاصل  
ہو جائے +

ویربما عاد علیک فی کتاب الادویۃ ادویہ مفردہ کی کتاب میں اسی قسم کی گفتگو پھر آنے  
المفردۃ کلام من هذا القبیل والی ہے، (اس لئے اس مقام پر ہم اس بحث کو طول دینا  
نہیں چاہتے) +

الفصل التاسع عشر فی مویجات الاستحمام بالشمس انیسویں فصل حمام کرنے اور صوب کھانیکہ تاثیرات

والاند فان فی الرمل والتمیغ فیہ اور ان کے علاوہ ریت میں گڑ جانے (دفن ہو جانے)  
والاستنقاغ فی الادھان ودرش الماء ریت میں بوٹنے، تیل میں ڈوبنے اور چہرہ پر پانی چھڑکنے  
علی الوجہ کی تاثیرات کا ذکر بھی اسی فصل کے اندر کیا گیا ہے +

قال بعض المتخذین لقین خیر الحمام بعض حاذق بننے والوں (انظار حذاقت کرنے  
ما قدم بنائہ واتسع فضاءہ والوں) نے بتایا ہے کہ بہترین حمام وہ ہے جو پیرانا بنا  
طاب هوائہ وغلڈب مائہ ہو، (سبکی عمارت تازہ نہ ہو، جس سے چونہ اور تنگ وغیرہ  
وزاد اخرون وقد سر الاثان کے بخارات نکلتے رہتے ہیں)؛ اُسکی فضا رکشادہ ہو (کرے  
وقودہ بقدر مزاج من فراخ ہوں)؛ اُسکی ہوا اچھی ہو؛ اور اس کا پانی شیریں  
اساد و سوادہ ہو۔ دوسرے لوگوں نے ان صفات پر اس قدر اور بھی اضافہ  
کیا ہے کہ بھٹی میں آئخ دینے والا اس اندازہ سے آئخ دے  
کہ جو شخص حمام میں داخل ہونے والا ہے، اُس کے مزاج  
کے مطابق (حمام میں گرمی پیدا ہو) +

واعلم ان الفعل الطبیع للحمام حمام کا طبعی فعل (جو عادتاً اس سے مقصود ہوا کرتا  
هو التسخین بهوائہ والترطب ہے) یہ ہے کہ حمام کی ہوا گرمی پر بخالتی ہے، اور حمام کا  
لہ کہتے ہیں کہ اس سے ابوسل سچی مصنف کتاب المائۃ (مائۃ مسیحی)، مراد ہیں +

بمائه

پانی رطوبت پیدا کرتا ہے +

والبیت الاول مبرد مرطب (حمام کے نبوت) (حمام کے تین درجے یا تین کمرے ہوا کرتے  
والثانی مسخن مرطب والثالث (کمرے خانے) ہیں) پہلا کمرہ (پہلا خانہ) مبرد مرطب  
مسخن مجفف ہوتا ہے (حمام ٹھنڈے مکانات کی طرح، جن میں ٹھنڈا

پانی موجود ہو، پہلا کمرہ بار در مرطب ہوتا ہے)۔ دوسرا  
کمرہ مسخن اور مرطب (گرمی اور تری پیدا کرنے والا) تیسرا  
کمرہ مسخن اور مجفف (گرمی اور خشکی پیدا کرنے والا) +

ولا تلتفت الی قول من یقول

جو لوگ اس امر کے قائل ہیں کہ پانی اعضائے

ان الماء لا یمرط الاعضاء

اصلیہ میں کسی طور پر رطوبت نہیں پیدا کرتا، نہ پینے کی صورت

الاصلیۃ شراباً ولا لقاء

میں، اور نہ بیرونی ملاقات کی صورت میں، ان کے اس

قول کی طرف قطعاً التفات و توجہ نہ کرنی چاہئے۔ (کیونکہ اگر

پانی بالذات غازی نہیں ہے، اور اعضا کے تغذیہ میں

صرف نہیں ہوتا ہے، لیکن یہ غذا کے نفوذ کرنے میں

بدولہ بنتا ہے، اور اس طرح یہ اعضائے اصلیہ کی تربیت

جوہری کا ذریعہ بن جاتا ہے) +

(حمام کا طبعی اور ذاتی فعل اگرچہ تسخین اور تربیت

ہے، لیکن گاہے اسکی مذکورہ بالا تاثیرات بدل بھی جاتی

ہیں۔ چنانچہ شیخ فرماتے ہیں:) حمام کی جو تاثیرات

بعد ما وصفنا من تاثیراتہ اور تغیرات ہم اوپر بیان کر چکے ہیں، گاہے ان کے سوا

وتغیراتہ تغیرات اخری دوسرے تغیرات بھی پیدا ہو جاتے ہیں؛ جن میں سے بعض

بعضہا بالعرض وبعضہا بالذات تغیرات تو بالعرض ہوتے ہیں، اور بعض بالذات۔ چنانچہ

فان الحمام قد یعرض لہ ان گاہے ایسا ہوتا ہے کہ حمام کی ہوا حرارت غریزیہ کو بکثرت

یآثر بھوائے من کثرۃ التحلیل تحلیل کرنے کی وجہ سے بدن میں (بالعرض) برودت پیدا

للمحار الغریزی وان یجفف ایضا کر دیتی، اور رطوبات اصلیہ کو بکثرت تحلیل کرنے کی

جواہر الاعضاء لتحلیلہ الکثیر وجہ سے اعضا کے جوہر میں خشکی بڑھادیتی ہے (جیسا کہ

الا انه قد یعرض من الحمام

بعد ما وصفنا من تاثیراتہ اور تغیرات ہم اوپر بیان کر چکے ہیں، گاہے ان کے سوا

وتغیراتہ تغیرات اخری دوسرے تغیرات بھی پیدا ہو جاتے ہیں؛ جن میں سے بعض

بعضہا بالعرض وبعضہا بالذات تغیرات تو بالعرض ہوتے ہیں، اور بعض بالذات۔ چنانچہ

فان الحمام قد یعرض لہ ان گاہے ایسا ہوتا ہے کہ حمام کی ہوا حرارت غریزیہ کو بکثرت

یآثر بھوائے من کثرۃ التحلیل تحلیل کرنے کی وجہ سے بدن میں (بالعرض) برودت پیدا

للمحار الغریزی وان یجفف ایضا کر دیتی، اور رطوبات اصلیہ کو بکثرت تحلیل کرنے کی

جواہر الاعضاء لتحلیلہ الکثیر وجہ سے اعضا کے جوہر میں خشکی بڑھادیتی ہے (جیسا کہ

للرطوبات الغریزیة وان حمام کے خُدام اور ملازمین میں اسکا مشاہدہ کیا جاتا ہے؛  
افاد رطوبات غریبہ اگرچہ (اس حالت میں) حمام کے پانی کی وجہ سے ایک  
عارضی رطوبت حاصل ہو جایا کرتی ہے +

واذا كان مائئہ شدید السخونة جب حمام کا پانی اتنا سخت گرم ہوتا ہے کہ اس سے  
تقشعر منه الجلد فيستحصف مسامہ جلد کے روگٹے کھڑے ہو جائیں (پھر یرتی آجائے) اور  
لم يتأد من رطوبته الى البدن بدن کے مسامات کثیف ہو جائیں، تو ایسی صورت میں بدن  
شئ ولا ايجاد تحليله کے اندر اسکی رطوبت کچھ بھی نہیں پہنچتی ہے، اور نہ ایسی  
صورت میں (کنافۃ مسام کی وجہ سے) بدن کی رطوبات  
ابھی طرح تحلیل ہی ہوتی ہیں +

ومائہ قد یسخن ویبرد اما حمام کا پانی بدن میں حرارت بھی پیدا کرتا ہے، اور  
تسخینه فجماء ان كان حاراً برودت بھی (پانی سے حرارت تو بالعرض پیدا ہوتی ہے،  
الى السخونة ما هو دون الفاتد اور برودت بالذات) + چنانچہ حمام کا پانی بدن میں گرمی  
فانه یبرد ویرد طب و تو اپنی حرارت کی وجہ سے پیدا کرتا ہے، بشرطیکہ وہ نیگرم  
بالحقن ان كان بارداً فانه (فاتر) نہ ہو، بلکہ وہ خاصاً گرم ہو۔ نیگرم پانی (حرارت  
یحقن الحرارة المستفادۃ من پیدا کرنے کی بجائے) برودت و رطوبت پیدا کیا کرتا ہے۔  
هوئہ و یجمعها فی الاحشاء اور گاہے حمام کا پانی حقیقت کی وجہ سے (مسامات کو بند کرنے  
اذا و سرداً علی البدن کی وجہ سے) بدن میں حرارت پیدا کرتا ہے، بشرطیکہ وہ  
ٹھنڈا ہو۔ چنانچہ جب ٹھنڈا پانی (حمام کے اندر) بدن پر  
ڈالا جاتا ہے، تو بدن میں جو حرارت حمام کی ہوا سے حاصل  
ہوتی ہے، وہ اس ٹھنڈے پانی کی وجہ سے بدن کے اندر  
ہی گھٹ جاتی، اور احشاء کے اندر اکٹھی ہو جاتی ہے +

واما تبریدہ فذلک اذا کثر و اما تبریدہ فذلک اذا کثر  
فیہ الاستنقاع فی برد من کہتا ہے، جبکہ انسان حمام کے اندر دیر تک پانی میں بیٹھا  
وجہین احدهما لان الماء رہے۔ اس صورت میں برودت دو طور پر پیدا ہوتی  
بالطبع بارد فی برد اخر الامر ہے: ایک تو اس طور پر کہ پانی بالطبع بارد ہے،

وان سخن بجز اسراۃ عرضیۃ اس لئے وہ انجام کار برودت پیدا کرتا ہے، خواہ وہ  
لا یشبت بل یزول ویسقی عارضی حرارت سے (عارضی طور پر) گرم ہو چکا ہو، کیونکہ  
الفعل الطبیعی لما تشر به البدن یہ عارضی حرارت پانی کے اندر قائم نہیں رہتی ہے، بلکہ وہ  
من الماء وهو التبرید و زائل ہو جاتی ہے، اور بدن نے جتنا پانی پی لیا ہے، وہ  
ایضا فان الماء وان کان حاراً آخر میں اپنا طبعی فعل، یعنی تبرید انجام دیتا ہے، دویم  
او بارداً فهو رطب و اذا افراط یہ کہ پانی خواہ گرم ہو، یا ٹھنڈا، یہ ہر صورت میں رطب  
فی الترطب خنق الحار الغریزی ہوتا ہے، اور یہ قاعدہ ہے کہ جب ترطیب کی زیادتی  
من کثرة الرطوبة فیطیفها ہوتی ہے، تو کثرت رطوبت سے حرارت غریزہ اندر گھٹ  
فیبرد جاتی (بند ہو جاتی) اور وہ ٹھنڈی ہو کر درجہ کر بدن

میں برودت پیدا کر دیتی ہے +

والحمام قد یسخن بالتحلیل گاہے حمام تحلیل (ترقیق و ہضم) کے ذریعہ بھی  
ایضا اذا وجد غذا لم یضم بدن کو گرم کرتا ہے؛ اور یہ اس وقت ہوتا ہے جبکہ  
او خلطاً بارداً المنضج فیہضم بدن میں کوئی غیر منضج (مگر قابل ہضم) غذا یا کوئی غیر نختہ  
ذالک وینضج هذا بار دخلط (بلغم طبعی) موجود ہوتی ہے، جو حمام کے ذریعہ  
ہضم ہو جاتی اور نختہ ہو جاتی ہے، (اور ان کے ہضم  
اور نختہ ہونے سے خون بن جاتا ہے، جو بدن میں حرارت  
پیدا کرتا ہے) +

والحمام قد یستعل یا بسا ینجف گاہے حمام خشک استعمال کیا جاتا ہے (یعنی نہ  
وینفع اصحاب الاستسقاء حمام کے فرش پر پانی پھڑکا جاتا ہے، اور نہ بدن پر پانی  
والترهل ڈالا جاتا ہے) جو بدن میں خشکی پیدا کرتا ہے، اور  
استسقاء اور ترہل (بلغمی درم) دالوں کو نفع بخشتا ہے +  
وقد یستعل رطباً خیر رطب اور گاہے حمام رطب استعمال کیا جاتا ہے،

لہ تحلیل کے لغوی معنی رقیق کرنے کے ہیں؛ اور اصطلاحی معنی یہ ہیں کہ مادہ کو اس قابل کر دیا جائے کہ  
وہ بخارات بن کر اڑنے کے قابل ہو جائے، یہاں پر تحلیل سے اصطلاحی معنی مراد نہیں ہیں؛ بلکہ لغوی معنی؛  
یعنی مادہ کی وہ ترقیق جو ہضم کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے +

جو بدن میں رطوبت پیدا کرتا ہے، (اس سے لاغروں،  
مذقوں، اور گرم خراجوں کو فائدہ پہنچاتا ہے) \*

وقد یقعد فیہ کثیرا فیجفف  
بالتخلیل والتعریق وقد یقعد  
فیہ قلیلا فی رطب بافتشاف  
البدن منه قبل التعریق  
جب حمام کرنے والا حمام کے اندر دیر تک ٹھہرتا  
ہے، تو تحلیل و تعریق کی وجہ سے بدن میں خشکی پیدا ہوتی  
ہے۔ اور جب وہ اس کے اندر کم ٹھہرتا ہے، تو بدن کے  
اندر رطوبت پیدا ہوتی ہے، اس لئے کہ پسینہ آنے سے  
پہلے بدن پانی کو چوس لیتا ہے \*

والحمام قد یستعمل علی الریق  
والخلاء فیجفف شدیداً فیھزل  
البدن ویضعف وقد یستعمل  
علی قرب العهد بالشبع فیسمن  
بما یجذب الی ظاہر البدن  
من المادۃ الا انہ یحدث  
السد بما یجذب بسببہ  
الی الاعضاء من المحدثۃ والکبد  
من الغذاء الغیر النضیج وقد  
یستعمل عند اخذ المضم الا اول  
قبل الخلاء فیمنع و یسمن باعتدال  
حمام گاہے ہمارمٹہ اور خلوے معدہ میں کیا جاتا  
ہے جو شدت سے خشکی پیدا کر کے بدن کو لاغر اور قوتوں  
کو ضعیف کر دیتا ہے۔ اور گاہے یہ صورت ہوتی ہے کہ  
پیٹ بھر کر کھانا کھائے ہوئے ابھی کچھ زیادہ عرصہ بھی نہ  
ہوا کہ حمام کر لیا جاتا ہے؛ ایسی صورت میں حمام بدن کو  
اس طرح نریہ کرتا ہے کہ حمام کی وجہ سے مادہ (مادۃ غذائیہ)  
اور غرن (ظاہر بدن کی طرف کھینچ آتا ہے۔ لیکن اس  
صورت میں سڈے اس وجہ سے پیدا ہو جاتے ہیں کہ  
حمام کی وجہ سے معدہ اور جگر سے اعضا کی طرف کچی غذا  
کھینچ آتی ہے، (جو سدہ کی باعث بن جاتی ہے)۔ گاہے  
حمام پہلے ہضم کے آخر میں (ہضم معدہ کے آخر میں)  
خلوے معدہ سے پہلے استعمال کیا جاتا ہے، جو مفید  
بھی ہوتا ہے، اور اعتدال کے ساتھ نریہ بھی پیدا کرتا ہے  
(اس سے سڈوں کا خوف نہیں ہوتا) \*

ومن استعمل الحمام للتطیب  
کما یستعمل اصحاب الدق فیجب  
علیہما ان یستنعوا فی الماء  
مالم یضعفوا ثم یتمرخوا بالدهن  
جو لوگ رطوبت حاصل کرنے کے لئے حمام کرنا  
چاہیں، جیسا کہ دق والوں کے لئے کیا جاتا ہے، ان کے  
لئے ضروری ہے کہ وہ اس وقت تک پانی میں بیٹھے رہیں  
(پانی میں بھگتے رہیں اور اپنے بدن پر پانی ڈالتے رہیں)

لیرید فی التوطیب ولجسس جب تک انہیں کمزوری نہ محسوس ہو۔ اس کے بعد وہ بدن  
 المائیة النافذة فی المسام پر روغن ملیں؛ تاکہ اس سے اور بھی رطوبت حاصل ہو، اور  
 ویحقنها داخل الجلد وان لا یطیلوا تاکہ جو مائیت مسامات کے اندر داخل ہو چکی ہے، وہ اندر  
 المقام فیہ وان یختار و اموضعا ہی رک جائے، اور جلد کے اندر بند ہو جائے۔ ایسے لوگ حمام  
 معتدلا وان یكثر و اصب الماء میں زیادہ دیر تک (نادا جب طور پر) قیام نہ کریں۔ اور حمام  
 علی ارض الحمام لیکثر البخار کے اندر معتدل مقام (معتدل کمرہ) اختیار کریں، بہت  
 فیرطب الهواء وان ینفثوا زیادہ گرم کمرہ اختیار نہ کریں؛ فرش حمام پر پانی بکثرت  
 من الحمام من غیر عناء و مشقة ڈالیں، تاکہ بخارات بکثرت اٹھیں، اور ہوا کو تر کر دیں۔ اور  
 بل علی محفة تتخذ لهم وان یہ لوگ جب حمام سے منتقل کئے جائیں، تو اس طرح (راحت  
 یطیبوا بالطیب الباسر دکما و آرام کے ساتھ) کہ انہیں تکلیف و شقت نہ ہو (اور ان پر  
 یخ جون وان یترکوا فی المسخ کسی قسم کا زور نہ پڑے)؛ بلکہ یہ محفہ (ڈولی جنہیں کھارٹھانے  
 ساعة الی ان یعود الیهم النفس ہیں) کے ذریعہ منتقل کئے جائیں، جو ان کے لئے خاص طور  
 المعتدل وان یستقوا من المرطبات پر بنایا گیا ہو۔ نیز جب باہر نکلیں تو ٹھنڈے خوشبو لگائیں  
 شیئا مثل ماء الشعیر و مثل (مثلاً عطر صندل، و عطر خس)۔ اور مسخ (جامہ خانہ جہاں  
 لبن الایاتان کپڑے بدلے جاتے ہیں) میں وہ اتنی دیر تک ٹھہریں کہ اکھا  
 سانس ٹھیک ہو جائے؛ اور (حمام سے باہر آنے کے بعد)  
 ماء الشعیر جیسی یا گدھی کے دودھ جیسی کوئی مرطب چیز  
 انہیں پلائی جائے +

ومن اطلال المقام فی الحمام خیف و من اطلال المقام فی الحمام خیف  
 علیہ الغشہ یا سخانہ القلب و یتور ہیں، چونکہ حمام کی وجہ سے قلب میں حرارت بڑھ جاتی ہے  
 به اولا الغشہ اس لئے ایسے لوگوں میں غشی کا اندیشہ ہوتا ہے، اور غشی  
 سے پہلے انہیں متلی آتی ہے +

والحمام مع کثرة منافع مضار حمام کے گو منافع اور فوائد بکثرت ہیں، مگر کچھ مضار  
 فانه یسهل انصباب الفضول اور نقصانات بھی ہیں؛ چنانچہ جن اعضا میں ضعف ہوتا  
 الی الاغضاء التي بها ضعف و یرتخی ہے، حمام کی وجہ سے ان اعضا میں فضلات کا انصباب

الجسد ویضر بالعصب ویجلل آسانی سے ہو جاتا ہے۔ حمام بدن کو ڈھیلا (کمزور) کر دیتا  
الحرا سرة الغریذیة ویسقط الشهوة ہے؛ اعصاب کو ضرر پہنچاتا ہے؛ حرارت غریزیہ کو تحلیل  
للطعام ویضعف قوة البلاء کرتا ہے؛ کھانے کی خواہش مارتا ہے؛ اور قوت باہ کو  
کمزور کر دیتا ہے \*

والحمام نصول من جهة اختلاف حمام کے پانی حمام کے اندر جو پانی استعمال کیا جاتا ہے،  
المیاء التي تكون فيه فانیها کے امتیازات اس کے اختلاف کے لحاظ سے حمام کی چند  
ان كانت نظرونیة او کبریة دوسری قسمیں بھی ہیں (یا چند دیگر امتیازات و خصوصیات  
او جریہ اور مادیہ او ماحیہ بھی پائے جاتے ہیں): چنانچہ جب حمام کا پانی نظرونی ہوتا  
طبعاً او بصنعة بان یطبخ فیها شیء ہے (یعنی اس کے اندر بوڑھا ارمنی پایا جاتا ہے)، یا جب  
من ذلك ویطبخ فیها کبریتی (گندک کا) ہوتا ہے، یا جب سمندر کا ہوتا ہے،  
مثل المیویزج ومثل حب الفار یا جب رادھی (راکھ کا) ہوتا ہے، یا جب قدرتا نکین ہوتا  
ومثل الکبریت وغیر ذلك فانیها ہے، یا مصنوعی طور پر پانی میں کچھ بکا کر اسے نکین بنا لیا  
تحلل وتلطف وتزیل الترهل جاتا ہے، یا جب حمام کے پانی میں مویزج جیسی، یا حب الفار  
والتریل وتمنع انصاب المواد جیسی، یا گندک وغیرہ جیسی کوئی دوا برپا لی جاتی ہے، تو یہ  
الی القرح وتنفع اصحاب العراق (سب پانی) محلل اور ملطف اثر کرتا ہے، ترمیل اور تریل  
المعدنی (بھر بھرا ہٹا اور ورم بلغی) کو زائل کر دیتا ہے، زخموں  
کی طرف انصباب مادہ کو روکتا ہے، اور عرق مدنی (ناروا)  
دلوں کے لئے مفید ثابت ہوتا ہے \*

عرق مدنی کو فارسی میں "رشته" کہتے ہیں، اور اردو میں "ناروا"۔ اس مرض کی پیدائش اس  
ترتیب سے ہوتی ہے کہ پہلے بدن پر پھنسی سی نمودار ہوتی ہے؛ پھر آبلہ بن جاتی ہے؛ پھر آبلہ ٹوٹ جاتا ہے  
اور اس کے سوراخ سے دھاگہ یا پٹھے کے مانند ایک جسم بدرتج نکلتا رہتا ہے (عرق - رگ - مدنی)  
مدینہ والی) اسکو عرق مدنی اس لئے کہتے ہیں کہ یہ مرض مدینہ منورہ اور حجاز جیسے گرم ملک میں کثرت لائق  
ہوتا ہے۔ دھاگہ یا پٹھے جیسا جسم بدرتج باہر نکلتے نکلتے پورے طور پر خارج ہو جاتا ہے۔ گاہے جلد کے  
نیچے اس کی حرکت نمودار ہوتی ہے؛ حتیٰ کہ بعض لوگوں کا قول ہے کہ یہ ایک کیڑا ہے۔ چنانچہ قرشی کا قول ہے  
کہ "یہ خیال صحیح ہے۔ ہم نے نکلنے کے بعد اسے حرکت کرتا ہوا دیکھا ہے، جسکی حرکت تھوڑی دیر تک قائم رہی"

والمیاء الخاسية والحديدية والملحة  
 ایضاً تنفع من امراض البرد  
 والسرطوبية ومن اوجاع المفاصل  
 والنقرس ولا استرخاء والربو  
 امراض الكلى وتقوى جدار الكلى وتنفع  
 من الدمامل والنقرس  
 والخاسية تنفع الفم واللهاة والبعین  
 المسترخية ورسوبات الاذن  
 والحديدية نافعة للمعدة  
 والطحال والبورقية والملحة  
 تنفع الرؤس القابلة للمواد  
 والصدر الذي بتلك الحال  
 وتنفع المعدة الرطبة واصحاب  
 الاستسقاء والنفخ  
 تانبہ کا پانی (مارنخاسی)، لوسہ کا پانی (مارحدیدی)  
 اور نمکین پانی بھی برودت اور رطوبت کے امراض میں مفید  
 ہیں، نیز یہ وجع مفاصل (گٹھیا)، نفرس، استرخاء، ربو (وسہ)  
 اور گردوں کے امراض کے لئے مفید ہیں؛ اور ٹوٹی ہوئی ہڈی  
 کے جوڑ (جبرالکسر) کو مستحکم بناتے ہیں؛ اور دامیل  
 (موتل = ٹوبل) اور بھوڑوں کو نفع پہنچاتے ہیں +  
 پھرتانبہ کا پانی (خاص طور پر) منہ، اکڑا (ہماة) اور  
 آنکھ کے استرخاء کے لئے، اور کان کی رطوبتوں کے لئے  
 مفید ہے؛ لوسہ کا پانی معدہ اور طحال کے لئے مفید ہے  
 کھاری پانی (سیاہ بورقیہ) اور نمکین پانی اُن سروں (وماغوں)  
 کے لئے مفید ہیں، جو (ضعف کی وجہ سے) مواد کے قبول  
 کرنے کی استعداد رکھتے ہوں، اسی طرح یہ ایسے صدر  
 (سینہ) کے لئے بھی مفید ہیں، جس کی یہی حالت ہو، نیز  
 یہ رطوبت معدہ اور استسقاء اور نفخ (ابجاردہ) والوں  
 کے لئے مفید ہیں +

واما المیاء الشببية والزاجية فينفع  
 الاستحمام فيها من نفث الدم  
 ومن نزف المقعدة والطمث  
 ومن ثقلب المقعدة ومن الاسقاط  
 بغیر سبب ومن التقيح ونسوط  
 العرق  
 پھٹکری اور کس کے پانی (سیاہ شبیہ وزاجیہ)  
 سے حمام کرنا نفث الدم، نزف مقعد (مثلاً بواسیر کا خون بننا)  
 اور نزف طمث (حیض کا خون عادت سے زیادہ جاری ہونا)  
 میں، اور کایخ کے پلٹ جانے (کایخ بکل آنے) میں، اور بغیر  
 سبب کے (بغیر خارجی سبب کے) اسقاط ہو جانے میں، تقيح  
 (بھر بھرا ہوا) میں، اور پسینہ کی زیادتی میں مفید ہیں +

واما المیاء الکبیریة فانها  
 تنقی الاغصاب وتسکن اوجاع  
 التمدد والتشنج وتنقی ظواهر البدن  
 من البثور والقروح السردية  
 گندک کا پانی (مارکبریہ) اعصاب کا تنقیہ کرتا ہے  
 تمددی اور تشنجی دردوں میں تسکین بخشتا ہے؛ بشور (پسینوں)  
 روی اور مزمن قروح، بدنما نشانات، کلف (جھائیں)، ہن  
 (چھپ) اور برص سے ظاہر بدن کو (جلد کو) پاک کر دیتا

المزمنة والائتاسجة والكلف والبهق ہے؛ اُن فضلات کو تحلیل کرتا ہے جو مفصل، طحال اور  
والبرص وتحلل الفضول المنصبة الى المفاصل جگر کی طرف گرتے ہیں؛ اور صلابت رحم (رحم کے سخت  
والی الطحال والکبد وتنفع من صلابة الرحم ورم) میں مفید ہے۔ لیکن یہ معدہ کو ڈھیلا کر دیتا، اور  
لکنها تخرج لمعدة وتسقط الشهوة بھوک کو مارتا ہے۔

واما الميا الففرية فان الاستحمام فیہا یملأ السراس ولذا لا یجب ان لا یغسل المستحم بها رأسه فیہا جاتا ہے (سر میں مواد جمع ہو جاتے ہیں)؛ اسی وجہ سے  
وفیہا تنحین فی مدة متراخية ضروری ہے کہ جو لوگ ایسے پانی سے حمام کریں، وہ اپنے  
وخصوصاً للرحم والمثانة سرکواس میں نہ ڈلوئیں۔ اس سے اعضا میں حرارت  
والقولون وکنها سار دية للنملة پیدا ہوتی ہے، مگر دیر میں؛ (یعنی جبکہ دیر تک اس  
پانی کو استعمال کیا جائے) علی الخصوص رحم، مثانہ، اور  
قولون میں اس سے حرارت اور بھی زیادہ دیر میں حاصل  
ہوتی ہے؛ لیکن یہ پانی مرض نملہ کے لئے بُرا ہے +

ومن اراد ان يستحم فی الحمامات فیجب ان يستحم فیہا بصدء وسکون ورافق دستدیر بے  
غیر بغتہ داخل نہ ہو جائیں) +

وربما عاد عليك فی باب حفظ الصحة من اهل الحمام ما یجب ان یضع النظر فیہ الى النظر فیما قبل وکن لاك القول فی استعمال الماء البارد

واما التفتح الى الشمس الحارة وخصوصاً متحرکاً لاسیما متحرکاً حركة شديدة كالسعال والعدو مما یحلل الفضول بقوة ویعرق وھوپ کھانا (تَضَحَّی) گرم اور تیز دھوپ میں نکلنا اور خا صکر جبکہ بھاگنے اور دوڑنے کی سی کوئی سخت حرکت بھی کی جائے، فضلات کو سختی کے ساتھ تحلیل کرتا ہے، معرق ہے (پسینہ لاتا ہے) اور نفخ کو براگندہ کر دیتا ہے

ويفش التفر ويحلل اوسام التريل (نفخ کو زائل کر دیتا ہے)، اور ام ترئلیہ (بلغی اور ام  
والاستسقاء وينفع من الربو تبجي اور ام) اور استسقاء کو تحلیل کرتا ہے؛ دمہ اور  
ونفس الانصاب ويحل الصداع نفس انتصاب میں مفید ہے؛ مزمن صداع بار د کو دور  
الباسر دالمزمن ويقوى الدماغ الذى کر دیتا ہے، اور بار د المزاج دماغ کو قوی کرتا ہے۔ اگر  
مزاجه بارد واذ المريتند من تحته دھوپ کھانے والے کے بدن میں (دھوپ میں بیٹھنے  
بل کان مجلسه يابساً نفع و جاع سے) تری نہ آئے، بلکہ وہ خشک رہے، تو یہ وجع مفاصل  
المفاصل وادجاع الورك والكله قُبْعُ الْوَرَك (کو لٹے کے درد اور مرض) درد گردہ، درد  
وادجاع الجذام و اختناق الرحم مجذام (جنامیوں کے درد و کھ) اور اختناق الرحم میں  
ونفى الرحم فان تعرض للشمس مفید ہے، اور رحم کا تنقیہ کرتا ہے۔ اگر دھوپ کھانے  
كثفت البدن وتشفه وحممه کے لئے بدن کو کھول دیا جائے (کپڑوں سے بدن کو ہیرا  
وصار كالمكى على فوهات المسام کر دیا جائے) تو اس سے بدن کثیف، خشک، اور  
ومنع التحلل ولاسكون فى الشمس فى سیاہ ہو جاتا ہے، اور ایسی حالت ہو جاتی ہے،  
موضع واحد اشد فى احراق الجلد گویا مسامات کے دہانے داغ دئے گئے ہیں (مجلس  
من التنقل فيه وهو اضع للتحلل گئے ہیں) اور تحلل مواد (تنگی مسامات کی وجہ سے) رک  
جاتا ہے۔ دھوپ میں ایک جگہ ٹھہرنا بمقابلہ دھوپ  
میں نقل و حرکت کرنے کے جلد کو زیادہ جلاتا، اور تحلل  
کو زیادہ روکتا ہے +

واما الاخذ فان فى الرمل ناقوى ریت میں گڑنا جلد کے نواحی (جلد کے آس پاس)  
الرمل فى نشف الرطوبات من سے رطوبات کے چوسنے میں سمندر کا ریت بمقابلہ دوسرے  
نواحی الجلد رمال البحر وقد ریتوں کے سب سے قوی اور سخت ہے۔ گرم ریت پر  
يجلس عليها دھو حارۃ وقد کبھی تو (مریض کو) بٹھایا جاتا ہے؛ کبھی اس میں گٹا  
يتدفن فيها وقد يستنشر على دیا جاتا ہے (ریت میں دبا دیا جاتا ہے)؛ اور کبھی گرم  
البدن قليلاً قليلاً فيحل الاوجاع گرم ریت بدن پر تھوڑا تھوڑا چھڑکا جاتا ہے؛ ان تمام

لہ نفس انتصاب کو بھی دمہ کی ایک قسم سمجھنا چاہیے +

لہ بقول بعض درو مجذام سے مراد درد بڑا سیر ہے +

والا امر اضالمذکور تہ فی باب صورتوں میں ریت اُن دردوں اور مرضوں کو تحلیل کرتا ہے الشمس وبالجملة یجفف البدن جر ”دھوپ“ کے باب میں (اوپر) مذکور ہو چکے ہیں . تجفیفاً شدیداً خلاصہ یہ ہے کہ ریت بدن میں خوب ہی خشکی پیدا کرتا

و اما الاستنقاء في مثل الزيت  
فقد ينفع اصحاب الاعياء واصحاب  
الحميات الطويلة الباردة والذين  
بهم مع حمياتهم اوجاع عصب  
ومفاصل واصحاب التشنج والكزاز  
واحتباس البول ويجب ان يكون  
الزيت منخما من خارج الحمام  
واما ان يلحق فيه ثعلب اوضع على  
ما نصفه فهو افضل علاج  
لاصحاب اوجاع المفاصل  
والنقرس

تیل میں ڈوبنا | روغن زیتون جیسی چیزوں میں اگر کم  
(روغنوں میں) ڈوبنا تکان والوں کے لئے، لمبے اور سرد  
(بلنجی) بخار والوں کے لئے، اور اُن لوگوں کے لئے مفید  
ہے، جنکے بخاروں کے ساتھ عصبی درد، اور جوڑوں میں  
درد ہو۔ نیز یہ تشنج، کزاز اور احتباس البول والوں کے لئے  
بھی نافع ہے۔ یہ ضروری ہے کہ روغن زیتون (یا دوسرا  
تیل) حمام سے باہر گرم کر لیا جائے (بشرطیکہ ان روغنوں  
کا استعمال حمام کے اندر کیا جائے)۔ اگر اس تیل میں  
(جس میں مریض کو بٹھانا مقصود ہے) بوڑھی یا گموہ  
اُس طرح پکائی جائے، جس طرح ہم بتائیں گے، تو  
یہ وجع مفاصل اور نقرس والوں کے لئے بہترین

علاج ہے +  
 مٹہ پر پانی چھڑکنا | چہرہ کو بھگونانا اور اسپر یا نی چھڑکنا  
 (پانی کی جبینٹیں مارنا) قوتوں  
 کو بھڑکا دیتا ہے، جو کرب کی وجہ سے، بخاروں کی  
 سوزش کی وجہ سے، یا غشی کے وقت کمزور ہو گئی ہوں؛  
 علی الخصوص جبکہ پانی کے ساتھ گلاب اور سرکہ بھی ملا لیا  
 جائے۔ گاہے اس سے بھوک درست اور تازہ ہو جاتی  
 ہے۔ لیکن نزلہ اور درد سروالوں کے لئے مُضر چیز ہے۔

## الجملة الثانية      دوسرا جملہ

فی تعدید سبب سبب لکل واحد      جتنے بدنی عوارض ہیں، اس جملہ میں ان کے ایک  
من العوارض البدنیة وهی تسعة      ایک سبب (اسباب جزئیہ) کا شمار کیا گیا ہے۔ اس  
وعشرون فصلا      جملہ میں انتیس فصلیں ہیں +

### الفصل الاول فی المسخّنات      فصل (۱) مُسَخِّنَات

المسخّنات اصناف مثل الغذاء المقدل      مُسَخِّنَات (بدن کے اندر حرارت پیدا کرنے والی  
فی المقدار والحركة المقدلة ویدخل      چیزوں) کی بہت سی قسمیں ہیں: (۱) معتدل مقدار  
فیها السریاضات المعتدلة والدلك      کی غذا۔ (۲) حرکت معتدلہ (یعنی جو لحاظ شدت و  
المعتدل والغز المعتدل و وضع      ضعف کے اور لحاظ کثرت و قلت کے اوسط درجہ کی ہو)۔  
الحاجم بغیر شرط فان التی      حرکت معتدلہ میں معتدل ریاضت بھی داخل ہے۔ (۳)  
تكون مع شرط تبعد بالاستفراغ      دلت معتدلہ (اوسط درجہ کی مائش)۔ (۴) غمز معتدل  
(معتدل طور پر بدن اور اعضا کو دبانا)۔ (۵) بغیر  
پچھنوں کے سنگھیاں کچھ جانی، کیونکہ جو سنگھیاں  
پچھنوں کے ساتھ لگائی جاتی ہیں، ان میں چونکہ بدن سے  
خون خارج ہوتا ہے، اس لئے یہ (حرارت کی بجائے)  
برودت پیدا کرتی ہیں +

والیضاً الحركة التی هی الی الشدة      (۶) وہ حرکت بھی حرارت پیدا کرتی ہے، جو  
والکثرة قلیلا یسبب بالمفرط      اعتدال سے شدت اور کثرت کی طرف کسی قدر ہٹی ہوئی  
والغذاء الحار والدواء الحار      ہو، زیادہ ہٹی ہوئی نہ ہو۔ (۷) گرم غذا کا کھانا۔ (۸)  
والحمام المعتدل علی ما عترف      گرم دوا کا استعمال کرنا۔ (۹) معتدل حمام، جیسا کہ  
من تسخینه بهواءه وماؤه      تمہیں معلوم ہو چکا ہے کہ حمام اپنی ہوا اور اپنے پانی  
والصناعات المسخنة وملاقات      کے ذریعہ بدن میں حرارت پہنچاتا ہے۔ (۱۰) صناعت

المسختات الغیر المفردة کالاهویة مسخنہ (گرم پیشہ، مثلاً لوہاروں اور بادرچیوں کا پیشہ)۔  
 ولا ضمدۃ والسہر المعتدل (۱۱) گرم چیزوں سے بدن کی ملاقات، بشرطیکہ یہ  
 والنوم المعتدل علی الشرط المذكور زیادہ گرم نہ ہوں، مثلاً (گرم) ہوائیں اور (گرم)  
 والغضب علی کل حال والہفۃ ضادات وغیرہ۔ (۱۲) معتدل طور پر جاگنا (کیونکہ  
 اذا لم یفرط فاما اذا افرط بیداری حرکت سے مشابہ ہے، اور حرکت حرارت  
 فیابد والفرح المعتدل پیدا کرتی ہے)۔ (۱۳) معتدل طور پر سونا، بشرطیکہ یہ  
 اسی مذکورہ شرط کے مطابق ہو (یعنی اس طور پر ہو کہ اس  
 سے ہضم غذا اور نفیج مادہ میں امداد ملے، خلاصہ  
 کی صورت میں نہ ہو، اور ایسی حالت میں بھی نہ ہو جبکہ  
 بدن کے اندر ناقابل ہضم خلط بار و غلیظ موجود ہو)۔  
 (۱۴) غصہ ہر صورت میں حرارت پیدا کرے (خواہ  
 تھوڑا ہو، معمولی ہو، یا زیادہ ہو)۔ (۱۵) ہم (یعنی سونچ  
 بچار) بشرطیکہ اسکی زیادتی نہ ہو؛ کیونکہ سونچ بچار کی جب  
 زیادتی ہوتی ہے، تو یہ برودت پیدا کرتی ہے۔  
 (۱۶) معتدل فرحت (اوسط درجہ کی خوشی) +

وايضاً العفونة وخاصيتها (۱۷) علی نہا عفونت بھی بدن کے اندر حرارت  
 احداث حرارة غریبة لا غیر پیدا کرتی ہے؛ مگر عفونت کی خاصیت یہ ہے کہ اس سے  
 بدن کے اندر حرارت غریبہ پیدا ہوتی ہے، کوئی دوسری  
 حرارت (مثلاً اصلی حرارت) نہیں پیدا ہوتی ہے +

احترق، عفونت، اور تسخن یعنی جلنا، سڑنا، اور سادہ طور پر گرم ہونا، یہ تین باتیں ہیں۔ ان تینوں  
 میں باہمی اختلاف ہے۔ شیخ اسکو اب بیان کرنا چاہتے ہیں:

وفعلها غیر التسخين المطلق عفونت کا فعل تسخين مطلق (تسخین سادہ) کے  
 وغیر الاحراق لان التسخين فعل اور احراق کے فعل سے مختلف ہے (یعنی سڑ جانا یا  
 غیر الاحراق لا محالة ویقع متعفن ہو جانا اور بات ہے، محض سادہ طور پر گرم ہو جانا  
 کثیراً ولا یغنی وقد یحدث اور بات، اور جل جانا اور بات)۔ کیونکہ تسخين یقیناً

قبل التعفن فان التعفن كثيراً احراق سے الگ ہے (یعنی محض گرم ہو جانے میں ۱ در  
ما یكون بان یبقی بعد جل جانے میں یقیناً فرق ہے)۔ اور ایسا بار بار ہوتا ہے  
مفسار قلة السبب المسخن کہ ایک چیز گرم ہو جاتی ہے، مگر وہ متعفن نہیں ہوتی۔  
الخارجی سخونة خاسر جیۃ اور بعض چیزیں متعفن ہونے سے پہلے گرم ہو جاتی ہیں  
تشتعل فی المادة الرطبة (جس سے ثابت ہوتا ہے کہ گرم ہونا اور بات ہے، اور  
فتغیر رطوبتہا عن صلوحها متعفن ہونا اور بات)۔ کیونکہ تعفن بسا اوقات اس  
لمزاج الجوهر الذی ہے فیہ طرح پیدا ہوتا ہے کہ بیرونی سخن (مثلاً دھوپ) کے  
من غیر رد یا ہا بعد الی مزاج جدا ہونے کے بعد ایک قسم کی خارجی حرارت مادہ رطب  
آخر من الامزجة النوعیۃ میں باقی رہ جاتی ہے، جو اس مادہ میں اشتعال پیدا  
الطبیعیۃ فانہ قد یغیر الحرارة کر کے اسکی رطوبت میں اس قسم کا تغیر پیدا کر دیتی ہے  
الرطوبة عن صلوحها لمزاج کہ جس جوہر (عضو) میں یہ رطوبت ہوتی ہے، اس رطوبت  
الی مزاج آخر من الامزجة میں اس تغیر کے بعد اس جوہر کے مزاج کی پوری صلاحیت  
النوعیۃ الطبیعیۃ ولا یكون ذلك قائم نہیں رہتی۔ لیکن اس میں یہ شرط ہے کہ اب تک  
تعفننا بل هضماً (اس تغیر کے بعد) اس رطوبت میں کوئی دوسرا نوعی طبعی

مزاج حاصل نہیں ہوتا ہے۔ (یعنی اب تک کوئی ایسا  
مزاج حاصل نہیں ہو اسے، جس سے اسکی صورت نوعیہ  
اور طبیعت بھی بدل جائے)۔ کیونکہ حرارت جب رطوبت  
میں اس درجہ تغیر پیدا کر دیتی ہے کہ وہ اس مزاج کو  
چھوڑ کر دوسرے نوعی مزاج کو قبول کر لیتی ہے، تو اسے  
تعفن نہیں کہا جاتا، بلکہ اسے ”ہضم“ کہا جاتا ہے +

اس سے مراد یہ ہے کہ عفونت کی شرائط میں سے یہ ہے کہ جسم جب تک متعفن ہے، کسی حد تک اسکی  
صورت نوعیہ باقی رہتی ہے؛ اور جب اس کی صورت نوعیہ بھی تبدیل ہو جاتی ہے، تو اسے عفونت  
سہ اس سے مراد یہ ہے کہ عفونت کی وجہ سے رطوبت میں محض اس درجہ تغیر ہوتا ہے کہ اس کا مزاج صلح بدل  
جاتا ہے، اور اس کے ذاتی افعال پورے نہیں ہونے پاتے۔ اس میں اتنا تغیر نہیں ہوتا کہ اس رطوبت میں  
دوسرا نیا مزاج آجائے، اور اس کی صورت نوعیہ اور طبیعت تبدیل ہو جائے +

نہیں کہا جاتا، بلکہ انہضام کہا جاتا ہے +

واما الاحراق فهو ان يميز الجوه  
السطب عن الجوه اليا بس  
تصعيداً لذلك وترسيباً  
لهذا

لیکن احراق (جل جانے) کے یہ معنی ہیں کہ جلنے والے جسم کا جو ہر طب اس کے جوہر یا بس سے جدا ہو جائے، اس طرح کہ جو ہر طب اوپر اڑ جائے، اور جوہر یا بس نیچے رہ جائے (یعنی اس جسم کے اجزاء رطبہ جل کر اڑ جائیں، اور اجزاء ارضیہ نیچے رہ جائیں)۔

واما التسخين الساذج فهو ان تبقى  
الرطوبة كلها على طبائعها  
النوعية الا انها تصير اسخن  
او ادرسخين سادہ (کسی جسم کا محض سادہ طور پر گرم ہو جانا) کے معنی یہ ہیں کہ تمام رطوبتیں اپنی اپنی صورت نوعیہ پر قائم رہیں، مگر ان میں حرارت پہلے سے زیادہ ہو جائے +

ومن المسخنات التكاليف في ظاهر  
البدن فانه يسخن بحرق البخار  
جلد کا تکالیف (مسامات کا تنگ ہو جانا) بھی ہے، کیونکہ تنگی مسام کی وجہ سے بخارات اندر گھٹ کر بدن کو گرم کر دیتے ہیں +

والتخلخل داخل البدن فانه  
يسخن ببسط البخار  
(۱۹) اسی طرح ان مسخنات میں داخل بدن (اندر بدن) کا تخلخل (مسامات کا کشادہ ہو جانا) بھی ہے، کیونکہ تخلخل کی وجہ سے بخارات کے پھیلنے میں آسانی ہوتی ہے، جن سے گرمی پیدا ہوتی ہے +

ومن عادة جالينوس ان يحصر  
جميع هذه الاسباب في خمسة  
اجناس الحركة الغير مفرطة (۱) حرکت غیر مفرطہ (وہ حرکت جس میں افراط واقع نہ ہو)،  
وملاقاة ما يسخن لا بالافراط (۲) ایسی چیز کی بدن سے ملاقات جو کہ اعتدال کے ساتھ  
والما دة الحارة مما يتناول گرمی پیدا کرے، نہ کہ افراط کے ساتھ، (۳) کوئی گرم  
والتكاليف والعفونة مادہ (مثلاً دوا گرم یا غذا گرم) جو کھانے پینے کے قبل  
سے ہو۔ (۴) تکالیف، (۵) عفونت +

## فصل (۲) مہجرات

## الفصل الثانی فی المہجرات

اما المہجرات فہی ایضاً اصناف  
الحركة المفرطة لفراط تحلیلها  
للحار الغریزی والسکون المفرط (حرکت کی زیادتی، یعنی جو زیادہ دیر تک جاری رکھی جائے)  
لحقنه الحار الغریزی وکثرة الغذاء (خوارہ وہ حرمت بدنی ہو، یا ریاضت ہو، یا جو حرمت کے  
المفرطة ما کولاً ومشروباً وقلته حکم میں ہو، مثلاً بیداری کی زیادتی)۔ یہ بدن میں ہرودت  
المفرطة والغذاء البارد اس لئے پیدا کرتی ہے کہ حرمت کی زیادتی سے حرارت  
والدواء البارد غریزہ زیادہ تحلیل ہو جاتی ہے (جبکہ انجام لازمی طور

پر ہرودت ہے)۔ (۲) سکون مفرط (سکون کی زیادتی)  
اس لئے ہرودت پیدا کرتا ہے کہ اس کی وجہ سے حرارت  
غریزہ (بجائے تحلیل ہونے کے) گھٹی رہتی ہے۔ (۳)  
کھانے پینے کی چیزوں میں غیر معمولی طور پر زیادتی کرنا،  
(۴) غذا، میں حد سے زیادہ کمی کرنا۔ (۵) غذا بارود  
(۶) دوا بارود +

وملاقاة ما یلین بافراط من  
الاهویة ولاضمة ومن  
میاہ الحماة وشدۃ تخیل البدن  
فینفش عنه الحار الغریزی (۷) (۸) بدن میں زیادہ تخیل کا پیدا ہو جانا (بدن کے  
وطول ملاقات ما یلین باعتدال مسامات کا غیر معمولی طور پر کشادہ ہو جانا) جس سے بدن  
کطول البیث فی الحمام وشدۃ کی حرارت غریزہ نکل جاتی ہے (ضائع ہو جاتی ہے،  
التکاثف فیختنق الحار الغریزی اور ہرودت پیدا ہو جاتی ہے)۔ (۹) بدن کا ایسی  
وملاقاة ما یبرد بالفعل وملاقاة چیز سے زیادہ دیر ملاقی رہنا جو اعتدال کے ساتھ  
ما یبرد بالقوة وان کان حاراً (اور معمولی طور پر) حرارت پیدا کرتی ہے، مثلاً حمام  
فی حاضر الوقت میں زیادہ دیر تک گرنا۔ (۱۰) بدن میں زیادہ تکاثف

کاپیدا ہونا (سسامات کا بہت زیادہ تنگ ہو جانا)  
 جس سے حرارت غریزہ یہ اندر گھٹ جاتی ہے (۱۱) کسی  
 ایسی چیز سے بدن کا ملاقی ہونا، جو بالفعل سرد ہو۔  
 (۱۲) کسی ایسی چیز سے بدن کا ملاقی ہونا جو بالقدہ  
 سرد ہو، خواہ وہ بالفعل اور بحالت موجودہ گرم ہی  
 کیوں نہ ہو +

والا افراطی فی الاحتباس لانه  
 یخنق الحرارة الغریزیه والا فراط  
 فی الاستفراغ لانه یفتد  
 مادة الحرارة بما فیہ من  
 امتتباع الروح والسد من  
 الفضول  
 (۱۳) احتباس کی زیادتی، جس سے حرارت  
 غریزہ گھٹ جاتی ہے اور گھٹ کر بچھ جاتی ہے۔ (۱۴)  
 استفراغ کی زیادتی، جس سے حرارت کا مادہ (خارج  
 ہو کر) مفقود ہو جاتا ہے، اور اس کے ساتھ روح بھی  
 خارج ہو جاتی ہے۔ (۱۵) فضلات کی وجہ سے سدولہ  
 کاپیدا ہو جانا +

ومنها شدّة شد الاغضاء وادامتها  
 فانه یجد ایضاً لیسد طریق  
 الحرارة والهم المفرط والغریع  
 المفرط والفرح المفرط واللذّة  
 المفرطة والصناعة المسبودة  
 والنهوة والعجاجة المقابلة للعقوبة  
 (۱۶) اعضا کو زور سے سکڑ باندھنا اور دیر تک  
 اسی طرح بندھا ہوا چھوڑ دینا۔ یہ اس لئے برودت  
 پیدا کرتا ہے کہ اس سے حرارت کی آمد و رفت کا راستہ  
 (شریانیں اور وریدیں) بند ہو جاتا ہے۔ (۱۷) سوخ  
 بچار (ہم و فکر) کی زیادتی۔ (۱۸) ڈر اور خوف کی افراط  
 (۱۹) فرحت اور لذت کی افراط (یہ دونوں چیزیں روح  
 کو تحلیل کرنے کی وجہ سے برودت پیدا کرتی ہیں)۔ (۲۰)  
 صنعت مبرودہ (ٹھنڈے پیشے، شلّا دھوبی کا پیشہ، جو پانی  
 کی مجاورت کی وجہ سے برودت پیدا کرتا ہے)۔ (۲۱) مواد  
 کا خام اور کچا رہنا (نہ نوت و فجاجت) جو عفونت کے  
 مقابلہ میں ہیں (یعنی یہ اس لحاظ سے عفونت کے مقابلہ  
 میں ہیں کہ عفونت میں حرارت عمل کرتی ہے، اور اس میں  
 حرارت کا عمل ہوتا ہی نہیں) +

ومن عادة جالینوس ان یحصرها فی اجناس ستة الحركة المفردة والسكون المفرد وملاتهما یثراوما یسخن جدا حتی یجمل والمادة المبردة وقتلة الغذاء بالافراط وكثرة الغذاء بالانفراط

جالینوس کی عادت ہے کہ ان سارے اسباب کو گھیر کر محض چھ جنسوں میں بیان کرتا ہے: (۱) حرکت و السكون المفرد وملاتهما یثراوما یسخن جدا حتی یجمل والمادة المبردة وقتلة الغذاء بالافراط وكثرة الغذاء بالانفراط

چیزوں کی بدن سے ملاقات؛ یا ایسی چیزوں کی ملاقات جو اس حد تک حرارت پیدا کریں کہ ان سے بہ افراط تحلیل واقع ہو جائے۔ (۴) مادہ مبردہ (ٹھنڈا مادہ) (۵) غذا میں بیکہ کی کرنا۔ (۶) غذا میں بیکہ زیادتی کرنا۔

### فصل (۳) مَرَطِبَات

### الفصل الثالث فی المرطبات

اسباب الترطيب كثيرة منها مثل السكون والنوم وايضا احتباس ما يستفرغ واستفراغ المخلط المجفف وكثرة الغذاء والغذاء المرطب والداء المرطب وملاقاة المرطبات كاسيا الحمام وخصوصا على الطعام وملاقاة ما يبرد فيحقن الرطوبة وملاقاة ما يسخن تسخيناً لطيفاً فيسيل الرطوبة والفرح المعتدل

مَرَطِبَات (بدن میں رطوبت پیدا کرنے والی چیزیں) بھی بکثرت ہیں: (۱) راحت و آرام کرنا۔ (۲) سونا۔ (۳) اُن رطوبات کا بدن میں رک جانا جو (عادتاً) خارج ہوا کرتی ہیں۔ (۴) بدن سے اُس خلط کا نکل جانا جو خشکی کی باعث ہو۔ (۵) غذا کی کثرت۔ (۶) غذا مرطب (رطوبت پیدا کرنے والی غذا کا کھانا)۔ (۷) دوار مرطب (رطوبت پیدا کرنے والی دوار کا استعمال کرنا)۔ (۸) رطوبت پیدا کرنے والی چیزوں کا بدن سے ملاقی ہونا، علی الخصوص حمام کرنا (معتدل طور پر حمام کرنا، جس میں ہوا اور پانی بدن سے ملاقی ہوتے ہیں)، اور خاص کر غذا کے بعد حمام کرنا۔ (۹) برودت پیدا کرنے والی چیزوں سے بدن کا ملاقی ہونا۔ اس سے رطوبت اس وجہ سے پیدا ہوتی ہے کہ (تنگی مسامات کی وجہ سے) رطوبت بدن کے اندر ہی بند رہ جاتی ہے (تحلیل نہیں ہونے

پاتی)۔ (۱۰) ایسی چیزوں سے بدن کا لینا جو اپنی ہلکی  
لتخین و حرارت کی وجہ سے رطوبت بدن میں سیلان  
اور بہاؤ پیدا کریں۔ (۱۱) فرحت معتدل (اوسط درجہ  
کی خوشی، یا سرد معتدل) +

## فصل (۴) مَجْفَفَات

مَجْفَفَات (بدن میں خشکی پیدا کرنے والی  
چیزیں) بھی بکثرت ہیں؛ مثلاً: (۱) حرکت۔ (۲)  
بیداری۔ (۳) استفراغ کی کثرت۔ (۴) جماع۔  
(۵) کمی غذا۔ (۶) خشک غذاؤں کا استعمال۔  
(۷) خشک دواؤں کا استعمال۔ (۸) حرکات  
نفسانیہ کا پیچھے درپے ہونا (مثلاً غم، ہتم، غصہ، فکر،  
خون کا بار بار واقع ہونا)۔ (۹) خشکی پیدا کرنے والی  
چیزوں کی بدن سے ملاقات؛ قابض پانیوں سے عام  
کرنا (یا غسل کرنا) بھی اسی قبیل سے ہے۔ نیز اسی  
قبیل سے برد مجبور بھی ہے (ٹھنڈک پہنچنا بھی ہے، جو  
مواد میں انجماد پیدا کرتی ہے) برودت سے خشکی اسوجہ  
سے پیدا ہوتی ہے کہ برودت کی وجہ سے عضو اپنی طرف  
غذاء جذب کرنے سے مرکب جاتا ہے؛ نیز برودت کی  
وجہ سے عضو میں اتنا انقباض پیدا ہوتا ہے کہ اس کی  
وجہ سے اس کے مجاری مسدود ہو جاتے ہیں؛ اور  
غذاء ان میں نفوذ کرنے سے مرکب جاتی ہے۔ (۱۰)  
نہایت گرم چیزوں کا بدن سے ملاقی ہونا، جو بدن کی  
رطوبات کو بکثرت تحلیل کر دیں، زیادہ عام کرنا بھی اسی  
جملہ میں داخل ہے +

## الفصل الرابع في المجففات

المجففات ايضاً كثيرة مثل الحركة  
والسهر وكثرة الاستفراغ  
ومنها الجماع وقلة الاغذية وكونها  
يابسة والادوية المجففة وتواتر  
الحركات النفسانية وملاقاة  
المجففات ومن ذلك الاستحمام  
بالمياه القابضة ومن ذلك  
البرد الجليد بما يحبس العضو عن  
جذب الغذاء الى نفسه وبما  
يقبض فيحدث فيه سداً متمنع  
نفوذ الغذاء ومن ذلك ملاقات  
ما هو شديد الحرارة فيغسط  
في التخليل حتى ان من ذلك  
كثرة الاستحمام

## الفصل الخامس في مفسدات الشكل فصل (۵) مفسدات شکل

من اسباب فساد الشكل اسباب وقعت في الخلقة الاولى نقصات اسباب متعدد ہیں: (۱) ان میں سے بعض اسباب القوة المصورة او المغيرة التي تووہ ہیں جو پہلی خلقت میں (یعنی جنین کے بننے میں، فی المنی بسببها من تدمير فعالها ولادت سے قبل) واقع ہوتے ہیں؛ جن کی وجہ سے واسباب تقع عند الانفصال قوت مصوره یا قوت مغیره، جو منی میں ہوتی ہے اپنے من الرحم واسباب تقع عند اپنے افعال کی تکمیل میں کہتا ہی کر جاتی ہیں۔ (۲) بعض اسباب وہ ہیں جو بچہ کے رحم سے جدا ہوتے وقت (ولادت کے وقت) واقع ہوتے ہیں۔ (۳) بعض اسباب وہ ہیں جو تقيط کے وقت او بچہ کی گرفت کے وقت واقع ہوتے ہیں۔

”تقيط“ سے مراد یہ ہے کہ ولادت کے بعد بچہ کو سر سے پاؤں تک کپڑے اور پٹی سے لپیٹتے ہیں، تاکہ ان کے اعضاء کی وضع درست رہے، یا درست ہو جائے۔

”بچہ کی گرفت“ سے خواہ یہ مراد ہو کہ ولادت کے بعد یا ولادت کے وقت دایہ کی گرفت خراب ہو۔ یا بچہ کے ہنلاتے وقت، یا تقيط کے وقت اس کی گرفت خراب ہو؛ یا اس کے بعد گرد میں کھلانے کے زمانہ میں بچہ کی گرفت خراب رہے۔

واسباب بادية تقع من خارج كسقطه او ضربة واسباب تتعلق بالمبادرة ہیں جو بیرونی طور پر لاحق ہوتے ہیں، مثلاً سقطه اور ضربہ الى الحركة قبل تصلب الاعضاء (رگڑنا اور چوٹ لگنا)۔ (۵) بعض اسباب وہ ہیں جو اس وجہ واستیکاعها وايضا اسباب مرضية سے واقع ہوتے ہیں کہ اعضاء کے سخت اور مستحکم ہونے کا جذام والسل والتشيج والاسترخاء سے قبل بچہ چلنے پھرنے لگتا ہے۔ (۶) بعض اسباب والتمدد وقد يقع بسبب السمن از قبيل امراض ہوتے ہیں، مثلاً جذام، سل، تشيج، المفراط وقد يكون بسبب الهزال استرخاء اور تمدد۔ (۷) گاہے فساد شکل زیادہ المفراط وقد يكون بسبب الاورام مٹاپے (سمن مفراط) کی وجہ سے لاحق ہوتا ہے، اور

وقد يكون بسبب امراض الوضع گا ہے لاغری کی زیادتی سے . (۸) گا ہے فساد شکل  
وقد يكون بسبب سوء اندام مال اور ام کی وجہ سے (۹) گا ہے امراض وضع کی وجہ سے  
القروح (۱۰) گا ہے زخموں کے بُرے طور پر اندام مال پانے کی  
وجہ لاحق ہوتا ہے \*

## الفصل السادس في أسباب السدة ونحو المجرای فصل (۶) سُدہ اور مجاری کی تنگی کے اسباب

سدہ کے پیدا ہونے کی دو صورتیں ہیں : (۱) ایک تو یہ ہے کہ مجری میں کوئی دوسرا مرض ہو ، جو  
اسکو بند کر دے ، جیسے دم ، (۲) دوسرے یہ کہ مجری میں کوئی مرض نہ ہو ، بلکہ کوئی جسم غریب (اجنبی جسم)  
اٹک کر اسکو بند کر دے . پہلی صورت پیدائش کو ”حدوث غیر اولی“ کہا جاتا ہے ، اور دوسری کو ”حدوث  
اولی“ . چنانچہ اب شیخ پہلے حدوثِ اولی کی صورت بیان کرتا ہے :

ان السدّة تحدث اذ لا اما لوقوع سُدہ گا ہے اولاً (حدوثِ اولی کے طور پر) اس  
شئ غریب فی المجری وذلك اما وجہ سے پیدا ہوتا ہے کہ کوئی اجنبی چیز (جسم غریب) مجری  
غریب فی جنسہ كالخصاة او غریب میں آکر اٹک جاتی ہے ؛ جس کی پھر چند صورتیں ہیں :  
فی مقدار سرّة كالثفل الكثیر او (۱) وہ چیز بلحاظ جنس کے غریب اور اجنبی ہوتی ہے  
غریب فی الكيفية وذلك ما (یعنی اُس جنس کی کوئی چیز بدن میں موجود نہیں ہوتی)  
لغلظه واما النزوحته واما لجموده مثلاً پتھری (کاکسی راستہ میں اٹک جانا) . (۲)  
كالعلقة الجامدة فهذه اقسام وہ چیز بلحاظ جنس کے غریب و اجنبی نہ ہو ،  
السا لوقوعه فی المجری وهذا (بلکہ) اپنی مقدار کے لحاظ سے غریب و  
من جملة ما هو لا نرم لمكانه اجنبی ہو . مثلاً کثیر مقدار میں ثفل (کاکسی  
من المجری ومنه ما هو متعلق آنتوں کے اندر اکٹھا ہو جانا) .  
فيه متروك (۳) وہ چیز اپنی کیفیت  
کے لحاظ سے غریب و اجنبی ہو ؛ جس کی

پھر چند صورتیں ہیں : وہ بہت غلیظ ہو ؛ یا لیسدا ہو ؛  
یا خون کے جھے ہوئے ہو ؛ یا عرق (علقہ جامدہ) کی طرح بھرا  
ہو . یہ تو سدہ پیدا کرنے والے اسباب کی وہ قسمیں ہیں ؛

جو مجری (راستہ) میں اٹک کر سدہ پیدا کرتی ہیں۔ اسے  
یاد رکھو۔ پھر ان میں سے (جو راستہ میں اٹک کر سدہ  
پیدا کرتے ہیں) بعض تو وہ ہیں جو مجری کے اندر اپنی  
جگہ پر قائم رہتے ہیں، (اور ادھر ادھر نہیں ٹلتے۔ مثلاً  
پتھری حالب کے اندر آ کر اس طرح پھنس جائے کہ وہ نہ  
شانہ کی طرف گرسکے، اور نہ گردہ کی طرف لوٹ سکے)؛  
اور بعض وہ ہیں جو راستہ کے اندر ایک جگہ پر اڑے  
ہوئے نہیں ہوتے، بلکہ متحرک ہوتے، اور ادھر ادھر  
پھرتے رہتے ہیں +

وقد تعرض السدة لالتحام  
المنفذ بسبب اندمال  
قرحة فيه اول نبات شئ  
نرا بعد كنبات لحم ثلثولي  
ساداد لا نظباقي المجدي  
لجاء ديرة ورم ضاغطا ولتقيض  
برد شدیدا اول شده ييس  
حادث من المقبضات اول شده  
قوة من القوة الماسكة او  
لعصب عصابة شديدة  
الشد

گاہے سدہ اس وجہ سے واقع ہوتا ہے کہ کسی قرحہ  
کے اندمال کے بعد متفقہ کا التحام ہو جاتا ہے (قرحہ کا  
اندمال اس طور پر ہوتا ہے کہ راستہ مسدود ہو جاتا ہے)  
گاہے اس وجہ سے سدہ پیدا ہوتا ہے کہ کوئی زائد  
چیز آگ آتی ہے، مثلاً کوئی کم ٹولوی (مسہ جیسا گوشت)  
آگ آتا ہے جو راستہ کو بند کر دیتا ہے۔ گاہے اس  
وجہ سے سدہ پیدا ہوتا ہے کہ مجری کسی قریبی درم کے  
دباؤ سے بند ہو جاتا ہے۔ گاہے اس وجہ سے سدہ  
ہوتا ہے کہ برووت کی شدت سے انقباض اور سکڑ  
ہوتا ہے (جس سے نالیاں بند ہو جاتی ہیں)۔ گاہے  
اس وجہ سے سدہ ہوتا ہے کہ مقبضات (قابضات،  
قابض ادویہ) کی وجہ سے (مجاری میں) سخت بیوستہ (حق  
ہو جاتی ہے)۔ گاہے اس وجہ سے سدہ پیدا ہوتا ہے  
کہ قوت ماسکہ نہایت شدت کے ساتھ اپنا کام (سکیڑ کرئی  
ہے جس سے راستہ بند ہو جاتا ہے)۔ گاہے اس وجہ  
سے سدہ پیدا ہوتا ہے کہ بٹی بہت کسک باندھی جاتی ہے

(عصابہ بڑی) \*

والششاء یكثر فيه السدد موسم سرما میں سارے بکثرت واقع ہوا کرتے ہیں؛  
لکثرة احتقان الفضول کیونکہ (موسمی سردی کی وجہ سے) بدن میں فضلات بند  
ولقبض البرد ہوتے ہیں؛ اور اس وجہ سے کہ (موسم کی) سردی سکیڑ  
پیدا کرتی ہے \*

الفصل السابع في اسباب المجاری فصل (۷) مجاری کے کشادہ ہوجانیکے اسباب

ان المجاری تتسع ما لضعف ان المجاری تنسج ما لضعف  
الما سكة او لحركة قویة (۱) قوت ماسکہ ضعیف ہو جاتی ہے (اور قوت ماسکہ کے  
من الدافعة ومن هذا الباب گول ریشے ضعف کی وجہ سے مسترخ ہو جاتے ہیں) .  
فعل حصر النفس او لادوية (۲) گاہے اس وجہ سے مجاری کشادہ ہو جاتے ہیں کہ  
مفتحة او لادوية مرخية حارة قوت دافعه سختی سے حرکت کرتی ہے (جس سے ریشوں پر  
سرطبة زور پڑتا ہے اور وہ زیادہ پھیل جاتے ہیں، جس سے

مجری وسیع ہو جاتا ہے۔ پھر ریشے اتنے نہیں سکڑنے  
پاتے کہ مجری میں پھلی جیسی تنگی آجائے۔ اسی قبیل سے  
سائنس کے روکنے کا فعل بھی ہے (یعنی سائنس کے روکنے  
سے بھی مجاری تنفس کے ریشوں میں غیر معمولی تناسل  
پہونچتا ہے، جس سے عروق خشنہ اور ہوا کی نالیاں  
پھیل جاتی ہیں) . (۳) گاہے مجاری ادویہ مفتوح کی وجہ  
سے یا گرم تر ادویہ مرخیہ کی وجہ سے پھیل جاتے ہیں \*

ادویہ مفتوح وہ دوائیں کہلاتی ہیں، جو مجاری سے رطوبات اور مواد کو صاف کر کے ان نالیوں کو وسیع

کر دیتی ہیں؛ اور ادویہ مرخیہ وہ دوائیں ہیں جو ریشوں کو ڈھیلا کر دیتی ہیں \*

والمجاری تضیق لاصد المجاری میں تنگی ان اسباب مذکورہ کے  
هذا والسدة اعضا کی وجہ سے، اور سددوں کی وجہ سے لاحق ہوا کرتی

ہے \*

## الفصل الثامن فی اسباب الخشونة فصل (۸) خشونت کے اسباب

الخشونة تحدث اما بسبب شديدا الجلاء بتقطيعه كالخل والفضول الحامضة او بتخليله كزبد البحر والفضول الحادة ۱ و بسبب قابض يخنن بيوسته كالاشياء العفصة او باردي يخنن بتكثيفه اولر كود اجزاء ارضية على العضو كالغبار

خشونت (کسی سطح کا کھر درا ہو جانا) کے اسباب الجلاء بتقطيعه كالخل والفضول الحامضة او بتخليله كزبد البحر والفضول الحادة ۱ و بسبب قابض يخنن بيوسته كالاشياء العفصة او باردي يخنن بتكثيفه اولر كود اجزاء ارضية على العضو كالغبار

بھی متعدد ہیں: (۱) گاہے خشونت ایسے سبب سے پیدا ہوتی ہے جو اپنی قوت تقطیع (مواد کے کاٹنے چھانٹنے کی وجہ سے) (عضو کی سطح میں) خوب جلا پیدا کرتا ہے، (اور اس سطح سے لیسدار اور پکنی رطوبتوں کو چھانٹ کر دور کر دیتا ہے)؛ مثلاً سرکہ اور ترش فصلات اور لڑکود اجزاء ارضیہ علی العضو (۲) گاہے خشونت ایسے سبب سے پیدا ہوتی ہے، جو اپنی قوت تحلیل کی وجہ سے (عضو کی سطح میں) جلا پیدا کرتا ہے؛ مثلاً زبد البحر (کھد ریا) اور فصلات حادہ۔ (۳) گاہے خشونت ایسے سبب سے پیدا ہوتی ہے جو پوست کی وجہ سے قبض پیدا کر کے خشونت پیدا کر دیتا ہے۔ مثلاً اشياء عفصہ (کیلی چیزیں)۔ (۴) گاہے خشونت سبب بار د سے پیدا ہوتی ہے، جو کثافت پیدا کر کے خشونت پیدا کرتا ہے۔ (۵) گاہے خشونت اس وجہ سے پیدا ہوتی ہے کہ اعضا پر (اعضاء کی سطح پر) غبار جیسے اجزاء ارضیہ جم جاتے ہیں +

## الفصل لتاسع فی اسباب الملاسة فصل (۹) ملاست کے اسباب

سبب الملاسة اما مغربل و جته و اما محل لطيف التحليل يرقق المادة فيسيلها و يزيل التكاثف عن صفة العضو

ملاست (سطح کا چکنا اور ہموار ہونا) کے اسباب متعدد ہیں: (۱) کوئی لیسدار (مغری) چیز ہو، جو اپنے لیس کی وجہ سے ملاست پیدا کرے۔ (۲) کوئی لطیف محل چیز ہو اس میں قوت تحلیل ملکی ہو، جو مادہ میں سیلان اور بہاؤ پیدا کر کے عضو کی سطح سے نکاث کو دور

دور کر دے۔ (۱) اس قسم میں وہ منحنیات شامل ہیں، جو  
برودت کو زائل کر کے ملاست پیدا کرتے ہیں)۔

## الفصل العاشر في أسباب الخلع ومفارقة وضع

من وال العضو ما بسبب  
ممدد کمین مجذب عضو منہ  
ویمدد حتی یخلع او بسبب  
حرکة عذیفة علی اعتماد  
مزیل للعضو عن موضعه کمین  
ینقلب سر جله او بسبب هر خ  
هر طب کما یعرض فی القیلة

(خلع - جوڑ کا اڑکھ جانا۔ مفارقت وضع عضو  
کی وضع اور اس کی جگہ کا بدل جانا) من وال عضو یعنی  
اپنی جگہ سے کسی عضو کے ٹل جانے کے اسباب متعدد ہیں:  
(۱) کوئی سبب ممدد ہو (یعنی وہ سبب کھینچا دٹ پیدا کرنے  
والا یا اتنا و پیدا کرنے والا ہو) مثلاً کسی شخص کا کوئی عضو اتنا  
کھینچ جائے، یا اس میں اتنی تمدید (تناؤ) پہنچے کہ وہ عضو  
اپنے جوڑ سے اڑکھ جائے۔ (۲) ایسی صورت میں کوئی  
شدید حرکت واقع ہو جائے کہ وہ عضو کسی چیز پر (بے ڈھنگ  
طریقے سے) سہارہ لگا کر ہو کر ہو جس سے وہ عضو (اس  
حرکت کی وجہ سے) اپنی جگہ سے ٹل جائے۔ مثلاً دوڑتے  
ہوئے کسی شخص کا پیر اڑکھ جائے (یعنی زمین پر پاؤں کا  
سہارہ پنجہ پر رہنے کی بجائے پاؤں کے بیرونی حصے  
پر ہو جائے)۔ (۳) کوئی سبب مرضی اور مرطب ہو (یعنی  
کوئی سبب ایسا ہو جو اعضا کے ریشوں میں رطوبت بڑھ کر  
انہیں ڈھیل کر دے) جیسا کہ مرض قیلہ میں ہوتا ہے (ریاں  
مرض قیلہ سے کیسے خصیہ میں آنتوں کا اوتر نامراد ہے)۔

شکم کے زیرین حصے میں عائد اور کچھ ران کے قریب دو سوراخ ہیں، جن میں خسیوں کی وریدیں، شریانیں،  
اور ان کے ٹکانے والے رباطات اور مجرای منی گزرتے ہیں۔ اگر یہ سوراخ رطوبات کی کثرت سے ڈھیلے ہو کر  
کشادہ ہو جائیں، تو شکم سے کوئی آنت اوتر کر کیسہ خصیہ میں داخل ہو جاتی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ یہ بھی  
زوال عضو کی ایک صورت ہے۔

(۴) کوئی ایسا سبب ہو جو سر رباطات کو کھاکر  
او بسبب مفصل لجوهر الرباط

بتا کیلہ او تعفینہ کما یعرض - اور ستر اگر خراب کر دے (بگاڑ دے)، جیسا کہ گاہے مجذام  
فی الجذام وعرق النساء اور عرق النساء میں ہوتا ہے \*  
مرض عرق النساء میں گاہے رطوبات ناسہ کی کثرت سے وہ رباطات خراب ہو جاتے ہیں، جو رتبات  
الغیر (غیر کے گول سر) کو حق اور ک میں قائم رکھتے ہیں \*

## الفصل الحادی عشر فی اسباب فصل (۱۱) اس سوء مجاورت کے اسباب جو سوء المجاورة لمنع المقاربة عضو کو قریب آنے سے باز رکھیں

(سوء مجاورت سے مراد یہ ہے کہ کسی عضو کے  
جو تعلقات اپنے کسی مجاور اور پڑوسی کے ساتھ ہیں، ان میں  
کوئی خرابی آجائے۔) (سوء مجاورت = پڑوس کا بگڑ جانا)۔  
سببہ اما غلظ واما اثر قرحہ اسکی وجہ گاہے (۱) کوئی غلظت (ورم، زیادتی)  
واما تشنج واما استرخاء واما ہوتی ہے، یا (۲) اندمال قرصہ کا اثر نشان ہوتا ہے  
جفاف الخلط فی المفصل وتجددہ گاہے (۳) اس کی وجہ تشنج (عملہ کا تشنج) ہوتا ہے،  
واما ولادۃ یا (۴) استرخاء، گاہے (۵) اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ  
مفصل (جوڑ) کے اندر کوئی خلط خشک ہو کر پتھر جاتی ہے  
(متحجر ہو جاتی ہے)۔ (۶) بعض اوقات اسکی کوئی پیدائشی  
وجہ ہوتی ہے \*

اس سوء مجاورت کے اسباب جو کسی عضو کو دوسرے عضو کی طرف آنے اور اس کے قریب ہونے  
سے باز رکھیں، متعدد ہیں، جن میں سے ایک غلظت بھی ہے۔ غلظت سے مراد یہاں یہ ہے کہ کسی عضو میں  
غیر طبعی انفرانش ہو، جو کسی عضو کو حرکت سے روک دے۔ اس کی دو صورتیں ہیں: گاہے یہ انفرانش ورم  
کے قبیلے سے ہوتی ہے، اور گاہے ورم کے قبیلے سے نہیں ہوتی۔ ورم کی مثال یہ ہے کہ انگلی کے پور پر پشنت  
کی طرف کوئی ورم یا زیادتی ایسی پیدا ہو جائے، جو انگلی کو مڑنے نہ دے، غیر ورم کی مثال قبیلۃ المعاء  
(فقہ معوق) ہے۔ اسی طرح زخم گاہے جوڑ کس طرح سکڑ جاتا ہے کہ اعضا کی حرکت میں رکاوٹ پیدا  
ہو جاتی ہے۔ مثلاً بالائی پوڑ کے قرصہ میں بعض اوقات یہ اتنا سکڑ جاتا ہے کہ بالائی پوڑ زیرین پوڑ سے

ملنے نہیں پاتا، اور آنکھ کھلی رہ جاتی ہے۔ تشنجر کی وجہ سے جب کوئی عضو اپنے پڑوسی سے دور ہو جاتا ہے، تو ظاہر ہے کہ وہ اس کے قریب نہیں آنے پاتا۔ اسی طرح جب کسی عضو کے عضلہ میں استرخاء پیدا ہو جاتا ہے، تو ایسی صورت میں اس عضو کی حرکت بند ہو جاتی ہے؛ وہ نہ اپنے پڑوسی کے قریب جاسکتا ہے، اور نہ اس سے دور ہو سکتا ہے۔ کسی جوڑے اندر کسی غلط کے خشک ہو جانے کی مثال گٹھنے میں پائی جاتی ہے، جبکہ بعض اوقات گٹھنے کے اندر جوڑے سخت اور بے حرکت ہو جاتے ہیں۔ پیدائشی سبب کی مثال یہ ہے کہ کوئی بچہ اس طرح پیدا ہو کہ اس کی دو انگلیاں جڑی ہوئی ہوں۔

**الفصل الثانی عشر فی اسباب فصل (۱۲) اس سو مجاورت کے اسباب جو**

**سوء المجاورة لمنع المباعدة کسی عضو کو بعید ہونے سے باز رکھیں**

سببہ اما غلط و اما التحام  
اثر فرحة و اما تشنج  
واما وکلا دی  
اسکی وجہ گاہے غلطت (زیادتی۔ ورم) ہوتی ہے؛ (۱) گاہے نشانِ زخم کا انتہام ہوتا ہے؛ (۲) گاہے تشنج (عضلی تشنج) ہوتا ہے؛ (۳) گاہے کوئی پیدائشی سبب ہوتا ہے + (۴) گاہے استرخاء ہوتا ہے، اور گاہے (۵) جوڑے کا متحجر ہو جانا +

الغرض جہاں اسباب اعضاء کو قریب سے باز رکھتے ہیں، بعینہ وہی اسباب اعضاء کو بعد سے باز رکھتے ہیں +

**الفصل الثالث عشر فی اسباب الحركات غیر الطبیعیہ فصل (۱۳) حرکات غیر طبعیہ کے اسباب**

غیر طبعی حرکات کی بہت سی قسمیں ہیں، مثلاً ریشہ (کپکپی)، تشنج، فراق (چٹکی)، انتلاج (پھڑکن)، نافض (لرزہ)، اقشعار (پیریر)، تلی (انگڑائی)، تشاؤب (جھپائی)، خنثار (ڈکار)، سعال (کھانسی)، عطاس (چھینک) اور تقصص آسمان (دانت بچنا) وغیرہ +

سببها اما یبس مضغ، کالرعشة  
الیابسة اویبس مشنج کالغواق  
الیابس والتشنج الیابس  
غیر طبعی حرکت کی وجہ (۱) گاہے ضعف پیدا کرنے والی یوسٹ ہوتی ہے، جس طرح رعشة یا بے (یوسٹ) کی وجہ سے ہوا کرتا ہے۔ (۲) گاہے اس کی وجہ تشنج

پیدا کرنے والی بیہوش ہوتی ہے، جس طرح فواق یا بس  
(معدہ کی خشکی سے لاحق ہو جاتا ہے)، اور تشنج یا بس  
(اعصاب کی خشکی سے پیدا ہو جاتا ہے) ۱۰

او فضول مشیجۃ او فضول  
واسباب سادۃ طریق  
القوتۃ مانعة عن نفوذها  
الی العضو بالسدد

(۳) گاہے حرکت غیر طبعی کا سبب ایسے فضلات  
ہوتے ہیں جو تشنج پیدا کر دیتے ہیں۔ (۴) گاہے ایسے  
فضلات اور اسباب ہوتے ہیں جو (اعصاب میں) قوت  
کے راستہ کو مسدود کر دیتے، اور راستہ کو مسدود کر کے  
عضو تک اس کے نفوذ کرنے سے روک دیتے ہیں (مگر شرط  
یہ ہے کہ سددہ تامہ نہ ہو؛ جیسا کہ رعشہ استلانیہ میں ہوتا  
ہے۔ کیونکہ اگر سددہ تامہ ہو گا، اور اعصاب میں قوت  
کچھ بھی نفوذ نہ کر سکے گی، تو اس سے کسی قسم کی حرکت  
پیدا ہونے کی بجائے فاج کی صورت نمودار ہوگی) +

او فضول موزیۃ ببردھا  
کما فی النافض او بلذعھا کما  
فی القشعریدۃ او لغور من الحرارة  
الفریزیۃ وقتلھا فیستظهر  
العضل ببرد و یحدث ریح  
یطلب التخلص والتخلل کما  
فی الاختلاج

(۵) گاہے ایسے مواد و فضلات ہوتے ہیں جو  
اپنی برودت سے اذیت پہنچاتے ہیں، جیسا کہ لرزہ  
میں ہوتا ہے۔ یا ایسے مواد و فضلات ہوتے ہیں جو اپنی  
قوت لذاعہ سے (اپنی حرارت و تیزی سے) اذیت پہنچاتے  
ہیں۔ (۶) گاہے غیر طبعی حرکت پیدا ہونے کی صورت  
یہ ہوتی ہے کہ حرارت غریبہ بدن کے اندر چلی جاتی اور  
وہ کم بھی ہوتی ہے، جس سے عضلات میں باہر باہر سے  
برودت طاری ہو جاتی ہے (جیسا کہ لرزہ کی خاص  
صورتوں میں ہوتا ہے)۔ (۷) حرکت غیر طبعی کی صورت  
گاہے یہ ہوتی ہے کہ (عضلات کے اندر) ریح پیدا ہوتی  
ہے، جو تحلیل ہونا چاہتی، اور بدن سے چھٹکارہ حاصل

لہ "رعشہ استلانیہ" رعشہ یا بسہ کے مقابلہ میں ہے۔ رعشہ یا بسہ میں بیہوش ہوتی ہے، اور رعشہ استلانیہ  
میں اعصاب کے اندر مواد کا امتلاء ہوتا ہے +

کرنا چاہتی ہے، جیسا کہ اختلاج (پھڑکن) میں ہوتا ہے۔  
 شیخ کے قول کی تفسیر میں یہاں شارحین کا اختلاف ہے۔ مترجم کے ذہن میں قرشی کی تفسیر زیادہ دیکھ  
 لگتی ہوئی معلوم ہوئی، اور اسی تفسیر کے مطابق مترجم نے ترجمہ کیا، اور اس قول کی وضاحت کی، شرح کے  
 اختلاف کی وجہ شیخ کا مخصوص طرز بیان اور اس کے قول کا اغلاق ہے، جو صرف اسی جگہ نہیں، بلکہ صد ہا  
 مقامات اسی قسم کے ہیں، جہاں شیخ کی گفٹک عبارت کے سلجھانے میں شرح آپس میں دست و گریباں  
 ہو گئے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب +

ونقول ان هذه المادة المودية ہم کہتے ہیں کہ یہ مودی مادہ جب بخاری اور  
 اما بخاریة لیسیرة فیحدث تمطر (ضعیف) ہوتا ہے، تو اس سے قطی (انگڑائی) پیدا  
 التقطی اواقوی منه فیحدث الایاء ہوتی ہے؛ اور جب اس سے قوی (اور زیادہ) ہوتا  
 الریحی ان کانت ساکنۃ وتحدث ہے، تو اس سے اعیار ریحی (ریاحی تھکان) پیدا ہو جاتی  
 انواع الایاء الاخر التي ہے، بشرطیکہ وہ بخاری مادہ ساکن ہو؛ اور اگر وہ  
 سندا کرها ان کانت متحركة متحرک ہوگا، تو اس سے تھکان کی دوسری قسمیں پیدا  
 وان کانت اقوی احدث ہونگی، جنکا ہم عنقریب ذکر کریں گے۔ اور جب مادہ اس سے  
 القشعریرۃ وان کانت اقوی بھی زیادہ قوی ہوگا، تو اس سے قشعریرہ (پھریری) پیدا  
 احدثت النافض والمادة ہوگا؛ اور جب اس سے بھی زیادہ قوی ہوگا، تو نافض  
 الریحیۃ اذا احتبست فی العضلة (لرزہ) پیدا ہوگا۔ اور جب ریحی مادہ عضلہ میں بند  
 احدثت الاختلاج ہو جاتا ہے، تو اختلاج (پھڑکن) پیدا کرتا ہے +

الفصل الرابع عشر فی سبب زیادۃ بعظم العدۃ فصل (۴۳) اعضاء کی مقدار اور عدد کی زیادتی کے اسباب

هي لكثرة المادة وشدّة القوة اسکی وجہ گاہ ہے (۱) مادہ کی کثرت ہوتی ہے؛  
 المجاذبة فی نفسها وشدّة القوى گاہ ہے اسکی وجہ یہ ہوتی ہے کہ بذات خود قوت جاذبہ  
 المجاذبة بمعونة الدلك قوی ہوتی ہے (جس سے وہ کثیر مقدار میں مادہ کو جذب  
 والتسخين بالاصمّة مثل کر کے اعضاء کو زیادہ موٹا یا اس کی تعداد کو زیادہ کر دیتی  
 ضما د الرقت وما يشبه ذلك ہے)۔ (۲) گاہ ہے قوت جاذبہ (خود تو قوی نہیں ہوتی،  
 وهذا ينحصر بعظم دون العدۃ مگر) ماش کی وجہ سے، یا ضما د زفت جیسے (رگرم) ضما د وں

کے ذریعہ تسخین پہنچانے سے قوی ہو جاتی ہے۔ اس  
اخیر قسم سے محض عضو کی مقدار بڑھ سکتی ہے، عدد میں  
زیادتی نہیں ہو سکتی +

عددی زیادتی کے اسباب میں سب سے اہم اور ضروری سبب یہ ہے کہ قوت مصورہ غلطی کرے۔

## الفصل الحاشی عشر فی اسباب النقصان فصل (۱۵) اعضاء کی کمی مقدار وعد کے اسباب

هذه اما واقعة في اصل الخلقة اعضاء کی کمی اسباب (۱) گاہے اصل خلقت کے  
لنقصان المادة او خطأ القوة وقت (اعضاء کے بننے کے وقت) واقع ہوتے ہیں؛ جبکی  
الجابلية وضعها واما افات وجه گاہے یہ ہوتی ہے کہ مادہ کم ہوتا ہے؛ اور گاہے  
واقعة تاسرة من خارج وجه ہوتی ہے کہ اعضاء کی بنانے والی قوت اعضاء کے  
كالقطع والضرب وفساد بنانے میں غلطی کرتی ہے؛ یا وہ قوت کمزور ہوتی ہے  
البرد وتاسرة من داخل (۲) گاہے اعضاء کی کمی کے اسباب بیرونی طور پر  
کالتأكل والعفونة واقع ہوتے ہیں، مثلاً کسی عضو کا کٹ جانا، کسی عضو پر  
ضرب کا پہنچنا (جس سے وہ کچل جائے، اور بالآخر گل سٹ  
کر الگ ہو جائے)؛ کسی عضو کا پالے سے خراب ہو جانا۔  
(۳) گاہے اعضاء کی کمی کے اسباب اندرونی طور  
پر واقع ہوتے ہیں، مثلاً تاگل اور عفونت (گل سٹ جانا)۔  
وگاہے کئی ورید یا نریان کے مسدود ہو جانے سے بھی عضو مردہ ہو کر الگ ہو جاتا ہے، کیونکہ  
اس صورت میں حیات کے لئے روح پہنچ سکتی ہے، اور نہ تغذیہ کے لئے بہترین خون، چنانچہ غائقرانا  
اور سفاقلوس کے بعض اقسام اس کی مثالیں ہیں۔

گاہے مرض اسہال میں آنتیں اور جگر بھی سڑکھ جاتے ہیں؛ (حیاتی مع تغیر) +

## الفصل لسا دس عشر فی اسباب الفرق اتصال فصل (۱۶) تفرق اتصال کے اسباب

هذه اما من داخل واما تفرق اتصال گاہے اندرونی اسباب (۱) اسباب  
من خارج والتی من داخل (داخلیہ) سے پیدا ہوتا ہے، اور گاہے بیرونی اسباب

فمثل خلط اکال او محرق (اسباب خارجیہ) سے۔ چنانچہ اندرونی اسباب  
او مرطب مرخ او میبس یہ ہیں: (۱) کوئی خلط اکال ہو (عضو کو کھا جانے والی  
صادع خلط ہو، جیسے جذام کا مادہ)؛ یا کوئی خلط محرق ہو (جلائے

والی خلط ہو، جیسا کہ بعض قسم کے اسہال میں مواد محرقہ  
کی وجہ سے آنتیں کٹ جاتی ہیں، اور اس کے اجزاء  
کٹ کٹ کر خارج ہوتے ہیں)؛ یا کوئی خلط مرطب مرخی  
ہو (چنانچہ مواد مرخیہ کی جب کسی مفصل میں زیادتی  
ہو جاتی ہے، تو اس کے رباطات ڈھیلے پڑ جاتے، اور  
آسانی کے ساتھ اس مفصل میں انخلاع واقع ہو جاتا ہے)؛  
یا کوئی خلط خشکی پیدا کرنے والی اور صادع ہو (بھڑانے  
والی ہو، چنانچہ یوست اخلاط کی وجہ سے ہونٹھ پھٹ  
جاتے ہیں)۔

او مثل امتلاء سریحی ممداد (۲) امتلاء ریحی ممداد (ریح کی وجہ سے امتلاء ہو،  
اور سحیحی غاسر ز او خلطی ممداد جو تناؤ پیدا کر رہا ہو اور یہ ظاہر ہے کہ تناؤ کی وجہ سے  
لحمرة الخلط منتفصا و نافعاً (تفرق اتصال پیدا ہوا کرتا ہے)؛ یا امتلاء ریحی ناشب ہو  
فی البدن لیمیدہ حرکۃ (یعنی ریح اعضا کی ساخت میں گھسی ہوئی ہو، ایک جگہ  
قویۃ او خلطی غاسر ز اکٹھی نہ ہو)۔ (۳) امتلاء خلطی ممداد ہو (ریح کا اجتماع  
ہو، جو تمدد اور تناؤ کا موجب ہو)۔ یہ امتلاء اس وجہ  
سے ہوتا ہے کہ خلط میں قوی اور شدید حرکت ہوتی ہے،  
خواہ یہ حرکت اسکو بدن سے پھینکنے اور خارج کرنے کے  
لئے ہو، اور خواہ تغذیۃ بدن میں صرف ہونے کے لئے  
وہ کہیں جا رہی ہو؛ یا یہ امتلاء خلطی ناشب ہو (یعنی وہ  
خلط اعضا کی ساخت میں نفوذ کئے ہوئے اور اس کے

لہ چنانچہ کثرت خون کی صورت میں رگیں خون سے پُر ہوتی ہیں، اور تناؤ کی زیادتی سے پھٹ جاتی ہیں، نکسیر  
بواسیر، اور نفث الدم میں یہ صورت ہوا کرتی ہے۔



یا بے زہر دانتوں سے کاٹیں) +

## الفصل الثامن عشر في اسباب القرحة فصل (۱۷) قرحة کے اسباب

هي اما در ام تنفجروا ما جراحة تنقيح و اما بشور تاكل  
قرحہ بننے کی صورت یہ ہوتی ہے کہ ورم (پک کر) پھوٹ پڑتا ہے، یا جراحات میں پیپ بڑ جاتی ہے، یا بشور میں تآکل ہو جاتا ہے (پھنسیاں ساختوں کو کھانے لگ جاتی ہیں، یعنی ساختیں پیپ میں تبدیل ہو جاتی ہیں) \*

وذلكا اور قرح قروح اور ادرام میں کیونکر پیدا ہوتے ہیں؟ اسکا ذکر اسی کتاب کے فن چہارم کے اندر معالجات ادرام میں آئیگا +

## الفصل الثامن عشر في اسباب الورم فصل (۱۸) ورم کے اسباب

هذا الاسباب بعضها من المادة وبعضها من هيئة العضو اما الكائنة من جهة المادة فلا متلاء من الاشياء الستة المذكورة و اما الكائنة من جهة هيئات الاعضاء فقوة العضو والضعف العضو القابل وتهيؤه لقبول الفضل اما بطبع جوهره وانه خلق لذلك كالجلد  
ورم کے بعض اسباب مادہ کے لحاظ سے ہوتے ہیں اور بعض اسباب اعضا کی ہیئت کے لحاظ سے۔ چنانچہ جو اسباب مادہ کے لحاظ سے ہوتے ہیں وہ یہ ہیں کہ مذکورہ چھ چیزوں سے (یعنی، خون، بلغم، صفراء، سوداء، رياح اور ماہیت سے) عضویں امتلاء واقع ہو۔ اور جو اسباب اعضا کی ہیئت کے لحاظ سے ہوتے ہیں، انکی کئی صورتیں ہیں: (۱) دغ کرنے والے عضو کی قوت دافعه قوی ہو (چونکہ اپنے مجاور اور پڑوسی کی طرف مادہ فضلیہ کو قوت سے دغ کر دے، تو اس عضو مجاور میں ورم پیدا ہو جائیگا)۔ (۲) قبول کرنے والے عضویں ضعیف ہو (اس لئے جو مادہ اسکی طرف آئیگا، وہ اس کے ضعف کی وجہ سے واپس نہ ہو سکیگا حتیٰ کہ اس میں ورم پیدا ہو جائیگا)۔ (۳) فضلات قبول کرنے کے لئے وہ مادہ اور تیار ہو، جسکی پھر کئی صورتیں ہیں: (الف) اُس عضو کا جوہر طبعاً اسی قسم کا واقع

ہوا ہوا اور وہ عضو اسی مقصد کے لئے پیدا کیا گیا ہو، جسے بدن کی جلد (یہ طبعاً ایسی ہی بنائی گئی ہے کہ بدن سے فضلات کو قبول کر سکے، یہی وجہ ہے کہ جلد میں اور ام و ثبور بکثرت برآمد ہوا کرتے ہیں، اور بہت سے امراض کے مواد اسی کی طرف منتقل ہو کر آتے، اور اس میں مختلف عوارض پیدا کر دیتے ہیں) +

اولسما فته مثل اللحم الرخو (ب) اُس عضو کا جو ہر ڈھیلا ہو (متخلخل اور کمزور فی المعاطف الثلاثة خلف الاذن ہو)، مثلاً بدن کے تینوں معاطف (موٹ) کی گلیاں تینوں من العنق والابط والاربية معاطف سے مراد خلف الاذن (کان کے نیچے، اس کی لو کے نیچے)، بغل اور کچرآن ہیں +

اولا تساع الطرق اليه وضيق (ج) اُس عضو کی طرف (مواد کے) آنے کا راستہ الطرق عنه ولو ضعه من تحت کٹا ہوا ہو، اور اس عضو سے (مواد کے) جانے کا راستہ اولصغره فيضيق عما ياتيه من مادته الغذاء تنگ ہو، (د) عضو نیچے کی طرف واقع ہو (اس لئے بقصد ما نقل مادہ ایسے عضو کی طرف برآسانی چلائیگا)۔

(لا) وہ عضو چھوٹا ہو، اس لئے خذار کا جو مادہ یہاں پہنچے گا، وہ تنگی پیدا کریگا (اور فضلات وہاں سے برآسانی خارج نہ ہو سکیں گے، جس سے ورم پیدا ہو جائیگا) +

واما للضعفه عن هضم غذائه (و) کسی آفت کی وجہ سے وہ عضو اپنی غذا کو لافہ فیہ واما لضربة تحقن فيه ہضم کرنے سے عاجز ہو، (ز) اُس عضو میں کوئی چوٹ المادۃ واما لفقدانه تحلل ہو چکے، جس کی وجہ سے مادہ وہاں اکٹھا ہو کر بند ہو جائے، (ح) جو مواد ریاضت کے ذریعہ پہلے تحلیل ہوا کرتے ماکان يتحلل عنه بالرياضة تھے، اُن کا تحلیل ہونا (کسی وجہ سے) بند ہو جائے (اور وہ بدن میں جمع ہو کر اور ام پیدا کر دیں) +

واما لحرارة مفرطة فيه فتجذب (ط) عضو میں (کسی وجہ سے) بکثرت حرارت ہو، وتلك الحرارة اما طبيعية کما جو (اپنی طرف یعنی اُس عضو کی طرف مواد جذب کر لے گی

الحما والمستفادۃ احد ثما و جمع جس عضویں یہ حرارت ہوگی۔ یہ حرارت خواہ  
 او حرکۃ عنیفۃ او شئی من المسخات طبعی ہو، جس طرح گوشت میں ہوتی ہے (گوشت طبعاً  
 گرم ہے) یا یہ حرارت کسی طور پر حاصل ہوئی ہو: اسے درد  
 نے پیدا کیا ہو، یا شدتِ حرکت نے، یا کسی سخن چیرنے نے  
 والکسر یحدث الورم لشئ من کسر عظام (ہڈیوں کے ٹوٹنے) سے جو درم پیدا ہوتا  
 هذا لا سبب المذکورہ مثل ہے، تو اس وقت انہی اسباب مذکورہ میں سے کوئی  
 الرض وضغط العضو والتمديد ایک سبب کام کرتا ہے۔ جس طرح رضح (عضو کا کچل جانا)  
 الذي به يجبر اور عضو کا دب جانا (ضغط العضو) اور ٹوٹی ہوئی ہڈی  
 کے جوڑنے کے وقت عضو کو کھینچنا (تمديد)، یہ سبب چیزیں  
 بھی اسباب مذکورہ میں سے کسی ایک سبب کے ذریعہ  
 درم پیدا کیا کرتی ہیں \*

یعنی جس طرح ان چیزوں کی وجہ سے عضویں درد پیدا ہوتا ہے، حرارت بڑھتی ہے، اور مواد کھینچ کر  
 اس کی طرف چلے آتے ہیں، اس لئے درم پیدا ہو جاتا ہے، اسی طرح کسر کی صورت میں بھی اسی قسم کے اسباب  
 پیش آتے ہیں، جس سے درم پیدا ہو جاتا ہے \*

والعظم نفسه بل السن قدیم بذات خاص ہڈی، بلکہ دانت، میں بھی گا ہے  
 لانه يقبل الغد اء ولحم پیدا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ جس طرح غذا کے ذریعہ نمو  
 ويقبل الابتلال والعفونة پاتے ہیں، اور (رطوبات سے) بھیگ جاتے اور متعفن ہو جاتے  
 فيقبل الورم ہیں، اسی طرح یہ درم کو بھی قبول کرتے ہیں۔ (اسکا تذکرہ  
 پہلے بھی آچکا ہے، اور یہاں "ذکر درم" کی مناسبت سے  
 دوبارہ اسے دہرایا گیا ہے) \*

## الفصل التاسع عشر في اسباب الوجع على الاطلاق فصل (۱۹) مطلقاً درد کے اسباب

ولان الوجع هو احد الاحوال منجمله أن غیر طبعی حالات کے جو بدن حیوان کو عارض  
 الغير الطبيعية العارضة ہوا کرتی ہیں، درد بھی ایک غیر طبعی حالت ہے، اس لئے

لغرضاء یہ درم سلوات کے قبیلے سے ہو، یا درم ماری کی قسم سے، دونوں قسم کے اولم ہڈی اور دانت میں ہوا کرتے ہیں \*

لبدن الحيوان فليست كالم في اسبابه هم درد کے اسباب میں ایک عمومی تذکرہ (کلام کلی)  
کلاماً کلیاً کرتے ہیں +

فنقول ان الوجه هو الاحساس چنانچہ ہم کہتے ہیں کہ: منافی (مخالفت) چیز کے  
بالمناfi احساس کا نام درد ہے +

یعنی درد دراصل کسی منافی اور مخالفت کیفیت کے ادراک و احساس کا نام ہے، خواہ یہ احساس  
قوائے نفسانیہ کی کسی قوت سے ہو۔ درد کا یہ مفہوم بہت وسیع اور عام ہے۔ جس طبع پر بھی جیڑ کئے اور  
دل کڑھے، وہ درد ہے۔ تیز روشنی کے دیکھنے سے آنکھ میں جو تکلیف ہوتی ہے، یہ قوت بامرو کا درد ہے،  
بربری بوکے سونگھنے سے جو تکلیف انسان کو پہنچتی ہے، یہ قوت شامہ کا درد ہے۔ بُرے مزے کے چکھنے سے جو تکلیف  
زبان کو پہنچتی ہے، یہ قوت ذائقہ کا درد ہے؛ سخت آوازوں کے سُنے سے جو تکلیف کان کو پہنچتی ہے، یہ  
قوت سامعہ کا درد ہے۔ الغرض نفس کی ہر قوت شاعرہ (حساسہ و مدرک) کے لئے ایک درد اور دکھ  
ہے۔ اپنی مرضی کے غیر مطابق اور ضمیر کے خلاف بات سننے سے جو جی کڑھتا ہے، یہ بھی ایک درد ہے۔  
یہ درد لذت کے مقابلہ میں ہے۔ اصطلاح فلاسفہ میں "لذات و ألم" دونوں مقابلہ سے بولے جاتے  
ہیں۔ کسی مناسب کیفیت کے احساس کا نام جس طرح لذت ہے، اسی طرح مخالفت کیفیت کے احساس  
کا نام ألم ہے +

مگر درد کا ایک دوسرا مفہوم بھی ہے، جو محض قوت لامسہ اور اعصاب لامسہ کے مخصوص نشیوں  
کے ساتھ مخصوص ہے۔

جس درد کے اسباب یا نشیوں بیان کر رہا ہے، وہ یہی مخصوص درد ہے۔ کیونکہ شیخ نے  
درد کے محض دو اسباب، سوء مزاج اور تفرق اتصال، بیان کئے ہیں، اور یہ ظاہر ہے کہ یہ دونوں چیزیں  
صرف اسی مخصوص درد کے اسباب بن سکتی ہیں، جو قوت لامسہ سے وابستہ ہوتا ہے +

وجلة اسباب الوجه مخصصة في درد کے سارے اسباب محض دو جنسوں (دو قسموں)  
جنسین جنس تغیر المزاج دفعۃ میں بند ہیں: (۱) یکایک مزاج کا بدل جانا (جنس سوء  
دھو سوء المزاج المختلف و جنس مزاج) جسکو سوء مزاج مختلف کہتے ہیں؛ (۲) تفرق اتصال  
تفرق الاتصال (جنس تفرق الاتصال) +

واعنی بسوء المزاج المختلف ان سوء مزاج مختلف سے ہماری مراد یہ ہے کہ  
يكون للاعضاء في جواهرها اعضاء کے جوہر میں جو ایک مزاج قائم ہے، اسپر کوئی

مزاج متمکن شمر لیرض علیہا دوسرا ایسا اجنبی مزاج آجائے، جو پہلے مزاج کے مضاد  
مزاج غریب مضاد لذلك (مخالفت) ہو، یعنی یہ دوسرا مزاج پہلے مزاج سے زیادہ  
المزاج حتی یكون اسخن گرم ہو، یا زیادہ سرد ہو، اس منافی مزاج کی آمد کا  
من ذلك ادا بر د فحقس القوة قوت حساسہ کو احساس ہوگا، اور وہ اس سے دردناک  
الحاسة بوسر و د ذلك المنافی ہوگی، کیونکہ درد کے معنی ہی ہیں کہ مؤثر منافی کو  
فتا لم فان الا لم هو ان يحس المؤثر منافی محسوس کیا جائے (یعنی اُس مؤثر مخالف کی کیفیت  
المنافی منافی مخالفہ کا ادراک و شعور حاصل ہو) +

واما سؤال المزاج المتفق فهو لا یولم البتة ولا يحس به مثل رہا سور مزاج متفق (سور مزاج مستوی)، تو وہ  
ان میكون المزاج الردي قد درد و پہنچتا ہے، اور نہ اسکا احساس ہی ہوتا ہے۔  
تمکن من جوهر الاعضاء و البطل مثلاً کوئی ردی مزاج (اجنبی اور غیر طبعی مزاج) اعصاب  
المزاج الاصلی و صار كانه المزاج کے جوہر میں اس طرح قائم ہو جائے، اور اصلی مزاج  
الاصلی و هذا الا یوجع لانه لا يحس بن جائے۔ ایسا مزاج درد اور دکھ اس لئے نہیں پہنچاتا  
لان الحاس يجب ان یفعل ہے کہ اسکا احساس ہی نہیں ہوتا ہے۔ حالانکہ حساس  
من المحسوس و الشئ لا ینفعل عن کے لئے ضروری ہے کہ وہ شے محسوس سے منفعل اور  
الحالة المتمكنة التي لا تغیر عن متاثر ہو۔ اور کوئی چیز (کوئی حساس چیز یا حساس جسم)  
حالة فيه بل انما ینفعل عن الضد ایسی حالت سے متاثر ہی نہیں ہوا کرتی ہے جو اُس میں  
الوارد المغير یا الی غیر ما قائم اور متمکن (جاگزین) ہو جائے، اور اُس کی ذاتی حالت  
هو علیه و لهذا لا يحس صاحب میں کوئی تبدیلی و تغیر نہ پیدا کرے۔ بلکہ حساس چیز ہمیشہ  
حسی الدق من الا التهاب ما يحس ایسی مخالفت اور مضاد حالت سے متاثر ہوا کرتی ہے  
به صاحب حسی الیوم و صاحب جو لاحق ہو کہ پہلی طبعی حالت کو غیر طبعی حالت میں تبدیل  
حسی الغب مع ان حرا رة الدق کر دے۔ یہی وجہ ہے کہ دق کے مرین کو اتنی سوزش  
اشد کثیرا من حرا رة (بخار کی گرمی) محسوس نہیں ہوتی، جتنی حمائے یومیہ  
صاحب الغب لان حرا رة (یک روزہ بخار) دالوں یا حمائے غب (تجاری بخار)  
الدق مستحکمة مستقرّة دالوں کو محسوس ہوا کرتی ہے۔ حالانکہ دق کے بخار کی

جوہر الاغضاء الاصلية گرمی غب کے بخار کی گرمی سے بہت زیادہ ہوتی ہے  
 وحرارة الغب واردة من (بہر بھی دق کے بخار کی گرمی اگر زیادہ محسوس نہیں  
 مجا واردة خلط على اغضاء ہوتی ہے، تو) اس کی وجہ یہ ہے کہ دق کی حرارت  
 محفوظة فيها مزاجها الطبيع بعد اغضاء اصلية کے جوہر میں پائدار، مستحکم، اور جاگزین ہو گئی  
 بحيث اذا تقي عنها الخلط ہے، (اور گویا وہ اصلی مزاج بن گئی ہے)۔ برعکس  
 بقى العضو منها على مزاجه اس کے حائے غب کی حرارت (اعضائے کے جوہر میں مستحکم  
 ولم تثبت فيه الحرارة الا اور جاگزین نہیں ہوتی ہے، بلکہ یہ حرارت) ایسے اعضائے  
 ان تكون قد تثبتت وانتقلت میں خلط (خلط حار) کی مجاورت و قرب کی وجہ سے پیدا  
 العلة الى الدق ہو گئی ہے، جن کے اندر طبعی اور اصلی مزاج ابھی تک  
 اس طرح باقی ہیں، کہ اگر ان اعضائے سے اس خلط کو دور  
 کر دیا جائے، تو یہ اعضائے اپنے اصلی مزاج پر باقی رہینگے،  
 اور یہ حرارت (عارضی حرارت جو بخار کے مادہ کی وجہ سے  
 لاحق ہوئی تھی) دور ہو جائے گی۔ ہاں اگر حائے  
 غب کی حرارت (اعضائے اصلية میں) متکون ہو جائے،  
 اور یہ مرض (حائے غب) دق کی طرف منتقل ہو جائے،  
 (تو بیشک خلط کے دور ہونے اور بدن سے خارج ہونے  
 کے بعد بھی حرارت باقی رہ جائیگی؛ کیونکہ دق کی حرارت  
 اعضائے اصلية میں قائم، اور جاگزین ہوا کرتی ہے،  
 اور اصلی مزاج کی جگہ لے لیتی ہے۔ حقیقت میں اب  
 حائے غب باقی ہی نہیں رہا، بلکہ حائے دق بن گیا)۔

وسوء المزاج المتفق انما  
 يمكن من العضو بتدريج

یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ سور مزاج متفق (مستوی)  
 عضویں جاگزین اور متکون اگر ہوتا ہے، تو بتدریج ہوتا  
 ہے (یکایک اور جلد جاگزین نہیں ہوا کرتا ہے)۔ یہی  
 وجہ ہے کہ یہ بتدریج اصلی مزاج کی جگہ لے لیتا ہے،  
 اور درد کا سبب نہیں بنتا)۔

**اختلاف** ایک گروہ کی اصطلاح ہے کہ سورمزاج اگر سارے بدن میں عام ہو، تو اُسے سورمزاج متفق (مستوی) کہتے ہیں، ورنہ سورمزاج مختلف۔ یہ اصطلاح ”صاحب کامل“ کی ہے +  
ابوہل مسیحی کہتا ہے کہ اگر سورمزاج اذیت کے ساتھ ہو، تو اُسے سورمزاج مختلف کہتے ہیں، ورنہ سورمزاج متفق (مستوی)۔ گیلانی +

وقت دیو جد فی حال الصحة و تدیو جد فی حال الصحة  
مثال یقرب هذا الی الفهم بات کو (اس مسئلہ کو) فہم و ادراک سے قریب کر دیتی ہے  
وهو ان المغافص بالاستحمام را اور اس امر کا سمجھنا آسان ہو جاتا ہے کہ مرور زمانہ سے  
شتاء اذا استحم بالماء الحار ایک عارضی اور موزنی مزاج اس قابل ہو جاتا ہے کہ اُس کا  
بل الفاتر عرض له منه احساس جاتا رہے، اور اُس سے اذیت نہ پہنچ سکے۔ اور وہ  
اشمیزا زوتا ذلان کیفیت مثال یہ ہے کہ جو شخص موسم سرما میں یک سخت حمام میں داخل  
بدنه بعيدة عنه مضادة ہو کر گرم یا ٹیگرم پانی سے غسل کرنے لگتا ہے، تو اُسے اس  
ایا شمیر الفہ فیستلذذ کما پانی سے اذیت اور نفرت پیدا ہوتی ہے، کیونکہ اُس شخص  
یتدرج الی الاستحالة عن حالة کے بدن کی کیفیت پانی کی کیفیت سے بید اور اس سے  
البدن العامل فيه معناد ہوتی ہے (موسم کی سردی کی وجہ سے بدن سرد

ہوتا ہے، اور حمام کے پانی کی گرمی اس سے زیادہ ہوتی  
ہے)۔ پھر جیسے جیسے اُس کو بدن کی سردی، جو اُس کے  
بدن میں عامل اور موثر تھی، گھٹتی جاتی ہے، اسی قدر وہ  
اس پانی سے مایوس اور مانوس ہوتا جاتا ہے، حتّٰی کہ  
(بجائے نفرت کے) اُسے اس پانی سے اب لذت ملنے  
لگتی ہے +

شعر اذا قعد ساعة فی الحمام پھر جب یہی شخص حمام کے اندر (غسل کے بعد کچھ  
الداخل فربما يتفق ان يصير دیر تک مثلاً) ایک گھنٹہ تک بیٹھا رہے، تو بسا اوقات  
بدنه اسخن من ذلك الماء اسکا بدن (حمام کی گرمی کے باعث) پہلے پانی کی گرمی سے  
فاذا غوفص بصب الماء زیادہ گرم ہو جاتا ہے، اور اس کے بدن پر اچانک وہی  
الاول بعينه عليه اقشعر منه پہلا پانی جب ڈالا جاتا ہے، تو اب وہی پانی اتنا ٹھنڈا

علیٰ انہ لیستبردا

معلوم ہوتا ہے کہ اس سے اس کے بدن کے رد گئے کھڑے ہو جاتے ہیں (پھر بری آ جاتی ہے) +

فانما علمت هذا فنقول انہ  
وان كان احد جنسی اسباب  
الا لمرهوسوء المزاج المختلف  
فليس كل سوء مزاج مختلف  
بل الحار بالذات والبارد  
بالذات واليابس بالعرض  
والسطب لا يولم البتة لان  
الحار والبارد كقيمتان فاعلتان  
واليابس والسطب كقيمتان  
منفعتان قوامهما ليس بان  
يؤثر بهما جسم في جسم بل  
بان يتأثر جسم من جسم  
اثر کرنے کی قوت پائی جاتی ہے) اور مزاج یابس اور  
مزاج رطب، یہ دونوں کیفیات منفعلہ کے قبیلے سے ہیں  
(یعنی قوت حساسہ کے ذریعہ ان کا احساس نہیں ہو سکتا)؛  
یہ دونوں اپنی ذات اور اپنی حقیقت کے لحاظ سے اس قابل  
ہی نہیں ہیں کہ کوئی جسم ان کی وجہ سے (ان کے ذریعہ سے)  
کسی دوسرے جسم میں اثر کر سکے، بلکہ یہ دونوں کیفیات محض اس  
قسم کی ہیں کہ ان کی وجہ سے ایک جسم دوسرے جسم سے متاثر  
ہوا کرتا ہے +

واما اليابس فانما يولم بالعرض  
لانه قد يتبعه سبب من الجنس  
الاخر وهو تفرق الاتصال  
لان اليابس بشدة التقبض  
ربا مزاج یابس، تو وہ بالعرض مولم ہے؛ (یعنی  
مزاج یابس بالذات درد انگیز نہیں ہے، بلکہ اس طرح کہ مزاج  
یابس کی وجہ سے عضو میں تقبض یعنی سکڑ پیدا ہو جاتی ہے،  
جس میں تفرق اتصال کا ہونا ضروری ہے، اور یہی تفرق

سبباً لتفرد  
الاتصال

اتصال درد کا باعث بن جاتا ہے۔ اسی معنوں کو شیخ اس طرح بیان کرتا ہے: (کیونکہ اس کی وجہ سے گاہے درد کا دوسرا سبب (اسباب درد کی دوسری قسم) یعنی تفرق تھاں پیدا ہو جاتا ہے، کیونکہ تقبض (سکیڑ) کی زیادتی سے مزاج یا بس بسا اوقات تفرق اتصال کا سبب بن جاتا ہے۔

مذہب جالینوس کے مذہب کی اگر (اس بارہ میں) تحقیق و تفتیش کی جائے، تو لوٹ کر یہی بات ملے گی کہ درد کا حقیقی سبب تفرق اتصال کے سوا دوسری چیز نہیں ہے۔ چنانچہ مزاج حار اگر درد پیدا کرتا ہے، تو اس کی وجہ یہی ہے کہ یہ تفرق اتصال پیدا کرتا ہے، اسی طرح مزاج باردا اگر درد کا ذریعہ بنتا ہے، تو اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ اس کے ساتھ تفرق اتصال کا پیدا ہونا ضروری ہے؛ کیونکہ ہمدوت کا کام تکثیف و جمع (سکیڑنا اور سمیٹنا) ہے، اور یہ ظاہر ہے کہ سکیڑ اور سمیٹ کی زیادتی سے عضو کے اجزاء اس طرف ضرور کھینچے ہیں، جس طرف سکیڑ واقع ہوتی ہے، اس لئے جدھر سے یہ اجزاء کھینچے ہیں، اُردھر تفرق اتصال پیدا ہو جاتا ہے۔

واما جالینوس فانہ اذا حقق مذہبہ رجع الی ان السبب الذاتی للوجع هو تفرق الاتصال لا غیر وان الحار انما یوجع لانه یفرق الاتصال وان البارد انما یوجع ایضاً لانه یلزمه تفرق الاتصال وذلك لانه لشدة تکثیفه وجمعه یلزمه لاحالة ان ینجذب الاجزاء الی حیث یتکاثف عنده فیتفرق من جانب ما ینجذب عنه

وقد تعادی ہونی هذا الباب حتی اوهم فی بعض کتبات جمیع المحسوسات توذی بمثل ذلك اعنی توذی بتفریق او جمع یلزمه لہ چنانچہ مٹی اور گارہ جب سوکھتے ہیں، تو چونکہ ان کے اجزاء سمیٹتے ہیں، اس لئے یہ پھٹ جاتا ہے۔

اللباب حتی اوهم فی بعض کتبات جمیع المحسوسات توذی بمثل ذلك اعنی توذی بتفریق او جمع یلزمه لہ چنانچہ مٹی اور گارہ جب سوکھتے ہیں، تو چونکہ ان کے اجزاء سمیٹتے ہیں، اس لئے یہ پھٹ جاتا ہے۔

اسی طرح اس کی سکیڑوں مثالیں دن رات ملا کرتی ہیں۔

تفریق فالاسود فی المبصرات یولم لشدۃ جمعوہ الا بیض لشدۃ تفریقہ والماء والمالح والحامض یولم فی المذوقات بفراط تفریقہ والعفص بفراط تقبضہ فیتبعہ التفریق لا محالة وکن لا فی الشم وکن لا الاصوات القویۃ تولم بالتفریق بعنف من الحركة الهوائیۃ عند ملاقات الصاخر

ساتھ تفریق کا ہونا ضروری ہے (کیونکہ اجزاء میں جب سکیڑ داتج ہوگی، تو دوسری طرف تفریق کا ہونا ضروری ہے)۔ چنانچہ جو چیزیں قوت باصرہ کے ذریعہ نظر آتی ہیں (مبصرات) ان میں سے سیاہ چیزیں اگر مولم اور ایذا رساں ہیں، تو اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ (آنکھ کے اجزاء میں) شدت کے ساتھ سکیڑ اور سمیٹ پیدا کرتی ہیں، اور سفید چیزیں اگر درد پیدا کرتی ہیں، تو اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ یہ شدت سے تفریق ذہن پر گندگی پیدا کرتی ہیں۔ اسی طرح جو چیزیں زبان سے بکھی جاتی ہیں، ان میں سے کڑوی، نمکین، اور ترش چیزیں شدت تفریق کی وجہ سے مولم اور ایذا رساں ہوتی ہیں، اور کسلی چیزیں شدت تقبض (سکیڑ پیدا کرنے) کی وجہ سے مولم ہوتی ہیں، کیونکہ تقبض کے ساتھ تفریق کا ہونا لازمی ہے (جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے کہ سکیڑ اور سمیٹ کے ساتھ تفریق اتصال کا ہونا ضروری ہے)۔ یہی حال قوت شامہ (کے محسوسات) کا ہے۔ علیٰ ہذا بڑی آدابیں بھی اس وجہ سے ایذا پہنچاتی ہیں، کہ جب ہوا کی سخت لہریں کان کے سوراخ (صماخ) میں لگتی ہیں تو اس وقت یہ تفریق کی موجب ہوتی ہیں +

فاما القول الحق فی هذا الباب فہو ان يجعل تغير المزاج جنساً کہ تغير مزاج (سور مزاج) کو بالذات درد کا ایک مستقل سبب موجباً بذاته للوجع وان كان قد تعرض معه تفرق الاتصال لاحق ہوا کرے +

والبیان المحقق فی هذا الیس فی الطب بل فی الجزء الطبیع کرنا علم طب کا کام نہیں ہے، بلکہ یہ حکمت کے ”جزر طبی“ من الحکمة الا اننا نشیر الے (طبیعیات) کا کام ہے۔ مگر ہم یہاں اشارتاً کچھ خصوصیات

طرف یسیر منه فنقول

بیان کرتے ہیں (تاکہ طلباء کے خیالات کی پریشانی اور  
انجمن دور ہو جائے) :

ان الوجع قد یكون متشابه  
الاجزاء فی العضو الوجع وتفرق  
الاتصال لا یكون متشابه الاجزاء  
البتة فان وجود الوجع فی الاجزاء  
المخالفة عن تفرق الاتصال  
لا یكون عن تفرق الاتصال  
بل یكون عن سوء المزاج

(۱) دردناک عضو کے تمام اجزاء میں درد (ظاہر) یکساں اور ہموار ہوتا ہے، حالانکہ تفرق اتصال اس کے تمام اجزاء میں یکساں ہرگز نہیں ہوتا (اگر درد کا سبب محض تفرق اتصال ہو تو چاہئے کہ درد یکساں اور ہموار نہ ہو، بلکہ جہاں جہاں اور جن اجزاء میں تفرق اتصال ہو وہاں درد ہو، اور دوسری جگہ اور دوسرے اجزاء میں درد نہ ہو) اس سے ثابت ہوا کہ جن اجزاء میں تفرق اتصال نہیں ہے، ان اجزاء میں درد تفرق اتصال کی وجہ سے نہیں ہے، بلکہ محض سوء مزاج کی وجہ سے ہے +

وايضاً فان البرد یوجع حیث  
یقبض ویجمع حیث یبرد  
بالجملة وتفرق الاتصال عن  
البرد لا یكون حیث یبرد  
بل فی اطراف الموضع المبرد

(۲) برودت اور ٹھنڈک جب کسی عضو میں پہنچتی جاتی ہے، تو جہاں ٹھنڈک پہنچتی ہے، وہاں بھی درد ہوتا ہے، اور جہاں سکیڑا اور سیمٹ ہوتی ہے، وہاں بھی درد ہوتا ہے، الغرض درد سارے اجزاء میں ہوتا ہے، حالانکہ برودت کی وجہ سے تفرق اتصال اس جگہ واقع نہیں ہوتا، جہاں ٹھنڈک پہنچتی ہے، بلکہ جو جگہ ٹھنڈی کی جاتی ہے، اس کے کناروں میں تفرق اتصال واقع ہوتا ہے (اور چاروں طرف سے اجزاء سکیڑ کر اوپر سمٹ کر وسط کی طرف آتے ہیں، جو برودت کا مرکز ہوتا ہے) +

یہ خیال بیشک قرین صواب ہے کہ حرارت و برودت بالذات درد پیدا کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ دونوں دلائل مذکورہ قابل غور ہیں۔ نظر دقیق سے اگر دیکھا جائے، تو ان دلائل میں بہت پہلو کمزوری کے پائے جاسکتے ہیں۔ مثلاً پرکار کے دونوں نوکیلے سروں کو ایک انگلی یا اس سے کم فاصلہ پر رکھ کر ان کی پشت اور پیٹھ پر گزرایا جائے، تو حالانکہ تفرق اتصال دو جگہ ہوتا ہے، مگر قوت احساس کی غلطی سے محض ایک چیز

چھتھی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ طے ہذا عضو حساس کی سطح کے تمام اجزاء میں اعصاب کے ریشے یقیناً کچھ نہ کچھ فاصلہ پر ہوتے ہیں، مگر در و یکساں معلوم ہوتا ہے۔ حالانکہ درد کا مددک محض عصب کا ریشہ ہی ہو سکتا ہے۔ اسی طرح تفرق اتصال کے بارہ میں کہا جاسکتا ہے کہ گو تفرق اتصال ہر جگہ یکساں نہیں ہوتا، مگر قوت حساسہ کی غلطی سے درد ہموار اور یکساں معلوم ہوتا ہے۔ نیز حرارت و برودت کے پو پچانے میں یہ متعین کرنا بہت دشوار ہے کہ عضو کے اس حصے میں تفرق ہے، اور یہاں نہیں ہے۔ کیونکہ جس طرح حرارت تمام اجزاء میں تفریق و پیراگندگی پیدا کرتی ہے، اور اجزاء کو پھیلاتی ہے، اسی طرح برودت تمام اجزاء میں سیکڑ اور سمیٹ پیدا کرتی ہے +

وایضاً فان الوجود لا محالة (۳) بلاریب لثبۃ اثر کرنے والی مخالف چیز کے ہوا احساس بمؤثر منات بغتۃ احساس کا نام ”درد“ ہے، بشرطیکہ اس مخالف چیز کا احساس من حیث ہومنان فاما لوجود بحیثیت اس کے مخالف ہونے کے ہو۔ اس سے ثابت ہوا المحسوس المنافی بغتۃ والحد ہوا کہ مؤثر یا مؤلم (درد پیدا کرنے والی) وہی چیز ہو سکتی ینعکس ککل محسوس منات من ہے جو دفعۃً اثر مخالفت کرنے والی ہو، اور بحیثیت مخالف حیث ہومنان موجد اس ایت ہونے کے وہ محسوس ہو (یعنی وہ محسوس منافی ہو)۔ اب اذا احس بالبدن المفسد اس حد کا (موجب کی حد یا تعریف کا) عکس یہ ہوگا: جو چیز للمزاج من حیث یفسد المزاج دفعۃً اثر مخالفت کرنے والی ہوگی، اور بحیثیت مخالف وکان مثلاً لا یحدث عنه ہونے کے محسوس ہوگی، وہی چیز مؤثر جہ (درد و انگیز) ہو سکتی تفرق الا اتصال فہل کان یکون ہے۔ (اور یہ ظاہر ہے کہ سو مزاج مختلف دفعۃً اثر مخالفت ذلک احساساً بمنات فہل کان کرنے والی چیز بھی ہے، اور اس کے اثر مخالفت کا احساس یکون وجعاً بھی ہوتا ہے۔ پھر یہ کیوں موجب اور سبب درد نہ ہو) +

(اسی دلیل کہ شیخ ایک مثال دیکھو واضح کرتا ہے)

لثبۃ دفعۃً اثر کرنے والی اس سے مقصود سو مزاج متوی کو ظاہر کرنا ہے۔ کیونکہ وہ اگرچہ مؤثر منافی ہے، مگر چونکہ وہ تدریجاً اثر کرتے کرتے عضو کے مزاج کے قائم مقام بن جاتا ہے، اس لئے وہ مؤلم نہیں ہوتا، یعنی اس کا احساس ہی نہیں ہوتا ہے۔ لہذا اگر کوئی دلیل کو توڑنے والا یہ کہدے کہ حرارت و برودت (سو مزاج مختلف) براہ راست اس وقت تک محسوس ہی نہیں ہوتے، جب تک تفرق اتصال نہ پیدا کریں، تو یہ دلیل ناقص رہ جائیگی، اور اگلی مثال بھی محذوف ہو جائیگی، کیونکہ یہ فرض کرنا نا ممکن ہے کہ برودت مفسدہ کا احساس ہو، اور وہاں تفرق اتصال متحقق نہ ہو

کیا تم نہیں سوچتے کہ اگر (بالفرض) مزاج کی فاسد کر دینے والی برودت کا اس حیثیت سے احساس ہو کہ وہ مفسد مزاج ہے، اور مثلاً (بالفرض) اُس سے تفرق اتصال نہ پیدا ہو، تو کیا یہ مخالف و منافی کا احساس نہ ہوگا؟ اور کیا یہ درد نہ ہوگا؟

فمن هذا يعرف ان تغير المزاج دفعه سبب الوجع كتفرق الاتصال (سوہ مزاج مختلف ہو جانا) بھی تفرق اتصال کی طرح درد کا سبب ہے +

والوجع يشير الحراسه [شذرہ] درد حرارت کو بڑھا دیا کرتا ہے (کیونکہ طبیعت مقام درد کی طرف تدارک و اصلاح کے لئے متوجہ ہوتی ہے، وہاں کی رگیں پھول جاتی ہیں، رطوبات اور خون کی آمد بڑھ جاتی ہے، جس سے اُس مقام کی حرارت تیز ہو جاتی ہے) اسلئے یہ حرارت تناؤ کو بڑھا کر درد میں اور بھی اضافہ کر دیتی ہے۔ درحقیقہ کہ اس کے بعد ایک وقت آتا ہے کہ یہاں کے مواد واپس ہو جاتے ہیں، اور درد و حرارت میں بتدریج کمی آ جاتی ہے) +

وقد يبقى بعد الوجع شيء [شذرہ] کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ درد کے بعد درد کی سی حس الوجع وليس بوجع حقیقہ کوئی چیز باقی رہ جاتی ہے، جو حقیقت میں حقیقی درد نہیں بل ہو من جملة ما يتخلل بذاته ہوتا (جس کے علاج و تدبیر کی ضرورت ہو) بلکہ یہ خود بخود والجاہل يشتغل بعلاجه فيضربه تحلیل ہو جانے والی چیزوں میں سے ہوتا ہے۔ لیکن جاہل اطباء (نا دانی سے اسے نہیں سمجھتے، اور) اس کے علاج میں مشغول ہو جاتے ہیں، جس سے (بجائے فائدہ کے) نقصان پہنچتا ہے +

کیونکہ تحلیل درد کے لئے وہ عملات تو یہ استعمال کرتے ہیں، جنکی کیفیات تو یہ مقدار مرض سے بہت زیادہ ہوتی ہیں؛ اس لئے ان قوی دواؤں کے اثرات بدن میں پہنچ کر ضرر کے موجب بن جاتے ہیں +

اصناف الاوجاع التي لها اسماء  
هذه الحكايات الخشن الناحس  
الضاغط الممدد المقصر الملسر  
الرخو الثاقب الملسي الحدرى  
المضربانى الثقيل الاعبائى  
لاذع فهذه خمسة عشر  
جنساً

جن در دواں کے معرہ اور مخصوص نام ہیں، وجہ  
ذیل میں یہ اقسام جالینوس وغیرہ کے بیان کے مطابق  
حسب ذیل پسندہ ہیں: (۱) دبح خشک (۲) دبح خشن  
(۳) دبح ناض (۴) دبح ضابط (۵) دبح مؤد (۶) دبح  
مُفخ (۷) دبح گیسر (۸) دبح رخو (۹) دبح ثاقب (۱۰)  
دبح رسی (۱۱) دبح خدری (۱۲) دبح ضربانى (۱۳) دبح  
ثقيل (۱۴) دبح اعنای (۱۵) دبح لاذع؛ یہ کل پسندہ  
تس ہیں +

(۱) و جمع حكاك (كچانے والا درد) درد کی وہ قسم ہے، جس کے ساتھ کھلی کی کیفیت بھی پائی جاتی ہو، یعنی مقام درد کو کچانے کے لئے بھی جی چاہتا ہو۔ (۲) و جمع خشن (کھر دما درد) وہ درد، جس کے ساتھ خشونت (کھر درا بن) بھی ہو۔ (۳) و جمع ناخس (چھینے والا درد) وہ درد جس کے ساتھ سوزی کی نزک کی سی چھین (خس) بھی ہو۔ (۴) و جمع ضاغط (دباؤ کا درد) وہ درد جس کے ساتھ تنگی اور دباؤ کی کیفیت بھی محسوس ہو رہی ہو۔ (۵) و جمع ممدد (تناؤ کا درد) وہ درد جس کے ساتھ تناؤ کی کیفیت بھی ہو۔ (۶) و جمع مفتسخ (بجھانے والا درد) وہ درد جس کے ساتھ ایسا محسوس ہو رہا ہو گویا عضلہ کی جھلی پھٹ رہی ہے، اور وہ عضلہ کے جرم سے الگ ہو رہی ہے۔ (۷) و جمع مکسّر (بڑی توڑ درد) وہ درد جس کے ساتھ ایسا محسوس ہو رہا ہو، گویا بڑی ٹوٹ رہی ہے۔ (۸) و جمع ر خو (ڈھیلا درد) وہ درد جو عضلہ کے گوشت میں تناؤ پیدا کر رہا ہو، نہ کہ اس کے وتر میں۔ (۹) و جمع تارقب (بھر نکلنے والا درد) اس کے ساتھ ایسا معلوم ہوتا ہے، گویا کوئی چیز عضو کے اندر بھونکی جا رہی ہے۔ (۱۰) و جمع مسلی (مکھلا والا درد) وہ درد جس میں ایسا معلوم ہوتا ہے، گویا عضو کے اندر کسی نے مکھلا بھونک کر چھوڑ دیا ہے۔ اور وہ اس کے اندر

۱۱ شیخ نے بعض بیانات میں وجہ اکال بھی لکھا ہے۔ جبکہ ذکر اس تفصیل میں نہیں ہے۔ وجہ اکال میں ایسی کیفیت محسوس ہوتی ہے، گویا اُس کے عضو کا کوئی حصہ کھیا جا رہا ہے۔

گڑا ہوا ہے۔ (۱۱) وجع خذری (سُن اور بے حسی کا درد) جس کے ساتھ جس میں کمی ہو، یعنی درد کے ساتھ اُس مقام میں بے حسی کی کیفیت بھی ہو۔ (۱۲) وجع صرَبائی (ٹیس والا درد) جس کے ساتھ سرخین کی مریان (ٹیس) بھی ہو۔ (۱۳) وجع ثقیل (بوجھل درد) وہ درد جس کے ساتھ عضو کے اندر بوجھ بھی محسوس ہوتا ہو۔ (۱۴) وجع اِغیائی (تکان کا درد) وہ درد جس کے ساتھ بدن کے عضلات میں تکان بھی محسوس ہوتی ہو۔ (۱۵) وجع لاذع (درد سوزاں) وہ درد جس کے ساتھ سوزش بھی ہو + آملی

سبب الوجع الحکاک خلط حریف (۱) وجع خکاک کسی خلط جرثیف (رتیز اور چرہ پری او مالح) سے یا کسی خلط مائع سے پیدا ہوتا ہے +

سبب الوجع الحشن خلط خشن (۲) وجع خشن (کھردرا درد) کسی خلط خشن سے (کھردری خلط سے) پیدا ہوتا ہے (جس میں خشکی ہوتی ہو) اور جب کا قوام غلیظ ہوتا ہے +

سبب الوجع الناحس سبب (۳) وجع ناخس (چبھنے والا درد) کسی ایسے

ممد والغشاء عرضا کالمفرق سبب سے پیدا ہوتا ہے جو بھلی میں آڑے طور پر تناؤ لا اتصالہ وقد یكون متساویا پیدا کرتا ہے؛ گویا وہ اس کے اتصال کو توڑتا ہے۔

فی الحس وقد لا یكون متساویا اس قسم کا درد گاہے متساوی (ہموار اور یکساں چھتا ہوا)

والغیر المتساوی فی الحس اما معلوم ہوتا ہے، اور گاہے ہموار و یکساں نہیں معلوم ہوتا

لان ما یتحد علیہ الغشاء ویلا (یکساں چھتا ہوا نہیں معلوم ہوتا ہے)۔ جب یکساں

غیر متساویہ الاجزاء فی الصلابۃ نہیں معلوم ہوتا، تو اسکی وجہ (الف) گاہے یہ ہوتی ہے

واللین کالترقوة للغشاء کہ جس چیز پر بھلی بھیلتی اور جس کے ساتھ جا کر لگتی ہے،

المستبطن للاضلاع اذا کان الودم اُس کے اجزاء سختی اور نرمی میں یکساں اور ہموار نہیں

فی ذات الجنب چا دیا الی اعلاہ ہوتی۔ مثلاً غشاء مستبطن اضلاع (غشاء الصدر) کے

لئے ترقوہ، جبکہ درم ذات الجنب میں اوپر کی طرف

کھنچا ہوا ہو +

یعنی غشاء الصدر چونکہ سارے اعضائے تنفس وغیرہ پر استر کرتی ہے، اس لئے ذات الجنب

پیدا ہونے (اس بھلی کے متورم ہونے) کی صورت میں درد ہمیشہ یکساں نہیں ہوتا۔ بلکہ جب اس بھلی کے

اوپر کے حصے میں ورم ہوتا ہے، تو جہن اس لئے کم ہوتی ہے کہ اوپر کی طرف ترقوہ ہے، جو ایک سخت

عضو ہے، اور اس میں حس کم ہے، اور نیچے کے حصے میں جب درم ہوتا ہے، تو چھین اس لئے زیادہ ہوتی ہے کہ یہاں یہ جھلی شراییف اور پیلوئی کی گدیوں سے متصل ہے، جو مقابلہ تر قوہ کے نرم ہیں، اس لئے یہاں حس زیادہ ہوتی ہے۔ یہ آملی کے بیان کی ترجمانی ہے۔ اگرچہ اس میں کئی باتیں قابل غور نہیں مگر (اوکیون غیر متشابہ الاجزاء) (ب) گاہے (یکساں چھین نہ ہونے کی) وجہ یہ حرکت کا لجام لذلک الغشاء ہوتی ہے کہ اس جھلی کے اجزاء بلحاظ حرکت کے ہموار اور یکساں نہیں ہوتے۔ مثلاً حجاب حاجز غشاء مذکور کے لحاظ سے۔ غشاء مستطین اصلا، یا غشاء الصدر، حجاب حاجز سے اتصال رکھتی ہے، اور حجاب حاجز کی تحریک سے اس میں حرکت بھی ہوتی ہے، مگر یہ حرکت اس جھلی کے تمام اجزاء میں یکساں نہیں ہوتی، بلکہ حصہ حجاب سے ملاتی ہے، اس میں دوسرے اجزاء کی نسبت زیادہ حرکت ہوتی ہے، اور یہیں اذیت اور چھین بھی زیادہ ہوتی ہے۔ (آملی) +

گیلانی کہتا ہے کہ حجاب حاجز کی انقباضی حرکت خود اس کے اجزاء کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے +  
اولاً حس العضو غیر متشابہ (ج) گاہے (جھلی میں وجہ ناخس کے ہموار اور  
الاجزاء اما بالطبع و اما کلاً یکساں نہ ہونے کی) وجہ یہ ہوتی ہے کہ عضو کے اجزاء کی حس  
افقہ عرضت لبعض اجزائه ہموار اور یکساں نہیں ہوتی ہے۔ خواہ یہ صورت طبعاً اور  
دون بعض نظر ثبات ہو، یا اسکی یہ وجہ ہو کہ اس عضو کے بعض اجزاء میں  
کوئی آفت لاحق ہو گئی ہو، اور دوسرے اجزاء محفوظ  
ہوں لاس وجہ سے اس جھلی کے کچھ حصے میں حس زیادہ ہو،  
اور کچھ حصے میں حس کم ہو۔ ایسی حالت میں ظاہر ہے کہ  
جہاں حس زیادہ ہے، وہاں درد زیادہ ہوگا، اور جہاں  
حس کم ہے، وہاں درد کم ہوگا +

وسبب الوجع المملد سریر (م) وجہ مملد رتناؤ کا درد) گاہے رتخ کی وجہ سے  
او خلط یملد العصب والعضل ہوتا ہے، اور گاہے خلط کی وجہ سے، جو عصب یا عضل میں  
لے اشتد گیلانی نے بھی بتایا ہے کہ غشاء الصدر اگرچہ نرم اور سخت، دونوں قسم کے اعضا سے ملاتی ہوتی ہے، مگر  
شیخ کے کسی بیان سے یہ پتہ نہیں چلتا ہے کہ درد کہاں زیادہ ہوگا، جہاں سخت عضو سے ملاتی ہوتا ہے، یا جہاں  
نرم عضو سے ملاتی ہوتا ہے +

کائنہ مجذبہ الے طرفیہ  
اس طرح تمدد (تناؤ) پیدا کرتے ہیں، گو یا وہ اس عصب یا عضلہ کو دونوں سروں کی طرف کھینچ رہے ہیں۔ (یہ درد مخصوص طور پر ایسے اعضاء میں ہوتا ہے، جو طولاً واقع ہوتے ہیں۔ اور ان میں کچھ صلابت بھی ہوتی ہے، مثلاً عصب اور عضلہ) +

والوجع الضاغطة سببہ مادة  
تضيق على العضو المكان اوریج  
لیکن تفرقیوں کا نہ مقبوض علیہ فیضضط  
(۵) وجع ضاغطة (دباؤ کا درد، یا دبانے والا درد) گاہے ایسے مادہ کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے جو اس عضو کی جگہ میں تنگی پیدا کر دیتا ہے؛ اور گاہے ایسی رتخ سے پیدا ہوتا ہے جو اس عضو کو ہر طرف سے گھیر لیتی ہے، گریا وہ عضو چاروں طرف سے بندھا ہوا (جکڑا ہوا) اور دبا ہوا) ہوتا ہے، اس لئے وہ (حقیقتاً) دب جاتا ہے، (یا دبا ہوا معلوم ہوتا ہے) +

وسبب الوجع المفسخ هو مادة  
تخلل بین العضل وغشائها فتمد  
الغشاء وتفرق اتصال الغشاء  
بل العضلة  
(۶) وجع مفسخ (پھاڑنے والا درد) ایسے مادہ سے پیدا ہوتا ہے جو عضلات اور ان کی جھلی (لغافہ) کے درمیان حائل ہو کر جھلی میں تناؤ پیدا کرتا ہے اور جھلی کے اتصال کو بلکہ عضلہ کے اتصال کو توڑ دیتا ہے۔ (اس قسم کا مادہ زیادہ تر رتخ ہوتی ہے، اور کمتر کوئی خلط غلیظ) +

وسبب الوجع الملکس مادة  
ادریج یتوسط ما بین العظم  
والغشاء المجلل او برد فیقبط  
ذلك الغشاء بقوة  
(۷) وجع ملکس (ہڈی توڑ درد) ایسے مادہ یا رتخ سے پیدا ہوتا ہے جو ہڈی اور اس کی استر کرنے والی جھلی (غشاء عظمیٰ رغشاء مجلل) کے درمیان حائل ہو جاتی ہے۔ اور گاہے ایسا درد بردوت سے پیدا ہوتا ہے، جو اس جھلی میں قوت اور سختی کے ساتھ سکیر (قبض) پیدا کرتی ہے

وسبب الوجع الرخو مادة تمدد  
لحم العضلة دون وترها وانما  
سمی رخو لان اللحم راسخی  
(۸) وجع رخو (ڈھیلا درد) ایسے مادہ سے پیدا ہوتا ہے، جو عضلات کے گوشت (لحم عضلہ) میں تناؤ پیدا کرتا ہے، نہ کہ اس کے وتر میں۔ اس درد کا نام رخو

من الوتر والعصب والغشاء (ڈھیلا) اس لئے رکھا گیا ہے کہ گوشت (رحم) بمقابلہ عصب، وتر اور غشاء کے نرم ہوتا ہے (اس درد کا نام مجازاً اس کے محل اور اسکی جگہ کے اعتبار سے رکھا گیا ہے)۔

وسبب الوجع الثاقب هو مادة غليظة اور یہ یکتبس فیما بین طبقات عضو صلب غلیظ کجرم معاء قولون ولا تزال تمزقه وتنفذ فيه فيحس كأنه يثقب بِمِنْثَقَبٍ

(۹) وجع ثاقب (بھونکنے والا درد) کسی غلیظ مادہ یا ریا ح کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے جو جرم قولون کی طرح کسی سخت اور غلیظ عضو کے طبقات کے درمیان بند ہو جاتے ہیں، جو برابر اسے بھاڑتے جاتے ہیں، اور اُس میں گھٹنے چلے جاتے ہیں، جس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا برابر سے چھید کیا جا رہا ہے +

وسبب الوجع الطبعی تلك المادة  
بعینہا فی مثل ذلك العضو لا انھا  
مختصة وقت تمریقھا

(۱۰) روح مسلکی (محکمہ والدرد) بھی اسی قسم کے  
مادہ سے اور اسی قسم کے عضویں (روح ثاقب جیسے مادہ  
اور روح ثاقب جیسے سخت عضویں) پیدا ہوتا ہے۔ لیکن  
ان دونوں میں یہ فرق ہے کہ (روح ثاقب میں مادہ یا ریلر  
طبقات کو بھاڑتے اور گھستے جاتے ہیں، اس لئے اس میں  
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی برہمہ سے چھید کر رہا ہے، اور)  
روح مسلکی میں یہ مادہ طبقات کے تزیق کے وقت (طبقات  
کے بھاڑنے کے وقت) طبقات کے درمیان بند رہتا ہے  
(اس لئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے عضو کے اندر رکھ  
گاڑ کر چھوڑ دیا ہے، جو اپنی جگہ پر قائم ہے۔ یہ نہیں  
معلوم ہوتا کہ کوئی چھید کر رہا ہے، اور چھید کو بڑھا رہا  
ہے) \*

وسیب الوجع الخدری اما  
مزاج شدید البرد و اما  
انسداد مسام منافذ الروح  
(۱۱) و مع خدری (سن اور بے حسی کا درد) اس  
وقت پیدا ہوتا ہے جبکہ عضو کے مزاج میں برودت کا غلبہ  
ہو جاتا ہے؛ یا جبکہ اس حساس روح کے باریک راستے

الحساس الجاری الی العضو بند ہو جاتے ہیں جو کہ اس عضو کی طرف کسی عصب کے ذریعہ  
بعصب و امتلاء و عیة پہنچ رہی تھی؛ یا اُس وقت پیدا ہوتا ہے جبکہ کسی وجہ  
سے رگوں میں امتلاء ہو جاتا ہے لہٰذا رگیں مواد سے پُر ہو کر  
اعصاب پر دباؤ ڈالتی ہیں؛

و سبب الوجع الضربانی ورم (۱۲) وجع ضربانی (ٹیس کا درد) ہمیشہ ورم حار  
حار غیر بارد اذا الباس دکیف کان کی وجہ سے پیدا ہوا کرتا ہے؛ یہ ورم بارد سے نہیں پیدا  
صلبا اولینا فانہ لا یوجع لا ہوتا۔ کیونکہ ورم بارد سے، خواہ یہ صلب ہو یا لین (سخت)  
ان یستحیل الی الحار و انما یحدث ہو یا نرم، درد پیدا ہی نہیں ہوتا۔ ہاں اس ورم سے  
الوجع الضربانی من الورم الحار اُس وقت درد پیدا ہو سکتا ہے جبکہ یہ بدل کر ورم حار  
علیٰ هذه الصفة اذا حدث ورم ہو جائے۔ پھر ایسے ورم حار سے بھی وجع ضربانی اُس وقت  
حار و کان العضو المجا و رلہ ہوتا ہے، جبکہ اس ورم حار کے قریب کا عضو (پڑوسی) صا  
حساسا و کان بقربہ شریان ہو، اور اس کے قریب کوئی شریان برابر تڑپ رہی ہو  
یضرب دائما (اور اُس شریان کی تڑپ یا پک اُس عضو حساس کو صدمہ  
پہنچا رہی ہو) +

پہلے جبکہ یہ عضو سلیم تھا، اور اس میں ورم نہ ہوا تھا، اُس وقت اس میں شریان کی تڑپ کیوں نہیں معلوم  
ہو رہی تھی؟ اس کا جواب شیخ اس طرح دے رہے ہیں؛

لکن لما کان ذلک العضو سلیم لم لیکن جب یہ عضو صحیح و سالم تھا، تو شریان کی حرکت  
یحس صاحبہ بحركة الشریان (حرکت ضربانی) عضو کی گہرائی میں (ورم کے اندر) مرین کو  
فی غورہ فاذا المر و ورم صار بالکل محسوس نہیں ہو رہی تھی، اس کے بعد جب یہ ماؤن  
ضربانہ موجعا اور متورم ہو گیا، تو اب شریان کی تڑپ اسے تکلیف دینے  
لگی +

اسکی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ورم و تکلیف کی صورت میں مقام ماؤن کی حس بہت تیز اور ذکی ہو جایا کرتی ہے؛  
نیز اس وقت شریان کی تڑپ بھی وہاں بڑھ جاتی ہے؛ نیز ورم کی وجہ سے وہاں تنگی بھی پیدا ہو جاتی ہے، اور  
دباؤ بڑھ جاتا ہے اس لئے اس وقت شریان کی ضربان بہت تکلیف دہ ثابت ہوتی ہے +

و سبب الوجع الثقیل ورم فی (۱۳) وجع ثقیل (بوجھل درد) گاہے اُس وقت

عضو غیر حساس کا لریۃ والکلیۃ  
والطحال فان ذلك الورم ثقله  
ینجذب الی اسفل فیجذب العضو  
باللفافة الحساسة المحیطة وبالعلا  
التي منها منبت اللفافة فتحس  
اللفافة والعلاقة بانجذابہ  
الی اسفل

پیدا ہوتا ہے جبکہ ورم کسی بے حس عضو میں ہو جیسے پیسیہ  
گردے، اور طحال؛ کیونکہ یہ ورم اپنے ثقل اور بوجھ سے  
نیچے کی طرف کھینچے گا؛ پھر ورم کے کھینچنے کے ساتھ عضو  
مادون مع اپنے حساس لفافہ کے جو اس پر محیط ہوتا ہے  
اور مع اپنے اُس علاقہ کے نیچے کی طرف کھینچے گا جس سے لفافہ  
پیدا ہوتا اور بنتا ہے، اسلئے عضو کے نیچے کی طرف کھینچنے کا  
اُس حساس لفافہ اور علاقہ کو احساس ہوگا (اور درد کے  
ساتھ ایک بوجھ بھی محسوس ہوگا) +

او ورم فی عضو حساس الا ان  
نفسہ لا لمقدار بطل حس العضو  
مثل السرطان فی فم المعدة  
فانه يحس بثقله ولا يوجع  
لا بطله الحس

اور گاہے اُس وقت (بوجھل درد) پیدا ہوتا ہے  
جبکہ ورم اگرچہ کسی حساس عضو میں ہو، مگر اس دکھانے  
(اس ورم نے) عضو کی قوت حس کو باطل کر دیا ہو، چنانچہ  
جب سرطان فم معدہ میں ہوتا ہے، تو (گاہے) اسکے  
بوجھ کا احساس ہوتا ہے، مگر (زیادہ) درد اس لئے نہیں  
ہوتا کہ اس سے فم معدہ کی حس باطل ہو جاتی ہے +

وسبب الوجع الاعیائی اما  
تعب فیسبب ذلك الوجع اعیاء  
تعبیاً

(۱۴) وجع اعیائی (تمکان کا درد) گاہے تعب  
کثرت کار کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اس قسم کے درد  
کا نام اعیاء تعب ہے +

واما خلط مملد ویسبب ما یحدث  
عنه الاعیاء التمددی

اور گاہے یہ کسی خلط مُمَرَّد (تناؤ پیدا کرنے والی  
خلط) کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، ایسی خلط سے جو درد  
پیدا ہوتا ہے، اسے اعیاء تمددی کہا جاتا ہے +

واما ریح ویسبب ما یحدث عنه  
الاعیاء النافخ

اور گاہے یہ ریح کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، اسے  
اعیاء نافخ (نفخ پیدا کرنے والا) کہا جاتا ہے +

واما خلط لاذع ویسبب ما یحدث  
عنه الاعیاء القروحی

اور گاہے یہ خلط لاذع (تیز اور جلانے والی یا  
سوزش پیدا کرنے والی خلط) سے پیدا ہوتا ہے، اسے  
اعیاء قروحی کہا جاتا ہے (کیونکہ حرکت کے وقت اس

میں ایسی دکن اور تکلیف ہوتی ہے، جیسے قروح میں ہوا کرتی ہے) +

مذکورہ بالا اقسام کی ترکیب سے وجع اعیانی کی مرکب قسمیں پیدا ہوتی ہیں، جن کا ذکر ہم ایسے مقام پر کرینگے جو اس بیان کے لئے مخصوص ہے (یعنی اسکا ذکر فن سوم کی دوسری تعلیم کی بارہویں فصل میں آئیگا) +

وجع اعیانی کی مرکب قسموں میں سے وہ درد ہے جو اعیاء و سرخی کے نام سے مشہور ہے؛ اعیاء و سرخی دہل اعیاء تمددی اور اعیاء قروحی سے مرکب ہوتا ہے +

(۱۵) وجع اعیانی کی قسموں میں سے وجع لا ذع (درد سوزاں، وہ درد جس کے ساتھ سوزش بھی ہو) اس خلط کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، جس میں کوئی تیز کیفیت ہوتی ہے جو اعضا میں سوزش اور جلن پیدا کرتی ہے +

و یترکب منها تراکیب کما نبینہا فی الموضع الاخص بها

ومن جملة المركبات الاعیاء المعروفة بالورحمی وهو مرکب من تمددی ومن قروحی

والوجع اللاذع هو من خلط له کیفیة حادة

## فصل (۲۱) تسکین درد کے اسباب

الفصل الحادى العشرون فی باب الوجع السبب سکون

تسکین درد کا ایک ذریعہ تو یہ ہے کہ جس سبب نے درد پیدا کیا ہے، اسے دور کر دیا جائے، اور (اگر وہ کوئی مادہ ہے، تو اسے بدن سے خارج کر دیا جائے۔ چنانچہ شبت (سویا) اور تخم کتاں (اسی) کا جب دردناک مقام پر ضا د لگایا جاتا ہے، (تو تسکین درد کی یہی صورت ہوتی ہے کہ ان محل دواؤں کے عمل سے مادہ ورم تحلیل ہو جاتا ہے) +

سبب سکون الوجع اما ما یقطع السبب الموجب ایاة ویستفرغه کالشبت وبزر الکثان اذ اضمحل به الموضع الا لالم

تسکین درد کا دوسرا ذریعہ یہ ہے کہ رطوبت بڑھائی جائے، اور نیند لائی جائے؛ نیند کی وجہ سے قوت حس اپنے فعل احساس کو چھوڑ کر اندر چلی جاتی ہے، (جس سے

واما ما یدطب وینوم فتغور القوۃ الحسیة وتترك فعلها کالمسکرات

درد کم ہو جاتا ہے) جیسا کہ مسکرات (نشہ لانے والی چیزیں  
کام کرتی ہیں) +

واما ما یبرد فیخدر مثل  
جميع المخدرات  
تسکین درد کا تیسرا ذریعہ یہ ہے کہ بروقت پیدا کر کے  
عضو کو بے حس کر دیا جائے، چنانچہ ساری مخدر چیزیں یہی  
کام کرتی ہیں +

تسکین درد کے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی ہے کہ نفس کی توجہ کسی وجہ سے دوسری طرف ہٹ  
جائے۔ چنانچہ خون کی شدت کے وقت انسان درد کو بھول جاتا ہے۔ اسی طرح غصہ وغیرہ کا حال بھی ہے۔  
والمسکن الحقیقی ہوا اول  
لیکن مسکن حقیقی وہی پہلا ذریعہ ہے (جس سے درد  
کا سبب ہی دور کر دیا جاتا ہے)

الفصل الثانی والعشرون فی الیوجیة فصل (۲۲) درد کی کیا اثرات پیدا ہوتے ہیں

الوجع یجلل القوة ویمنع الاعضاء  
عن خواص افعالها حتی یمنع  
اعضاء التنفس عن التنفس  
اولی شوش علیہا فعلہا بان یجعلہ  
منقطعا و متواترا بالجملة  
علی حجرى غیر طبعی

(۱) درد قوتوں کو تحلیل کر دیتا ہے (درد و عمل قوت  
(۲) درد اعصاب کو اپنے خاص افعال (اور مخصوص  
وظائف) سے روک دیتا ہے، یہاں تک کہ درد کی وجہ سے  
اعضاء تنفس سے روک دیتا ہے، یا تنفس کے فعل میں تشویش (پریشانی) آجاتی ہے  
چنانچہ کبھی تو تنفس منقطع ہو جاتا ہے (رک رک کر سانس پاتا  
ہے)، اور کبھی متواتر ہو جاتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ (درد  
کی وجہ سے بعض اوقات) تنفس کی رفتار غیر طبعی ہو جاتی ہے

وقد یسخن العضو ولا یشد  
یبردہ اخیلا بما یجلل وبما  
یہزم من الروح والحیوة  
(۳) گاہے یہ ہوتا ہے کہ درد کی وجہ سے عضو پہلے  
گرم ہو جاتا ہے، اور آخر میں سرد۔ آخر میں سرد ہونے کی  
وجہ یہ ہوتی ہے کہ درد کی وجہ سے روح اور حرارت غریبہ  
تحلیل ہو جاتی ہیں +

یہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ مقام درد کی طرف طبیعت متوجہ ہو کر اس طرف خون اور روح لے جاتی ہے،  
وہاں کی رگیں بھول جاتی ہیں، اس لئے خون اور روح کی آمد بڑھ جاتی ہے، اور وہاں کا دوران خون تیز ہو جاتا

ہے۔ اس لئے وہاں گرمی پیدا ہو جاتی ہے +

## الفصل الثالث والعشرون فی اسباب اللذۃ فصل (۲۳) لذت کے اسباب

جس طرح ”درد“ مخالف چیز کے ادراک و احساس کا نام ہے، اسی طرح ”لذت“ مناسب چیز کے ادراک و احساس کا نام ہے۔ یہ دونوں چیزیں ایک دوسرے کی مقابل ہیں۔ اس مقام پر لذت کے اسباب اس لئے بیان کئے گئے کہ جس طرح درد مرض کے عوارض میں سے ہے، اسی طرح لذت صحت کے عوارض بدنیہ میں سے ہے۔ جس طرح درد کے اسباب کی محض دو قسمیں ہیں: طبعی مزاج کا ایک نخت بدل کر غیر طبعی ہو جانا، اور عضو کے اتصال میں تفرق واقع ہونا؛ اسی طرح :-

هذه ایضا محصورة فی جنسین لذت کے اسباب بھی دو ہی جنسوں (قسموں) میں احدهما جنس ما یغیر المذاج محصور ہیں: غیر طبعی مزاج کا ایک نخت اور دفعۃً بدل کر طبعی الغیر الطبیعی دفعۃً لیمقع بہ ہو جانا، اور اتصال طبعی کا دفعۃً لوطا لانا (تفرق اتصال کا دفعۃً الاحساس والثانی جنس ما زائل ہو جانا)۔ رہاں ہم نئے یک نخت اور دفعۃً بدل جانا کیونکہ الاتصال الطبیعی دفعۃً وحل یا دفعۃً لوطا لانا“ اس لئے لکھا ہے کہ اسکا احساس و ادراک ما یقع لا دفعۃً فانہ لا یحس ہو سکے، کیونکہ جو چیز ”دفعۃً“ واقع نہیں ہو ا کرتی ہے، اُسکا احساس ہی نہیں ہوا کرتا ہے؛ اور حجب اسکا احساس نہیں فلا یلین ہوتا ہے، تو اس سے لذت کیونکر مل سکتی ہے +

چنانچہ سو مزاج مستوی کے غیر محسوس ہونے کی وجہ یہی بتائی گئی ہے کہ چونکہ دفعۃً واقع نہیں ہوتا ہے، بلکہ مدت دراز میں تدریجاً جاگزیں ہوتا ہے، اس لئے اسکا احساس نہیں ہوتا، اور نہ اس سے درد ہوتا ہے۔ یہی حال لذت اور اسباب لذت کا ہے +

واللذۃ حس بالملائئم (کیونکہ) ”لذت“ مناسب چیز کے احساس کا نام ہے؛ وکل حس فهو بقوۃ اور احساس یقیناً کسی نہ کسی قوت حساً سے ہی سے ہو سکتا ہے۔ حاسۃ ویكون الا حاسۃ اور کسی قوت کے احساس کے معنی یہ ہیں کہ وہ دوسری چیزوں بانفعالہا فاذا کان بملائئم سے منفعل و متاثر نہ ہو۔ چنانچہ حسب اختلاف متاثر اسے لذت او منافع کان ذلک لذۃ اداً ما یا درد کہا جاتا ہے۔ جب کسی مناسب چیز کا احساس ہوتا ہے، (کسی مناسب چیز سے قوت حساً سے متاثر ہوتی ہے) بحسب ما یتأثر

تو اسے لذت کہتے ہیں، اور جب کسی نامناسب (منافی) چیز کا احساس ہوتا ہے، تو اسے دس (الَم) کہتے ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ کسی چیز کا احساس اُسی وقت ہوا کرتا ہے، جبکہ تغیر دفعہ ہو؛ خواہ یہ تغیر مزاج ہو یا تفرق اتصال؛ جیسا کہ سور مزاج مستوی و مختلف کے بیان میں اس کی وضاحت ہو چکی ہے +

مثال :- تیز اور شدید بخاریں مریض کو جب نہلایا جاتا ہے، یا جب ٹھنڈی ہوا اس کے بدن میں لگتی ہے، اور پٹکھے کو ٹھنڈا کر کے اسے جھلا جاتا ہے، تو مریض کو لذت ملتی ہے، کیونکہ ان چیزوں کی وجہ سے ان کے غیر طبعی مزاج میں دفعہ تغیر واقع ہوتا ہے، اور بخار کی گرمی سردی سے تبدیل ہو جاتی ہے + اسی طرح بدن میں اگر کوئی کاٹا چھا ہوا ہو، اور اس کی کھٹک بھکیٹ دے رہی ہو، تو کانٹے کے بھکتے ہی مریض کو راحت و لذت ملتی ہے۔ یہ تفرق اتصال کے زائل ہونے کی مثال ہے۔ اسی طرح گرم پانی کا ٹکڑا کرنا درد کی شدت میں موجب لذت و راحت ہوتا ہے، اس لئے کہ اس سے عضلات وغیرہ کے ریشے ڈھیلے پڑ جاتے ہیں، اور تفرق اتصال کی شدت میں کمی آ جاتی ہے۔

ولما كان اللمس اكثف الحواس چونکہ قوت لامسہ باقی تمام حواس کے مقابلہ میں زیادہ واشدھا استخفا ظالما یقبلہ کثیف ہے، اور جن مناسب یا غیر مناسب تاثیرات کو قبول من تاثیر مناف و ملائم کرتی ہے، انہیں (بمقابلہ دوسرے حواس کے) زیادہ حقیقت کان احساسہ الملائم عند بھی کرتی ہے، اس لئے جن لوگوں کی طبیعتیں کثیف ہیں (جو لوگ ذوی الطبیعة الکثيفة اشد کثیف المزاج، اور کثیف الطبیعت ہیں، لطیف المزاج اور الذاذوا احساسہ المنافی لطیف الطبیعت نہیں ہیں) ان میں، دوسری قوتوں کے احساس اشدا یلا ما من الذی یخصر کی نسبت، قوت لامسہ سے مناسب چیزوں کا احساس بہت بقوی آخر زیادہ موجب لذت ہوا کرتا ہے، اور غیر مناسب (منافی) چیزوں کا احساس بہت زیادہ موجب درد و کلفت +

تمام حواس کو بلحاظ لطافت اور کثافت کے اگر دیکھا جائے، تو حسب تعریض حکائے متقدمین حس بصری سے لطیف تر ہے، اس کے بعد حس سمع، اور اس سے بعد حس شم، اور اس کے بعد حس ذوق، اور اس کے بعد حس لمس اس سے معلوم ہوا کہ حس لمس سب سے کثیف ہے +

حس بصر کے محسوسات کی یعنی نورانی اجسام کی دور سے محض تصویریں آیا کرتی ہیں، جو طبقہ شبکیہ میں چھپتی ہیں۔ دور سے کوئی جسم نہیں آتا ہے، جو آنکھ کے اندر داخل ہو جاتا ہو، جس سے اس کے برعکس ہوا

کی لطیف و خفیف ترین لہریں آتی ہیں، جو کان کے اندر داخل ہو کر اعصاب سامعہ سے ٹکراتی ہیں، اسلئے جس سمع بمقابلہ حس بصر کے کم لطیف ہے جس شتم میں بویں بخارات کے ذریعہ ناک میں داخل ہوتی ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ آواز کی لہریں جس لطیف ہوا کے ذریعہ منتقل ہوتی ہیں، وہ بمقابلہ بخارات کے زیادہ لطیف ہیں۔ جس ذوق میں مختلف مزے رطوبات کے ذریعہ جرم زبان تک پہنچتے ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ رطوبات بمقابلہ بخارات کے زیادہ کثیف ہیں۔ اور جس لمس میں جلد کے ساتھ ہر سخت اور نرم جسم لگتا ہے۔ جو بمقابلہ رطوبات کے یقیناً زیادہ کثیف ہیں۔ اسی ترتیب سے ان حواس کے احساسات میں لذت والہم بھی کم و بیش حاصل ہوا کرتے ہیں۔ یعنی سب سے زیادہ لذت والہم حس لمس کے احساس کی وجہ سے ہوا کرتے ہیں، اس سے کم حس ذوق سے، اس سے کم حس شتم سے، اور اس سے کم حس سمع سے، اور سب سے کم حس بصر سے۔ (اسی طرح بتایا جاتا ہے) چنانچہ جس لمس کی لذتوں میں لذت جاع سب سے آگے ہے، اور اس کے بعد اگر کسی کا درجہ آ سکتا ہے تو کھانے پینے کی لذتوں کا درجہ آ سکتا ہے +

الفصل الرابع عشر فی کیفیت الایثار للحركة فصل (۲۴) حرکت کیونکر موجب درد ہو سکتی ہے؟

الحركة توجع لما يحدث معها من تمديد او رضى او فسخ  
حرکت کی وجہ سے درد (اگر پیدا ہوتا ہے، تو) اس وجہ سے پیدا ہوتا ہے کہ حرکت سے تناؤ پہنچتا ہے (اعصاب اور عضلات تن جاتے ہیں)، حرکت کی وجہ سے گاہے اعضاء کھل جاتے ہیں (رَضَى)، یا حرکت کی وجہ سے گاہے اعضاء پھٹ جاتے ہیں (انفرض حرکت کی وجہ سے کسی نہ کسی قسم کا تفرق اتصال واقع ہوتا ہے، جو موجب درد ہے، بلا تفرق اتصال کے حرکت کی وجہ سے درد نہیں ہو سکتا) +

الفصل الخامس عشر فی کیفیت الایثار لاختلاط الریة فصل (۲۵) اختلاط ریه کیونکر موجب درد ہو کرتے ہیں؟

الاختلاط الریة توجع اما بکیفیتها کما تلذع او بکثرةها کما تمدد او باجتماع الامرین جميعاً  
اختلاط ریه (خواہ ان کی روانت بلحاظ کیفیت کے ہو، یا بلحاظ مقدار کے) گاہے اپنی کیفیت کی وجہ سے موجب درد ہوتے ہیں، جیسا کہ مثلاً اُس وقت ہوتا ہے جبکہ اختلاط لَذَاع (جلن پیدا کرنے والے) ہوتے ہیں؛

(یہ صورت سو مزاج پیدا ہونے کی ہے) اور گاہے اپنی کیفیت سے (مقدار کی زیادتی سے) موجب درد ہوتے ہیں، جیسا کہ مثلاً اُس وقت ہوتا ہے، جبکہ (اخلاط کی زیادتی سے) تناؤ پہنچتا ہے، (اور تناؤ کی وجہ سے اعضاء کے اتصال میں تفریق حاصل ہوتی ہے۔ یہ تفریق اتصال پیدا ہونے کی صورت ہے)۔ اور گاہے یہ دونوں صورتیں اکٹھی ہو جاتی ہیں (اخلاط کی مقدار بھی زیادہ ہوتی ہے، اور ان کی کیفیات بھی فاسد، لذاع، اور مثلاً طین پیدا کرنے والی ہوتی ہیں) \*

### الفصل سادس والعشرون فی کیفیۃ الایالات فصل (۲۶) ریح کیونکر موجب درد ہوتی ہے

الریح توجع بالتمدید والریح الممددة اما ان تكون في تجاویف الاعضاء وبطونها كالنفخة في المعدة او في طبقات الاعضاء وليقها كما في القولنج الریحي او في طبقات العصل او تحت الاغشية وفوق العظام او حول العصل بينها وبين اللحم او الجلد او مستبطنة لعضو ما يستبطن عضل الصدر

ریح (اگر درد پیدا کرتی ہے، تو) تمدد (تناؤ) کھنچاؤ پیدا کر کے درد پیدا کرتی ہے۔ چنانچہ ریح تمدد (تناؤ پیدا کرنے والی ریح) گاہے اعضاء کے جو فوں اور ان کے بطون کے اندر ہوا کرتی ہے، جس طرح معدہ کے ابھارہ (نفخہ معدہ) میں ہوتا ہے۔ گاہے یہ آنتوں کے طبقات اور ان کے یفات میں ہوا کرتی ہے جیسا کہ توہنج ریح کی صورت میں ہوتا ہے۔ گاہے عضلات کے طبقات میں گاہے جھلیوں کے نیچے، اور ہڈیوں کے اوپر، اور گاہے عضلات کے گرد، ان کے اور گوشت کے درمیان (جو گاہے ان کے اوپر ہوا کرتی ہے) یا عضلات کے اور جلد کے درمیان (جو ان کے اوپر ہوا کرتی ہے)۔ اور گاہے ریح اس طرح ہوتی ہے کہ وہ عضو کو اپنے گہرے میں لے لیتی ہے، جس طرح گاہے ریح سینے کے عضلات

لہذا بہ نثر دیگر "اعضاء کے طبقات و یفات میں" \*

کو اپنے گھیرے میں لے لیا کرتی ہے \*

وسرعة انفساشها و طول  
لبثها هو بحسب كثرة ما دتها  
وقلتها و غلظ ما دتها و رقتها  
و استحصال العضو و تخلخله  
رتخ کا جلد پر اگندہ اور تحلیل ہو جانا، یا اسکا دیر تک  
تک قائم رہنا اس بات پر موقوف ہے کہ رتخ کا مادہ جس سی  
یہ پیدا ہو رہی ہے (زیادہ ہے، یا کم، غلیظ ہے یا رقیق،  
اور وہ عضو ٹھوس ہے، یا پولا (جس کے اندر رتخ بند  
(ہے) \*

### الفصل السابع عشر في اسباب التخمير والاملاء فصل (۲۷) تخم (ہضمی) اور امتلاء کے اسباب

هذه امان خارج ومن  
البادية فمثل استعمال ما يشد  
ترطيبه فلا يفتقر البدن الى  
خرطيب الماكول والمشروب  
فاذا اجمع ما كثرت المادة  
في البدن وفسد تصرف  
الطبع فيها مثل الاستكثار  
من الحماض وخصوصا بعلا لطعام  
وموانع التحلل مثل الدعة  
وتترك الرياضة والاستفراغ  
والترف في الماكول والمشروب  
وسوء التدبير  
یہ اسباب گلہ خارجی ہوتے ہیں، اور گلہ  
داخلی اسباب باویہ (خارجیہ) مثلاً ایسی چیز کا استعمال  
کرنا جو بدن میں بکثرت رطوبت کی اضافہ کرنے والی ہو، جب  
یہ صورت ہوگی، تو (ظاہر ہے کہ) بدن کو ماکول و مشروب  
کی رطوبت کی حاجت نہ رہے گی۔ پھر جب دونوں چیزیں  
اکٹھی ہو جائیں گی (یعنی بدن میں کسی ذریعہ سے رطوبت  
بھی بڑھائی گئی، اور اس کے بعد غذا بھی کھائی گئی)، تو  
یقیناً بدن میں مواد (رطوبات) کی کثرت ہو جائے گی، اور  
ان مواد میں طبیعت کا عمل افساں کا تصرف بھی خراب  
ہو جائیگا (کیونکہ جس چیز کی ضرورت نہ ہو، طبیعت اُس  
چیز کی طرف توجہ بھی نہیں کیا کرتی ہے۔ اس لئے غذا  
ابھی طرح ہضم ہونے کی بجائے فاسد ہو جائیگی)۔ مثلاً  
بکثرت حام کرنا، اور علی الخصوص کھانا کھانے کے بعد حام  
کرنا، اور مثلاً ایسی چیزوں کی زیادتی کرنا جو مانع تحلیل ہوں  
مثلاً آرام و سکون اختیار کرنا، اور ریاضت و استفراغ  
کا چھوڑ دینا۔ اور مثلاً کھانے پینے میں زیادتی اور  
بدپرہیزی کرنا \*

واما من داخل فهو مثل ضعف اسباب داخلیه ، مثلاً قوت ہاضمہ کا ضعیف  
القوة الهاضمة فلا تهضم ہونا جس سے غذا ہضم نہ ہو سکے ، قوت دافعہ کا ضعیف  
اوضعت القوة الدافعة (جس سے غذا ہضم نہ ہو سکے) اپنے راستہ پر جا سکے ،  
او قوت الماسكة فتختصر اور نہ فضلات خارج ہو سکیں ، قوت ماسکہ کا قوی ہونا ،  
الاخلاق ولا تتدفع اوضاعی جس سے اخلاط بند ہو جائیں ، اور خارج نہ ہو سکیں ، یا  
الجاری جاری کا تنگ ہونا (جس سے مواد و رطوبات اپنے  
اپنے راستے پر نہ جا سکیں ، اور رک کر فاسد ہو جائیں) \*

### الفصل الثامن والعشرون في اسباب الاستفراغ (۲۸) فصل احتباس واستفراغ کے اسباب

الاحتباس والاستفراغ قد ليهل لوقوہ جو کچھ ہم پہلے ”احتباس واستفراغ“ میں بیان  
عليها من تامل ما قلناه في کرچکے ہیں ، اگر اُس پر غور کیا جائے ، تو احتباس واستفراغ  
الاحتباس والاستفراغ فليقرأ (کے اسباب) کا جاننا سہل ہے ، اس لئے اُسی بیان  
من هناك کو دیکھنا چاہئے \*

### الفصل التاسع والعشرون في اسباب ضعف الاعضاء (۲۹) فصل ضعف اعضاء کے اسباب

اما ان يكون سبب الضعف ضعف کا سبب (جس سے اعضاء کمزور ہو جاتے  
واردا على جرم العضو او على ہیں ، خواہ اعضاءے رئیس ہوں ، یا دوسرے) گاہے  
الروح الحاصل للقوة المتصرفة عضو کے جرم پر وارد ہوتا ہے (عضو کا جرم براہ راست  
في العضو او على نفس القوة اس سبب سے خراب ہو جاتا ہے) ؛ اور گاہے اُس  
روح پر وارد ہوتا ہے جو کام کرنے والی (اصلی) قوت  
کی حامل ہوتی ہے ؛ اور گاہے براہ راست قوت  
پر وارد ہوتا ہے \*

والذي يكون السبب فيه (۱) چنانچہ وہ اسباب جو براہ راست اعضاء  
خاصا بالعضو فاما سوء پر وارد ہو کر ضعف پیدا کرتے ہیں ، اُن کی دو قسمیں ہیں :  
منزاج مستحكم وخصوصا سورمزاج مستحكم اور مرض تركيب . (الف) سورمزاج

الباسر د علی ان الحار قد میں سے سور مزاج بار و خاص طور پر مضعف ہے۔ اگرچہ  
یفعل بما یضعف فعل الباسر د گاہے سور مزاج حار بھی روح کے مزاج کو فاسد کر کے سور  
فی الاخذ اس کا فساد مزاج مزاج بار و کے عمل کی طرح اعضا کو ضعیف، اور انکو سن  
الروح كما یعرض لمن (بے حس) کر دیا کرتا ہے۔ چنانچہ جو لوگ زیادہ دیر تک  
اطال المقام فی الحمام بل حمام میں قیام کرتے ہیں، بلکہ جن لوگوں کو (حمام کے اندر)  
لمن غشی علیہ بیہوشی طاری ہو جایا کرتی ہے، اُن میں یہی صورت عارض  
ہوتی ہے +

یعنی ان میں حمام کی وجہ سے سور مزاج حار لاحق ہوتا ہے، جو مضعف اور بے حس پیدا کر دیتا ہے۔  
غشی حقیقت میں ایک عمومی بے حسی ہے، جس میں تمام حواس معطل ہو جاتے ہیں +  
والیابس یمنع القوی عن سور مزاج یا بس اس طرح مضعف پیدا کرتا ہے کہ  
النفوذ بتکثیفه والسر طب اعضا میں کثافت پیدا کر کے اور ان کے مسامات اور  
باسر خائضه وسدہ مسالک کو تنگ کر کے (روحوں اور) قوتوں کو نفوذ کرنے سے  
روک دیتا ہے۔ اور سور مزاج و طب اس طرح مضعف پیدا  
کرتا ہے کہ اس سے اعضا رُطیلے پڑ جاتے، اور (رُطیلے  
پڑنے کی وجہ سے) ان کے منافذ و مسالک بند ہو جاتے ہیں  
کیونکہ عضو کے اجزاء رُطیلے ہو کر ایک دوسرے پر پڑ جاتے ہیں، جس سے یہ باریک راستے دب کر  
بند ہو جاتے ہیں +

واما مرض من امراض (ب) مرض ترکیب : امراض ترکیب میں سے  
الترکیب والاخص منه بما (ضعف پیدا کرنے کے لحاظ سے) ایک چیز خاص طور پر قابل  
لیكون الانسان معه غیر ذکر ہے، جس میں انسان کو بظاہر نہ اذیت ہوتی ہے، نہ  
ظاہر الاذی والمرض درو ہوتا ہے، اور نہ مرض، (مگر ان باتوں کے نہ ہونے  
والا لم ہو تھلہل نسج ذلک کے باوجود مضعف پھر بھی ہوتا ہے) وہ یہ ہے کہ اس عضو  
العضو فی عصبہ اذا کانت کے ریشوں کی بافت (نسج۔ بناوٹ) میں "تھلہل" واقع  
الافعال الطبیعیۃ کما و ہو (یعنی اُس عضو کے ریشوں کی بناوٹ رُطیلے اور کمزور  
الاسرادیۃ تتم بالیف ہو جائے، جس طرح پیرانے کپڑوں کے تاریک تر استعمال

وتالیفہ والہضم ۱ یصنَا سے گھس گھس کر ڈھیلے اور کمزور ہو جاتے ہیں)۔ کیونکہ  
یفتقر الی الامساك الجید علی سارے افعال، خواہ طبعیہ ہوں یا ارادیہ، لیفات (ریشوں)  
ھیئتہ جیدۃ وذلك باللیف اور ان کی ترکیب ہی سے پورے ہوا کرتے ہیں؛ حتیٰ کہ  
فعل ہضم بھی (لیفات کا محتاج ہے؛ کیونکہ یہ) اس امر کا  
محتاج ہے کہ قوت ماسک غذا کو اچھی طرح روکے رہے؛  
چنانچہ روکنے کا یہ کام لیفات کے ذریعہ ہوا کرتا ہے +

اعضاء کے ساتھ تعلق رکھنے والے اسباب ضعف میں اس موقع پر شیخ نے سور مزاج اور امراض  
ترکیب کے ساتھ تفرق اتصال کو اس لئے ذکر نہیں کیا، کہ تفرق اتصال بھی دراصل مریض ترکیب میں داخل  
ہے، جیسا کہ پہلے اسکا تذکرہ آچکا ہے +

والذی یكون السبب فیہ (۲) جو اسباب روح کے ساتھ خصوصیت رکھتے  
خاصاً بالروح فهو ما سوء ہیں (یعنی جو اسباب اولاً اور براہ راست روح پر وارد  
مزاج و اما تحلل باستفراغ ہو کر ضعف کے موجب بنتے ہیں) وہ دو چیزیں ہیں: روح  
یخصه او یكون علی سبیل کا سوء مزاج، اور روح کا تحلیل ہو جانا، خواہ وہ خود ہی  
اتباع الاستفراغ غیرہ تحلیل ہو جائے، (مثلاً فرحت و خوشی میں)، اور خواہ وہ  
کسی دوسرے استفراغ کی متابعت میں تحلیل ہو جائے،  
(جیسا کہ فصد اور جراح کی صورت میں ہوتا ہے) +

واما الذی یختص بالقوة (۳) جو اسباب قوت کے ساتھ خصوصیت رکھتے  
فکثرة الافعال وتکثر ما ہیں (یعنی جو اسباب اولاً اور براہ راست قوت پر وارد  
فانہا تو هن القوة وان کان ہو کر ضعف پیدا کرتے ہیں) وہ افعال کی کثرت اور افعال  
قد یصحب ذلك تحلل الروح کی تکرار ہے؛ کیونکہ کثرت عل قوت کو کمزور کر دیا کرتی ہے،  
علی سبیل صحبة سبب لسبب اگرچہ اس کے ساتھ روح بھی تحلیل ہو جا یا کرتی ہے (یعنی کثرت  
کار سے جس طرح براہ راست قوت تحلیل ہو جاتی ہے، اسی  
طرح اس سے براہ راست روح بھی تحلیل ہو جاتی ہے)۔  
جس طرح (اتفاقاً) ایک سبب دوسرے سبب کے ساتھ  
شریک ہو جاتا ہے +

فاذا عد دنا الاسباب على جهة اخرى واوردنا فيها الاسباب البعيدة التي هي اسباب الاسباب املاصة فتجد فيها اسباب سوء المزاج

اگر ہم ضعف کے اسباب کو دوسرے طور پر شمار کریں، اور اسباب بعیدہ (دور کے اسباب) کو بھی اس موقع پر ذکر کریں، جو دراصل ضعف کے اسباب ملاصقہ (اسباب واصلہ) کے اسباب ہیں (یعنی اسباب مذکورہ) کے اسباب ہیں جو دراصل ضعف کے اسباب واصلہ ہیں تو ان اسباب میں (مثلاً) سوء مزاج کے اسباب بھی داخل ہو جائیں گے +

ومنہا فساد الهواء والماء والمأكول ومنها ما يفسد الروح او كما مثل النتن والسن الماء وانتشار القوي السمية في الهواء او في البدن

چنانچہ ان اسباب بعیدہ میں سے (جو ضعف کے اسباب مذکورہ کو یا سوء مزاج کو پیدا کر کے ضعف پیدا کر سکتے ہیں) ہوا، پانی، اور غذاؤں کی خرابی ہے، (ظاہر ہے کہ یہ چیزیں خون، روح اور اعضاء کے مزاج کو فاسد کر کے ضعف پیدا کر دیتی ہیں)۔ نیز ان اسباب میں سے بعض ایسی چیزیں بھی ہیں، جن سے پہلے پہل روح گھبراتی ہے (اور اس کے بعد تحلیل ہو جاتی ہے)، مثلاً گندہ ہوا اور گندہ پانی (آسن الماء) اور زہریلے اثرات کا ہوا میں یا بدن میں پھیل جانا۔ (جیسے کہ اُس وقت ہوتا ہے، جبکہ ہوا میں زہریلے بخارات کسی طور پر شامل ہو جاتے ہیں، اور جبکہ کوئی زہریلا جانور دُستا ہے، یا جبکہ کوئی زہر اندرونی طور پر استعمال کیا جاتا ہے) +

ومن جملة اسباب الضعف ما يتعلق بالاستفراغ مثل نزف الدم والاسهال وخصوصاً فيما رقى من الاخلاط وذبذبات مائية الاستسقاء اذا ارسل منها شئ كثير دفعة وبطء الدبيلة الكبدية

ضعف کے جملہ اسباب میں سے بعض وہ بھی ہیں جو استفراغ سے تعلق رکھتے ہیں، مثلاً (۱) نزف الدم (بدن سے غیر طبعی طور پر خون نکلنا)، اور (۲) اسهال؛ علی الخصوص جبکہ اخلاط رقیقہ بدن سے خارج ہوں (تو ضعف زیادہ پیدا ہوتا ہے)؛ (۳) استسقاء (استسقاء زتی) میں بذریعہ عمل بزل کے شکم سے پانی نکالنا، بشرطیکہ بہت سا پانی یک نخت

اذا سال منها مئة كثيرة دفعة بحال لیا جائے، (۴) کسی بڑے دُبیہ میں شگاف دینا،  
 وكن لك اذا انفجرت بنفسها جس سے بہت ساری پیپ یکبارگی خارج ہو جائے ؛  
 والعرق الكثير والريضة (۵) علی ہذا جبکہ دبیہ خود بخود پھوٹ پڑے۔ (۶) پسینہ  
 المفرطة ولا وجاع ايضا فانها کا بکثرت بننا۔ (۷) بکثرت ریاضت کرنا۔ (۸) طے ہذا  
 تحلل الروح وان كانت قد ہر قسم کے ادجاء (درد) بھی روح کو تحلیل کر کے موجب  
 تغیر المزاج ضعف ہوا کرتے ہیں۔ اگرچہ درودوں کی وجہ سے گاہے  
 مزاج بھی بگڑ جایا کرتا ہے +

ومن جملة هذه الاوجاع ما هو پھر ان درودوں میں بعض درد (خصوصیت کے  
 اكثر تاثيرا مثل وجع فم المعدة ساتھ) زیادہ اثر کرتے ہیں، مثلاً فم معدہ کا درد، خواہ یہ  
 كان ممدداً ولا ذعاً وكل وجع درد معد (تناؤ والا) ہو، یا لا ذع (سوزاں، جلن والا)،  
 يقرب من نواحي القلب اور سارے وہ درد جو نواحی قلب میں ہوں (قلب کے آس  
 پاس یا خود قلب میں ہوں) +

والحميات مما تضعف بالتحليل بخاروں کی وجہ سے جو ضعف پیدا ہوتا ہے، تو  
 ولا استفراغ من البدن والروح اسکی وجہ روحانی تحلیل اور بدنی استفراغ ہوتی ہے ؛ نیز  
 وبتبدیل المزاج بخاروں کی وجہ سے (اعضاء و ارواح کے) مزاج بھی بدل  
 جاتے ہیں +

وسعة المسام من المعاوين علی بدن کے مسامات کا کشادہ ہونا اس ضعف کا معین  
 حدوث الضعف التحليلي والجوع و مددگار ہو جاتا ہے جو تحلیل کی وجہ سے پیدا ہوا کرتا ہے  
 الكثير من هذا القبيل کیونکہ مسامات کی کشادگی سے تحلیل اور بھی بڑھ جاتا ہے۔  
 بھوک کی زیادتی بھی اسی قبیلے سے ہے (یعنی یہ بھی دوسرے  
 اسباب کی طرح موجب ضعف ہے ؛ یا یہ کہ یہ بھی مسامات  
 کی کشادگی کی طرح ضعف تحلیلی کی مددگار ہے) +

وربما كان ضعف البدن كله تابعا بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک عضو کی وجہ  
 لضعف عضوا وجزء عضو مثل سے، یا ایک عضو کے کسی ایک حصہ کی وجہ سے سارے بدن  
 ضعف البدن باذی یصیب میں ضعف لاحق ہو جاتا ہے۔ چنانچہ فم معدہ میں جب

فما لمعدّة حتى يغل قوته وحتى يكون قلبه ودماعه شديدي الافعال من الموزيات اليسيرة فيكون هذا الانسان سريع الضجى والاغلال من ادنى شئ وربما كان سبب الضعف كثرة مقاساة الامراض

کوئی اذیت ہوتی ہے، تو گا ہے سارا بدن کمزور ہو جاتا ہے، حتیٰ کہ قوتیں بڑھال ہو جاتی ہیں، اور حتیٰ کہ ایسے شخص کا قلب اور دماغ ذرا اسی اذیتوں سے بہت زیادہ متاثر ہوا کرتا ہے؛ یہی وجہ ہے کہ ایسا شخص معمولی باتوں سے بہت جلد بیقرار ہو جاتا کرتا، اور اس کی قوتیں بڑھال ہو جاتی ہیں، بعض اوقات ضعف کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ مریض ایک عرصہ سے مرضوں کا مقابلہ کر رہا ہے +

وقد يكون بعض الاعضاء في الخلقة اضعف من بعض او اضعف من غير كالرية والدماع فيكون اشد قبولا لما يدفعه القوي في الخلقة عن نفسه ولولم يخص الدماغ بالرفع موضعه لكان يمتنى من هذا الباب بما لا يطيق ولا يبقى معه قوته

بعض اعضا خلقتہ (پیدائشی طور پر) دوسرے اعضا سے کمزور ہوتے ہیں (مثلاً ایک آنکھ دوسری آنکھ سے اور ایک کان دوسرے کان سے کمزور ہوتا ہے؛ یا بدن کے بعض اعضا دوسری نوعیت کے اعضا سے کمزور ہوتے ہیں)، مثلاً پیچھے اور دماغ بدن کے دوسرے اعضا سے بلحاظ اپنی مخصوص ساخت کے کمزور ہیں؛ اس لئے جو اعضا خلقتہ قوی ہیں، وہ جب اپنے فضلات کو دفع کرتے ہیں، تو یہ کمزور اعضا ان فضلات کو (اپنی خلقی کمزوری کی وجہ سے) قبول کرنے کے لئے بہت زیادہ آمادہ اور تیار ہوتے ہیں۔ اگر دماغ کے محل وقوع میں یہ خصوصی بلندی نہ ہوتی (یعنی اگر دماغ اس طرح سب سے بلند مقام پر نہ ہوتا) تو اس قسم کی (اور اس قبیلے کی) ناقابل برداشت مصیبتوں میں یہ گرفتار رہتا، اور اس کی قوتیں برباد ہو جاتیں۔ (اس لئے کہ دماغ کا جرم نہایت نازک اور نرم ہے۔ دوسرے خفیس اعضا کی طرح اس میں زیادہ برداشت کہاں) +

## التعلیم الثالث

## تعلیم سوم

وہو احد عشر فصلاً و جملتان (بیان اعراض و دلائل) اس تسلیم میں کیا رہ نصلیں اور دو جملے ہیں +

الفصل الاول من اعلام کل فی الاعراض والدلائل فصل (۱) اعراض و دلائل (علامات) کا عمومی تذکرہ

والاعراض والعلامات التي تدل علی  
احدی الحاکمات الثلاث  
المذکورۃ باحدی ثلاث  
دلائل إما علی امر حاضر  
تال جالینوس وینتفع به  
المریض و حدۃ فیما ینبغ ان  
یفعل  
اعراض و علامات جربہ بن انسان کی تینوں مذکورہ  
حالتوں (صحت، مرض، اور حالت ثالثہ) میں سے کسی حالت کو  
المدکورۃ باحدی ثلاث بتاتے ہیں، وہ تین طرق میں سے کسی ایک طریقہ پر دلیل و  
دلائل إما علی امر حاضر علامت بنتے ہیں: (۱) کسی موجودہ حالت کو بتاتے ہیں۔  
تال جالینوس وینتفع به (۲) کسی گزشتہ حالت کو بتاتے ہیں۔ (۳) کسی ہونے والی  
المریض و حدۃ فیما ینبغ ان حالت کو بتاتے ہیں۔ (۱) جب یہ کسی موجودہ حالت کو بتاتے  
ہیں، (جبکو دال کہتے ہیں) تو جالینوس کہتا ہے کہ اس سے  
محض مریض کو نفع پہونچتا ہے، جس سے وہ مناسب تدبیر میں  
عمل میں لاسکتا ہے +

وإما علی امر ماض تال  
وینتفع به الطیب و حدۃ  
اذ قد یستدل بذلك علی  
تقدمہ فی صناعته فتزداد  
الثقة بمشورۃ  
(۲) جب یہ علامتیں کسی گزشتہ حالت کو بتاتی ہیں  
(جبکو مڈکر کہتے ہیں) تو اس سے، حسب قول جالینوس،  
محض طبیب کو نفع پہونچتا ہے، کیونکہ گزشتہ احوال کے  
بتا دینے سے اس امر کا پتہ چلتا ہے کہ یہ طبیب کمان تک  
اپنے پیشہ میں بڑھا ہوا ہے، اس لئے اس کے مشورہ پر  
زیادہ بھروسہ کیا جاتا ہے +

وإما علی امر مستقبل تال  
وینتفع ن به جمیعاً أما الطیب  
فیستدل به علی تقدمہ فی  
(۳) جب یہ علامتیں کسی ہونے والی حالت (حالت  
مستقبلہ) کو بتاتی ہیں (جسے تقدمۃ المعرفۃ کہا جاتا ہے)  
تو اس سے طبیب اور مریض دونوں کو فائدہ پہونچتا ہے، طبیب کے

معرفۃ واما المریض فیقہف تو اس وجہ سے فائدہ پہنچتا ہے کہ اس سے سمجھا جاتا ہے کہ منہ علی واجب تدبیرہ طبیب کے معلومات بہت بڑے ہوئے ہیں؛ (بشرطیکہ جو کچھ اس نے خبر دی ہے، وہ صحیح اترے) اور مریض کو اس وجہ سے فائدہ پہنچتا ہے کہ وہ (اس علم کی وجہ سے قبل از وقت) مناسب تدبیر سے آگاہ ہو جاتا ہے، (اور وہ مناسب روک تھام کرنے پر قادر ہو جاتا ہے)

جب کوئی مریض کسی طبیب کے پاس آتا ہے، تو وہ ابتداءً صحیح تشخیص، اور اس کے بعد صحیح علاج کا طالب ہوتا ہے۔ اور یہ شخص جانتا ہے کہ ہر مرض کی تشخیص آسان نہیں ہے۔ بیشتر اوقات ماہرین فن تشخیص صحیح سے عاجز ہوتے ہیں۔ اسلئے جالینوس کا یہ کہنا مقام غور ہے کہ جب علامتوں کے ذریعہ کوئی موجودہ حالت بتائی جاتی ہے، دراصل ایک یہی کام تشخیص کا ہے، تو اس سے محض مریض کو فائدہ پہنچتا ہے، اور طبیب کو اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ اسی طرح دوسری صورت میں بھی (جبکہ مریض کو سابقہ حالات کی اطلاع دی جائے) یہ امر قابل غور ہے کہ اس سے محض طبیب کو فائدہ پہنچتا ہے، مریض کو نہیں۔ بلکہ بعض اوقات پچھلے حالات کی وجہ سے موجودہ حالات کے علاج و تدبیر میں رعایت کرنی پڑتی ہے۔ اس لئے پچھلی باتوں کے علم سے مریض کو بھی گلہ ہے فائدہ پہنچتا ہے (گیلانی مع تغیر و اضافہ) +

جن علامتوں سے ہم صحت کو پہچان سکتے ہیں، انہیں علامات صحیحہ کہا جاتا ہے، اور جن سے ہم مرض کو پہچان سکتے ہیں، انہیں علامات ہراضیہ۔ چنانچہ اب ہر ایک کی تفصیل بیان کی جاتی ہے +  
والعلامات الصحیۃ منها ما یدل علامات صحیہ (علامات صحت) میں سے بعض تو وہ علی اعتدال المن اجرو سند کرہ ہیں جو اس امر کو بتاتے ہیں کہ بدن کا مزاج اعتدال پر ہے فی موضعه ومنها ما یدل علی اسکو ہم اپنے مقام پر ذکر کریں گے۔ اور بعض وہ ہیں جو اس امر کو بتاتے ہیں کہ بدن کی ترکیب درست ہے (کیونکہ استواء التوکیب

صحت کے معنی ہی یہی ہیں کہ بدن کے تمام افعال سلیم ہوں۔ اور افعال اُسی وقت سلیم ہو سکتے ہیں، جبکہ مزاج اور ترکیب یعنی بدن کی ساخت، دونوں درست ہوں) +

فمنہا جوہریۃ وہی مثل ان چنانچہ جو علامتیں ترکیب و ساخت کی درستی کو لیکون الخلقۃ والوضع والمقدار بتاتی ہیں، ان میں بعض علامات جوہریہ ہیں، بعض

والعدد علی ماینبغی وقد فصلت علامات عرضیہ ہیں، اور بعض علامات تمامیہ۔  
 ہذا الاقوال ومنہا عرضیۃ علامات جوہریہ کی مثال (جو ترکیب کی خوبی اور درستی  
 بمنزلۃ الحسن والجمال ومنہا کوہتاتے ہیں) یہ ہے کہ اعضاء کی خلقت، وضع، مقدار  
 تمامیۃ وہی من تمام الافعال اور عدد اسی طور پر ہوں، جس طور پر انہیں ہونا چاہیے۔  
 واستمر امرہا علی الکمال ان باتوں کی پوری تفصیل گزری ہے۔ علامات عرضیہ کی  
 فکل عضو مفعولہ فهو صحیح مثال (جو ترکیب کی درستی کوہتاتے ہیں) حسن و جمال ہے  
 اسی طرح (ترکیب اعضاء اور ساخت کی خوبی کی علامات  
 تمامیہ یہ ہیں کہ بدن کے افعال تام ہوں۔ اور کامل طور پر  
 جاری ہوں۔ چنانچہ (یہ مسلم ہے کہ) جس عضو کے افعال  
 تام اور کامل ہوں، وہ عضو صحیح ہے +

علامات جوہریہ ان علامات کو کہتے ہیں جو کسی شے کی ذات اور حقیقت سے تعلق رکھتے ہوں، مثلاً  
 اعضاء کی خلقت، عدد، مقدار، اور وضع کا درست یا خراب ہونا۔ یہ سب چیزیں اعضاء کی ذات اور  
 ان کی حقیقت سے تعلق رکھتی ہیں۔ علامات عرضیہ ان علامات کو کہتے ہیں، جو اُس کی ذات اور حقیقت سے  
 تعلق نہ رکھتے ہوں، بلکہ دیگر خارجی امور سے اور اُس کے عوارض سے تعلق رکھتے ہوں۔ مثلاً اعضاء کا خوبصورت  
 یا بدصورت ہونا، خوبصورتی اور بدصورتی اعضاء کی ذات اور حقیقت و ماہیت سے تعلق رکھنے والی چیز  
 نہیں ہے؛ بلکہ یہ دیگر بیرونی امور میں سے ہے +

علامات تمامیہ وہ ہیں جو کسی چیز کی غرض و غایت اور اس کے فعل سے تعلق رکھتے ہوں۔ مثلاً  
 اعضاء کی غرض و غایت ان کے افعال ہیں، اب یہ دیکھنا ہے کہ افعال درست ہیں۔ یا نہیں +  
 اس بیان سے ثابت ہوا کہ جس طرح اعتدالی ترکیب اور ساخت کی درستی کے لئے تین قسم کی  
 علامتیں، جوہریہ، عرضیہ، اور تمامیہ۔ ہوتی ہیں۔ اسی طرح ترکیب و ساخت کی خرابی کی بھی تین قسم کی  
 علامتیں پائی جاتی ہیں۔ جو مذکورہ بالا علامات کے خلاف ہوتی ہیں، مثلاً عدد، مقدار وغیرہ کا نام درست ہونا  
 اعضاء کا بدصورت ہونا، اور ان کے افعال کا نام تمام ہونا +

پھر یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ جس طرح ترکیب و ساخت کی درستی اور خرابی کے لئے یہ تین قسم  
 کی علامتیں پائی جاتی ہیں۔ اسی طرح یہ نیز اس اعتبار سے مزاج کے لئے بھی بدلی جاتی ہیں۔ مثلاً  
 مزاج کا معتدل ہونا صحت مزاج کے لئے یا حرارت و برودت کا غلبہ ہونا مرض کے لئے "علامت جوہریہ"

ہے، طس کا گرمی، سردی، نرمی، خشکی میں معتدل ہونا صحت مزاج کے لئے، اور اس کا غیر معتدل ہونا مرض کے لئے "علامت عرضی" ہے۔ اسی طرح تمام قوتوں کا قوی ہونا صحت مزاج کے لئے، اور ان کا پریشان یا ناقص ہونا مرض کے لئے "علامت تمامی" ہے +

چونکہ اعضائے رئیسہ اشرف اعضاء ہیں، اور بڑے بڑے افعال کے لئے یہ مبادی ہیں، اس لئے ذیل میں ان کی صحت کی علامتیں ان کے افعال سے بتائی گئی ہیں۔ خواہ یہ علامات مزاج سے متعلق ہوں یا ترکیب و ساخت سے:

ووجه الاستدلال من الافعال  
اعضائے رئیسہ کے حالات ان کے افعال سے اس  
علی الاعضاء الرئیسة  
طرح معلوم کئے جاتے ہیں: دماغ کے حالات معلوم کرنے  
على الدماغ فباحوال الافعال  
کے لئے ان کے ارادی افعال دیکھے جائیں (کہ وہ درست  
الاسرادیة وافعال الحس  
ہیں یا نہیں؟) جس اور وہم کے افعال دیکھے جائیں (حس  
وافعال التوهم  
میں دونوں شامل ہیں، حواس ظاہرہ اور حواس باطنہ)  
واما على القلب فبالنبض والنفس  
قلب کے حالات معلوم کرنے ہوں، تو نبض و نفس  
واما على الكبد فبالبراز والبول  
کے افعال دیکھے جائیں۔ جگر کے حالات معلوم کرنے ہوں، تو  
فان ضعفها يتبعه براز و بول  
بول و براز کو دیکھا جائے، چنانچہ ضعف جگر کی حالت میں  
شبهان بغساله اللحم الطری  
(بعض اوقات) بول و براز دونوں تازہ گوشت کے دھون  
(غسالہ لحم) کے مشابہ آنے لگتے ہیں +

والاعراض الدالة على الامراض  
جو اعراض و علامات امراض پر دلالت کرتے ہیں  
منها دالة على نفس المرض كاختلاف  
(امراض کے نشانات بنتے ہیں) ان میں سے بعض علامتیں  
النبض في السرعة في الحمى فانه  
نفس مرض پر دلالت کرتی ہیں، مثلاً بخار میں نبض کا بدل کر  
يدل على نفس الحمى  
سریع (تیز) ہو جانا نفس بخار کو بتاتا ہے (یعنی جب بخار  
ہوتا ہے تو نبض میں کم و بیش سرعت ضرور آ جاتی ہے،  
جو محض بخار کی علامت ہے، نہ مرض کے مقام کی یا مرض  
کے سبب کی) +

ومنهادالة على موضع المرض  
بعض علامتیں مقام مرض پر دلالت کرتی ہیں (مقام  
كالنبض المنشاري اذا كان  
مرض کو بتاتی ہیں) مثلاً نبض کا منشاری ہونا، اس حالت

الوجع فی نواحی الصدر فانه یدل علی ان الورم فی الغشاء ۱  
 ۲ بتاتسہ کہ ورم غشاء میں (غشاء الصدر میں) اور حجاب  
 ۳ حاز میں ہے (ذات الجنب ہے)؛ اور مثلاً نبض کا موجی  
 ۴ فانه یدل علی ان الورم فی ۵  
 ۶ جرم الرية ۷  
 ۸ کے جرم میں ہے (ذات الرية ہے) +

ومنها دالة علی سبب المرض لعلامات ۱  
 ۲ امثلة کی مختلف قسم کی علامتیں جو امثلة کی مختلف حالتوں میں  
 ۳ الدالة کل فن منها علی فن من ۴  
 ۵ الامثلة ۶  
 ۷ دیتی ہیں +

مثلاً غری امثلة کی علامتیں مخصوص ہوتی ہیں، اور بلغم کے امثلة کی علامتیں آفر ہوتی ہیں، اسی طرح  
 ۱ صفراء اور سوداء کے امثلة کی علامتیں الگ الگ ہوتی ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ یہ مواد مرض کے اسباب  
 ۲ ہوا کرتے ہیں +

والاعراض منها ما هی موقوتة ۱  
 ۲ تبندی و تقطع مع المرض کالحی ۳  
 ۴ الحادة والوجع الناحس وضیق ۵  
 ۶ النفس والسعال الیابس والنبض ۷  
 ۸ المنشأری مع ذات الجنب ۹  
 ۱۰ بعض اعراض وعلامات موقوتہ (ایک خاص  
 ۱۱ وقت کے لئے مخصوص) ہوتے ہیں جو مرض کے ساتھ شروع  
 ۱۲ ہوتے، اور مرض ہی کے ساتھ ختم ہو جاتے ہیں۔ مثلاً  
 ۱۳ حمی حادہ (تیز بخار)، چھٹا ہوا درد، سانس کی تنگی، خشک  
 ۱۴ کھانسی، نبض منشاری، یہ سب چیزیں ذات الجنب کے ساتھ  
 ۱۵ شروع ہوتیں، اور اسی کے ساتھ ختم ہو جایا کرتی ہیں +

ومنها ما لیس له وقت معلوم ۱  
 ۲ فتا رة یتبع المرض و تارة ۳  
 ۴ لا یتبع مثل الصداع للحمی ۵  
 ۶ اور بعض اعراض اور علامتوں کے لئے کوئی وقت  
 ۷ مقرر نہیں ہوتا (غیر موقوتہ)۔ چنانچہ ایسے اعراض  
 ۸ گاہے کسی مرض کے تابع ہوتے، اور گاہے کسی مرض کے  
 ۹ تابع نہیں ہوتے، مثلاً درد منحنی کے لئے (اسی قسم کا عرض  
 ۱۰ ہے، جو گاہے بخار کے ساتھ ہوتا ہے، اور گاہے بخار کے  
 ۱۱ بغیر بھی ہوتا ہے) +

ومنها ما یاتی اخر الامر فمن ۱  
 ۲ انہیں غیر موقت اعراض میں سے بعض وہ ہیں جو

ذلك علامات البحران ومن ذلك علامات النضج ومن ذلك علامات عدم النضج ومن ذلك علامات العطب وهذه اکثرها في الامراض الحادة

انجام کار میں (مرض کے آخر میں) پیدا ہوتے ہیں، مثلاً بحران کی علامتیں، اور مثلاً نضج کی علامتیں، اور مثلاً عدم نضج کی علامتیں (اُس وقت جبکہ نضج کی علامتیں ظاہر ہونی چاہئے تھیں)؛ اور مثلاً وہ علامتیں جن سے سمجھا جاتا ہے کہ مریض ہلاک ہونے والا ہے۔ یہ (ہلاکت کی علامتیں) زیادہ تر امراض حادہ میں پائی جاتی ہیں +

والعلامات منها ما يدل على امراض في ظاهر الاعضاء وهي مأخوذة اما عن المحسوسات الخاصة مثل احوال اللون و احوال اللبس في المصلاية واللين والحر والبرد وغير ذلك

بعض علامات بیرونی اعضا کے امراض کا پتہ دیتی ہیں، پھر یہ گاہے محسوسات خاصہ (جو خاص خاص حواس سے معلوم ہوتی ہیں) سے وابستہ اور ماخوذ ہوتی ہیں، مثلاً اعضا کے رنگ کے حالات، اور سختی و نرمی اور گرمی و سردی وغیرہ کے لحاظ سے لمس کے حالات +

واما من المحسوسات المشتركة وهي المأخوذة من خلق الاعضاء و اوضاعها و حرکاتها و سکوناتها

اور گاہے محسوسات مشترکہ سے وابستہ ہوتی ہیں (جو بجائے ایک کے کئی حواس سے محسوس ہو سکتی ہوں)۔ مثلاً وہ علامتیں جو اعضا کی خلقت، وضع، حرکت اور سکون سے تعلق رکھتی ہیں۔ (اور یہ ظاہر ہے کہ عضو کی وضع، خلقت، حرکت و سکون اور مقدار جس طرح آنکھ سے محسوس ہو سکتی ہے، اسی طرح قوت لامسہ سے بھی محسوس ہو سکتی ہے) +

وربما دل ذلك منها على الاحوال الباطنة مثل اختلاج الشفة على اللف

حرکت سے تعلق رکھنے والی علامتیں گاہے اندرونی حالات کا پتہ بھی دیتی ہیں، مثلاً ہونٹھ کا پھڑکنے کو بتاتا ہے +

ومقاديرها هل زادت او نقصت و اعدادها

اسی طرح اعضا کی مقدار اور عدد کی گھٹ گئے ہیں، یا بڑھ گئے ہیں (اُن علامات میں سے ہیں جو مشترک محسوسات سے تعلق رکھتے ہیں، اور بیرونی امراض کو بتاتے ہیں) +

|                              |                                                                |
|------------------------------|----------------------------------------------------------------|
| وربما دل ذلک منها علی احوال  | پھر ان علامات عدد و مقدار میں سے بعض اعضاء                     |
| اعضاء باطنۃ مثل قصر الاصابع  | کے اندرونی حالات کو بتاتے ہیں، مثلاً انگلیوں کا چھوٹا          |
| علی صغر الکبد                | ہونا اس امر کی علامت ہے کہ اس شخص کا جگر بھی چھوٹا ہے +        |
| والاستدلال من البراز مثل ما  | براز سے استدلال کرنا (براز کو دلیل و علامت بنانا               |
| فی الیرقان هل هو اسودا واصفر | اور اس سے رہنمائی حاصل کرنا) مثلاً یرقان میں یہ دیکھنا کہ براز |
| بصری ومن القراقر علی النفی و | سیاہ ہے یا زرد، یہ جس بصر سے تعلق رکھتا ہے (بصری               |
| سوء الہضم سمع                | ہے)۔ اسی طرح قراقر سے نفخ اور سوء ہضم کو درد یا نت کرنا        |
| ومن هذا القبیل الاستدلال     | جس سمع سے تعلق رکھتا ہے (سمعی ہے) +                            |
| من الراحم ومن طعوم الفم      | اسی طرح بوؤں سے اور منہ کے مزوں، اور اسی                       |
| وغیر ذلک                     | قسم کی دوسری چیزوں سے استدلال کرنا (حالات بدن                  |
|                              | کا پتہ چلانا) اسی قبیلے سے ہے (یعنی ان علامات کے قبیلے         |
|                              | سے ہے جو محسوسات خاصہ سے تعلق رکھتی ہیں) +                     |
| والاستدلال من تحذب الظفر     | ناخن کی گولائی (خمیدگی، تحذب) سے سل اور دق                     |
| علی السل والمدق بصری         | کا پتہ چلانا اگرچہ جس بصر سے تعلق رکھتا ہے (بصری ہے)           |
| ولکن من باب المحسوسات        | مگر یہ محسوسات مشترک کے قبیلے سے ہے (کیونکہ ناخن کی گولائی     |
| المشترکہ                     | جس طرح آنکھ سے محسوس ہو سکتی ہے، اسی طرح توت لمس               |
|                              | یعنی چھونے سے بھی) +                                           |
| وقد یبدل المحسوس الظاہر منها | محسوسات ظاہرہ سے گاہے اندرونی باتیں بھی معلوم                  |
| علی امر باطن کما یبدل حمرة   | ہوا کرتی ہیں، مثلاً رخسارہ کی سُرخائی (حمرة الوجنہ) پیپھرے     |
| الوجنۃ علی ورم الریۃ وتحذب   | کے ورم (ذات الریۃ) کو بتاتی ہے، اور ناخن کی گولائی             |
| الظفر علی قرحة الریۃ         | (تحذب الظفر) پیپھرے کے قرحہ کو +                               |
| والاستدلال من الحركات        | جو علامتیں حرکات و سکونات سے تعلق رکھتی ہیں، وہ                |
| والسکونات مما یقتضی فضل بسط  | زیادہ بسط و تفصیل کی محتاج ہیں، اس لئے ہم ان کو زیادہ          |
| نبسطہ                        | تفصیل سے بیان کرتے ہیں :                                       |
| والاعراض الماخوذة من باب     | چنانچہ جو اعراض سکون کے قبیل سے ہیں، ان کی                     |

السكون هي مثل السكته والصراع والغشى والفالج والماخوذة من باب الحركة فهي مثل القشعريرة والنافض والغواق والعطاش والتأب والتخبط والسعال والاختلاج والتشنج عند ما يبتدى بتشنج

مثال سکتہ، صرغ، غشی، اور فاج ہیں۔ اور جو اعراض حرکت کے قبیلے سے ہیں، انکی مثال تشعیرہ (پھریری)، لہذا ہچکی، چھینک، تشاؤب (جھائی)، تپلی (انگریزی)، کھانسی، اختلاج (پھرکن)، تشنج (ایٹھن) ہے، جبکہ تشنج کی ابتداء ہوتی ہے (ورنہ ایک عرصہ کے بعد اعضار تشنجی حالت میں، یعنی اینٹے ہوئے، قائم و ساکن ہو جاتے ہیں) +

فمن ذلك ما هو عن فعل الطبيعة الاصلية كالغواق ومن ذلك ما هو من فعل طبيعة عارضة كالتشنج والرعشة

پھر ان حرکات و عوارض میں سے بعض تودہ ہیں جو اصلی طبیعت کے فعل سے پیدا ہوتے ہیں، جیسے ہچکی (چھینکی) ایک ایسی حرکت ہے، جو چھینک کی طرح تندرستی کی حالت میں ہوا کرتی ہے، بشرطیکہ یہ دونوں پائدار نہ ہو جائیں۔ ورنہ اسے مرض کہا جاتا ہے، اور بعض عارضی طبیعت کے فعل سے پیدا ہوتے ہیں، مثلاً تشنج اور رعشہ +

ومنها ما هي ارادية صرفة كالقلق والململة

علیٰ ہذا بعض ان میں سے (ان عوارض و حرکات میں سے) محض ارادی ہیں، مثلاً قلق (بے چینی اور بیکراری) اور الململة (سترے پر کر دٹیں بدلتے رہنا)

مملّة اوسط درجہ کی بے چینی کہتے ہیں، جس میں بستر پر انسان کو قرار نہیں ہوتا +

ومنها ما هي مركبة من طبيعية وادائية مثل السعال والبول

اور بعض ارادی اور طبعی دونوں حرکتوں سے مرکب ہوتے ہیں، مثلاً کھانسا، اور پیشاب کرنا +

فمن ذلك ما سبق فيه الارادة الطبيعية مثل السعال ومنها ما سبق فيه الطبيعية الارادة اذا لم يتبادر اليه الارادة مثل البول والبراز

پھر ان مرکب حرکات میں سے بعض تودہ ہیں جن میں طبیعت سے پہلے ارادہ کام کرتا ہے، جیسے کھانسا۔ اور بعض وہ ہیں جن میں ارادہ سے پہلے طبیعت کام کرتی ہے، بشرطیکہ قوت ارادیہ او دھیر جلد متوجہ نہ ہو (بلکہ کسی وجہ سے اس میں تاخیر واقع ہو جائے) جیسے پیشاب کرنا اور پاخانہ پھرنا +

لہ مرض کی ابتدائی حالت حرکت کے قبیلے سے ہے، اور اس کے بعد سکون کے قبیلے سے، کیونکہ اعضا میں پہلے تشنج و اضطراب ہوتا ہے اور اس کے بعد بعض مہاکن دیہوش پڑا رہتا ہے +

کھانسا، پیشاب کرنا، پانچنا نہ پھرنا، ان سب کو دو حرکتوں سے مرکب کئے کا مدعا یہ ہے کہ اگرچہ ان حرکات کا اصلی مبداء طبیعت ہے، لیکن ارادہ کی قوت سے ہم ان طبعی حرکات میں تغیر پیدا کر سکتے ہیں: جیسا کہ تنفس کی حرکت کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ یہ ایک طبعی حرکت ہے، جس میں قوت ارادہ سے تغیر پیدا کیا جاسکتا ہے، اور اس کی طبعی رفتار کو بدل دیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح کھانسی کی حرکت اگرچہ ایک طبعی حرکت ہے، مگر یہ سینے کے عضلات سے پوری ہوتی ہے، جبکہ انسان اپنے ارادہ سے کسی حد تک روک سکتا ہے، اس لئے کھانسی میں بھی کسی حد تک تغیر پیدا کر سکتا، اور اس کی حرکت کو کسی حد تک روک سکتا ہے، اس لئے کھانسی کی حرکت اس لحاظ سے "ارادی" بھی ہوئی۔ لیکن سہوہ کی حرکات کا وہ آنتوں کی حرکات کو انسان روکنے پر قادر نہیں ہے، اس لئے یہ حرکات محض "طبعی" ہو گئی۔ (خلاصہ قول گیلانی) +

شیخ کا یہ کہنا کہ کھانسی کی حرکت میں طبیعت سے پہلے ارادہ کام کرتا ہے، اور پیشاب کرنے اور پانچنا نہ پھرنے میں ارادہ سے پہلے طبیعت کام کرتی ہے، قابل غور ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس بارہ میں دونوں کی حالت ایک ہے۔ طبیعت ارادہ سے پہلے دونوں جگہ کام کرتی ہے۔ (مترجم) +

والعارض عن طبیعت دون ارادۃ  
جہ حرکات محض طبیعت کے فعل سے صادر ہوتی ہیں  
منہ ما یكون الممنوع علیہ الحس  
اور ان میں ارادہ کو کوئی دخل نہیں ہوتا، ان کی دو قسمیں ہیں: ۱۔  
کالغشع یردۃ ومنہ ما لا ینبۃ علیہ  
ایک قسم کی مہینہ (محرم، آگاہ کرنے والی) تو حس ہوتی ہے  
الحس فانہ لا یحس کالاحتلاج  
مثلاً تشعیرہ (پھریری اٹھنا)۔ اور دوسری قسم کی منبہ و  
محرم حس نہیں ہوتی ہے، مثلاً اختلاج (کسی عضو کا  
پھڑکنا) +

تشریح یعنی پھریری سے پہلے ایک قسم کی سردی یا کسی خلط کی سوزش محسوس ہوا کرتی ہے؛ اسکے برعکس اختلاج یعنی کسی عضو کے پھڑکنے سے پہلے کسی قسم کا احساس نہیں ہوا کرتا ہے +

وهذا الحركات تختلف اما  
یعنی تجسس و تلاش سے ثابت ہوا ہے کہ ان حرکات کی سات  
باختلاف ذواتها فان السعال  
قوی فی نفسہ من الاختلاج  
قسیں ہیں) (۱) گاہے ان حرکات کا اختلاف ان حرکات  
کی ذات کی وجہ سے ثابت ہوتا ہے، چنانچہ کھانسی کی  
حرکت فی نفسہ اختلاج کی حرکت سے قوی ہوتی ہے +

واما باختلاف عدد المحركات  
(۲) گاہے محرم کی تعداد کے لحاظ سے ان حرکات

فان العطاس اکثر عدد الحركات میں اختلاف ہوتا ہے، چنانچہ چھینک کے محرکات بلحاظ تعدد  
من السعال لان السعال يتم بتحريك کے کھانسی کے محرکات سے زیادہ ہیں۔ کھانسی کی حرکت عض  
اعضاء الصدر واما العطاس أعضاء صدر کی تحریک سے پوری ہو جاتی ہے، اور  
فيلم با اجتماع تحريك أعضاء چھینک میں اعضائے صدر اور اعضائے سرووں کی حرکت  
الصدر والراس جميعا کرتے ہیں۔

یہ اصول اگرچہ صحیح ہے کہ بعض حرکات کے محرکات زیادہ ہوتے ہیں، اور بعض کے کم، مگر یہ مثال  
قابل غور ہے؛ چھینک اور کھانسی، دونوں صورتوں میں سینے کے عضلات اور ان کے ساتھ شکم کے عضلات  
کام کرتے ہیں، چھینک کی حالت میں دماغ کا حرکت کرنا ثابت نہیں ہے۔

واما بمقدار الخطر فيها فان حركة (۳) گاہ ہے یہ حرکات خطرہ کی مقدار کے لحاظ  
النفثات اليابس اعظم خطراً سے اختلاف رکھتی ہیں۔ چنانچہ فواق یا بس (خشک ہچکی جو  
من حركة السعال الرطب وان پاکدار ہوتی ہے) بمقابلہ سعال رطب کے (تر کھانسی کے  
جس میں بلغم خارج ہو رہا ہو) زیادہ خطرناک ہے۔ اگرچہ  
کان السعال اقوى کھانسی کی حرکت (ہچکی کے مقابلہ میں) زیادہ قوی ہے۔

واما بما تستعين به الطبيعة فقد (۴) گاہ ہے یہ حرکات اس لحاظ سے اختلاف  
تستعين بالة ذاتية اصلية كما رکھتی ہیں کہ طبیعت کس چیز سے امداد حاصل کر رہی ہے۔  
تستعين في اخراج النفث بعصل چنانچہ طبیعت گاہ ہے کسی ذاتی اور امدادی آلہ سے امداد لیتی  
البطن وقد تستعين بالة غريبة ہے، جس طرح اخراج براز میں طبیعت شکم کے عضلات سے  
كما تستعين في السعال بالهواء امداد لیتی ہے، اور گاہ طبیعت کسی اجنبی (غریب اور  
خارجی) آلہ سے امداد لیتی ہے، جس طرح طبیعت کھانسنے  
میں بیرونی ہوا سے امداد لیتی ہے۔

کھانسی کی صورت میں سانس کے ذریعہ ہوا پھیپھڑے کے اندر کھینچی جاتی ہے، اور پھر اس کو  
جھٹکے کے ساتھ خارج کیا جاتا ہے۔ یہ ہوا چونکہ جھٹکے کے ساتھ خارج ہوتی ہے، اس لئے یہ اپنے ساتھ بلغم  
وغیرہ کو باہر لے جاتی ہے۔ اس طرح یہ بیرونی ہوا پھیپھڑے کے فضلات کے خارج کرنے میں امداد  
کرتی ہے۔

واما باختلاف المبادى لها (۵) گاہ ہے یہ حرکات ان اعضاء کے لحاظ سے

من الاعضاء مثل السعال والتهوع اختلاف رکھتی ہیں، جبران کے مبادی ہیں، جیسے کھانسی اور بکائی +

”کھانسی کی حرکت کا مبدأ و مصدر عضلات صدر ہیں، اور تهوع یعنی آبکائی کا مبدأ معدہ“ یہ تو آملی وغیرہ کے الفاظ ہیں۔ مگر یہ ظاہر ہے کہ جس طرح کھانسی کی صورت میں سینے کے عضلات کے ساتھ شکم کے عضلات بھی کام کرتے ہیں، اسی طرح تهوع یعنی آبکائی میں معدہ کی حرکت کے ساتھ شکم کے عضلات بہت زیادہ زور سے سکڑتے ہیں، حتیٰ کہ مریض کے شکم کے عضلات دیکھنے لگ جاتے ہیں +

واما باختلاف القوى الفعالة (۴) گاہے یہ حرکات بلحاظ اپنے قوائے فعالہ فان الاختلاجات مبدؤة بطبیعہ کے (بلحاظ اپنی محرک قوتوں کے) اختلاف رکھتی ہیں، مثلاً والسعال نفسانی اختلاج اور کھانسی، اختلاج کا مبدأ (محرک) طبعی قوت ہے، اور کھانسی کا مبدأ نفسانی قوت ہے +

اختلاج کی حرکت خالص حرکت طبعی ہے، اور کھانسی کی حرکت میں ارادہ کی وجہ سے تغیرات پیدا کئے جاسکتے ہیں۔ کھانسی ایسے عضلات سے صادر ہوتی ہے، جو عضلات ارادیہ کہے جاسکتے ہیں، کیونکہ ان کے بیشتر حرکات ارادہ ہی کے تابع ہوا کرتے ہیں، اگرچہ ان عضلات سے بعض غیر ارادی حرکات بھی صادر ہو جاتی ہیں۔ الغرض بلحاظ مبدأ حرکت کے اختلاج اور کھانسی میں بہت کچھ فرق ہے +

واما باختلاف المادۃ فان السعال (۵) گاہے یہ حرکات اختلاف مادہ کی وجہ سے اختلاف عن نفث والاختلاج عن رکھتی ہیں، مثلاً کھانسی کی حرکت نفث سے یعنی اُس بغم سے پیدا ہوتی ہے، جو نثر سے خارج ہوتا ہے، اور اختلاج (اعضار کا پھڑکنا) ریح کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے +

فہذہ علامات تدل من ظاہر فیصلہ علامات تدل من ظاہر الاعضاء واکثر کلاما علی احوال تعلق رکھتی ہیں، اور یہ زیادہ تر بیرونی حالات کو بتاتی ہیں، ظاہرۃ وقد یدل بها علی الامراض اگرچہ گاہے ان سے اندرونی امراض کا بھی پتہ چل جاتا الباطنۃ کحمرة الوجنة علی کرتا ہے؛ مثلاً رخسارہ کی سُرخی ذات الدارۃ کی علامت ذات الریة ہے +

ومن العلامات علامات یتدل امراض باطنہ کی علامتیں وہ بها علی الامراض الباطنۃ وینبغ ہیں جن سے اندرونی امراض کا پتہ چلتا ہے

ان یكون المستدل علی الامراض لیکن جو لوگ اندر دنی امراض کا پتہ (علامات سے) چلاتا الباطنة قد تقدم له العلم چاہیں، اُن کے لئے ضروری ہے کہ پہلے اُنہیں علم تشریح یا التشریح سے حاصل نہ معرفۃ سے واقفیت ہو، تاکہ (۱) اُنہیں علم تشریح سے اس امر کا جوہر کل عضو نہ ہل ہو لکھے علم حاصل ہو کہ اس عضو کا جوہر کیسا ہے، آیا اس کا جوہر اوغیر لکھی کھی ہے، یا غیر لکھی ہے \*

اعضاء کے جوہر کے علم سے یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ جب ان اعضاء کے اجزاء کسی طور پر خارج ہوتے ہیں، تو اس کی مخصوص ساخت کے دیکھنے سے اس عضو کے مریض ہونے پر رہنمائی حاصل ہوتی ہے \* و کیف خلقته لیعرف مثلاً انہ (۲) اُنہیں علم تشریح سے یہ معلوم ہو کہ اُس عضو ہل هذا الورم بهذا الشكل کی خلقت کیسی ہے (اُس عضو کی شکل وغیرہ کیسی ہے) فیہ اوفی غیرہ من جهة انہ تاکہ اس سے مثلاً یہ پہچانا جاسکے کہ اس شکل کا یہ مخصوص درم ہل ہو مناسب لشکلہ اوغیر اسی عضو میں ہے، یا کسی دوسرے عضو میں ہے؛ بایں معنی کہ وہ درم آیا اس عضو کی شکل سے مناسبت و مشابہت مناسب رکھتا ہے، یا نہیں؟

چنانچہ پسیوں کے نیچے دائیں طرف اگر ٹوٹنے سے جلد اور عضلات کے نیچے کوئی بڑھی ہوئی چیز بصورت درم معلوم ہو، جس کا کنارہ گولائی لئے ہوئے ہو، تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ درم جگر میں ہے۔ کیونکہ اس کا کنارہ ہلالی شکل میں نیم دائرہ کی طرح گولائی لئے ہوئے ہوتا ہے۔ اور اگر اس کا کنارہ گولائی لئے ہوئے نہ ہو، تو دوسرے اعضاء کا درم ہوگا \*

ولیعرف انہ ہل یجوز ان یحتبس (۳) اُنہیں یہ معلوم ہو کہ آیا یہ عضو ایسا ہے کہ فیہ شئ او لا یجوز اذ ہو مزلق اس میں کوئی چیز رک سکتی ہے، یا یہ عضو معائے صائم کی لما یحصل فیہ کالصابث و ان طرح اس قسم کا ہے کہ جو چیز اس میں آتی ہے، اُسے وہ کان یجوز ان یحتبس فیہ شئ پھسلا کر نکال دیتا ہے، اس لئے اس میں کوئی چیز رک نہیں اویذل منہ شئ فما الشئ الذی سکتی۔ اور اگر کوئی چیز اس میں رک سکتی ہے، یا اس سے یجوز ان یحتبس فیہ اویذل اس میں رک سکتی ہے، تو یہ دیکھنا چاہئے کہ کس قسم کی چیز اس میں رک سکتی ہے، اور کس قسم کی چیز اس سے پھسل کر خارج ہو جاتی ہے \*

اعور، قورن، اور مستقیم میں فضلات برازیہ عموماً رکھ کر تھے ہیں۔ اور صائم اکثر اوقات خالی رہا کرتی ہے، اسی وجہ سے بعد الموت اگر اس کا معائنہ کیا جاتا ہے، تو یہ اکثر اوقات خالی ہوا کرتی ہے۔ اسی وجہ سے اسکا نام صائم (روزہ دار) رکھا گیا ہے +

و حتی یعرف موضعہ فی قفصہ بذات (۴) انہیں اس عضو کا مقام ریح (جگہ) معلوم ہو۔  
علی ما یحس من وجع او درد تاکہ اس علم کے بعد یہ کہا جاسکے، اور حکم لگایا جاسکے کہ جو  
ہل ہو علیہ او علی بعد منہ درد یا درم اس وقت محسوس ہو رہا ہے، آیا یہ ٹھیک اسی  
عضو کے اندر ہے، یا اس سے دور اور الگ ہے +

مثلاً اگر وہ کی اگر ریح جگہ علم تشریح کی قوت سے معلوم ہو تو اس کے درد وغیرہ کے پہچاننے میں بڑی  
سہولت ہوتی ہے +

و حتی یعرف مشارکتہ حتی (۵) انہیں اُس عضو کی دوسرے اعضا سے مشارکت  
یقض علی ان الوجع لہ من نفسہ اور تعلقات معلوم ہوں، تاکہ آسانی کے ساتھ یہ حکم لگایا  
او بالمشاركة وان المادة جاسکے کہ (الف) جو درد اس میں ہو رہا ہے، آیا یہ خود  
انبعث فیہ نفسہ او درد اسی کی ذات کی وجہ سے ہے، یا کسی شرکت اور لگاؤ کے  
علیہ من شریکہ وان ما باعث ہے؟ (ب) اسی طرح آسانی یہ بتایا جاسکے کہ جو  
الفصل منہ ہو من جوہرہ مادہ اس میں پھیلا ہوا ہے، آیا یہ اسی عضو کا ہے، یا کسی  
ادھومما ینفذ فیہ المنفصل دوسرے شریک عضو سے اس میں آیا ہے۔ (ج) اور  
عن غیرہ بہ آسانی یہ حکم لگایا جاسکے کہ جو چیز اس عضو سے الگ ہوئی  
ہے، آیا یہ اسی عضو کے جوہر سے الگ ہوئی ہے، یا یہ چیز  
کسی دوسرے عضو سے الگ ہوئی ہے، اور الگ ہو کر اس  
عضو میں داخل ہوئی ہے (مثلاً یہ کہ مثانہ کے اجزاء خارج  
ہوں، یا گردہ کے اجزاء الگ ہو کر مثانہ میں داخل ہوں، جو  
پیشاب کی راہ باہر آئیں) +

و حتی یعرف انہ علی ما ذی محتوی (۶) انہیں یہ معلوم ہو کہ وہ عضو کس قسم کی چیز  
فیعرف انہ هل یجوز ان یکون پر حاوی ہے، تاکہ اس سے یہ بتایا جاسکے کہ اس قسم کی چیز  
مثل المستفرغ مستفرغاً عنہ جو خارج ہو رہی ہے، یہ دراصل اسی عضو سے خارج

ہو رہی ہے +

مثلاً پشت کی طرف کسی طرح شگاف ہو جائے، اور اُس شگاف سے کوئی چیز خارج ہو، تو اُس چیز کو دیکھ کر بتایا جاسکتا ہے کہ یہ شگاف گروہ میں ہے، یا آنتوں میں، یا عروق کی دسیہ میں +

وان یعرف فعل العضو حتی یستدل (۷) اُنہیں اُس عضو کا فعل (منفعت) معلوم ہو، تاکہ علی مرضہ من حصول الآفة اُس کے فعل میں آفت آنے سے اُس کے مرین ہونے کا فی فعلہ پتہ چل سکے +

هذا كله مما يوقف عليه بالتشريح یہ ساری باتیں وہ ہیں جو علم تشریح سے معلوم ہو سکتی لیعلم انہ لا بد فیہ للطیب ہیں، (ان کا میں نے اس لئے ذکر کیا ہے) تاکہ اس سے یہ المحاول تدبیر امراض الاغضاء الباطنة من التشريح معلوم ہو جائے کہ جو لوگ اعضائے اندرونی کے امراض کی تدبیر و علاج کرنا چاہیں، اُن کے لئے تشریح سے ان باتوں کا جاننا ضروری ہے، (ان کے علم کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے) +

فانه اذا حصل به علم التشريح چنانچہ جب طبیب کو علم تشریح حاصل ہو جائے، تو اسکے فیجب ان يعتمد بعد ذلك في الاستدلال بعد اندرونی امراض کو علامات سے پہچاننے کے لئے چھ قوانین علی الامراض الباطنة علی قوانین مستہ پر بھروسہ کرنا چاہئے +

اولها من مضار الافعال وقد (۱) امراض باطنہ کو افعال اعضا کی خرابیوں سے علمت الافعال بکیفیتها وکمیتها و معلوم کیا جائے۔ افعال اعضا کی کیفیت اور کمیت کا علم دلائلہا دلائلہ اولیة دائمة تمحیص (بحث ثوئی میں) حاصل ہو چکا ہے۔ افعال کی دلالت امراض پر بلا واسطہ (بالذات) اور دائمی ہے +

یعنی افعال کی خرابی سے بھی امراض کا پتہ چلتا ہے، اور دوسری علامتوں سے بھی۔ مگر افعال کی خرابی سے امراض کا پتہ ہمیشہ اور براہ راست چلا کر ملے گا، اور دوسری علامتوں سے براہ راست امراض کا پتہ نہیں چلا کر تا، بلکہ اُن سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اس سے اُس عضو کا فعل بگڑ گیا ہے، اور فعل کے بگاڑ سے مرض کا پتہ ملے گا۔ افعال اعضا کی کیفیت اور کمیت سے مراد یہ ہے کہ کن کن اعضا سے کس قسم کے افعال (کیفیت افعال) سرزد ہوتے ہیں، اور کتنے افعال (کمیت افعال) سرزد ہوتے ہیں۔ مثلاً داغ سے بہت سے افعال فضا نیر سرزد ہوتے ہیں +

چل جاتا ہے۔ غرض دوسری علامتوں سے مرض کا اگر پتہ چلتا ہے۔ تو بذریعہ افعال کی خرابی کے، نہ کہ براہ راست۔ اس لئے ان کی دلالت امراض پر بلا واسطہ اور بالذات نہ ہوتی، بلکہ بواسطہ اور بالعرض +

والثانی مما يستفزع ودلالتهما (۳) امراض اندرونی کو ان چیزوں سے معلوم کیا دائمة ولیست بأولية اما جائے، جو بدن سے خارج ہوتی ہیں (بذریعہ استفراغ دائمة فلا یوقعا التصدیق برآء ہوتی ہیں)۔ ان کی دلالت (رہبری) اگرچہ دائمی ہو دائما واما غیر اولیة فلا یوقعا لیکن براہ راست اور بلا واسطہ نہیں ہے۔ دائمی تو اس لئے تدل بتوسط النجیح وعدم النجیح ہے کہ ان سے مرض کی تصدیق ہمیشہ ہوا کرتی ہے۔ اور براہ راست اور بلا واسطہ "اس لئے نہیں کہ ان خارج ہونے والے مواد سے مرض کی طرف اگر رہبری ہوتی ہے، تو بذریعہ نفع یا عدم نفع کے۔ (یا بذریعہ کسی اور بات کے؛ نہ کہ براہ راست) +

چنانچہ جو فضلات وغیرہ برآمد ہوتے ہیں، اگر وہ نفع یافتہ ہوتے ہیں، تو مثلاً سمجھا جاتا ہے کہ مرض نہیں ہے۔ اور اگر وہ غیر نفعیہ اور غیر طبعی صورت میں ہوتے ہیں، تو پتہ چلتا ہے کہ مرض ہے۔ اسی طرح مثلاً اگر پیپ خارج ہوتی ہے، تو پتہ چلتا ہے کہ اندرونی اعضا میں کہیں قرص ہے۔ جو پختہ ہو گیا ہے؛ اگر خون خارج ہوتا ہے، تو پتہ چلتا ہے کہ کہیں رگ پھٹ گئی ہے۔ وعلیٰ ہذا القیاس +

والثالث من الوجع والسرابة (۴) درو سے امراض اندرونی کا پتہ چلا یا جائے من الورم والخاص من الوضع (۵) درم سے پتہ چلا یا جائے۔ (۵) اعضا کی وضع (جگہ) والسادس من الاعراض المانسة اور باہمی شرکت سے پتہ چلا یا جائے۔ (۶) دوسرے الظاہرة ودلالتهما لیست بأولية مناسب اعراض وعلامات سے پتہ چلا یا جائے۔ ان ولا دائمة اعراض کی رہبری بھی نہ براہ راست ہوا کرتی ہے، اور نہ دائمی +

ولنفصل القول فی واحد واحد منها اب ہمیں چاہئے کہ ہر ایک کو تفصیل داریاں کریں اما الاستدلال من الافعال استدلال: افعال سے رہبری حاصل کرنے (مرض فہو انہ اذا لم یجبر الفعل۔ علی کا پتہ چلانے) کی صورت یہ ہے کہ جب اعضاء کے افعال المجری الطبیعی الذی لہ دل علی اپنی طبعی رفتار پر جاری نہیں ہوتے، تو اس سے اس امر کا

ان القوة اصابها افة وافة  
القوة تتبع مرضا في العضو  
الذي القوة فيه

پتہ چلتا ہے کہ اعضا کی قوت میں کوئی آفت اور خرابی واقع ہو گئی ہے، اور یہ پتہ چلتا ہے کہ قوت میں یہ جو آفت آئی ہے، یہ اُس عضو کے کسی مرض کی وجہ سے لاحق ہوئی ہے، جس میں یہ قوت قائم ہے +

ومضار الافعال على وجوه  
ثلاثة

اقوال کے مضار (افعال کی خرابی) کی تین صورتیں ہیں: (نقصان، تغیر، اور بطلان) +

فان الافعال امان تنقص  
كالبصر تضعف رؤيته في  
الشيء اقل اكلناها ومن اقرب  
مسافة والمعدة تهضم عسرو  
البطأ و اقل مقدارا

(۱) افعال میں کمی آجانا (نقصان افعال)، جیسے بینائی کا کمزور ہو جانا، جس سے چیزیں اچھی طرح نظر نہ آسکیں اور محض قریب سے نظر آسکیں، (دور سے نظر نہ آسکیں) اور مثلاً معدہ کا ضعیف ہو جانا، جس سے وہ بشكل ہضم کر سکے، اور دیر میں ہضم کر سکے، اور غذا کی تھوڑی مقدار کو ہضم کر سکے (آسانی کے ساتھ، جلد، اور کافی مقدار کی غذا نہ ہضم کر سکے) +

واما ان تتغير كالبصر يبرى  
ماليس او يرى الشيء سر وية  
على غير ما هو عليه وكالمعدة  
تفسد الطعام وتسيى هضمه

(۲) افعال میں تغیر کا پیدا ہو جانا (طبعی فعل کا بدل جانا)، مثلاً آنکھوں سے ایسی چیزیں نظر آئیں، جو دراصل موجود نہ ہوں، (جنکو خیالات شاذ کہہ جاتا ہے) یا چیزیں اس طور پر نظر آئیں، جس طور پر وہ نہ ہوں، (مثلاً چھوٹی چیزیں بڑی نظر آئیں، یا بڑی چیزیں چھوٹی) یا چیزیں جس رنگ کی ہیں، اُس کے خلاف نظر آئیں) اور مثلاً معدہ غذا کو فاسد اور ہضم کو خراب کر دے (یعنی معدہ میں غذا بچی نہ رہے بلکہ وہ معدہ کے اندر بگڑ جائے) +

واما ان تبطل اصلا كالعين لا ترى  
والمعدة لا تهضم البتة  
واما ادلا مثل الامراض من  
جهة ما يستفرغ ويحتبس

(۳) افعال کا باطل ہو جانا (بطلان فعل) جیسے آنکھ کا قطعاً نہ دیکھ سکانا، اور معدہ کا قطعاً غذا کو ہضم نہ کر سکانا۔ استدلال بہت فراغ استقراغ و احتباس کے لحاظ سے امراض و احتباس کے بچاؤ کی طرف رہبری حاصل

کرنے کی چند صورتیں ہیں :

فمن وجوه

(۱) وہ غیر طبعی احتباس ہونے کی وجہ سے (مرض غیر طبعی مثل احتباس شئی من شانہ ان يستفرغ کمن یحتبس بولہ او بولہ) بولہ او بولہ

(۲) وہ غیر طبعی استفراغ ہونے کی وجہ سے (مرض کی طرف) رہنائی کرے، (جس کی چند صورتیں ہیں) (۱) خارج ہونے والی چیز (مستفرغ) جو ہر اعضاء میں سے ہوگی؛ (۲) جو ہر اعضاء میں سے نہ ہوگی +

والذی یكون من جوهرا لاعضاء

فیدل بوجوه ثلثة

لانہ اما ان یدل بنفس جوهرة

کالحلق المنقوثة فانها تدل

على تاکل فی قصبة الریة

(۱) اگر خارج ہونے والی چیز جو ہر اعضاء میں سے ہوگی، تو اسکی رہبری درہنائی کی تین صورتیں ہیں :

(الف) وہ چیز خاص اپنے جوبہر سے رہنائی کریگی، چنانچہ (قصبہ ریہ کے) وہ غضرونی حلقے (گڑی کے پھلے) جو منہ کی راہ خارج ہوتے ہیں، وہ اس امر کی طرف رہنائی کرتے ہیں کہ قصبہ ریہ میں تامل واقع ہو گیا ہے، (وہ گلنے سڑنے لگا ہے، جس سے قصبہ ریہ کے غضرونی حلقوں کے اجزاء خارج ہو رہے ہیں) +

واما ان یدل بمقدار السرة القشرة

البازرة فی السح فانها انکانت

غلیظة دلت علی ان القرحة

فی الامعاء الغلاظ اور قیقة

دلت علی انها فی الدقاق

(ب) وہ چیز اپنی مقدار سے رہنائی کرے گی، چنانچہ کج امعاء (خراب امعاء) کی وجہ سے جو پوست (قشرہ) پانچانہ کی راہ خارج ہوتا ہے، وہ اگر (مقدار میں) دہیر ہوتا ہے، تو اس طرف رہبری کرتا ہے کہ قرحہ بڑی آنتوں (امعاء غلاظ) میں ہے، اور اگر وہ رقیق ہوتا ہے، تو اس طرف رہبری کرتا ہے کہ قرحہ چھوٹی آنتوں (امعاء دقاق) میں ہے +

واما ان یدل بلونه کالسوب

(ج) وہ چیز اپنے رنگ سے رہبری کریگی، چنانچہ

القشری الاحمر فانه يدل على انه سُرخ رنگ کا رسوب قشری (پھلکے جیسا رسوب) اس امر کو  
من الاعضاء اللحمية كالكلية بتاتا ہے کہ یہ گردہ جیسے کچی اعضا سے خارج ہو رہا ہے ؛  
والابيض فانه يدل على انه اور سفید رنگ کا رسوب قشری اس طرف رہنمائی کرتا ہے  
من الاعضاء العصبية كالمثانة کہ مثانہ جیسے عصبی اعضا سے آرہا ہے +

والذي يدل على انه لا من (۲) اگر خارج ہونے والی چیز جو ہر اعضا کے  
جوهر الاعضاء فيدل جس سے نہ ہوگی، تو اس کی رہبری درہنمائی کی چند  
صور تیں ہیں :

امالانه غير طبعي الخروج كالاخلاق (الف) اس کا خارج ہونا غیر طبعی ہو (یعنی اگرچہ  
السليمة والدم اذا خرج خارج ہونے والی چیز خود طبعی ہے، مگر اس کا خارج ہونا غلط  
طبیعت ہے) مثلاً اچھے اخلاط کا اور خون کا بدن سے خارج  
ہونا (علامتِ مرض ہے) +

وامالانه غير طبعي الكيفية (ب) اُس خارج ہونے والی چیز کی کیفیت غیر طبعی  
كالدم الفاسد كان معتاد ہو، مثلاً خون فاسد اور خراب ہو گیا ہو، خواہ اس کے  
الخروج اولم يكن خارج ہونے کی (طبعاً) عادت ہو (مثلاً خون حیض و خونِ  
نفاس)، یا عادت نہ ہو (اور غلات عادت خون خارج ہوا  
ہو، مثلاً خونِ فصد، خونِ حجامت، خونِ بوا سیر، وغیرہ) +

وامالانه غير طبعي الجوهر على (ج) اُس خارج ہونے والی چیز کا جوہر مطلقاً  
الاطلاق مثل الحصة غیر طبعی ہو، مثلاً پتھری (خواہ وہ پتھری شانہ کی ہو، یا گردہ  
کی، یا جگر کی) +

وامالانه غير طبعي المقدار وان (د) اُس خارج ہونے والی چیز کی مقدار غیر طبعی  
كان طبعي الخروج وذلك اما ہو، خواہ اس کا نکلنا اور بدن سے خارج ہونا طبعی اور فطری  
بان يقتل او يكثر كالنفث امر ہو + اس کی دو صورتیں ہیں: مقدار کم ہو جائے، یا  
والبول القليلين والكثيرين زیادہ، مثلاً بولِ ربراز کا طبعی مقدار سے کم یا زیادہ  
ہونا +

وامالانه غير طبعي الكيفية وان (هـ) خارج ہونے والی چیز کی کیفیت غیر طبعی ہو،

کان معتاد الخروج كالسوا من  
والبول الاسودين  
واما لانه غير طبيعي جهة الخروج  
وان كان معتاد الخروج مثل البول  
اذا خرج في علة ايلاؤس  
من فوق

اگر چہ اُس کا بدن سے خارج ہونا عادت میں داخل ہو، مثلاً  
سیاہ یا پانچا یا سیاہ پیشاب کا خارج ہونا +  
(و) خارج ہونے والی چیز کے نکلنے کا راستہ  
اور رخ غیر طبعی ہو، اگرچہ اس کا خارج ہونا امر معتاد ہو،  
مثلاً براز کا مرض ایلاؤس میں اوپر سے (منہ کی راہ)  
خارج ہونا +

واما دلائل الوجع فهي تخصص  
في جنسين وذلك ان الوجع  
اما ان يدل بموضعه فانه  
مثلا ان كان في اليمين فهو  
في الكبد وان كان في اليسار  
فهو في الطحال

استدلال به وجع  
(درد سے رہبری حاصل کرنا) متعلق ہیں، وہ دو جنسوں (قسموں)  
میں بند ہیں: (الف) گاہے درد کی رہبری درد کے  
مقام سے ہوتی ہے، مثلاً اگر درد (پیلیوں کے نیچے)  
دائیں طرف ہو، تو سمجھنا چاہئے کہ یہ درد جگر میں ہے،  
اور اگر (پیلیوں کے نیچے) بائیں طرف ہو تو سمجھنا چاہئے کہ  
یہ درد طحال میں ہے +

وقد يدل بنوعه على سببه  
على ما فصلناه في تعليم الاسباب  
مثلا ان كان ثقيل دل على  
ورم في عضو غير حساس او  
باطل جشاء والممد يدل  
على مادة كثيرة واللذان على  
على مادة حادة

(ب) گاہے درد کی رہبری اس کی نوعیت سے  
سبب درد کی طرف ہوتی ہے (درد کی نوعیت سے درد کا  
سبب معلوم ہو جاتا ہے)، جیسا کہ ہم تعلیم اسباب میں  
اس کی تفصیل بیان کر چکے ہیں۔ مثلاً اگر درد بوجھل  
(وجع ثقیل) ہو تو یہ بتاتا ہے کہ درد کسی بے حس عضو میں  
ہے، یا درد نے اس عضو کی حس کو باطل کر دیا ہے؛ اور  
اگر درد تیز اور تیز (وجع مرد) ہو، تو یہ بتاتا ہے کہ مادہ کی  
کثرت ہے؛ اور اگر درد سوزش کے ساتھ (وجع لذاع)  
ہو، تو یہ بتاتا ہے کہ کوئی تیز مادہ (مادہ حادہ) ہے +

واما دلائل الورم فمن ثلثة  
أوجع  
أما من جوهره كالحمدة

استدلال به ورم  
(درد سے رہبری حاصل کرنا) متعلق ہیں، ان کی تین قسمیں ہیں:  
(الف) گاہے درد کے جوہر سے رہبری حاصل

علی الصفراء والصلب ہوتی ہے، مثلاً حمرو (نامی درم) صفرا پر دلالت کرتا ہے اور درم صلب (سخت درم) سودا پر +  
 واما من موضعه کالذی (ب) گاہے درم کے مقام سے رہبری حاصل  
 یکون فی الیمین فیدل مثلاً ہوتی ہے، مثلاً اگر درم دائیں طرف (پیلیوں کے نیچے) ہو  
 علی انہ عند الکبد او فی الیسار تو یہ اس بات کو بتاتا ہے کہ درم جگر کے پاس ہے (خاص  
 فیدل علی انہ فی ناحیۃ الطحال جگر کے اندر ہے، یا اس کے قرب و جوار میں ہے) اور اگر  
 بائیں طرف ہو، تو یہ اس بات کو بتاتا ہے کہ درم ناحیۃ طحال  
 (مقام طحال) میں ہے +

واما من شکله فانہ ان کان (ج) گاہے درم کی شکل سے رہبری حاصل ہوتی  
 عند الیمین وکان ہلالیاد ل ہے، مثلاً اگر درم (پیلیوں کے نیچے) دائیں طرف ہو، اند  
 علی انہ فی نفس الکبد وان کان اس کی شکل ہلالی ہو، تو یہ اس امر کو بتائے گا کہ درم جگر کے  
 مطا و کلا دل علی انہ فی العضلة اندر ہے، اور اگر درم لمبو تھا تو یہ اس امر پر دلالت کرے گا  
 التی فوقھا کہ یہ درم اس عضلہ میں ہے جو جگر (کے مقام) کے اوپر  
 واقع ہے +

واما دلائل الوضع فاما من استدلال بہ وضع (چونکہ وضع میں "وضع" اور "شاکات" وضع سے رہبری حاصل کرنا دونوں شامل ہیں، اس لئے وضع کی  
 المواضع واما من المشارکات رہبری گاہے "مقام" سے ہوتی ہے۔ اور گاہے "شاکات"  
 اما من المواضع فظاہر واما اور باہمی تعلقات کی وجہ سے۔ چنانچہ مقامات سے جو  
 من المشارکات فکما استدلال رہبری امراض کے متعلق حاصل ہوتی ہے۔ وہ محتاج بیان  
 علی المفی الاصبغ من سبب نہیں ہے۔ اور "شاکات" (تعلقات باہمی) سے جو  
 سابق انہ لا آفة عارضة رہبری حاصل ہوتی ہے، اس کی ایک مثال یہ ہے کہ انگلی میں  
 فی الزوج السادس من اذواج کسی سبب سابق سے درد ہو، مثلاً چوٹ پہنچی ہو گردن  
 عصب العنق میں، اور درد نمودار ہو انگلی میں)، یہ اس امر کی طرف  
 رہنمائی کرتا ہے کہ گردن کے اعصاب میں سے چھٹے جوڑے  
 میں کوئی آفت لاحق ہوئی ہے +

جائینس نے ایک روایت بیان کی ہے کہ ایک شخص اپنی سواری سے گر پڑا تھا، اس کے بعد اس کی انگلیوں میں درد نمودار ہوا، جس سے سمجھا گیا کہ جو عصب انگلیوں میں آرہا تھا، اس کی جڑ میں مردوں کے پاس اس چوٹ سے درم لاق ہو گیا ہے، چنانچہ گردن پر لیپ لگایا گیا، اور درد جاتا رہا، یہ شرکت اور تعلق کی مثال ہے، اگر عصبی شرکت نہ ہوتی، تو گردن کی چوٹ سے انگلیوں میں کیوں درد ہوتا۔

## الفصل الثانی منہ فی علاما الفرق بین الامراض الخاصة والمشاركة فيها شریک کے درمیان علامات فارقة

ولما كانت الامراض قد تعرض  
بدن یا فی عضو وقد تعرض بالمشاركة  
كما يتشارك الراس والمعدة فی  
امراضهما فواجب ان نحدد الفرق  
بین الامرين بعلامة فاصلة  
چونکہ بعض اوقات امراض اعضا میں ابتداءً (اصلاً)  
پیدا ہوتے ہیں، اور بعض اوقات شرکت اور تعلق کی وجہ سے  
جیسے سر اور معدہ کے امراض ایک دوسرے کی وجہ سے پیدا  
ہو جایا کرتے ہیں؛ اس لئے ضروری ہے کہ ہم ان دونوں  
قسم کے امراض کے فرق کو علامات فارقة کے ذریعہ بیان  
کریں :

فنقول انه يجب ان يتامل  
ایہما عرضاً فی حد من انه الاصلی  
والآخر متشارك ويتامل ایہما  
یتبع بعد فناء الثاني فہو الاصل  
والآخر متشارك وبالصدق  
چنانچہ ہم کہتے ہیں کہ (جب دو مرض جمع ہوں، اور  
یہ شبہ ہو کہ ان دونوں مرضوں کے درمیان کچھ شرکت و  
تعلق ہے، تو یہ سوچنا چاہئے کہ پہلے پھل ان دونوں میں سے  
کون سا مرض عارض ہوا ہے؟ جو مرض پہلے پھل عارض ہوا ہو  
وہ اصلی ہے، اور دوسرا شرکتی، اور اس بات پر غور کرنا  
چاہئے کہ ایک مرض کے زائل ہونے کے بعد (یا کم ہونے کے  
بعد کون سا مرض باقی رہ جاتا ہے؛ جو مرض باقی رہ جاتا ہے  
وہ اصلی ہے، اور دوسرا شرکتی، وعلیٰ ہذا اس کے برعکس  
(یہ غور کرنا چاہئے کہ ایک مرض کے زوال کے بعد دوسرا  
کون سا مرض زائل ہو جاتا ہے، چنانچہ وہ مرض جو کسی مرض  
کے زائل ہونے پر زائل ہو جاتا ہے، وہ شرکتی ہے، اور

پہلا اصلی) +

فان المشارک یحدس من امره چنانچہ مرض شرکی (مرض مشارک) کے بارہ میں یہی  
انه هو الذی یعرض اخيراً باور کیا جاسکتا ہے کہ وہ آخر میں (پہلے مرض کے بعد) لاحق ہوگا  
وانه یسکن مع سکون الاول اور یہ کہ پہلے مرض کے سکون کے ساتھ اس میں بھی سکون  
آجائیگا +

لکنہ قد یعرض من هذا غلط لیکن گاہے اس میں مغالطہ بھی ہو جاتا ہے، (اور  
وهو انه ربما كانت العلة یہ خیال کرنا غلط ہوتا ہے کہ جو مرض ابتداءً عارض ہوا ہے  
الاصلیة غیر محسوسہ وغیر وہی اصلی ہے) کیونکہ بسا اوقات مرض اصلی ابتداءً میں غیر  
مولمۃ فی ابتداء ثلث محسوس اور غیر موزی ہوتا ہے، پھر جب مرض شرکی نمودار  
ضرر ہا بعد ظہور المرض ہو جاتا ہے، تو اس کے بعد مرض اصلی کا ضرر بھی نمودار اور  
الشرکی و هو بالحقیقۃ عارض نمایاں ہو جاتا ہے، حالانکہ اگر درحقیقت دیکھا جائے، تو بحر  
بعد ہا تالیٰ لہا فی ظن بالمشارک مرض پہلے نمودار ہوا ہے، وہ مرض اصلی کے بعد عارض ہوا  
والعارض انه الاصلی والمرض ہے، اور یہ اس کے تابع ہے اور نتیجے آیا ہے، اگرچہ نمودار  
اور بما لم یفطن الا بالعارض پہلے ہوا ہے؛ اس لئے مرض شرکی کو، جو کہ دراصل عرض  
وحدۃ وغفل عن الاصل اصلاً ہے، مرض اصلی اور مرض خیال کیا جاتا ہے؛ اور بعض  
اوقات یہ ہوتا ہے کہ ان میں سے جو دراصل عرض ہے، محض  
اسکا ثبوت چلتا ہے، اور مرض اصلی کا بالکل پتہ نہیں چلتا  
(اور وہ نامعلوم اور چھپا ہوا رہتا ہے) +

وسبیل التحرز من هذا الغلط اس مغالطہ سے بچنے کی سبیل عرض یہ ہے کہ طبیب  
ان یکون الطبیب عارفاً اعضا کی شرکت اور تعلقات سے (پرے طوری) آگاہ ہو،  
بتشاک الاغضاء وذلك من جو علم تشریح کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا؛ نیز جن جن اعضا  
علمہ بالتشریح وعارفاً میں جو جو آفتیں لاحق ہو سکتی ہیں، ان سب سے وہ آگاہ  
بالآفات الواقعة لبعض العضو ہو، خواہ وہ آفتیں محسوس ہوں، یا غیر محسوس؛ تاکہ کسی  
ماکان منها محسوساً او غیر مرض کے بارہ میں "اصلی ہونے" کا حکم اگر طبیب لگا سے  
محسوس فیتوقف فی المرض تو غور و تامل کے بغیر جلدی حکم نہ لگائے۔ کیونکہ یہ ممکن ہے

ولا يحكم فيه انه اصيل الا بعد تأمله کہ یہ مرض (اصلی نہ ہوا بلکہ) کسی دوسرے مرض کے تابع  
لما يمكن ان يكون عرضاً ہو، اس لئے طبیب اس وقت ایسے امراض کے علامات  
تبعاً له فيسائل المريض عن مریض سے پوچھے گا، جو ممکن ہے کہ ایسے اعضا میں ہوں،  
علامات الامراض التي يمكن ان جو موجودہ عضو ماؤن سے شرکت و تعلق رکھتے ہیں، اور  
تكون في الاعضاء المشاركة للعضو ممکن ہے کہ یہ امراض (اس وقت) غیر محسوس ہوں، اور  
العليل وتكون غير محسوسة ولا ملاحظة کوئی نمایاں تکلیف (اس وقت) نہ پہنچا رہے ہوں، اور  
المآظها ولا مشيرة عرضاً نہ ان سے قریبی تعلق رکھنے والے عوارض پیدا ہو رہے  
قریباً منها لكنها انما يتبعها امور ہوں، بلکہ ان سے ایسے بعید اور قابل احساس عوارض پیدا  
بعيدة عنها محسوسة ويجهل ہو رہے ہوں، جنہیں مریض یہ نہیں سمجھ سکتا کہ ان عوارض  
المريض انها عوارض لمثل کی جڑ (اصل) یہ دور کا مرض ہے۔ ہاں اسے سمجھ سکتا ہے  
ذلك الاصيل البعيد بل انما تو محض طبیب اپنی وسعت معلومات سے سمجھ سکتا ہے (کہ یہ  
يهتدي الى ذلك معرفة عوارض بعیدہ جو ظاہر ہو رہے ہیں، دراصل اس مرض  
الطبيب بعید کے عوارض ہیں، جن میں بظاہر کوئی لگاؤ نہیں معلوم ہوتا  
واكثر ما يهتدي منه تأمله پھر طبیب کی رسائی کا ذریعہ اکثر یہ ہوتا ہے کہ وہ  
لمضار الا فعال واذا وجدها تعلق رکھنے والے دیگر اعضا کے افعال کی خبر ایوں پر غور  
سابقة حكم بان المرض مشارك کرتا ہے، جب وہ ان اعضا کے افعال کی خبر ایوں کو عضو  
فيه ماؤن کے افعال کی خرابی سے مقدم پاتا ہے، تو وہ فیصلہ  
کر دیتا ہے کہ اس عضو میں جو مرض ہے، وہ مرض دیگر کی ہے  
(مرض اصلی نہیں ہے) +

على ان من الاعضاء اعضاء اكثر علاوہ ازیں بعض اعضا اس قسم کے ہیں کہ ان کے  
احوالها ان يكون امراضها بیشتر امراض دوسرے اعضا کے امراض کے بعد ہی ہوا  
متأخرة عن امراض اعضاء کرتے ہیں؛ چنانچہ سر کے اکثر امراض معدہ کی شرکت سے  
اخرى فان الراس في اكثر (اور اس کے بعد ہی) ہوا کرتے ہیں۔ لیکن اس کے برعکس  
الاحوال يكون امراضه مشاركة المعدة کمتر ہی ہوتا ہے (یعنی ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ سر کے  
واما عكس ذلك فاقول امراض کی وجہ سے معدہ کے امراض پیدا ہوں) +

و نحن نضع بين يديك علامات الامزجة الاصلية والعارضة بوجه عام وامانتى تخص منها عضواً عضواً فيقال في بابها واما علامات امراض التركيب فان ما كان منها ظاهراً فان الحس يعرفه وما كان من باطن فان ما سوى الامتلاء والسدة والا وسلام وتفرق الاتصال يعسر حصره في القول الكلي ولكن لك ما يخص من الامتلاء والسدة والورم وتفرق الاتصال عضواً عضواً فالاولى بجميع ذلك ان يؤخذ الى الاقوال الجزئية

اب ہم تیرے سامنے ”اصلی مزاجوں اور عارضی مزاجوں“ کے علامات عامہ بیان کرتے ہیں؛ رہے وہ علامات خاصہ جو ایک ایک عضو کے ساتھ مخصوص ہیں، انکا ذکر انہی اعضاء کے باب میں آئیگا +

رہے امراض ترکیب کے علامات، تو ان امراض میں سے جو ظاہر و بتین ہیں، یہ توحق و مشاہدہ سے معلوم ہو جاتے ہیں، (ان کے علامات بیان کرنے کی چند ان ضرورت نہیں)، اور جو اندرونی اعضاء سے تعلق رکھتے ہیں، تو ان میں سے ”امتلاء، سده، اور ام، اور تفرق اتصال“ کے سوا باقی کا اس قول کلی (عام بیان) میں ذکر کرنا مشکل ہے؛ اسی طرح ہر ہر عضو کے مخصوص امتلاء، مخصوص سده، مخصوص ورم، اور مخصوص تفرق اتصال کو بھی یہاں بیان کرنا مشکل ہے؛ اسی لئے بہتر ہے کہ ان سب کو اس کے بعد (کلیات کے بعد) ”جزئی اقوال“ (معاجات امراض) میں بیان کیا جائے، (جہاں فرداً فرداً تمام اعضاء کے امراض کا تذکرہ ہوگا) +

### فصل (۳) علامات امزجہ

### الفصل الثالث في علامات الامزجة

اجناس الدلائل التي منها يتعرف احوال الامزجة عشرة

جن دلائل و علامات سے مزاجوں کے حالات پہچانے جاسکتے ہیں، ان کی دس جنسیں ہیں (دس قسمیں ہیں):

دس جنسیں یہ ہیں: (۱) لمس — (۲) بحم و شحم — (۳) بدن کے بال — (۴) بدن کی رنگت — (۵) ہستیت اعضاء — (۶) اعضاء کا جلد یا بدیر متاثر ہونا — (۷) نیند اور بیداری — (۸) افعال اعضاء — (۹) فضلات بدن — (۱۰) انفعالات نفسانیہ +

احدها الملمس ووجه التعرف (۱) لمس سے (وہ علامتیں جو جلد کے چھونے سے منہ ان پر پتہ ملے انہ ہل ہوں مسلو وابتہ ہیں) لمس سے مزاج کی کیفیت اس طرح پہچانی

ملمس الصبح فی البطلان  
المعتدل والہواء المعتدل فان  
ساواہ دل علی الاعتدال وان  
انفعل عنه اللامس الصبح المزاج  
فہبدا وخن او استلانہ فوق الطبیع  
او استصلیہ او استخشہ فوق الطبیع  
ولیس ہذا سبب من ہواء  
او استقام بماء او غیر ذلک  
مما یزیدہ لینا او خشونة  
فہو غیر معتدل المزاج

جاتی ہے کہ اس امر پر غور کیا جائے کہ آیا اس شخص کا لمس  
معتدل مالک میں اور معتدل ہوا میں صبح المزاج شخص کے  
لمس کے مساوی ہے، یا نہیں؟ (خواہ وہ صبح المزاج شخص  
خود طبیب ہو، یا کوئی دوسرا شخص، جسے طبیب نے حکم دیا  
ہو کہ وہ مثلاً اس مریض کے لمس کو چھو کر معلوم کرے)۔ اگر  
دونوں کے لمس برابر ہونگے (یعنی چھونے سے لاس کو کوئی  
نرا کیفیت شخص لموس میں محسوس نہ ہوگی) تو یہ اس امر  
پر دلالت کرے گا کہ وہ معتدل ہے؛ اور اگر صبح المزاج لاس  
اس سے متاثر ہوگا، یعنی اسے ٹھنڈا یا گرم پائیگا، یا اسے  
طبیعی حالت سے زیادہ نرم، یا سخت، یا کھردرا پائیگا، اور  
وہاں کوئی سبب بھی نہ ہوگا جو نرمی اور کھردرے پن میں  
اضافہ کرنے والا ہو، مثلاً ہوا یا پانی سے حام کرنا وغیرہ؛  
تو سمجھنا چاہئے کہ وہ لموس مزاج کے لحاظ سے غیر معتدل ہے؛

وقد یمکن ان یتعرف من حال  
اختلفا الیدین فی لینھا وخشونھا  
ویسبھا حال مزاج البدن ان  
لم یکن ذلک بسبب غریب

گاہے ہاتھ (اور پاؤں) کے ناخن کی نرمی، خشونت  
اور خشکی سے بھی مزاج کے حالات معلوم ہو جاتے ہیں؛  
بشرطیکہ ان میں نرمی اور خشکی وغیرہ کسی بیرونی سبب سے  
حاصل نہ ہوئی ہو (جیسا کہ بعض اوقات ٹھوکر دوسے  
پاؤں کے ناخن خراب ہو جاتے ہیں)۔

علی ان الحکم من اللین والصلابة  
متوقف علی تقدم صحة دلائل  
الاعتدال فی الحرارة والبرودة  
فانہ ان لم یکن کذلک امکن  
ان یلین الحار الملمس الصلب  
والخن فضلا عن المعتدل بتخلیہ  
فتوہمانہ لین بالطبع ورطب

علاوہ ازیں یہ بات بھی ہے کہ سختی اور نرمی کو یکجہ  
(رطوبت و دیوست کا) فیصلہ کرنا اس بات پر موقوف  
ہے کہ حرارت و برودت کے اعتدال کے صحیح دلائل پہلے سے  
موجود ہوں؛ اگر پہلے سے ان دونوں کے اعتدال کے  
دلائل موجود نہ ہونگے، تو یہ امر ممکن ہے کہ حرارت کی زیادتی  
معتدل لمس کو، نہیں، بلکہ سخت اور کھردرے لمس کو تحلیل  
رطوبات کے بعد نرم بنا دے، جس سے یہ گمان ہو کہ یہ لمس

وان یصلب البأسد المصل للین فضلًا عن المعتدل بفضل الجمادہ وتکثیفہ فیتوہم یا بسا مثل الشبلہ والسین اما الشبلہ فلا نفعاً دہ جامداً واما السین فلغلظہ بالطح (اصل میں) نرم اور تر ہے؛ نیز یہ بھی ممکن ہے کہ معتدل لمس کر، نہیں، بلکہ نرم لمس کو اجاد و تکثیف کے بعد (رطوبت کو جا کر اور تکثیف کر کے) ایسا سخت کر دے کہ اس کے یا بس ہونے کا وہم ہونے لگے، جس طرح شبل (برف) اور سین (چربی) عل برودت سے جم کر سخت ہو جا یا کرتی ہے۔ برف تو اس طرح کہ (عل برودت سے) بستہ ہو کر منجمد ہو جاتی ہے اور چربی اس طرح کہ وہ (برودت سے) غلیظ ہو جاتی ہے +

واکثر من هو بآسرد المزاج لین البدن وان کان نحیفاً لان الفجاجة تکثرفیه

جو لوگ باردا المزاج ہیں اُن کے بدن زیادہ تر نرم ہوا کرتے ہیں، خواہ وہ نحیف ولا غریبوں؛ کیونکہ باردا المزاج لوگوں میں فجاجت (اخلاط کی خامی) بکثرت ہوا کرتی ہے +

والثانی جنس الدلائل الماخوذة من اللحم والشحم فان اللحم الاحمر اذا کان کثیرا دل علی الرطوبة والحرارة ویکون هناك تلززان وان کان یسیراً ولیس هناك شحم کثیر دل علی البیس

(۲) لحم وشحم سے علامات کی وہ قسم (جنس) جو گوشت اور چربی سے ماخوذ ہے: لحم احمر (سرخ گوشت یعنی عضلات) کی بدن میں جب زیادتی ہوتی ہے، تو یہ حرارت اور رطوبت کو بتاتی ہے۔ ایسی حالت میں بدن ٹھوس ہوتا ہے؛ اور جب بدن میں اسکی کمی ہوتی ہے، اور چربی بھی نہیں ہوتی، تو یہ خشکی پر دلالت کرتی ہے +

واما السین والشحم فیدلان دائماً علی البرودة ویکون هناك ترهل

رہے سین اور شحم، تو یہ دونوں ہمیشہ برودت پر دلالت کیا کرتے ہیں۔ ایسے بدن میں ترہل یعنی ڈھیلا پن ہوتا ہے، (ٹھوس نہیں ہوتا) +

فان کان مع ذلك ضیق من العروق وقلة من الدم وكان صاحبه يضعف عن الجوع لفقد الدم الغریزی المہیئاً لحاجة الاعضاء الی التغذیة به دل علی ان هذا

لیکن اگر اس کے ساتھ (ترہل کے ساتھ) بدن کی رگیں تنگ ہوں، خون کی کمی ہو، اور وہ شخص بھوک کے وقت کمزور اور نڈھال ہو جا یا کرتا ہو، کیونکہ بھوک اور فاقہ کے وقت طبعی خون کم ہو جاتا ہے، جو اعضاء کے تغذیہ کے لئے بدن میں مہیا رہتا ہے، تو یہ اس امر کی علامت ہے کہ

المزاج جیلے طبع وان لم تکن یہ مزاج جیلے (اصلی اور فطری) اور طبعی ہے؛ اور اگر یہ  
 هذه العلامات الاخری دل بچھلی علامتیں (تربل کے ساتھ) ہوں، تو سمجھنا چاہئے کہ یہ  
 على انه مزاج مکتسب مزاج اکتسابی (عارضی) ہے +  
 وقلة السمين والشحم تدل سین و شحم کی کمی حرارت کی علامت ہے، کیونکہ  
 على الحرارة فان السمين والشحم ان دونوں کا مادہ (علت مادی) خون کی وسومت (خون  
 مادتهما دسومة الدم و فاعلهما کی چکنائی) ہے، اور فاعل (علت فاعلی) برد و دت یہی  
 البرد و لذ لك يقل على الكبد وجہ ہے کہ جگر پر (اس کے حار ہونے کی وجہ سے) چربی  
 و يكثر على الامعاء کی کمی ہوتی ہے، اور آنتوں پر (اسکے بار د ہونے کی  
 وجہ سے) اسکی زیادتی +

وانما يكثر على القلب فنوق رہا یہ امر کہ قلب پر (اسکے حار ہونے کے باوجود)  
 كثرته على الكبد للمادة لا للمزاج بمقابلہ جگر کے چربی کی زیادتی کیوں ہوتی ہے؟ تو اسکی  
 والصورة ولعناية من الطبيعة ذو وجہ ہیں : (الف) قلب پر چربی کی کثرت مادہ کی  
 متعلقة بمثل تلك المادة کثرت کی وجہ سے ہوتی ہے، نہ کہ قلب کے مزاج اور  
 قلب کی صورت (طبیعت) کی وجہ سے . (ب) قلب پر  
 اسکی کثرت اس لئے ہوتی ہے کہ طبیعت اس قسم کے مادہ  
 (چربی) کی طرف توجہ کرتی ہے، (اور اسے قلب کی طرف  
 بکثرت روانہ کر دیتی ہے) +

اس تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ قلب چونکہ بہت گرم ہے، اور یہ ہر وقت متحرک رہتا ہے، اس لئے  
 اسکا اندیشہ تھا کہ اس کی قوتیں تحلیل ہو جائیں، اور اسقدر کمزور ہو جائے کہ یہ اپنے ضروری افعال انجام  
 دے سکے، جن میں سے زندگی کا قیام بھی ہے، اس لئے طبیعت مدبر بدن قلب کی طرف چربی بکثرت  
 روانہ کر دیتی ہے، تاکہ کثرت تحلیل کا تدارک چربی سے ہو سکے، گیلانی +

والسمين والشحم فان جمودهما لیکن بدن (کے دوسرے حصوں) پر سین و شحم  
 على البدن يقل و يكثر بحسب کے جمود و اجتماع کا کم و بیش ہونا حرارت کی کثرت و قلت  
 كثرة الحرارة و قلتها پر موقوف ہے +

شیخ کے اس قول کا مدعا علامہ گیلانی نے یہ بتایا ہے کہ یہ کلیہ (چربی کی کثرت برد و دت کی علامت

ہے، اور اسکی قلت حرارت کی علامت ہے) محض اُس سین و دُغْم کے بارہ میں ہے جو قلب کے سرا بدن کے دوسرے حصوں پر پھیلی ہوئی ہوتی ہیں یہ قول قلب کی چربی پر کیکر مکر صادق آسکتا ہے۔ قلب تو ہر صورت حار ہے! اس میں برودت کا اس قدر کیکر غلبہ ہو سکتا ہے +

والبدن اللحم بلا کثرة من السمين والشحم هو البدن الحار اور اُس کے ساتھ سین و دُغْم کی کثرت نہ ہو، تو وہ بدن گرم اور الرطب وان كان کثیر اللحم تر ہے۔ اور اگر سُرخ گوشت (عضلات) کی کثرت ہو، اور الاحمر ومع سین و شحم قلیل اسکے ساتھ کچھ تھوڑی سی سین و دُغْم بھی ہو، تو یہ (حرارت) دل علی الافراط فی الرطوبة کے ساتھ) افراط رطوبت کی علامت ہے۔ اور اگر سین و دُغْم وان افراط دل علی الافراط دونوں بکثرت ہوں (اور گوشت زیادہ نہ ہو) تو یہ افراط فی البرودة والرطوبة وان برودت و رطوبت کی علامت ہے، اور اس بات کی علامت البدن بارد رطب ہے کہ بدن کا مزاج بار و رطب ہے +

واقضف الابدان الباردة اليابس ثم الحار اليابس شمر و برست کا غلبہ ہو؛ اس کے بعد وہ بدن جس میں حرارت اليابس المعتدل فی الحر والبرد و برست کا غلبہ ہو؛ اس کے بعد وہ بدن جس میں برست شمر الحار المعتدل فی الرطوبة کا غلبہ ہو، اور حرارت و برودت میں معتدل ہو؛ اس کے بعد وہ بدن جس میں حرارت کا غلبہ ہو، اور رطوبت و برست واليبس میں معتدل ہو +

والثالث جنس الدلائل لما حوذة (۳) بدن کے بال سے | وہ علامتیں جو بال سے شعلق من الشعر وانما يؤخذ من جهة ہیں؛ ان علامات میں مندرجہ ذیل باتوں میں سے کسی نہ کسی هذه الوجوه دہی سرعت النبات بات کا محاذ کیا جاتا ہے: (۱) بالوں کا جلد یا دیر سے وبطوئہ و کثرتہ و قلتہ و رقتہ (۲) بالوں کی قلت و کثرت — (۳) بالوں کا وغلظہ و سبوطتہ و جعودتہ باریک یا موٹا ہونا — (۴) بالوں کا سیدھا یا گھونگھریلا ہونا — (۵) ان اصول میں بالوں کی رنگت بھی شامل ہے + ولونه اجد الاصول فی ذلك بالوں کے جلد یا دیر اُگنے یا بالکل نہ اُگنے سے رہبری اما الاستدلال من سرعة نبات و بطوئہ و عدم نباتہ حاصل کرنے کی صورت یہ ہے کہ بالوں کا دیر سے نکلتا

فہوان البطیئ النبات ا وفاقاً یا بالکل نہ نکلتا اس امر کی علامت ہے کہ مزاج میں بہت زیادہ  
النبات اذا لم یکن هناك علامة رطوبت ہے؛ بشرطیکہ وہاں کوئی ایسی علامت نہ ہو، جو  
دالة على ان البدن عادم للدم اس امر کو بتائے کہ بدن میں خون کی غیر معمولی کمی ہے۔ (ورنہ  
اصلا یدل على ان المزاج خون کی کمی کی صورت میں بالوں کا دیر سحی گنا یا ان کا کثرت رطوبت  
رطب جداً کی علامت نہ بنیگا) +

فان اسرع فلیس البدن بذالك اور اگر بال جلد نکلیں، تو سمجھنا چاہئے کہ بدن میں تخی  
الرطب بل هو الى اليوسة زیادہ رطوبت نہیں ہے، بلکہ وہ پوست کی طرف مائل ہے +  
ولکن یستدل على حرارته وبرودته لیکن بدن کی حرارت و رطوبت دوسرے علامات  
من دلائل اخرى مما ذکرنا سے معلوم ہو سکتی ہے، جنکو ہم نے (آگے) بیان کیا ہے +  
لکنه اذا اجتمعت الحرارة والیوسة جب حرارت و پوست بدن میں دونوں اکٹھی ہوجاتی  
اسرع نبات الشعر جداً او کثر ہیں، تو بال بہت جلد اور بکثرت اُگتے ہیں، اور وہ مرٹے  
وغلظ وذلك لان اکثره تدل ہوتے ہیں؛ کیونکہ بالوں کی زیادتی کثرت حرارت کو بتاتی  
على كثرة الحرارة والغلظ يدل ہے، اور بالوں کی غلظت و خانیت (دھوئیں) کی کثرت کو  
على كثرة الدخانية كما في الشبان بتاتی ہیں۔ چنانچہ جوانوں میں ایسا ہی ہوتا ہے، اور بچوں  
دون ما في الصبيان فان الصبيان میں ایسا نہیں ہوتا۔ کیونکہ بچوں میں بخاری مواد کی کثرت  
ما د تهم بخارية لا دخانية ہوتی ہے، نہ کہ دخانی مواد کی۔ (چونکہ بخارات بہت بال  
و ضد هما يتبع ضد هما دخانات کے لطیف ہوتے ہیں، اس لئے بچوں کے بال بقالہ  
جوانوں کے باریک ہوتے ہیں)۔ اور اس کے برعکس ہونا  
یعنی بالوں کا کم اور باریک ہونا برودت و رطوبت کو  
بتاتا ہے +

واما من جهة الشكل فان المعودة واما من جہہ الشکل فان المعودة  
تدل على الحرارة والیوسہ ہے کہ بالوں کی جعودت (گھونگھریالے ہونا) حرارت و پوست  
تدل على التواء الثقب والمسام کی دلیل ہے۔ اور گاہے یہ اس امر کو بتاتی ہے کہ بدن  
وهذا لا یستحیل بتغیر المزاج کے سوراخ اور مسامات پیچیدہ اور ٹیڑھے ہیں۔ اس صورت  
والسببان الا ولا یتغیران میں بالوں کی شکل جو ہوتی ہے، وہ مزاج کے تغیر سے بدل

والسبوطۃ تبدل علی اضدادہ نہیں سکتی (بلکہ ایسی صورت میں بالوں کی موجودت ابتدائے  
ذاتک پیدائش سے آخر عمر تک قائم رہتی ہے)؛ اس کے برعکس  
پہلے دونوں سبب یعنی حرارت و یبوست میں تغیر آ سکتا ہے  
(اور ان کے تغیر سے بالوں میں تغیر آ سکتا ہے) چنانچہ ایسا  
بار بار دیکھا گیا ہے کہ جوانی میں بال گھونگھریا لے بیٹے ہیں،  
اور بڑھاپے میں سیدھے ہو جاتے ہیں) \*

واما من جهة اللون فان السواد بالوں کی رنگت سے اس طرح رہبری حاصل کی جاتی  
یدل علی الحارسة والصهوبة ہے کہ بالوں کی سیاہی حرارت مزاج کو بتاتی ہے، اور  
تدل علی البرودة والشقرة بالوں کی صوبت (پیاز کی رنگت) برودت مزاج کو؛ اور  
والحمرة تدلان علی الاعتدال بالوں کی شقرت (زردی مائل سرخی) اور سرخی اعتدال  
والبیاض یدل اماً علی رطوبة مزاج کو، اور بالوں کی سفیدی گاہے رطوبت اور برودت  
و برودة كما فی الشیب و اما پر دلالت کرتی ہے، جیسا کہ بڑھاپے میں ہوتا ہے؛ اور  
علی بیس شدید كما یعرض للنبات گاہے یبوست کی شدت پر دلالت کرتی ہے، جیسا کہ نباتات  
عند الجفاف من السلاخ سوادہ کے سوکھ جانے کے وقت اسکی سیاہی، یعنی سبزی، کے  
وهو الخضرة الی البیاض وهذا دور ہو جانے سے ان میں ایک قسم کی سفیدی آ جاتی ہے، اس  
انما یعرض فی الناس فی اعقاب قسم کی سفیدی انسان میں امراض مجففة (خشکی پیدا کرنے والے  
الامراض المجففة) کے بعد لاحق ہوا کرتی ہے \*

وسبب الشیب عند الرطوبت الیس بال کے سفید ہونے (شیب) کا سبب رطوبت کے  
هو الاستحالة الی لون البلغم نزدیک یہ ہے کہ (جس مادہ سے بال پیدا ہوتے ہیں) اسکا  
وعند جالینوس هو التکرج رنگ بلغم کے رنگ میں تبدیل ہو جاتا ہے؛ اور جالینوس  
الذی یلزم الغذاء الصائر کے نزدیک بال کے سفید ہونے کا سبب یہ ہے کہ جو غذا  
الی الشعر اذا کان بارداً و کان بالوں کی طرف روانہ ہوتی ہے، جب یہ بارہ ہوتی ہے، اور  
بطئی الحركة مدّة نفوذ فی المسام مسامات میں سستی کے ساتھ نفوذ کرتی ہے، تو اس وقت  
اس میں ایک قسم کا شکر جڑ (پیمپھوند) لاحق ہو جاتا ہے  
یعنی اس غذا میں ایک قسم کا تغیر لاحق ہوتا ہے، جسے

پھونکے تشبیہ دی جاسکتی ہے، اور جس طرح اس تغیر کے بعد پھونکے سفیدی آجاتی ہے، اسی طرح بال کی غذا میں اس تغیر کے بعد سفیدی آجاتی ہے) \*

واذا تأملت القولین وجدتهما في الحقيقة متقاربين فان العلة في بياض بون البلغم والعلة في بياض المتكبر واحد وهي الى الطبع

لیکن جب تم ان دونوں اقوال میں راسطہ اور جالینوس کے اقوال میں) غور کرو گے۔ تو دونوں کو قریب قریب ہی پاؤ گے؛ کیونکہ بلغم کے رنگ کے سفید ہو جانے کی علت، اور پھونکے سفید ہونے والی چیز کے سفید ہو جانے کی علت ایک ہی ہے۔ لیکن اس مسئلہ کی تحقیق اور چھان بین علم طبعی کے متعلق ہے \*

وبعد هذا فان للبلدان والاهوية تاثيرا في امر الشعر ينبع ان يراعى فلا يتوقع من النخعي شقرة شعرة ليستدل بها على اعتدال مزاجه الذي له ولا للصقالبي سواد شعرة حتى يستدل به على سخونة مزاجه الذي يحسبه

اس کے بعد یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ بالوں کی رنگت (غیر) میں ملکوں اور ہوائوں کو دخل اور اثر ہے، جنکا لحاظ کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ رنگیوں (جشیوں) میں یہ توقع نہ رکھنی چاہئے کہ اُن کے بال اشقر (زرہی مائل سرخ) ہو جائیں اور اُس سے اُن کے مخصوص مزاج کے اعتدال کی طرف رہبری حاصل کی جائے۔ (کیونکہ ان کے اقلیم کی ہوا اتنی گرم ہوتی ہے کہ ان میں اس قسم کے بالوں کا ہونا ناممکن ہے) اور مقلایوں میں بالوں کی سیاہی کی اسید رکھنی چاہئے جس سے اُن کے مخصوص اور مناسب مزاج کی حرارت بھی جاسکے (کیونکہ ان کے ملک کی ہوا اتنی ٹھنڈی ہوتی ہے کہ ان میں بالوں کا سیاہ ہونا ناممکن ہے) \*

والاسنان ايضا تاثير في امر الشعر فان الشبان كالجنوبيين والعبيان كالشماليين والكمول كالمعتولين

اے ہذا عمروں کو بھی بالوں کی رنگت وغیرہ) میں اثر و دخل ہے، چنانچہ جوان گویا جنوب والوں کی طرح ہیں، اور بچے گویا شمال والوں کی طرح ہیں، اور ادمیر گویا بیچ کے لوگ ہیں \*

یعنی جوانوں کے بال جنوب والوں کی طرح سیاہی کی طرف مائل ہونے چاہئیں، اور بچوں کے بال شمال والوں کی طرح بھورے سے ہونے چاہئیں \*

و کثرة الشعر في الصبي تدل على استعماله من اجبه الى السواد و بية اذا كبر وفي الشيخ على انه سوداوى في الحال

بچپن میں بالوں کی کثرت اس بات کی دلیل ہے کہ جب یہ بڑے ہونگے، تو ان کا مزاج سوداوی ہو جائیگا، اور بڑھاپے میں بالوں کی کثرت اس بات کی علامت ہے کہ انکا مزاج اس وقت (بحالت موجودہ) سوداوی ہے +

واما الرابع فهو جنس الدلائل الماخوذة من لون البدن فان البياض دليل على عدم الدم وقلته مع برودة فانه لو كان مع حرارة وخط صفراوى لا صفرا ولا حمرا دليل على كثرة الدم و على الحرارة والصفرة والشقرة تدلان على الحرارة الكثيرة لكن الصفرة ادل على الحرارة والشقرة على الدم والدم المرارى وقد تدل الصفرة على عدم الدم وان لم يوجد المرار كما يكون في البدن الناقصين

(۴) بدن کی رنگت سے بدن کی رنگت سے اس طرح رہبری حاصل کی جاتی ہے، بدن کی سفیدی اس امر کی علامت ہے کہ خون نہیں ہے، یا کم ہے، اور اس کے ساتھ برودت بھی ہے، اس لئے کہ اگر اسکے ساتھ حرارت یا خلط صفراوی ہو، تو بدن کی رنگت زرد ہوگی، (نکہ سفید) +

بدن کی سرخی خون کی کثرت اور حرارت کی دلیل ہے اور بدن کی زردی اور شقرت (زردی مائل سرخی یا بھورا پن) کثرت حرارت کی نشانیاں ہیں، لیکن زردی زیادہ تر صفرا کو بتاتی ہے، اور شقرت زیادہ تر خون کو، یا خون صفراوی کو، اگرچہ گاہے زردی اس امر کو بتاتی ہے کہ بدن میں خون نہیں ہے (خون کم ہے) خواہ بدن میں صفرا نہ پایا جائے (یعنی بدن کی زردی گاہے صفرا نہ ہونے کی صورت میں بھی خون کی کمی سے پیدا ہوا کرتی ہے)، جیسا کہ بیماری سے اٹھے ہوئے لوگوں (ناقصین) میں ہوا کرتا ہے +

والکمد دليل على شدة البرد فيقل له الدم ويجد ذلك القليل ويستحيل الى السواد ويغير لون الجلد

بدن کا نیلا (کمد) ہونا شدت برودت کی دلیل ہے جس سے خون کی پیدائش کم ہو جاتی ہے، اور جو کچھ پیدا بھی ہوتا ہے، وہ (برودت کی وجہ سے) منجمد ہو کر سیاہی مائل ہو جاتا، اور جلد کے رنگ کو بدل دیتا ہے +

والا دم دال على الحرارة والبالذنجال دليل على البرد واليبس لانه لون يتبع صرف السواد

بدن کے رنگ کا گندم گوں (آدمء اسمر) ہونا حرارت کی علامت ہے، اور بیگنی (زباد بخانی) ہونا برودت و یبوست کی دلیل ہے، کیونکہ اس قسم کا رنگ محض سوداوی وجہ سے

پیدا ہوتا ہے (جسکا مزاج بار دیا بس ہے) \*

والجصى يدل على صريح البدن  
والبلغمية والرصاصي دليل على  
البرودة والرطوبة مع سوداوية  
ملا نة بياض مع ادنى خضرة فيكون  
البياض تابعا للون البغمة والمزاج  
الرطوبة والخضرة تابعة لدم  
جامد الى السواد ما هو قد خالطه  
البغمة فخضرة

بدن کے رنگ کا جتنی (رنگ جیسا) ہونا برودت اور  
بلغمیت کی علامت ہے۔ اور رصاصی (قلعی جیسا) ہونا برودت  
اور رطوبت کی علامت ہے، جس کے ساتھ تھوڑی سی سوادیت  
بھی ہو؛ کیونکہ رصاصی رنگ میں کسی قدر سبزی کے ساتھ  
سفیدی ہوتی ہے، چنانچہ سفیدی تو بغم کے رنگ کی وجہ سے  
اور رطوبت کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے، اور سبزی ایسے  
نمہ خون کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے جو قدرے سیاہی مائل  
ہو، اور جو بغم کے ساتھ ملکر سبز ہو گیا ہو۔ \*

والعاجي يدل على برد بلغمي مع  
هرا ر قلیل  
وفي اكثر الامراض ان اللون  
يتغير بسبب الكبد الى صفرة  
وبياض وسبب الطحال الى  
صفرة وسواد وفن علة البواسير  
الى صفرة وخضرة وليس هذا  
بالدائم بل قد يختلف

بدن کے رنگ کا عاجی ہونا (ہاتھی دانت جیسا ہونا)  
بلغمی برودت پر دلالت کرتا ہے، جسکے ساتھ تھوڑا سا صفر بھی ہوتا  
ہے۔ بسا اوقات جگر کی وجہ سے (امراض جگر کی وجہ سے)  
بدن کی رنگت زردی اور سفیدی کی طرف مائل ہو جاتی ہے  
اور طحال کی وجہ سے (امراض طحال کی وجہ سے) زردی اور  
سیاہی کی طرف مائل ہو جاتی ہے؛ اور امراض بواسیر میں  
(یعنی بواسیر کی مختلف قسموں میں) زردی اور سبزی کی طرف  
مائل ہو جاتی ہے؛ لیکن یہ دائمی نہیں ہے (یعنی یہ ضروری  
نہیں ہے کہ بواسیر کی وجہ سے رنگت میں ہمیشہ اسی قسم کی  
تبدیلی ہو کر سے، بلکہ گاہے دوسری رنگتیں بھی پیدا  
ہو کر تی ہیں) \*

ولا استدلال من لون اللسان على [زبان] زبان کی رنگت سے بھی بدن کے عروق کے مزاج کا خوب  
مزاج العروق الساكنة والضاربة ہی پتہ چلا کرتا ہے، خواہ وہ عروق ساکنہ (وریدیں) ہوں  
فی البدن قوی یا ضاربہ (ترہ پینے والی شراہیں) \*

زبان پر چونکہ اس قسم کا کثیف اثر نہیں ہوتا ہے، جیسا کہ پیردن بدن پر ہوتا ہے، اس لئے دگوں

لے لون جتنی اُس سفیدی کو کہتے ہیں جسکے ساتھ تھوڑی سی نیلا ہٹا ہو۔ \*

کے اندر جس قسم کے مواد موجود ہوتے ہیں، زبان کی سطح پر آسانی کے ساتھ معلوم ہو جاتے ہیں۔ گیلانی +  
والاستدلال من لون العين علی [آنکھ] آنکھ کی رنگت سے دماغ کا مزاج بھی بہت ہی خوب معلوم  
ہوا اگر تا ہے +

کیونکہ آنکھ گویا دماغ ہی کا ایک حصہ ہے، اس لئے کہ آنکھ کے طبقات دماغ کے طبقات (اغشیہ  
دماغ) سے بنتے ہیں، اور آنکھ کی غذا (دم غازی) بھی دماغ ہی کی طرف سے آتی ہے، یعنی آنکھ کی سرخیوں  
اور وریڈیں دماغی وریڈوں ہی سے آتی ہیں۔

وسر بما یعرض فی مرض واحد [شذره] بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک ہی مرض میں دو  
اختلاف کوئی عضوین مثل اللسان عضو کی رنگتیں مختلف ہوتی ہیں، مثلاً ایک ہی مرض میں زبان  
قد یبیس ولبشرة الوجه تسود سفید ہو جاتی ہے۔ اور چہرہ کا بشہ سیاہ ہو جاتا ہے، جیسا  
فی مرض واحد مثل الیرقان العارض کہ اُس یرقان میں ہوتا ہے جو صفراء کی شدت احتراق سے  
لشدّة الحرقة من المراس عارض ہوتا ہے +

واما الخامس فهو جنس الدلائل (۵) اعضاء کی ہیئت سے | وہ علامتیں جو اعضا کی  
الماخوذة من هیئۃ الاعضاء ہیئت سے متعلق ہیں: جس شخص کا مزاج گرم ہوگا، اُس کا  
فان المزاج الحار یتبعه سعة سینہ فراخ ہوگا، ہاتھ پاؤں (اطراف) بڑے ہونگے،  
الصدر وعظم الاطراف وتمامها ہاتھ پاؤں قد وقامت میں پورے ہونگے، تنگ اور جھوٹے  
فی قد ودھان غیر ضیق وصغر نہ ہونگے، رگیں کشادہ اور نمایاں ہونگی، نبض عظیم اور قوی  
وسعة العروق وظهورها وعظم ہوگی، عضلات بڑے (اور موٹے) ہونگے، اور وہ جوڑوں  
النبض وقوته وعظم العضل قریب ہونگے (یعنی جوڑوں کے پاس عضلات کی موٹائی  
من المفاصل لان جميع الافاعیل نمودار ہوگی)؛ کیونکہ نشوونما اور ہیأت ترکیبیہ رجن سے  
النشویۃ والھیأت التركیبیۃ تم اعضاء کی ترکیب و ہیئت حاصل ہوتی ہے) کے تمام افعال  
بالحرارة حرارت ہی سے پورے ہوتے ہیں۔

والبرودة یتبعها اصداد هذه لقصور والقوی الطبیعیۃ بسببها عن تنمیم  
الفعال الانشاء والتخلیق افعال الانشاء والتخلیق  
والمزاج البارد یتبعه قسوت جس شخص کا مزاج سرد ہوگا، اُس میں ان  
باتوں کے خلاف پایا جائیگا، کیونکہ برودت کی وجہ سے تولد  
طبیعیہ نشوونما اور افعال تخلیق کی تکمیل سے قاصر ہوتے ہیں +  
جس شخص کا مزاج یا پس ہوگا، اُس کی جلد خشک

وظهور مفاصل وظهور الغضاريف اور کمر درمی ہوگی، بدن کے مفاصل نمایاں ہونگے، خجمرہ  
فی الخجمرۃ ولا لف وکون الالف (نرخمرہ) اور ناک کی کمریاں نمایاں (اور اُبھری ہوئی) ہونگی  
مستویا ناک سیدھی ہوگی (بتلی اور کھڑی ہوگی) +

واما السادس فهو جنس الکاکل (۶) اعضاء کا جلد یا بدیر متاثر ہونا وہ علامتیں  
الماخوذة من سرعة الافعال جواعضاء کے جلد یا بدیر متاثر ہونے سے ماخوذ ہیں: جو عضو  
الاعضاء فانه ان كان العَضْوُ آسانی کے ساتھ اور جلد (کسی سبب مسخن سے) گرم ہو جائے  
یسخن سریعًا بلا معاصرة فهو تو سمجھنا چاہئے کہ اسکا مزاج گرم ہے؛ اسلئے کہ مناسب جنس  
حار المزاج اذا استحالۃ فی الجنس (مشابہ اور ہم جنس کیفیت) کی طرف بقابلہ جنس مصداقہ کے  
المناسب تكون اسهل من الاستحالة استعمال آسانی کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور جو عضو آسانی کے  
الی المضاد وان كان یبدد سریعًا ساتھ اور جلد (کسی سبب مبرد سے) سرد ہو جائے، وہ اسکے  
فلا مبر بالصدک ذلک بعینه برعکس (بارد) ہے، جسکی وجہ بعینہ وہی ہے جو حرارت کے  
متعلق بیان کی گئی +

فان قال قائل ان الامر یجب ان اگر کوئی کہنے والا یہ کہے (کوئی اعتراض کرنے والا  
یکون بالصدق فانا نعرف یقینًا اعتراض کرے) کہ ”معاذلہ تو اسکے برعکس ہونا چاہئے (یعنی  
ان الشئ انما ینفعل عن صدقہ ہونا تو یہ چاہئے کہ جو عضو آسانی سے گرم ہو جائے، وہ سرد  
لا عن شبیہہ وهذا کلام الذی ہوا اور جو عضو آسانی سے سرد ہو جائے، وہ گرم ہو) کیونکہ  
قد متہ یوجب ان یکون یہ ہم یقینی طور پر جانتے ہیں کہ تمام چیزیں اپنی مند سے  
الافعال من الشبیہہ اولی (کیفیت مضادہ) سے متاثر ہوا کرتی ہیں، نہ کہ ہم جنس  
اور مشابہ کیفیت سے۔ اور یہ بات جواب بھی آپ نے کہی ہے  
اس سے تو یہ لازم آتا ہے کہ شبیہ اپنے شبیہ سے (یعنی خل  
اپنے مثل اور ہم جنس سے) بدرجہ اولیٰ اور زیادہ آسانی  
کے ساتھ متاثر ہو“ (حالانکہ واقعہ اسکے خلاف ہے؛ کوئی  
چیز اپنے شبیہ اور مثل سے متاثر نہیں ہوا کرتی ہے) +

فالجواب عن هذا ان الشبیہ الخجواب کا جواب یہ ہے کہ جس شبیہ اور ہم جنس  
الذی لا ینفعل عنه هو الذی سے دوسری شبیہ چیز متاثر نہیں ہوا کرتی ہے، اسکے لئے

کیفیتہ و کیفیتہ ما ہو شبیه به ضروری ہے کہ اس شبیه کی کیفیت، اور اُس دوسری چیز  
واحدہ فی النوع والطبیعة کی کیفیت، جو اُس کی شبیه ہے، دونوں نوعیت اور طبیعت  
کے لحاظ سے ایک ہوں (یعنی دونوں کی کیفیت نوعیت اور  
درجہ کیفیت کے لحاظ سے ایک ہی ہو، مثلاً دونوں گرم  
ہوں، اور ایک ہی درجہ کی گرم ہوں) +

ولا سخن ليس شبيها بالابرد چنانچہ گرم چیز سرد چیز کی شبیه نہیں ہو سکتی (کیونکہ  
بل السخنيان واحد هما سخن دونوں کی کیفیت اس صورت میں بلحاظ نوعیت کے ایک  
مختلفان نہیں ہے، بلکہ دو ہیں، ایک میں حرارت ہے، اور دوسری  
میں برودت)۔ بلکہ اس قسم کی دو گرم چیزیں بھی باہم شبیه  
اور ہم جنس نہیں ہو سکتیں، جن میں ایک زیادہ گرم ہو، اور  
دوسری کم +

فيكون الذي ليس باسخن چنانچہ اس صورت میں جو چیز کم گرم ہے، وہ بمقابلہ  
هو بالقياس الى الاسخن باسداً دوسری زیادہ گرم چیز کے بارد ہوگی، اور وہ مقابلہ بارد ہونے  
فينفعل من حيث هو بارد کی حیثیت سے دوسری زیادہ گرم چیز سے متاثر ہوگی، نہ کہ  
بالقياس اليه لاحار وينفعل حار ہونے کی حیثیت سے۔ اسی طرح ایسی کم گرم چیز اُس چیز  
ايضاً عن الابد منه وعن البارد سے بھی متاثر ہوگی، جو اس کے مقابلہ میں بارد ہے، اور اُس  
الا ان احدهما ينفي کیفیتہ ويعين چیز سے بھی متاثر ہوگی جو حقیقت میں بارد ہے۔ لیکن  
اقوى مافيه والاخر ينقص (ان دونوں صورتوں میں یہ فرق ہوگا کہ) ان میں سے ایک  
کیفیتہ فيكون استمالته لے چیز (زیادہ گرم چیز) تو اس کم گرم چیز کی کیفیت کو بڑھا دیگی،  
ماينفي کیفیتہ ويعين اقوى مافيه اور اس میں جو کیفیت قوی اور غالب ہے، اُس کی مدد  
اسهل کر دیگی، اور دوسری چیز (بارد چیز) اس کی کیفیت کو کم  
کر دیگی۔ جب ایسا ہے، تو ظاہر ہے کہ ایسی کم گرم چیزیں

اسی گرم چیز، جو بمقابلہ کسی دوسری چیز کے کم گرم ہے، اس میں غالب اور قوی کیفیت کیا ہوگی؟ یقیناً  
حرارت ہوگی، ورنہ اسے گرم کیونکر کہا جاتا۔ ایسی گرم چیز جب دوسری زیادہ گرم چیز سے متاثر ہوگی، تو یقیناً  
اسکی حرارت میں اضافہ ہو جائیگا +

(مناسبت اور اتحاد کی وجہ سے) اُس چیز کی کیفیت آسانی کے ساتھ حاصل ہو جائے گی، جو اس کی کیفیت میں اضافہ کرنے والی، اور اسکی کیفیت غالبہ کی امداد کرنے والی ہے (یعنی یہ کم گرم چیز زیادہ گرم چیز سے آسانی متاثر ہو کر بہت جلد اپنی حرارت کو بڑھا لے گی) +

اس کے بعد شیخ ایک دوسری بات بتانا چاہتے ہیں کہ یہ امر دائمی (اور کلی) نہیں ہے کہ جب دو چیزیں کم و بیش گرم ہوں، یعنی ایک زیادہ گرم (اسخن) ہو، اور دوسرا کم گرم (سخن) ہو، تو زیادہ گرم چیز کم گرم چیز کی کیفیت میں اضافہ ہی کر دے، یعنی اسخن سخن کی کیفیت کو قوی ہی کر دے، بلکہ ایک خاص صورت ایسی بھی ہے، جس میں اس کی توقع نہیں کی جاسکتی؛ مثلاً ببردنی حرارت یعنی حرارت غریبہ جب بدن پر باہر سے امداد ہوتی ہے، تو وہ حرارت غریبہ کو قوی نہیں کرتی۔ حالانکہ مذکورہ بالا قاعدہ کو اگر کلیہ مان لیا جائے تو ایسا ضرور ہونا چاہئے تھا۔ چنانچہ اسکی مفصل تقریر درج ذیل ہے:

علم ان ہلنا شیئاً آخر یختص علاءہ ازیں یہاں ایک دوسری بات بھی ہے، ببعض ما ہو مشارک فی الکلیفۃ جو خصوصیت کے ساتھ بعض ہم کیفیت چیزوں (شریک و ناقص فیہا مثل ان الحار المزاج فی الکلیفۃ) میں پائی جاتی ہے، جن میں سے ایک چیز میں وہ فی طبعہ انما یسرع قبولہ لتاثر کیفیت کم ہو (یعنی دونوں چیزیں گرم ہوں، اور ان میں سے الحار فیہ لما یبطل الحار من ایک چیز میں گرمی نسبتاً کم ہو)۔ مثلاً جو چیز طبعاً گرم مزاج تاثیر الصند الذی ہوا ببرد ہوتی ہے، وہ دوسری زیادہ گرم چیز (اسخن) کی تاثیر کو المعروق لما یخول المزاج الحار محض اسی وجہ سے جلد قبول کر لیا کرتی ہے کہ یہ گرم چیز (جو ببردنی طور پر واد ہوتی ہے، اور مقابلاً زیادہ گرم و بطل المانع تعاوناً علی التسخین بھی ہے) اپنی ضد کی تاثیر کو یعنی برودت کی تاثیر کو باطل کر دیا فیتبع ذلک التعاون اشتداد کرتی ہے؛ در انحالیکہ جو چیز طبعاً گرم مزاج ہے، اسکو تمام من الکلیفیتین زیادہ گرم ہونے سے روکنے کا اصلی فدیہ برودت تھی۔

چنانچہ جب یہ دونوں چیزیں مل جاتی ہیں (یعنی جب ایک گرم چیز کے ساتھ دوسری ببردنی گرم چیز مل جاتی ہے) اور زیادہ تسخن کا جو مانع تھا وہ دور ہو جاتا ہے، تو یہ

دونوں چیزیں حرارت و تخنیں میں ایک دوسرے کی امداد کرتی ہیں، اور اس باہمی امداد کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دونوں کی کیفیتیں شدید ہو جاتی ہیں (یعنی تخن کی کیفیت بھی شدید ہو جاتی ہے) جو باہر سے وارد ہوئی ہے، اور تخن کی کیفیت بھی شدید ہو جاتی ہے)۔

اس تقریر کا خلاصہ یہ ہوا کہ کیفیت میں اس قسم کا اضافہ اُسی وقت ہوگا، جبکہ دونوں گرم چیزیں، یا دونوں حرارتیں ایک دوسرے کی امداد کریں، اسکے برعکس اگر دونوں حرارتیں ایک دوسرے کا مقابلہ کریں، تو ظاہر ہے کہ حرارت میں اس قسم کا اضافہ نہ ہو سکیگا، چنانچہ ذیل کی تقریر کا خلاصہ بھی ہے:

واما اذا حاول الحار الخارجی لیکن جب کوئی بیرونی گرم چیز (خارج) وارد ہو کر ان یبطل الاعتدال فان الحار بدن کے اعتدال کو باطل کرنا چاہتی ہے (جو دراصل اُس بیرونی الغریزی الداخل اشدا چیز کے مقابلہ میں کم گرم ہے) تو اندرونی حرارت غریزیہ الاشیاء مقاومة لمحتة ان السموم رجائے امداد کرنے کے) سختی کے ساتھ اس کا مقابلہ کرتی ہے۔ الحارّة لا یقاومها ولا یدفعها حتی کہ سموم حارہ (گرم مزاج کے سموم) کا مقابلہ بھی محض حرارت ولا یفسد جوہرها الا الحارّة غریزیہ ہی کرتی ہے؛ یہی ان کو دفع کرتی ہے، اور یہی الغریزیة فان الحارّة ان کے جوہر کو فاسد کرتی ہے؛ کیونکہ حرارت غریزیہ یہی طبیعت الغریزیة الة للطبیعة تدفع کے لئے آواز کار اور ذریعہ عمل ہے، جس سے وہ باہر سے ضرر الحار الواسر دبتحرکھا آنے والی گرم چیز کی مضرت کو دور کر دیا کرتی ہے؛ جس کی الروح الی دفعه و نتیجة بخارها صورت یہ ہوتی ہے کہ طبیعت روح کو اس گرم چیز کے دفع و تحلیلہ و احراق مادّہ کہنے کے لئے متحرک کر دیتی ہے، اس کے (گرم چیز کے) و تدفع ایضا ضرر البارد بخارات کو کنارہ کر دیتی ہے، اور اسکو (اس گرم چیز کو) تحلیل کر دیتی ہے، اور اس کے مادّہ کو جلا ڈالتی ہے۔ الواسر دبا لمضادة

پھر جس طرح وہ بیرونی گرم چیز کی مضرت کو دور کر دیا کرتی ہے، اسی طرح وہ بیرونی سرد چیز کی مضرت کو بھی باہم مضاد ہونے کی وجہ سے دور کر دیا کرتی ہے، (کیونکہ حرارت غریزیہ یہ بمقابلہ برودت کے یقیناً مضاد ہے) +

الفرض حرارت غریزہ جس طرح برودت سے مقابلہ کرتی ہے، اسی طرح اس حرارت سے بھی، جسکو

حرارت غریبہ کہتے ہیں +

ولیسٹ ہذا الخاصیۃ البرودة فانها انما تتنازع وتعاوق الوارد الحار بالمضادة فقط ولا تتنازع الوارد البارد

یہ خاصیت برودت میں نہیں پائی جاتی ہے، کیونکہ برودت محض برودتی گرم چیز سے، مضاد ہونے کے باعث جنگ اور مقابلہ کیا کرتی ہے، برودتی سرد چیز سے یہ بالکل مقابلہ نہیں کر سکتی +

والحرارة الغریزیۃ ہی التي تسمى الرطوبات الغریزیۃ عن ان یستولی علیها الحرارة الغریبۃ فان الحرارة الغریزیۃ اذا كانت قویۃ تمكنت الطبیعة بتوسطها من التصرف فی الرطوبات علی سبیل النضج والهضم وحفظها علی الصحة فحركة الرطوبات علی نحر تصرفها وامتنت علی التمرک علی نحر تصرف الحرارة الغریبۃ فلم تعفن

(اس کے برعکس) حرارت غریبہ (باوجود حرارت ہونے کے) رطوبات غریبہ میں حرارت غریبہ کا غلبہ اور تسلط ہونے نہیں دیتی ہے، چنانچہ جب حرارت غریبہ قوی ہوتی ہے، تو طبیعت (طبیعت مدبر بدن) اسکی وساطت سے (اسکے ذریعہ سے) اس امر پر قادر ہوتی ہے کہ وہ رطوبات میں نفع اور ہضم کے کام انجام دے، اور ان رطوبات کو بہتر حالت میں محفوظ رکھے؛ چنانچہ جب ایسی صورت ہوتی ہے، تو یہ رطوبات طبیعت کے (یا حرارت غریبہ کے) تصرفات کے مطابق بدن میں حرکت کرتی ہیں، اور حرارت غریبہ کے تصرفات کے مطابق حرکت کرنے سے باز رہتی ہیں، اس لئے تعفن سے بچی رہتی ہیں؛ (اگر یہ رطوبات حرارت غریبہ کے قبضہ سے چھوڑ کر حرارت غریبہ کے تصرف میں آجائیں، تو یہ بہت جلد متعفن ہو جائیں) +

واما ان كانت هذی الحرارة ضعیفة خللت الطبیعة عن الرطوبات لضعف الالة المتوسطة بینہا و بین الرطوبات فوقفت وصادفتها الحرارة الغریبۃ غیر مشغولة بتصرف فتمكنت منها واستولت علیها وحركتها حركة

لیکن جب حرارت غریبہ ضعیف ہوتی ہے، تو طبیعت اپنے آلہ کے ضعف کی وجہ سے، جو کہ اس کے اور رطوبات کے بیچ میں واقع تھا، ان رطوبات سے کنارہ کش ہو کر اپنا کام چھوڑ دیتی ہے، اس لئے اب ان رطوبات میں حرارت غریبہ کا قبضہ ہو جاتا ہے، جو طبیعت کے تصرفات سے بے نیاز اور بے پردہ ہو کر پوری قدرت کے ساتھ ان رطوبات پر تسلط اور غالب ہو جاتی ہے، اور غیر طبعی تحریک پیدا کر کے

غریبۃ فحدثت العفونة ان میں عفونت پیدا کر دیتی ہے +  
 فالحراة الغریزۃ الہ للقوی الغرض حرارت غریزہ تمام قوتوں کا آلہ ہے، اور  
 کلہا والبرودة منافیۃ لہا لا تنفع بردوت تمام قوتوں کی منافی اور دشمن ہے؛ اگر کسی میں  
 الا بالعرض فہذا یقال حرارة غریزۃ مفید ہوتی ہے، تو بالعرض، اسی وجہ سے اس حرارت کو  
 غریزۃ ولا یقال برودة غریزۃ حرارت غریزہ کہا جاتا ہے (غریزۃ = طبیعت)، اور  
 ولا ینسب الی البرودة من بردوت کو "برودت غریزہ" نہیں کہا جاتا، اور اسی وجہ سے  
 کد خدا یتۃ البدن ما ینسب بدن کی کد خدا یتۃ (بدن کی تدبیر و اصلاح) کو حرارت  
 الی الحرارة کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، بردوت کی طرف منسوب نہیں  
 کیا جاتا +

کد خدا کے لغوی معنی "گھر کے مالک" کے ہیں، اور یہ ظاہر ہے کہ جس طرح گھر کا مالک گھر کی تدبیر  
 و اصلاح میں مصروف رہتا ہے، اسی طرح طبیعت حرارت غریزہ کی امداد سے بدن کی تدبیر و اصلاح میں  
 مشغول رہتی ہے + (کد خدا = فارسی لفظ ہے)

واما السابغ فهو الجنس الماخوذ (۷) نیند اور بیداری سے وہ علامتیں جو نیند اور  
 من احوال النوم والیقظة فان بیداری سے ماخوذ ہیں: نیند اور بیداری کا اعتدالی حالت  
 اعتدال العما یدل علی اعتدال المزاج پہنونا اس امر کی دلیل ہے کہ مزاج، اور علی الخصوص دماغ کا  
 لا سیما فی الدماغ و زیادۃ النوم للوطۃ مزاج معتدل ہے۔ نیند کی زیادتی رطوبت اور بردوت کی  
 والبرودة و زیادۃ الیقظة للیبس علامت ہے؛ اور بیداری کی زیادتی یہوست اور حرارت  
 والحما یرتفع فی الدماغ کی، علی الخصوص دماغ کی یہوست و حرارت کی دلیل ہے۔

واما السابغ من فهو الجنس الماخوذ (۸) افعال اعضاء سے وہ علامتیں جو افعال اعضاء سے  
 من دلائل الافعال فان لافعال ماخوذ ہیں: افعال جب تک اپنی طبعی رفتار پر جاری ہوں،  
 اذا كانت مستمرة علی المجری الطبیعی نیز جب تک یہ کامل اور پورے ہوں، اُس وقت تک مجھ کو  
 تامة کاملۃ دلت علی اعتدال المزاج مزاج معتدل ہے، اور جب ان کی طبعی رفتار بدل جائے،  
 وان تغیرت عن جہتہا الی حرکات اور ان میں حرکت کی کثرت اور انحراف ہو جائے، تو سمجھنا چاہئے  
 مفرطة دلت علی حرارة المزاج و کذا کہ مزاج میں حرارت زیادہ ہو گئی ہے؛ اسی طرح جب ان  
 اذا سرعت فانہا تدل علی الحرارة افعال میں تیزی اور سرعت لاحق ہو جائے، تو یہی حرارت ہی

مثل سرعة النشوة وسرعة نبات الشعر وسرعة نبات الأسنان وان تبدلت وضعفت وتكاسلت وابطأت دلت على برودة المزاج على انه قد يكون ضعفها وتبدلها وقصورها واقعا بسبب مزاج حار الا انه لا يخلو مع ذلك عن تغير عن الجبري الطبيع مع المضعف

کاپہ دیتے ہیں، مثلاً تیزی کے ساتھ اعضاء کا نشو و نما پانا، تیزی سے بالوں کا اگنا، اور تیزی سے دانتوں کا نکلنا + اور اگر افعال میں بلادت، ضعف، کسل، اور سستی ہو، تو یہ برودت مزاج کی دلیل ہے۔ علاوہ ازیں گا ہے افعال میں ضعف، بلادت، اور فتور حرارت مزاج کی وجہ سے بھی لاحق ہوا کرتا ہے؛ لیکن اس صورت میں یہ ضروری ہے کہ ضعف (اور بلادت وغیرہ) کے ساتھ طبعی رفتار سے افعال بدلے ہوئے ہوں (یعنی ضعف اور بلادت کے ساتھ افعال میں تنویش بھی ہو) +

یعنی افعال کے ضعف، فتور اور بلادت سے برودت پر استدلال لانا نامی نہیں ہے، بلکہ اکثری ہے۔ کیونکہ بعض اوقات افعال میں ضعف، فتور، اور بلادت حرارت سے بھی لاحق ہو جایا کرتی ہے +

وقد يغوت بسبب الحرارة ايضا كثيرون الا فاعال الطبيعية وينقص مثل النوم فربما بطل بسبب اطناج الحار ونقص وكذلك قد يزداد بعض الاحوال الطبيعية للبرد مثل النوم الا انها لا يكون من جملة الاحوال الطبيعية مطلقا بل بشرط وسبب فان النوم ليس محتاجا اليه في الحياة والصحة حاجة مطلقة بل بسبب تعلق من الروح عن الشواغل لما عرض له من التعب او لما يحنأج اليه من الاكباب على هضم الغذاء بعجزه عن الوفاء بالاهرين

بہت سے طبعی افعال حرارت کی وجہ سے بھی باطل یا ناقص ہو جایا کرتے ہیں۔ چنانچہ نیند بسا اوقات سو مزاج حار کی وجہ سے باطل یا ناقص ہو جایا کرتی ہے + اسی طرح سے بعض طبعی حالات برودت کی وجہ سے بڑھ بھی جایا کرتے ہیں؛ چنانچہ نیند (غلبہ برودت کی وجہ سے) زیادہ ہو جایا کرتی ہے۔ اگرچہ یہ طبعی حالات (جو برودت کی وجہ سے بڑھ جایا کرتے ہیں) اُن حالات میں سے نہیں ہیں جو مطلقاً اور بلا قید طبعی ہوتے ہیں؛ بلکہ یہ ایک شرط اور سبب کے ساتھ طبعی ہیں۔ چنانچہ (مثلاً) زندگی اور صحت میں نیند اگر ضروری چیز ہے، تو مطلقاً (بلا قید) ضروری نہیں ہے، کیونکہ نیند کی حالت تو سکون، بیکاری اور سوت سے (مثلاً) ہے؛ بلکہ اس سبب سے اسکی ضرورت ہے کہ روح کو جن شغولیوں کی وجہ سے تھکاں لاحق ہو جاتی ہے، نیند کی وجہ سے روح کو ان شغولیوں سے فرمت مل جاتی ہے؛ یا

نیند کی ضرورت اسلئے پڑتی ہے کہ روح نیند کی حالت میں ہضم  
غذا کی طرف پورے طور پر متوجہ ہو جاتی ہے، اس وجہ سے  
کہ وہ دونوں کاموں کی تکمیل سے رہنم غذا، اور بیرونی محاسن  
کے استعمال سے) عاجز ہوتی ہے +

فاذن النوم انما يحتاج اليه اس سے ثابت ہوا کہ نیند کی حاجت اور ضرورت اگر  
من جهة عجز ما د هو خد وجہ ہے، تو ایک قسم کی بے بسی اور بے چارگی کی وجہ سے ہے،  
عن الواجب الطبيع وان كان اور یہ ایک غیر ضروری اور غیر طبعی چیز ہے، (جو مقصد زندگی  
ذلك الخروج طبيعيا من حيث کے خلاف ہے)؛ اگرچہ یہ غیر طبعی چیز ضروری اور لا بدی ہونے  
هو ضروری فان الطبيع يقال کی وجہ سے طبعی بھی ہے (یعنی نیند اگرچہ اس لحاظ سے غیر طبعی  
على الضرورى باشتراك الاسم چیز ہے کہ یہ ایک قسم کی موت اور افعال کا عدم ہے، مگر العرض  
اور مصلحتاً اس مخصوص بیکاری اور موت کی ضرورت بھی ہے،  
اور اس کے بدون کوئی چارہ بھی نہیں)۔ چنانچہ ”ضروری چیز“  
کو بھی اشتراک اسمی (اشتراک لفظی) کے طور پر طبعی کہہ دیا  
جاتا ہے +

الغرض ”طبی“ کے دو معنی ہوئے: (۱) وہ چیز جو مقتضائے طبع کے موافق ہو، مثلاً حرکت اور بیداری  
کیونکہ زندگی کا مقصد فعل (کام) ہی ہو سکتا ہے، بیکاری اور عدم فعل نہیں ہو سکتا ہے؛ (۲) وہ چیز جو ضروری  
اور لا بدی ہو، یعنی اس کے بغیر چارہ نہ ہو یا خواہ بالعرض اور طبعاں سکی ضرورت ہو، مثلاً سکون، اور نیند، کہ  
ان کی ضرورت محض اس وجہ سے ہے کہ اگر سکون اور آرام نہ کیا جائے، تو اعضاء خشک کر بیکار ہو جائیں +  
وهذا القسم لا يثبت له انما علامات کی یہ قسم (جو افعال اعضاء سے ماخوذ ہے) اسکی  
هو على المزاج المعتدل وذلك صحیح رہنمائی محض معتدل مزاج ہی کی طرف ہو سکتی ہے، یعنی  
بان يعتدل الافعال ويتم واما جب افعال درست اور کامل ہوتے ہیں، تو اس سے یقینی طور  
دلالة على الحر والبرد واليبوسة پر پتہ چلتا ہے کہ مزاج معتدل ہے۔ رہا افعال اعضاء سے  
والرطوبة فدلالة تخمينية حرارت، برودت، یبوست اور رطوبت پر استدلال کرنا، تو  
یہ ایک تخمینی بات ہے (اکل پچ بات ہے، یقینی نہیں) +

چنانچہ بسا اوقات بطلان فعل برودت کی بجائے اسباب حرارت سے بھی ہو جایا کرتے ہیں؛ یہ کوئی کئی

بات نہیں ہے کہ نقصان اور بطلان فعل محض برد و دت ہی سے ہو سکتا ہے، اور حرارت ہی ہمیشہ افعال میں تشویش ہی آتی ہے +  
 ومن جنس الأفعال القویۃ الدالۃ . وہ علامتیں جو جنس افعال سے ہیں اور جنکی دلالت  
 علی الحرارۃ قوۃ الصوت . درہنائی "حرارت" کی طرف قوی اور مستحکم ہے، ان میں سے  
 وجہ سارۃ و سرعۃ الكلام والصالہ آواز کا قوی اور بلند ہونا، تیزی سے مسلسل گفتگو کرنا، غصہ کا  
 وسرعة الغضب وسرعة الحركات جلد آجانا، حرکات بدن کا تیز ہونا، اور جلد جلد پلک مارتا (آنکھ  
 والطرف وان کان قد یقع جھپکنا) بھی ہے۔ اگرچہ ان امور کا ظہور مخصوص طور پر اُسی  
 ہذا کے سبب عام بل بسبب وقت نہیں ہوتا، جبکہ سبب (حرارت) تمام بدن میں عام  
 خاص بعضوا الفعل ہو، بلکہ گاہے اُس وقت بھی ہوتا ہے، جبکہ وہ سبب (حرارت)  
 اُس عضو کے ساتھ مخصوص ہو، جس سے یہ کام وابستہ ہے +  
 مثلاً جلد جلد پلک مارتے کی صورت میں ممکن ہے کہ حرارت سارے بدن میں نہ ہو، بلکہ محض آنکھ میں  
 ہو۔ اسی طرح حرکات کی تیزی ممکن ہے کہ محض دماغ کی حرارت کی وجہ سے ہو +

والجنس التاسع جنس (۹) فضلات بدن سے وہ علامتیں جو بدن کے  
 دفع البدن للفضول وکیفیۃ خارج ہونے والے فضلات سے، امدان کی کیفیت خردج  
 مایدفع فان الدفع اذا استمر سے وابستہ ہیں :- جو فضلات خارج ہوا کرتے ہیں، اگر وہ  
 وکان ما یدرز من البراز برابر خارج ہوتے رہیں، اور سباز، بول، پسینہ وغیرہ  
 والبول والعرق وغیر ذلک کی قسم کی جو چیزیں خارج ہوا کرتی ہیں، اُن کی پورہ نہایت تیز  
 حادۃ الساعۃ قویۃ و صبر اور قوی ہو، ان میں سے جو چیزیں رنگین ہوا کرتی ہیں،  
 لمالہ صبر والنشواء وانطباخ وہ خوب رنگین ہوں، اور جو چیزیں بختہ اور گلی ہوئی ہوں  
 لمالہ النشواء وانطباخ فہو کرتی ہیں، وہ بختہ اور گلی ہوئی ہوں، تو سمجھنا چاہئے کہ  
 حار و ما یخالفہ فہو بارد وہ بدن گرم ہے۔ اور اگر یہ باتیں خلاف ہوں، تو سمجھنا  
 چاہئے کہ وہ بدن بار د ہے +

والجنس العاشر ما خود من (۱۰) الانفعالات نفسانیہ سے وہ علامات جو نفس  
 احوال قوی النفس فی افعالها کی قوتوں کے افعال و انفعالات (تاخیرات و تاثرات)  
 و انفعالاتھا مثل ان الحم القوی سے، خود ہیں :- مثلاً غصہ کا سخت ہونا، اندوہ و دلال کا  
 و انصجر و انعطۃ و انفعمر و الاقدیم زیادہ ہونا، فہم و ادراک کا تیز ہونا، بہادر ہونا، بے پرواہ

والوقاحة وحسن المظن وجودة هونا رحيا کاکم هونا، بدگمانیوں کاکم هونا (حسن ظن رکھنا)، امید  
الرجاء والقساوة والنشاط کا وسیع هونا (مایوس نہ هونا)، سنگدل هونا، چوکس رہنا  
وسر جولية الاخلاق وقلة الكسل (انسرودہ دل نہ رہنا)، اخلاق میں مردانگی کا هونا (مثلاً باوقار،  
وقلة الانفعال من كل شيء يدل بامروت، سچا، اور رازدار هونا، یعنی سمجھو راہیں نہ هونا) کا ہلی د  
على الحراسة واصداها سستی کاکم هونا، اور ہر چیز سے (مثلاً خوشی اور غم سے)  
على البرودة کم اثر پذیر هونا، یہ سب چیزیں سحرارت کی علامت ہیں۔ اور  
ان کے برعکس اور خلافت هونا برودت کی دلیل ہے (جسکی  
تفصیل کی چند ان ضرورت نہیں) +

وثبات الحرد والرضا والتحليل والمحفوظ خلقی اور خوشی کا دیر پارہنا، اور (دماغ میں) صور  
وغیر ذلك يدل على البسوسة وزوال ومعانی وغیرہ کا دیر تک قائم رہنا بیوسست کی علامت ہے  
الانفعالات لبسغیر يدل على الرطوبة اور تاثرات (انفعالات) کا جلد تر زائل ہونا رطوبت کی +  
ومن هذا القبيل الاحلام والمناخا **غراب** نیند میں غراب دیکھنا بھی اسی قبیلے سے ہے (انفعالات  
نان من غلب على مزاجه نفسانیہ کے قبیلے سے ہے)؛ چنانچہ جس شخص کے مزاج میں  
حرارة يری کا نہ یصلطے نیرانا حرارت کا غلبہ ہوتا ہے، وہ (گاہے) غراب میں یہ دیکھتا ہے  
ويتشمش ومن غلب على مزاجه کہ وہ آگ تاپ رہا ہے، اور دھوپ کھا رہا ہے۔ اور جس  
بردفیرمے کا نہ یصلطے اوہو شخص کے مزاج میں برودت کا غلبہ ہوتا ہے۔ وہ (گاہے)  
منغمس في ماء بار ویری غراب میں دیکھتا ہے کہ وہ پالا کھا رہا ہے (برن زدہ ہے)  
صاحب كل خلط ما يحب انسر یاہ کہ وہ ٹھنڈے پانی میں ڈوبا ہوا ہے۔ اسی طرح بیان کیا  
خلطه فيما يقال جاتا ہے کہ جس شخص میں جس خلط کا غلبہ ہوتا ہے وہ اسی خلط  
کے مناسب غراب دیکھتا ہے +

وهذا الذي ذكرناه كله او اكثره وهذا الذي ذكرناه كله او اكثره  
انما هو من باب علامات الامزجة سارے یا ان میں سے بیشتر ان مزاجوں کے علامات ہیں، جو  
الواقعة في اصل البنية واما خلقی اور پیدائشی ہوں، رہے علامتی اور غیر طبعی مزاجوں  
الامزجة الغريبة العرضية کے علامات، تو وہ حسب ذیل ہیں :-  
فالاحاس منها يدل عليه اشتعال **علامات مزاج حار** اگر مزاج میں حرارت کی زیادتی ہوگی، تو

حرارة البدن موزنة واستاء  
بالحمیات وسقوط قوة عند الحركات  
لثوران الحرارة وعطش مفرط  
والتهاب في فم المعدة وحرارة  
في الفم ونفض الى الضعف والسرعة  
المشاهدة والتواتر وتناوب  
بما يتناول من المنخات وتشف  
بالمبردات وسر داءة حال  
في الصيف

بدن کی حرارت میں تکلیف دہ تیزی ہوگی، بخاروں سے  
وہ شخص تکلیف اٹھائیگا (یعنی ایسے بدن میں بخار جلد پیدا  
ہوگا، یا یہ کہ جب بخار ہوگا، تو تکلیف زیادہ ہوگی)؛ حرکت  
کے وقت ایسا شخص جلد بخار ہو جائیگا، اس لئے کہ حرکت  
کے وقت حرارت میں اشتعال پیدا ہو جائیگا، پیاس کی  
زیادتی ہوگی، فم معدہ میں سوزش ہوگی، منہ میں کڑواہٹ  
ہوگی، نبض میں ضعف، شدید سرعت اور تواتر ہوگا، گرم چیزوں کے  
کھانے سے تکلیف ہوگی، اور ٹھنڈی چیزوں کے استعمال سے  
آرام ملےگا، اور موسم گرما میں ایسے لوگوں کی بُری گت ہوگی +

واما دلائل المزاج البارد  
الغیر الطبیعی فقلة وقلة  
عطش واسترخاء مفاصل  
وكثره حیات بلغمية وتناوب بالزلات  
وبتناول المبردات وتشف بتناول  
ما یلین وسر داءة حال في الشتاء

یہ ہوگی کہ ہضم میں کمی ہوگی، پیاس میں کمی ہوگی، مفاصل ڈھیلے  
ہونگے، بلغمی بخاروں کی کثرت ہوگی، نزلوں سے وہ شخص تکلیف  
پائیگا (نزله کی کثرت ہوگی، یا یہ کہ نزله سے اُسے تکلیف زیادہ  
ہوگی)، ٹھنڈی چیزوں کے کھانے سے اُسے نقصان پہنچےگا  
اور گرم چیزوں کے کھانے سے اُسے راحت ملے گی، اور موسم  
سرمایں اُس کی بُری گت ہوگی +

واما دلائل الرطب الغير الطبیعی  
فمناسبة لدلائل البرودة  
ویكون مع ترهل وسيلان لعاب  
ومخاط وانطلاق طبیعة وسوء  
هضم وتناوب تناول ما هو رطب  
وكثره نوم وتعب اجفان

علامات مزاج رطب اگر مزاج عارضی رطب ہوگا، تو اس کی  
علامتیں مزاج بارد کی علامتوں کے مشابہ ہونگی؛ نیز ان کے  
ساتھ بدن میں ترہل بھی ہوگا، منہ سے لعاب اور ناک سے  
مخاط (بلغم) بکثرت بہیگا، دست آئینکے (اور اجابت نرم  
ہو جائیگی)، بد معنی لاحق ہوا کرے گی، اور رطب چیزوں کے  
استعمال سے تکلیف ہوگی، نیند کی زیادتی ہوگی، اور پوٹوں  
پر تھج (بھر بھراہٹ) ہوگا +

واما دلائل الیابس الغير الطبیعی  
فتشف وسهر ونحول عارض وتناوب

علامت مزاج یابس اگر عارضی مزاج یابس ہوگا، تو اُس کی  
علامت یہ ہے کہ بدن کی جلد میں خشکی ہوگی، نیند کی کمی ہوگی،

بتناول مافیہ بیس و سوء حال لاغری عارض ہوگی، خشک چیزوں کے کھانے سے تکلیف  
فی الخریف وتشتت بما یسرطب پہنچے گی، خریف کے موسم میں ایسے شخص کا بڑا حال ہوگا، اور  
وانتشاف فی الحال للعاء الحار رطب چیزوں کے استعمال سے آرام ملے گا، گرم پانی اور لطیف  
والدھن اللطیف وشدۃ قبولہما روغنوں کو بہت جلد بدن جذب کر لے گا، اور انہیں خوب قبول  
کر لے گا۔

### الفصل الرابع فی صلاۃ علامۃ المعتدل المزاج فصل رم معتدل المزاج کے علامات کا خلاصہ

علاماتہ المجموعۃ الملتقطۃ عما قلناہ جب قدر علامات اور پر بیان کئے جا چکے ہیں، انہی سے چن کر  
وهو اعتدال الملمس فی الحر اور انتخاب کر کے معتدل مزاج کے لئے علامتوں کا ایک  
والبرد والیوسۃ والسرطوبۃ مجموعہ بن سکتا ہے، اور وہ یہ ہے:- حرارت وبرد و  
واللین والصلابة پیرست ودرطوبت، اور نرمی و سختی میں تمس (جلد بدن) کا  
معتدل ہونا +

واعتدال اللون فی البیاض سفیدی اور سرخی میں رنگ کا معتدل ہونا (اوسط  
والحمرة درجہ پر ہونا) +

واعتدال السخنة فی السمن والقضایۃ فریبی اور لاغری میں سخنہ (انگلیٹ) کا اوسط درجہ پر ہونا  
ومیل الی السمن اور اسکا فریبی کی طرف میلان ہونا +

وتكون عروقہ بین الغائرة و بین رنگوں کا درمیان حالت میں ہونا، نہ گرمی ہوں، اور  
الراکبة علی اللحم المتبرئة عنه بارساۃ دگرشت پر سوار نہ بھری ہوئی، اور اس سے جدا ہوں +

واعتدال الشعر فی الزبد والزعفران والجمرة بالوں کی حالت کثرت و قلت اور جمود و سبوط  
والسبوطۃ الی الشقرة ما هو فی سنہی کے کھاڑے سے اوسط درجہ کی ہو، جیسے بچے میں بھورے سے

والی السواد ما هو فی سن الشباب ہوں، اور جوانی میں سیاہ +

واعتدال حال نوم والیقظة وموتاة نیند اور بیداری کی حالت معتدل ہو، اعضا سے  
من الاعضاء فی حرکتها وسلاستھا حرکتیں جاری ہوں، اور بہ سہولت جاری ہوں، تھکیل، تفکر اور

وقوة من التخیل والتفکر والتذکر تذکر (یادداشت) کی قوت اچھی ہو +

وتوسط من الاخلاق بین الافراط افراط اور تغریط کے درمیان اخلاق و عادات اوسط

والتفريط اعنى التوسط في التهور  
والجبن والغضب والخمود والقساوة  
والرقة والطيش والوقار والته  
در چہ پر ہوں ، یعنی جو اندری اور بزدلی کے درمیان ،  
غصہ اور جہود کے درمیان ، سنگدلی اور رقت قلبی کے  
درمیان ، طیش و وقار کے درمیان (یعنی تیزی اور تحمل کے  
درمیان) ، تکبر اور عاجزی کے درمیان اوسط درجہ کی  
وسقوط النفس

حالت ہو \*

وتعام في الأفعال كلها وصحة وجوده  
النمو وسرعته وطول الوقوف  
نیز اعضاء کے سارے افعال کامل اور درست  
ہوں ؛ بدنی نو درست اور تیز ہو ؛ وقوف کا زمانہ دیر تک  
قائم رہے \*

وتكون احلامه لذیذة مونساة  
من الروائح الطيبة والأصوات  
اللذیذة والمجاس  
وہ شخص جو خواب دیکھے وہ (ڈراؤنے نہ ہوں ، بلکہ)  
دکھپا اور مزیدار ہوں ، جن میں اچھی خوشبوئیں ، اور  
اچھی آوازیں محسوس ہوں ، اور فرحت و سرور کی محفلیں  
نظر آئیں \*

ویكون صاحبه مجتاطق الوجه  
هشامعتدل شهوة الطعام والشراب  
جید الاستمرار فی المعدة والکبد  
والعروق والتشبيه فی جميع  
البدن معتدل الحال فی انتفاض  
الفضول منه من المجاسری المعتادة  
نیز وہ شخص لوگوں میں ہر دو عزیز ہو ، ہنس مکھ اور  
خوش باش ہو ؛ کھانے پینے کی خواہش اُسے درمیانی درجہ  
کی ہو ؛ اُس کے معدہ ، جگر ، اور عروق میں غذا اچھی طرح  
پہنچی ہو (مغم ہوتی ہو) ، اور اعضاء کی ساخت کے ساتھ اچھی  
طرح وہ غذاء مشابہ ہو جاتی ہو ، عادتاً جن راستوں سے  
فضلات خارج ہوا کرتے ہیں ، وہ ٹھیک طور پر خارج  
ہو رہے ہوں \*

الفصل فی امش علامت من خرج الامتلا  
نفل (۱) اُس شخص کے علامت جس کا مزاج اعتدال  
سے بہت زیادہ خارج ہو گیا ہو

بافراط وليس بجيد الحال في خلقته

اور جسکے بدن کی خلقت اچھی نہ ہو \*

هذا هو الذي لا يشابه مزاج  
ایسے شخص کے اعضاء کا مزاج طبعی تناسب پر

اعضائہ بل سبما تعاقیرت  
اعضاؤہ الرئیسة فی الخی وج  
عن الاعتدال فخرج عضومنها  
الے مزاج ولا اخرالی ضدہ  
نہیں ہوتا، بلکہ بسا اوقات اس کے اعضاءے ریسہ تک  
اعتدال سے خارج ہو کر ایک دوسرے سے مختلف ہو جا یا  
کرتے ہیں؛ چنانچہ کسی عضو میں کوئی غیر طبعی مزاج ہوتا ہے  
اور کسی میں اسکی ضد دوسرا غیر طبعی مزاج (مثلاً قلب میں  
برودت کا غلبہ ہوتا ہے، اور دماغ میں حرارت کا؛ ایسی  
صورت میں ظاہر ہے کہ اعضاء کا مزاج طبعی تناسب پر نہ  
رہ سکیگا، اور اعضاء کی خلقت بھی طبعی تناسب پر قائم نہ  
رہ سکے گی)۔

فاداکانت بنیۃ غیر متناسبة  
کان رد یا حتی فی فہمہ وعقلہ  
مثل الرجل العظیم البطن  
القصیر الاصابع المستدیر الوجه  
العظیم الہامة والصغیر الہامة  
الخمیر الجہۃ والعنق والوجہ والرجلین  
وکانما وجہ نصف دائرۃ فان  
کان فکا کبیرین فہو مختلف  
جدًا  
چنانچہ اعضاء کی خلقت جب غیر متناسب رہے (مثلاً  
سی) ہوتی ہے، تو یہ نہایت بُرا ہوتا ہے، حتیٰ کہ ایسے شخص  
کی سمجھ اور عقل بھی خراب ہوتی ہے۔ مثلاً ایک شخص ایسا ہو  
جسکا پیٹ بڑا ہو، انگلیاں چھوٹی ہوں، چہرہ گول ہو، سر  
بہت بڑا یا بہت چھوٹا ہو، پیشانی، گردن، چہرہ، اور ٹانگوں  
میں گردش کی کثرت ہو، اور اسکا چہرہ گویا نیم دائرہ ہو۔ اور  
اگر (ان باتوں کے ساتھ) اس کے دونوں جڑے (نک  
اعلیٰ و اسفل) بڑے ہوں، (یا گول ہوں، جیسا کہ بعض نگوں  
میں ہے) تو سمجھنا چاہئے کہ (اس کے اعضاء کے مزاج میں)  
بہت ہی اختلاف ہے۔

وکذلک ان کان مستدیر الرأس الجہۃ  
لکن وجہہ شدید الطول والرقبۃ  
شدید الغلظ وفی عینہ بلادۃ حرکۃ  
فہو ایضاً من البعد الناس عن الخیر  
اسی طرح اگر سر اور پیشانی گول ہوں لیکن چہرہ  
بہت ہی لمبوتر ہو، گردن بہت ہی موٹی ہو، اور اس کی  
آنکھوں کی حرکت بہت ہی سُست ہو، تو سمجھنا چاہئے کہ  
ایسا شخص بھلائی سے بہت ہی دور ہے۔

## فصل (۶) امتلاء کی علامتیں

امتلاء کی دو قسمیں ہیں: (۱) امتلاء بحسب لاداعیہ

الفصل السادس فی الامتلاء علی لاداعیہ

الامتلاء علی وجہین امتلاء

بحسب الاوعية وامتلاء (ظروف یعنی عروق کی گنجائش کے لحاظ سے امتلاء ہوں) ۰ (۲) بحسب القوة  
امتلاء بحسب القوة (جس میں اخلاط کی کثرت کے ساتھ کیفیت بھی خراب ہو) +

والامتلاء بحسب الاوعية هو ان يكون الاخلاق والاسرار والافان كذا في اخلاط دارواح کی کیفیتیں ٹھیک ہوں، مگر ان کی کمیتیں کانت صالحة في کیفیتہا قد نزلت (مقدار میں) اس قدر بڑھ جائیں کہ رگوں کو چر کر کے ان میں فی کمیتہا حتم ملات الاوعية تنازع پیدا کر دیں۔ جس شخص کو اس قسم کا امتلاء ہوتا ہے، وہ مدد دھما صاحبہ کیونکہ خطر من اس کے لئے حرکت کے وقت خطرہ اور اندیشہ ہوتا ہے؛ کیونکہ الحركة فانه ربما صدع الامتلاء العروق بسا اوقات امتلاء کی وجہ سے رگیں پھٹ جاتی ہیں، اور وسالت الى الخناق فحدث خناق صرع اخلاط مخارنق کی طرف بہ نکلتے ہیں، جس سے خناق، صرع، وسکتہ و علاجه هو المباداة الى اور سکتہ پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسے امتلاء کا علاج یہ ہے کہ الفصل جلد ہی فصد کر دی جائے +

مخارنق اختناق یا ٹھٹ جانے کے مقامات، مثلاً طعن، جس کے درم سے خناق ہو جاتا ہے۔ آئی کہتا ہے کہ شری نے دماغ کو خناق میں اس لئے شامل کیا کہ تجويف دماغی میں بھی روح اور خون غنق ہو جایا کرتے ہیں؛ پتا پتہ صرع اور سکتہ اسی قسم کے اختناق کی صورتیں ہیں +

واما الامتلاء بحسب القوة وهو ان يكون الاذى من الاخلاق لكميتها فقط بل لرداءة کیفیتہا في اخلاط کی کیفیت بھی ردی ہو، (اور اذیت دونوں کی وجہ سے حاصل ہو رہی ہو)۔ ایسے اخلاط اپنی کیفیت کی روایت تقهر القوة برداءة کیفیتہا ولا سے حاصل ہو رہی ہو)۔ ایسے اخلاط اپنی کیفیت کی روایت تطاوع الهضم والنضج ویسکون کی وجہ سے بدنی قوتوں کو مغلوب کر دیتے ہیں، اور ہضم و نضج کو صاحبہا علی خطر من امراض قبل نہیں کرتے۔ جس شخص کو اس قسم کا امتلاء ہوتا ہے، العفونة اسکو امراض عفونت لاحق ہونے کا اندیشہ رہتا ہے +

علامات الامتلاء جملة وهو ثقل مطلق امتلاء کی سلامتی یہ ہیں :- اعصار کا بوجھل ہونا الاعضاء والكسل عن الحركات حرکات میں کسندی اور کاہلی کا ہونا، بدن کے رنگ کا سمرخ و احمر اللون و انتفاخ العروق ہونا، رگوں کا پھولا ہوا ہونا، جلد کا تنہا ہوا ہونا، نبض کا

وتصلد الجلد وامتلاء النبض متلی ہونا، قارورہ کارنگین اور گاڑھا ہونا، بھوک کا کم ہونا  
والنصابغ البول وثخنه وقلة الشهوة بینائی کا سبب ہونا (بینائی میں تکرر کا ہونا)، اس قسم کے  
وكلال البصر والاحلام التي تدل خواب دیکھنا جو نقل کو بتاتے ہوں، مثلاً کسی شخص کا یہ خواب  
على الثقل مثل من يرى انه ليس به دیکھنا کہ وہ بے حرکت ہے (حرکت کرنے پر قادر نہیں ہے)، یا  
حرالک اولیس بہ استقلال بالنهوض یہ کہ اسے کھڑے ہونے کی قدرت نہیں ہے؛ یا یہ کہ وہ ایک  
اوکا نہ یجمل حملاً ثقیلاً اولیس یقدا بھاری بوجھ اٹھائے ہوئے ہے؛ یا یہ کہ بات چیت کرنے  
على الكلام كما ان رؤية الطيران پر قادر نہیں ہے؛ جس طرح کسی شخص کا خواب میں یہ دیکھنا کہ  
وسرعة الحركات تدل على وہ اُڑ رہا ہے، یا یہ کہ وہ تیز حرکتیں کر رہا ہے، اس امر کو  
ان الاخطا سر قیقة وبمقدار بتاتا ہے کہ بدن کے اخلاط رقیق ہیں، اور یہ کہ وہ سمبولی مقدار  
معتدل میں ہیں +

وعلامات الامتلاء بحسب القوة اما امتلاء بحسب القوة کی علامتیں: اس میں نقل بدن  
الثقل والکسل وقلة الشهوة فهو کسل وکاہلی، اور بھوک کی کمی اگرچہ امتلاء کی پہلی قسم (امتلاء  
یشارک فيها الامتلاء الاول ولكن بحسب الاغیة) کی طرح پائی جاتی ہے، لیکن جب امتلاء  
اذا كان الامتلاء بحسب القوة بحسب القوة سادہ ہوتا ہے (امتلاء کی پہلی قسم سے خالی ہوتا  
ساذجاً لم تکن العروق شديدة ہے، یعنی جس میں اذیت و تکلیف کی باعث اخلاط کی کیفیت  
الانتفاخ ولا الجلد شديد التمدد ہوتی ہے، اگرچہ اخلاط کی کثیت بھی غالب ہی ہوتی ہے)  
ولا النبض شديد الامتلاء والعظم تورکس زیادہ پھولی ہوئی نہیں ہوتی ہیں، نہ جلد زیادہ تنخی  
ولا الماء كثير الثخن ولا اللون ہوئی ہوتی ہے، نہ نبض زیادہ متلی اور غظیم ہوتی ہے، نہ قارورہ  
شديد الحمرة ويكون الانكسار زیادہ گاڑھا ہوتا ہے، نہ بدن کارنگ زیادہ سُرخ ہوتا  
والاعیاء انما یجی فیہ بعد الحركة ہے۔ نیز اس امتلاء میں بدن کے اندر انکسار (بدن کا ٹوٹنا)  
والتصرف ويكون احلامه تریبہ اور سکان اگر پیدا ہوگی، تو حرکت کرنے اور کام کاج کرنے  
حکة ولذغاً واحترقا وروا ح کے بعد پیدا ہوگی (اس کے بغیر خود بخود بدن ٹوٹتا ہوا معلوم  
منتنة وتدلل ايضا على الخلط ہوگا، اور نہ سکان محسوس ہوگی)۔ ایسا شخص خواب میں  
الغالب بدلائله التي سندکرها خارش، لذغ، احتراق (سوزش اور جلن) اور بُری بوئیں  
دیکھے گا۔ نیز خواب کی دوسری علامتوں سے، جنکا ذکر ہم

ابھی (اگلی فصل میں) کرنے والے ہیں، جو غلط غالب ہوگی  
اسکا پتہ چلیگا +

دنی اکثر الاہر فان الامتلاء بحسب  
القوة یولد المرض قبل استحکام  
دلائلہ  
بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ امتلاء بحسب القوة  
کی علامتوں کے مستحکم (اور نمایاں) ہونے سے پہلے یہ (اپنے  
مناسب) مرض پیدا کر دیتا ہے (اس کے بعد اس کی علامتیں  
نمودار ہوتی ہیں) +

اس کے برعکس امتلاء کی پہلی قسم میں امتلاء کی علامتیں پہلے نمودار ہوتی ہیں، اور اس کے بعد کوئی  
مرض پیدا ہوتا ہے۔ لیکن امتلاء کی اس دوسری قسم میں کسی مرض کے نمودار ہونے سے پہلے اسکا پتہ چلنا  
دشوار ہے۔ علامہ گیلانی +

## الفصل السابع عشر علامت غلبہ خلط فصل (۷) ہر ہر خلط کے غلبہ کی علامتیں

واما الدم اذا غلب فعلاماته  
مقاربة لعلامات الامتلاء بحسب  
الاوعية ولذلك قد يحدث  
من غلبته ثقل في البدن وفي  
اصل العينين خاصة والراس  
والصدغين وقمط وتماؤف وغشيانا  
وتلك في الحواس بلادة في الفكر  
سابق وحلاوة في الفم غير موهنة  
وربما ظهر في البدن دما میل وفي الفم  
بثور ويعرض سيلان دم من المواضع  
السهلة الانصدام كالخف والمقعرة  
واللثة  
خون کے غلبہ کی علامتیں امتلاء بحسب الادعیه کی  
علامتوں کے قریب قریب ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ غلبہ  
خون کی حالت میں گاہے بدن میں، اور غاصک دونوں آنکھ کی  
جڑ میں، نیز سر اور کنبی کے مقام میں بوجھ محسوس ہوتا ہے؛  
انگڑائی اور جھائی (بکثرت) آکر تپتی ہیں؛ اور نگہ پنک کا غلبہ  
ہوتا ہے؛ حواس کدر ہوتے، اور سمجھ موٹی ہوتی ہے؛  
محنت و مشقت کے بغیر مکان لاحق ہوتی ہے؛ دقت بیروت  
منہ کا مزہ میٹھا معلوم ہوتا ہے؛ زبان سرخ ہوتی ہے +

بسا اوقات بدن پر دما میل (پھڑپھڑایا) اور زبان پر  
ثبور (دانے) نکل آکر تپتے ہیں، جن مقامات کی رگیں  
آسانی کے ساتھ بھٹ جایا کرتی ہیں، مثلاً نختہ، مقعد،  
اور سوڑھے، ان مقامات سے خون جاری ہوا کر تلبہ +

وقد یدل علیہ المزاج والتدبیر  
السالف والبلد والسن والعادة  
گاہے اس شخص کے مزاج، سابقہ تدابیر، ملک، عمر،  
اور عادت سے غلبہ خون کی طرف رہنمائی ہوتی ہے، اور

و یعد العهد بالفصل

گا ہے اس امر سے بھی کہ رجوع گناہاً نفاذ کر دیا کرتے ہیں

اُن میں) نفاذ کر اُسے ہوسے ایک سرحد گذر چکا ہے +

والاحلام الدالة عليه مثل الاشياء

جوزاب غلبہ خون کو بتاتے ہیں، وہ یہ ہیں کہ نیند

الحمر يراها في النوم ومثل سيلان

میں سرخ چیزیں دکھائی دیں، اور مثلاً یہ کہ وہ شخص بہت سا

الدم الكثير ومثل التخانة في الدم

نعمن بتا ہوا دیکھے، اور مثلاً یہ دیکھے کہ وہ خون میں ڈوبا ہوا

وما اشبهها

ہے؛ و علیٰ ہذا القیاس اسی قسم کے دوسرے خواب +

واما علامات غلبة البلغم في باض

بلغم کے غلبہ کی علامتیں یہ ہیں :- بدن کے رنگ

مزاج في اللون وتدهل ولين لمس

کا اعتدال سے زیادہ سفید ہونا، بدن کا ڈھیلا ہونا، لمس

وبدودته وكثرة الريق ولنس وجته

(جلد) کا نرم اور بار دہونا، لعاب دہن کا بکثرت جاری ہونا

وقلة العطش الا ان يكون ما لحا

اور اسکا لیسدار ہونا، پیاس کا کم ہونا، علیٰ انحصار بڑھاپے

وخصوصاً في الشيوخه وضعف

میں (پیاس اور بھی کم لگا کرتی ہے) ہاں اگر بلغم شود ہو (تو

الهضم والجشأ الحامض وبياض

پیاس بیشک زیادہ لگ سکتی ہے)، ہضم کا ضعیف ہونا، کھٹی

البول وكثرة النوم والكلل واسترخاء

ڈکاروں کا آنا، قارورہ کا سفید ہونا، نیند اور کسلندی

الاعصاب والبلادة ونبض لين

کی زیادتی، اعصاب کا ڈھیلا ہونا، کند ذہن (بلید) ہونا

الى البطوء والتفاوت

نبض کا تین ہونا، اور اسکا بطور اور تفاوت کی طرف

ماکل ہونا +

ثم السن والعادة والتدبير

نیز عمر، عادت، گذشتہ تدابیر، اور ملک

السالف والصناعة والبلد

سے بھی (کسی حد تک) غلبہ بلغم کی طرف رہبری ہو سکتی ہے +

والاحلام التي تدرى فيها المياه

غلبہ بلغم پر دلالت کرنے والے خوابوں میں پانی نہریں

والانها سر والثلوج والامطار

پار، برت، بارشیں، اور بادل کی گرج کے ساتھ اولوں کا

والبرد ببرد

برسن (وغیرہ) دکھائی دیتے ہیں +

واما علامات غلبة الصفراء فصفرة

غلبہ صفراء کی علامتیں یہ ہیں: بدن کے رنگ

اللون والعينين وهراسة الفم

اور آنکھوں کے رنگ کا زرد ہونا، منہ کا کڑوا ہونا، زبان

وخشونة اللسان وجفافه وبيس

کا کھردرا اور خشک ہونا، نتھنوں کا خشک ہونا، ٹھنڈی ہوا

المنخر واستلذ اذ النسيم البارد وشدة العطش

سے راحت و آرام پانا، پیاس کی شدت، نبض کی سرعت،

وسرعة النبض وضعف شهوة الطعام والغثيان والتقي الصفراوى الاخضر الاصفر والاختلاف للاذخ وتشعرية كغز الابد ثم التذبذب السالف والسن المزاج والعادة والبلد والوقت والصناعة والاحلام التى تترى فيها النيران والرايات الصفرة ويرى الاشياء التى لا صفرة لها مصفرة ويرى التهايا وحارسة كحمام وشمس وما اشبه ذلك

بھوک کا کم ہونا، متلی کا ہونا، صفراوی قے کا لاحق ہونا، جو رنگ میں زرد یا سبز ہو۔ سوزش کے ساتھ دستوں کا آنا، تشعیرہ (پھریرہ) کا ہونا، گریا بدن میں سونیاں پھیر رہی ہوں اسکے بعد گزشتہ تدابیر، عمر، مزاج، عادت، ملک، وقت (موسم)، اور پیشہ کو بھی دیکھیں (ان چیزوں سے بھی غلبہ صفراء کے پہچاننے میں مدد ملتی ہے) +

غلبہ صفراء پر دلالت کرنے والے خوابوں میں آگ اور زرد رنگ کے جھنڈے نظر آیا کرتے ہیں +

نیز غلبہ صفراء کی علامتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جو چیزیں دراصل زرد رنگ کی نہیں ہیں، وہ زرد نظر آیا کرتی ہیں؛ اور بدن میں حام اور دھوپ وغیرہ کی سی سوزش اور گرمی محسوس ہوا کرتی ہے +

واما علامات غلبة السوداء فقل البدن ومكدته وسواد الدم وغلظه ونزايادة الوسواس والفكر واحتراق فمالمعدة والشهوة الكاذبة ولبول كمد واسود واحمر غليظ وكون البدن اسود واكثر ب

غلبہ سودا کی علامتیں یہ ہیں :- بدن کا خشک و مكدتہ و سواد الدم و غلظہ و نزايادة الوسواس و الفكر و احتراق فمالمعدة و الشهوة الكاذبة و لبول كمد و اسود و احمر غليظ و كون البدن اسود و اكثر ب

اور سیاہ ہونا، خون کا سیاہ اور غلیظ ہونا، وسواس (بہودہ خیالات) اور فکر کی کثرت، فم معدہ میں جلن کا ہونا، جھوٹی بھوک کا لاحق ہونا، پیشاب کا نیلا، سیاہ، یا سرخ اور غلیظ ہونا، بدن کے رنگ کا سیاہ ہونا اور اسپر باہوں کا بکثرت پایا جانا +

وقلما يتولد السوداء في الابدان البيض الزعر وكثرة حدوث البهق الاسود والقروح الردية وعلل الطحال

سودا کا غلبہ ایسے بدن میں کمتر ہی ہوا کرتا ہے، بخنک رنگ سفید ہوں، اور جن میں بالوں کی کمی ہو +

نیز سیاہ ہونے، بُری قسم کے قروح، اور طحال کے امراض کا بکثرت لاحق ہونا بھی غلبہ سودا کی علامتوں میں سے ہے +

والسن والمزاج والعادة والبلد والصناعة والوقت والتدابير (موسم) اور گزشتہ تدابیر کو بھی دیکھنا چاہئے (جس سے کسی اس کے بعد عمر، مزاج، عادت، ملک، پیشہ، وقت

السالف  
والاحلام الهائلة من الظلم  
والهوات والاشياء السود و  
المخاوف  
مدتک غلبہ سودا کے بچانے میں رہبری حاصل ہوتی ہے،  
غلبہ سودا پر دلالت کرنے والے خواب ڈراؤنے  
ہوتے ہیں، جن میں تاریکیاں، خندق (تاریک خندق) کالی  
کالی اور خوفناک چیزیں نظر آیا کرتی ہیں +

### الفصل الثامن في العلائق الدالة على السد

انه اذا احقنت مواد دلت  
الدلائل عليها واحس بتمدد و  
لم يحس بدلائل الامتلاء  
في البدن كله فهناك سد  
لا محالة  
جب بدن میں مواد رُک جائیں، اور علامات و نشانات  
سے اُسکا پتہ چلے، اور تناؤ (تمدد) کا احساس ہو، اور اس  
قسم کی علامتیں غیر محسوس ہوں، جو ساری بدن کے امتلاء کو  
بتاتی ہیں، تو سمجھنا چاہیے کہ سُدہ یقیناً موجود ہے (اگر سائے  
بدن میں امتلاء ہو، تو ممکن ہے کہ تناؤ کا احساس اسی امتلاء  
کی وجہ سے ہو، اور سُدہ نہ ہو) +

واما الثقل فيحس في السد اذا  
كانت السد في مجار لا بد من ان  
يجري فيها مواد كثيرة مثل ما يعرض  
من السد في الكبد فان ما يصير  
من الغذاء الى الكبد اذا عاقت السد  
على النفوذ اجتمع شئ كثير وحبس  
فاحدث ثقل كثير فوق  
ثقل الورم ويميز عن الورم  
بشدة الثقل وعدم الحمة  
رہا بوجہ تو اسکا احساس اُن سدوں میں ہوا کرتا ہے  
جو ایسے مجاری میں واقع ہوں، جن میں مواد کی ایک کثیر مقدار  
بہا کرتی ہے، جس طرح جگر میں سدے عارض ہوا کرتے ہیں  
چنانچہ جو غذا (معدہ اور آنتوں سے) جگر کی طرف روانہ ہوتی  
ہے، جب سدے اس کو گزرنے نہیں دیتے، تو اسکی ایک  
مقدار کثیر اکٹھی ہو کر (جگر ہی کے اندر) رک جاتی ہے، اور  
(جگر میں) درم سے بھی زیادہ بوجھ پیدا کر دیتی ہے +  
امتیاز درم سے اس طرح ہوتا ہے کہ اول تو اس میں بوجھ  
بہت زیادہ ہوتا ہے، دویم اس میں بخار نہیں ہوتا +

واما اذا كانت السد في غير  
هذا المجاري لم يحس بثقل  
واحس باحتباس نفوذ الدم  
بالتمدد  
لیکن جب سدے ایسے مجاری میں واقع نہیں ہوتے  
(جن میں مواد کی مقدار کثیر بہا کرتی ہو)، تو ان میں بوجھ کا  
(زیادہ) احساس نہیں ہوا کرتا ہے؛ ہاں البتہ جریان خون  
کے رُک جانے کا احساس تمدد (تناؤ) کے ذریعہ ہوا کرتا ہے

والکثر من بہ سد فی العروق  
فان لو نہ اصفر لان الدم  
لا ینبعث فی مجاریہ الی ظاہر  
البدن  
جن لوگوں کے عروق میں سدے ہوتے ہیں، بیشتر تو  
ہی ہوتا ہے کہ ان کے رنگ زرد ہوتے ہیں، کیونکہ خون اپنے  
مجاری کے ذریعہ بدن کے بیرونی حصے (ظاہر بدن - جلد)  
تک پہنچنے اور پھیلنے ہی نہیں پاتا +

## الفصل التاسع والعشرون في علامات الرياح

الرياح قد يستدل عليها بما يحدث  
في الاعضاء الحساسة من الاوجاع  
وذلك تابع لما يفعله من تفرق  
الاتصال  
رياح کا پتہ گاہے اُس درد سے چلا کرتا ہے جو اعضا  
حساسہ میں رطوبت کی وجہ سے لاحق ہوتا ہے۔ ریاح کی وجہ سے  
جو درد پیدا ہوا کرتا ہے، وہ اس وجہ سے ہوتا ہے کہ ریاح  
کی وجہ سے (اعضائیں) تفرق اتصال لاحق ہوتا ہے +  
ويستدل عليها من حركات تعرض  
للأعضاء وليستدل عليها من الاصابات  
ويستدل عليها باللسان  
الاوجاع فان الاوجاع المملدة  
تدل على الرياح حلا سيما اذا  
كانت مع خفة في ان كان هناك  
انتقال من الوجع فقد تمت  
الدلالة  
نیز ریاح کا پتہ گاہے اُن حرکات سے چلتا ہے  
جو ان میں ریاح کی وجہ سے عارض ہوا کرتے ہیں۔ گاہے  
ریاح کا پتہ آوازوں سے چلتا ہے (جو ریاح سے پیدا ہوتی  
ہیں) اور گاہے ریاح کا پتہ (اعضائیں) ٹوٹنے اور چھوٹنے سے  
چلتا ہے جن ورودوں سے ریاح کا پتہ چلا کرتا ہے، وہ وجع  
ممدہ (تناؤ والے درد) کے قبیلے سے ہوتے ہیں۔ یہ اوجاع  
خصوصیت کے ساتھ ریاح کی علامت اُس وقت بنتے ہیں،  
جبکہ ان کے ساتھ ثقل نہ ہو، بلکہ خفت ہو۔ پھر اگر اس کے  
ساتھ درد میں انتقال بھی ہو (ادھر ادھر پھرا کرتا ہو) تو  
سمجھ لو کہ نشانی پوری ہو گئی۔ (یعنی یہ کہ وہاں ریح ضرور موجود  
ہے، اور یہ کہ یہ درد یقیناً ریحی ہی ہے) +

وهذا انما يكون اذا كان تفرق  
الاتصال في الاعضاء الحساسة  
واما مثل العظم واللحم الغددي  
فلا يتبين ذلك فيها بالوجع  
رياح کی وجہ سے درد اسی وقت ہوا کرتا ہے، جبکہ  
تفرق اتصال (ریح کی وجہ سے) اعضائے حساسہ میں ہو۔  
رہی جو چیزیں ہڈی، اور لحم غددي کی طرح (بے حس) ہیں،  
ان میں ریاح کا وجود درد کی صورت میں ظاہر نہیں ہو سکتا +

وقد يكون من رياح العظام ما يكسر العظام كسرًا أو يرضها رضًا ولا يكون له وجع لا تابعًا لنفس المنكسر لما يليه

گا ہے پڑیوں میں ریاہ اس قسم کی ہوتی ہے کہ ہڈیاں ٹوٹ جاتی اور کھل جاتی ہیں، لیکن پھر بھی ان میں (بے حس ہونے کی وجہ سے) کسی قسم کا درد نہیں ہوتا، یا اگر درد ہوتا ہے تو (خاص ہڈی کا درد نہیں ہوتا، بلکہ آس پاس کے اعضاء کا درد ہوتا ہے، جن میں ٹوٹی ہوئی ہڈی چبھتی اور گڑتی ہے) +

و اما الاستدلال من حركات الاعضاء على الرياح فمثل الاستدلال من الاختلاجات على رياح متكون ومتحرك الى الانقلاب والتحلل

حرکات اعضاء سے ریاہ کی طرف رہبری حاصل ہونے کی مثال اعضاء کے پھٹکنے (اختلاج) کی صورت میں پائی جاتی ہے، جو اس امر کو بتاتا ہے کہ ریاہ بنکر خارج ہونے اور تحلیل ہونے کے لئے حرکت کر رہی ہے +

اعضاء كال اختلاف ايك قسم في حركت ہے۔ قداء كا اس بارہ میں خیال یہ ہے کہ اختلاف ریح کی وجہ سے پیدا ہوا کرتا ہے، مگر دوسرے لوگوں کی رائے ہے کہ اختلاف ایک قسم کی عضلی حرکت ہے، جو اعصاب کے فاعل تاثرات کے تابع ہوتی ہے۔ چنانچہ یہ انہیں اعضاء میں ہوا کرتا ہے، جہاں کم و بیش عضلی ریشے پائے جاتے ہیں، مثلاً عضلات، قلب، جلد، معدہ، وغیرہ +

و اما الاستدلال عليها من الاصوات فاما ان يكون الاصوات منها نفسها كالقرع وفخها وكما يحس في الطحال اذا كان وجعه من رايه فيغمر

آوازوں سے ریاہ کی طرف رہبری حاصل ہونے کی صورت یہ ہے کہ آوازیں دو قسم کی ہوتی ہیں: (۱) بعض آوازیں تو وہ ہیں جو براہ راست ریح سے پیدا ہوتی ہیں، مثلاً قراقرش شکم وغیرہ، اور مثلاً وہ آوازیں جو (طحال میں محسوس ہوا کرتی ہیں، جبکہ ”وجع الطحال“ (درد طحال) ریح کی وجہ سے لاحق ہوتا ہے، اور اسے دیا جاتا ہے) +

و اما ان يكون الصوت يفعل فيها بالقرع كما يميز بين الاستسقاء المزقي والطبل بالضرب

(۲) بعض آوازیں وہ ہیں جو قراقرش (شکم) سے پیدا ہوتی ہیں، جیسا کہ استسقاء زقی اور طبل کے درمیان آواز شکم سے امتیاز کیا جاتا ہے (جو شکم پر ہاتھ مارنے سے پیدا ہوتی ہے) +

پیٹ پر جب ہاتھ مارا جاتا ہے، خواہ براہ راست ہاتھ مارا جائے، یا پیٹ پر انگلیاں رکھ کر ان انگلیوں پر مارا جائے، تو استقار طبعی کی صورت میں ایک قسم کی گرجتی ہوئی آواز (صوتِ طبل) برآمد ہوتی ہے، اور استقار زتی کی صورت میں بھدی اور بھاری آواز نکلتی ہے؛ گو یا پانی سے مشک بھری ہوئی ہے +  
 واما الاستدلال علیہا من طریق الممس فمثل ان الممس یمیز بین النفخة وبين السلعة بما کی تیز حاصل ہو جاتی ہے کہ یہ نفخہ (اچھا رہ) ہے، یا ر سولی ہے یكون هناك من تمدد مع انغاز کیونکہ نفخہ میں اگرچہ ایک قسم کا تناؤ ضرور ہوتا ہے، مگر اسے فی غیر رطوبۃ سیالۃ مترججۃ دیا یا جائے، تو دوبارہ کو قبول بھی کر لیتا ہے؛ نیز اسکے ساتھ او خلط لزج فان الحس المسی کوئی سیال رطوبت بھی نہیں ہوتی ہے جو موج اور لہروں کی باعث بنا کرتی ہے (جیسا کہ استقار زتی میں ہوتی ہے)، یمیز بین ذلك اور نہ کوئی لیس دار خلط (جیسا کہ استقار نجی اور تیج میں ہوا کرتی ہے)۔ الغرض حس لمسی ان تمام باتوں میں تیز کر لیتی ہے (اور چھونے سے ان سب کا پتہ چل جاتا ہے) +

والفرق بین النفخة والریح لیس فی الجوهر بل فی هیئۃ حركة الرکو دوکانذعاج یہ بھی یاد رکھو کہ نفخہ اور ریح میں کوئی جوہری فرق نہیں ہے (کہ ان دونوں کے جوہر میں کوئی حقیقی اختلاف ہو) بلکہ اگر فرق ہے، تو محض حرکت کی ہیئت و صورت کے لحاظ سے فرق ہے: نفخہ کی صورت میں ”حرکت رکود دی“ ہوتی ہے (یعنی وہ حرکت اس طرح ہوتی ہے کہ ہوا ایک بند جوف کے اندر ہی ٹھہری ہوئی رہتی ہے) اور ریح کی صورت میں ”حرکت انزعاجی“ ہوتی ہے (یعنی ہوا اپنی جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جاتی ہے) +

### فصل (۱۰) علامات اور ام

### الفصل العاشر فی الدلالة علی الام

بیرونی اور ام تو حس اور مشاہدہ سے معلوم ہو جاتے ہیں

اما الظاہرة فیدل علیہا الحس

والمشاہدۃ واما الباطنة فالحاسة

ان کے لئے دلائل و علامات کی ضرورت ہی نہیں؛ رہے

منہا يدل عليه الحجي اللازمة والتقل  
ان كان لا حس للعضو الذي هو  
فيه او التقل مع الوجع الناحس  
ان كان للعضو الوارم حس ومما  
يدل ايضا ويعين في الدلالة الالة  
الداخلية في افعال ذلك ومما  
يؤكد الدلالة احساس لا متفاخ  
في ناحية ذلك العضو ان كان للحس  
اليه سبيل

اورام باطنہ (اندرونی اعضا کے اورام)، تو یہ اگر جاتے ہوں،  
تو اسکی علامت یہ ہے کہ بخار لازم ہوگا، اور بوجہ محسوس ہوگا  
بشرطیکہ جس عضو میں ورم ہے، وہ بے حس ہو؛ اور اگر  
عضو متورم ذی حس ہے، تو بوجہ کے ساتھ درد بھی ہوگا  
اسی طرح اس عضو (عضو مشکوک) کے نعل میں آفت کا لاحق  
ہوجانا بھی علامت ورم میں شامل ہے، یا ورم کے پچانے  
میں اس سے اعاد ملتی ہے۔ علامات ورم کی تائید و تائید  
اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ اس عضو کے مقام میں (طویل  
سے) سوجن کا احساس ہوگا، بشرطیکہ اس عضو تک جس کی  
رسائی بھی ہو (اور وہ عضو طویل جاسکتا ہو؛ ورنہ اگر وہ  
عضو قلب و دماغ کی طرح جس کی رسائی سے دور ہے، تو سوجن  
اور انتفاخ کا احساس کسی طرح نہ ہو سکیگا) +

واما البارد فليس يتبعه لاحالة  
وجع وتعسر الاشاش الى علاماته  
الكلية وان سئل احوال كلام ممل  
بھی ہو تو ایک پریشان کن (اور طویل) گفتگو کی ضرورت ہے

اس کے برعکس ورم حاد میں چونکہ درد موجود ہوتا ہے، اس لئے وہ بہترین علامت ہے۔ اور ورم باطن  
میں چونکہ درد نہیں ہوتا ہے، اس لئے دوسرے علامات کو دیکھنا پڑتا ہے، جو موجب تطویل ہے۔ کیونکہ اندام  
باردہ کے علامات ان کے مختلف انواع و اقسام کے اختلاف کے باوجود مختلف اعضا میں مختلف ہوا کرتے  
ہیں۔ اس لئے اورام باردہ کے علامات کو شمار کرنا آسان نہیں +

والا دلی ان یؤخر کلام فیہ الے  
الاقاویل الجزئیة فی عضو عضو  
والذی یقال ہنا انہ اذا احس  
بثقل ولم یحس بوجع وکان معہ  
دلائل غلبۃ البلغم فلیحدس انہ

اس لئے بہتر یہ ہے کہ اورام باردہ کے اس بیان کو  
امراض جزئیہ کے مباحث میں (معاجزات امراض خاصہ میں)  
لکھا جائے، جہاں ایک ایک عضو کا جدا گانہ تذکرہ ہوگا۔ اور  
جو کچھ یہاں لکھا جاسکتا ہے، وہ صرف اس قدر ہے کہ جب کہیں  
کوئی بوجہ محسوس ہو، اور درد محسوس نہ ہو، اور اسکے ساتھ

بلغی وان کان معه دلائل غلبۃ غلبۃ بلغم کی دوسری علامتیں موجود ہوں، تو سمجھنا چاہئے کہ وہ  
السوداء فهو سوداوی وخصوصاً ورم بلغمی ہے۔ اور اگر اس کے ساتھ غلبۃ سودا کی علامتیں  
اذا لمس وکان صلباً والصلابة موجود ہوں، تو سمجھنا چاہئے کہ وہ ورم سوداوی ہے؛ خصوصاً  
من افضل الدلائل علیہا جبکہ وہ ٹوٹنے سے سخت محسوس ہو۔ ورم میں سختی کا ہونا ورم  
کے سوداوی ہونے کی بہترین دلیل ہے +

واذا کانت الاورام الحارۃ فی اورام حارہ جب اعصاب میں لاحق ہوتے ہیں، تو  
الاعصاب کان الوجود شدیداً درد سخت اور بخار قوی ہوا کرتا ہے، اور یہ بہت جلد مرض  
والحمیات قویۃ و سارعت الی تمداور اختلاط عقل (عقل کا کھوجانا) میں مبتلا کر دیتے ہیں؛  
الا یقاع فی التمدد و اختلاط العقل احد اور (متعلقہ اعضا کے) حرکت قبض و بسط میں متور پیدا کر دیتے  
فی حرکات القبض والبسط افة ہیں +

یعنی متعلقہ عضلات کا سکڑنا اور پھیلنا کوشوار ہو جاتا ہے، بشرطیکہ یہ اعصاب اعصاب محرکہ کے  
قبض سے ہوں، جیسا کہ درد کے لئے ضروری ہے کہ اعصاب اعصاب حسیہ کے قبض سے ہوں چنانچہ بیشتر اعصاب جس  
اور حرکت دونوں سے مرکب ہوا کرتے ہیں، اس لئے ان کے ورم میں درد بھی ظاہر ہوگا، اور متعلقہ عضلات  
کی حرکت بھی مآذت ہو جائیگی +

وجمع اورام الاحشاء تمدن رقة ونحوکالہ سارے اورام احشاء مراق کو یہ قین ولاغربنا دیتے ہیں  
مراق میں بہت کچھ اختلاف ہے، مگر میرے نزدیک زیادہ واضح یہ ہے کہ جلد اور اس کے نیچے کی سخت  
کو (لفافہ ظاہرہ کو) مراق میں شمار کیا جائے، جہاں جبری ہوا کرتی ہے۔ اسکی لاغری ٹوٹنے سے  
بہ آسانی معلوم ہو سکتی ہے +

واذا جمعت اورام الاحشاء واحداً جب اورام احشاء اکٹھے ہونے لگتے ہیں (یعنی ان میں  
فی طریق الخراجۃ اشتد الوجع کچھ کی تیاری شروع ہو جاتی ہے) اور پھوٹا بننے لگتے ہیں،  
جلد او اللحمی وخشن اللسان خشونة درد اور بخار بہت شدید ہو جاتے ہیں، زبان میں سخت  
شدیدۃ واشتد السهر وعظمت نشوونہ لاحق ہو جاتی ہے، بیداری بڑھ جاتی ہے، دیگر  
الاعراض وعظم الثقل وریباً الحس عوارض شدید ہو جاتے ہیں، ورم کا بوجھ بڑھ جاتا ہے،  
بالصلابة والترکوز وریباً ظہر گا ہے ورم میں سختی اور جھن محسوس ہوتی ہے۔ بسا اوقات  
فی البدن غافة عا جلة وفي العینین بدن میں جلد ہی لاغری اور آنکھوں میں تیزی کے ساتھ گہرائی

غور مغافص

آجاتی ہے +

واذا تقیہ الجمع سکنت سورة الحی  
 والوجع والضربان وحصل بدل  
 الوجع شئی كالحكة وان كانت حمرة  
 وصلابة خفت الحمرة ولا ان  
 المغز وسکنت الاعراض المولمة  
 آجاتی ہے، اور سختی نرمی سے تبدیل ہو جاتی ہے؛ اور دوسرے  
 سارے تکلیف دہ عوارض میں سکون حاصل ہو جاتا ہے؛ بوجہ  
 اپنی انتہا کو پہنچ جاتا ہے (جس پر مزید اضافہ نہ ہو سکیگا) +

فاذا انفجر عرضا ولا نافض للذع  
 المدة ثم ظهرت حصى بسبب  
 لذع المادة واستعرض النض  
 للاستفراغ واختلت واخذ في  
 طريق الضعف والصغر والابطاء  
 والتفاوت وظهر في الشهوة سقوط  
 وكثيرا ما تسخن له الاطراف  
 جب یہ درم (پک جانے کے بعد) پھوٹ جاتا ہے، تو  
 پہلے پیپ کے لذع سے لرزہ پیدا ہوتا ہے، اور اس کے بعد  
 مادہ (پیپ) کے لذع سے بخار لاحق ہوتا ہے۔ (اس کے  
 برعکس جو بخار درد کی شدت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، اُس کے  
 ساتھ لرزہ نہیں ہوا کرتا)۔ اور استفراغ کی وجہ سے (چونکہ  
 طبقات شرائین میں ضعف لاحق ہوتا ہے، اس لئے) نبض  
 عریض ہو جاتی ہے؛ نیز نبض مختلف ہو جاتی ہے، اور اس  
 میں ضعف، یسر، بطور، تفاوت شروع ہو جاتا ہے (یعنی  
 نبض ضعیف، صغیر، لطی، اور متفاوت ہونے لگتی ہے) +  
 بھوک مر جاتی ہے، اور بے اوقات درم کے پھوٹ جانے سے  
 اطراف (ہاتھ پاؤں) گرم ہو جاتے ہیں +

واما المادة فتندفع بحسب جهتها  
 اما في طريق النفث او في طريق  
 البول او في طريق البدر  
 رہا وہ مادہ یعنی پیپ، تو جد ہر وہ راستہ پاتا ہے  
 اُس طرف چلا جاتا ہے، چنانچہ کبھی وہ منہ کی راہ (طریق نفث)  
 اختیار کرتا ہے، کبھی وہ پیشاب کے راستے کی طرف چل پڑتا  
 ہے، اور کبھی پانچھانہ کے راستے کی طرف +

اعضائے صدر مثلاً پیپھڑے، غشاء الریه، غشاء الصدر کے اور ام کا مادہ پھوٹ کر نفث کے ذریعہ  
 خارج ہوا کرتا ہے، جگر، اور معدہ کی پیپ گاہے فہے کی راہ، اور گاہے پانچھانہ کے ساتھ، اور گردہ، مثلاً

اور ان کے آس پاس کے اورام کی پیپ پیشاب کے ساتھ خارج ہوا کرتی ہے۔ اسے ہذا بہت سے اورام باہر کی طرف بھی پھوٹ پڑتے ہیں \*

\*\*\*\*\*

اسکے بعد شیخ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ پھوٹے کا انفجار (پھوٹ پڑنا) گلاسے محمود ہوتا ہے، اور گلاسے غیر محمود۔ انفجار محمود کی مثال یہ ہے کہ پیپ طبعی راستہ سے باہر نکل جائے؛ اور غیر محمود انفجار کی صورت یہ ہے کہ پھوٹا پھوٹ کر اندر ہی بند ہو جائے، اور دوسرے اعضا کو خراب کر دے:-

والعلامة الجيدة بعد الانفجار  
تمام سکون الحی وسهولة التنفس  
علامت یہ ہے کہ بخار پورے طور پر ساکن ہو جائے (پورے طور پر اتر جائے)، سانس میں رگڑ پہلے تنگی ہو تو اب آسانی پیدا ہو جائے، بدنی قوت توری ہو جائے، مادہ اپنے رخ پر اپنے طبعی راستہ کی طرف) تیزی سے روانہ ہو کر خارج ہو جائے \*

وربما انتقلت المادة في الاورام  
الباطنة من عضوا الى عضو ذلك  
الانتقال قد يكون جيداً وقد يكون  
مریض کے لئے اچھی اور باعث خیر ہوتی ہے، اور گلاسے بُری اور باعث شر۔ انتقال جید اور باعث خیر تو اس صورت میں ہوتا ہے، جبکہ کسی شریف عضو سے مادہ منتقل ہو کر کسی خسیس اورام الدماغ الی ما خلف الاذنین عضو کی طرف آجائے۔ چنانچہ دماغی اورام میں گلاسے دماغ کا مادہ منتقل ہو کر خلف الاذن (کان کے پیچھے کی گلیٹیوں) کی طرف آجاتا ہے؛ اور جگر کے اورام میں جگر کا مادہ اربہ رکنج ران کی گلیٹیوں کی طرف منتقل ہو جایا کرتا ہے \*

والردي ان ينتقل من عضو اخس  
الى عضو اشرف او اقل صبراً على  
ما يعرض به مثل ان ينتقل المادة  
من ذات الجنب الى ناحية القلب  
او الى ذات الرية  
انتقال سردی اور باعث شر اس صورت میں ہوتا ہے، جبکہ مادہ کسی خسیس اورادنی عضو سے منتقل ہو کر کسی شریف اور اعلیٰ عضو کی طرف چلا جائے، یا ایسے عضو کی طرف چلا جائے، جس میں اس انتقال کے تحمل و برداشت کی قوت کم ہو، مثلاً ذات الجنب کا مادہ ناحیۃ قلب (مقام قلب) کی طرف

چلا جائے، یا ذات الجنب کا مادہ ذات الریہ (پھیپھڑے کے درم) کی طرف منتقل ہو جائے \*

ولا انتقال الا ورا ام الباطنة ومیلان اور ام الباطنة جب کسی عضو کی طرف منتقل ہوتے ہیں، اور الخراجات الی تحت والی فوق جب پھوٹے (کے مواد) اور یا نیچے کی طرف مائل ہوتے ہیں، علامات فانها اذا مالَت فی انتقالها تو اس وقت اس انتقال و میلان کی چند علامتیں پائی جاتی ہیں الی ماتحت ظهر فی الشرا السیف چنانچہ جب اور ام اور پھوٹے منتقل ہو کر نیچے کی طرف مائل ہوتے ہیں، تو شرا سیف میں تناؤ اور بوجہ محسوس ہوتا ہے \* تمدد و ثقل

واذا مالَت فی انتقالها الی ما فوق اور جب اوپر کی طرف مائل ہوتے ہیں تو اس وقت دل علیہ سوء حال النفس وضیقہ علامت پائی جاتی ہے کہ تنفس کی حالت خراب ہو جاتی ہے وعسرہ وضیق الصدر والتهاب سانس میں تنگی اور دشواری لاحق ہو جاتی ہے، سینہ تنگ یبندی من تحت الی فوق و ثقل معلوم ہوتا ہے، سوزش کا احساس ہوتا ہے، جو نیچے سے فی ناحیة الترقوة و صداع ورجا اوپر کی طرف چڑھتا ہوا محسوس ہوتا ہے، ترقوہ کے مقام میں ظہر اثرة فی العنق والساعد بوجہ محسوس ہوتا ہے، درد سر عارض ہوتا ہے، اور گاہے اسکا اثر بازو اور کلائی میں ظاہر ہوتا ہے، (لیکن ایسا اس وقت ہوتا ہے، جبکہ ان اعضاء کے اعصاب کسی وجہ سے ماذن ہو جاتے ہیں) \*

والماثل الی فوق ان تمكن من جو مادہ منتقل ہو کر اوپر کی طرف مائل ہو، اگر وہ تحلیل الدماغ کان ردیا فیہ خطر وان ہونے کی بجائے) دماغ میں قیام پذیر ہو جائے تو یہ ہوتا ہے مال الی اللحم الرخا الذی خلف اور اس میں خطرات ہیں، اور اگر وہ منتقل ہو کر ان گلیٹیوں الا ذنین کان فیہ رجا و خلاص کی طرف چلا جائے، جو کان کے پیچھے واقع ہیں، تو اس میں نجات کی امید ہے (صلاح و فلاح کی امید ہے) \*

والساعات فی مثل هذا دلیل جید اس قسم کی حالت میں (جبکہ مادہ کا انتقال اوپر کی طرف ہو) نکسیر کا پھوٹنا بہترین علامت ہے راوریہ اس امر کی بہترین دلیل ہے کہ طبیعت قوی ہے، اور وہ بہترین اور آسان راستہ کی طرف مادہ کے دفع کرنے پر قادر ہے۔ اسی طرح

ولینتظر فی استقصاء هذا ما نقوله  
من بعد حیث نستقصی الکلام فی  
الاورام و حیث نذكر حال ورم  
عضو عضو من الباطن

سارے اور ام احتشاء میں بھی نکسیر کا پھوٹنا (اچھی علامت ہے) +  
اور ام احتشاء کی بابت پوری تفصیل کے لئے اُن مباحث  
کا انتظار کرنا چاہئے جنکو ہم اس کے بعد لکھینگے، جہاں ہم اور ام  
کے بیان کی پوری وضاحت کریں گے، اور جہاں ہم ایک ایک  
اندرونی عضو کے ورم کا حال بیان کریں گے +

## فصل (۱۱) تفرق اتصال کے علامات

## الفصل الحادی عشر فی علامات تفرق اتصال

تفرق الاتصال ان حدث فی الاعضاء  
الظاهرة وقف علیه الحس وان  
وقع فی الاعضاء الباطنة دل  
عليه :

الوجه الثابت والناضح في الاكالم  
ولا سيما ان لم يكن معه حمى

جو تفرق اتصال بیرونی اعضا میں واقع ہوگا، اس کی  
اطلاع تو حس و مشاہدہ سے ہو سکیگی (اس کے لئے کسی علامت  
کی ضرورت نہیں)، اور اگر تفرق اتصال اندرونی اعضا میں  
واقع ہوگا تو اُس کی علامتیں حسب ذیل ہوں گی :-

وجه ثابت (بھونکنے والا درد)، وجه ناخس (چُھتا  
ہوا درد)، اور وجه اکالم (کھانے والا درد)، علی الخصوص جبکہ  
درد کے ساتھ بخار نہ ہو (کیونکہ بخار تو عام طور پر ورم کی وجہ سے  
ہوا کرتا ہے) +

و كثيرا ما يتبعه سيلان خلط  
كثيف الدم او الصباية الـ  
فضاء او خروج ملة وقح ان كان  
بعد علامات الاورام ونضجها

تفرق اتصال کے بعد بیشتر اوقات کسی نہ کسی خلط کا  
سیلان عارض ہوتا ہے، مثلاً نفث الدم (رُمتہ کی راہ خون  
خارج ہونا، یہ عام طور پر پیپٹیرے کے تفرق اتصال کا نتیجہ ہوتا  
ہے)، یا کوئی خلط کسی فضا (رادر جوٹ) میں گرتی ہے (اور اگر کر  
مج ہو جاتی ہے) یا رتہ اور قح (پیپ اور کچھ) خارج ہوتا  
ہے (نخارہ دہ قے کی راہ خارج ہو، یا دستوں کی راہ، یا پیشاب  
وغیرہ کی راہ)۔ بشرطیکہ مادہ کا یہ خروج ورم کی علامت، اور  
ورم کے پختہ ہونے کی علامت کے بعد واقع ہو +

والذی يكون عقيب الاورام  
خريما كان دلا على انفجار عن

چنانچہ جب مدہ اور قح کا خروج ورموں کے بعد نمودار  
ہوتا ہے، تو گاہے یہ اسی امر کو بتاتا ہے کہ ورم پختہ ہو کر

ذخیر و ربحاً لم یکن

پھوٹ گیا ہے، اور گاہے اس کی علامت نہیں ہوتا (کہ درم  
بختہ ہو کہ پھوٹ گیا ہے، بلکہ اس امر کی علامت ہے کہ مادہ  
کی کثرت ہے) +

فان کان عن ذخیر سکون الحیم مع  
الانفجار واستفراغ القیم وسکون  
الثقل وخف وان لم یکن کذا لک  
اشتداد الوجع ونزاد

چنانچہ جب مادہ کا خرد درم کی بچگی کی وجہ سے  
ہوتا ہے، تو درم کے پھوٹنے ہی اور پیپ کے خارج ہوتے  
ہی بخاریں سکون آجاتا ہے، اور بوجہ میں سکون اور کمی  
آ جاتی ہے۔ اور اگر یہ درم کے پختہ ہونے کی وجہ سے نہیں  
ہوتا، (بلکہ مادہ کی کثرت کی وجہ سے ہوتا ہے) تو درد میں شدت  
اور اضافہ ہو جاتا ہے +

کیونکہ قبل از وقت درم کا پھوٹ جانا ٹھیک نہیں ہے، اور اسکا انجام ہمیشہ بُرا ہی نکلا کرتا ہے۔ یہی وجہ  
ہے کہ پھوڑوں کے چیرنے میں پوری بچگی کا خاص خیال رکھا جاتا ہے +

وقد یستدل علی تفرق الاتصال  
بافتراق الاعضاء عن مواضعها  
وبزوال العضو عن موضعه  
وان لم یفصل کالفتق

گاہے تفرق اتصال کو اس طرح سمجھا جاتا ہے کہ اعضاء  
اپنی جگہ سے مکمل طور پر منتقل ہو جاتے ہیں، یا اگر اپنی جگہ  
سے کامل طور پر منتقل نہیں ہوتے، تو اپنی جگہ سے ٹل جاتے  
ہیں، مثلاً فتن میں (آنتیں کیسے خصبہ وغیرہ کی طرف مجرأ سے  
ادبہ کے پھٹ جانے سے چلی جاتی ہیں) +

وقد یستدل علیہ باحتباس  
المستفرغات عن المجاری فانما یبعا  
النصب الی فضاء یودی الیہ  
تفرق الاتصال ولم یفصل  
عن المسالك الطبیعیہ کما یعرض لمن  
الخرق امعاء ان یختبئ بدائرہ

گاہے تفرق اتصال کی طرف اس طرح رہنمائی حاصل  
ہوتی ہے کہ جن مجاری سے فضلات خارج ہوا کرتے تھے،  
اُن سے اب وہ فضلات خارج نہیں ہوتے؛ کیونکہ وہ مواد  
بس ادوات اس فضاء کی طرف چلے جاتے ہیں، جس فضاء  
کی طرف اس تفرق اتصال سے راستہ بند کیا ہے، اور طبعی  
راستہ کی طرف وہ مواد نہیں جاتے، جیسا کہ اُس صورت  
میں عارض ہوتا ہے، جبکہ آنتیں پھٹ جاتی ہیں، اور یا ٹخانہ  
(جوف شکم کے اندر) بند ہو جاتا ہے +

آنتیں جب پھٹ جاتی ہیں، تو یا ٹخانہ طبعی راستہ سے خارج ہونے کی بجائے جوف صفاق میں

جمع ہو جاتا ہے، جہاں مرض استقار میں پانی رہا کرتا ہے؛ اسی طرح جب غالب پھٹ جاتا ہے، تو دو تین ہی دن کے اندر پیشاب اسی نفاذ میں اکٹھا ہو کر استقار کی سی کیفیت پیدا کر دیتا ہے \*  
 ورم بما خفی تفرق الاتصال ولم یوقف علیہ بالعلامات الکلیۃ المذکورۃ بالاعلامات واحتیج فی بیانہ الی الاقوال الجزمیۃ جزئی اقوال کی ضرورت ہوتی ہے، جو ایک ایک عضو کے ساتھ بحسب عضو عضو مخصوص ہوتے ہیں \*

وذلك بان یکون العضو کاحسن له (۱) ایسا (مخفی تفرق اتصال) اُس وقت ہوتا ہے، جبکہ اولاً یحتوی علی رطوبة فیسیل (۱) عضو بے حس ہوتا ہے (اس لئے ایسے بے حس عضویں مافیہ الا مجال له فیذول تفرق اتصال اگر ہوتا ہے، تو اس میں درد نہیں ہوتا کہ اُس کے عن موضعه اولیس یعمد علی پہچاننے میں آسانی ہو)۔ (۲) یا اُس عضویں کوئی رطوبت عضوفینزل باخللاعه نہیں ہوتی کہ (تفرق اتصال کی وجہ سے) اُس کی رطوبت نہ نکلے، (اور اُس سے تفرق اتصال کے پہچاننے میں درد لے)۔ (۳) یا اُس عضو میں اتنی مجال (میدان) بھاگنے کی جگہ نہیں ہوتی کہ وہ (تفرق اتصال کے بعد) اپنی جگہ سے ٹل سکے، (اور تفرق اتصال کے پہچاننے میں اسکی بد وضعی سے امداد مل سکے)۔ (۴) یا یہ کہ اُس عضو کا دوسرے عضو پر اس قسم کا سہارا نہیں ہوتا کہ دوسرے عضو کے انخللاع سے وہ عضو اپنی جگہ سے ٹل جائے (اور تفرق اتصال کے پہچاننے میں اس سے امداد مل سکے) \*

آنتوں کا سہارا جو شکم میں صفاق پر ہے۔ جب صفاق پھٹ جاتا ہے، تو آنتیں اپنی جگہ سے ہلکے بد وضع ہو جاتی ہیں۔ اس بد وضعی سے پتہ چلتا ہے کہ صفاق کہیں سے ضرور پھٹ گیا ہے، ورنہ آنتیں باہر کیونکر نکل سکتی تھیں۔ جب یہ صورت نہ ہوگی، اور ایک عضو کا سہارا دوسرے عضو پر اس قسم کا نہ ہوگا، تو تفرق اتصال واقع ہونے کے باوجود بد وضعی حاصل نہ ہوگی، اور نہ اس سے تفرق اتصال کے پہچاننے میں امداد مل سکے گی۔ اندرونی اعضاء کی جھلیوں اور سہاراؤں میں اس قسم کا تفرق اتصال ہر جگہ ہو سکتا ہے، جس میں اس قسم کی نمایاں بد وضعی نہ پیدا ہو کہ وہ علامت بن سکے \*

و اعلم ان اصعب الاورام اعراضا واصعب تفرق الاتصال اعضا میں لاحق ہوتے ہیں، وہ لمحاظ عوارض کے بہت سخت ہوتے ما کان فی الاعضاء العصبیۃ الشدیداً ہیں۔ چنانچہ ایسے اورام بعض اوقات ہلک ثابت ہوتے الحس فانہا رہما کانت مہلکۃ واما ہیں۔ رہے غشی اور تشنج، یہ دونوں عوارض تو ہمیشہ ہی ایسے الغشۃ والتشنج فیلحقھا دائماً اما الغشۃ اورام میں لاحق ہوا کرتے ہیں؛ غشی تو درد کی شدت کی وجہ فشدۃ الوجع واما التشنج فلعصبیۃ سے، اور تشنج عضو کی عصبانی ہونے کی وجہ سے لاحق ہوا کرتا العضو ہے۔

ثم اللآی تتكون علی المفصل ان کے بعد ان اورام اور تفرق اتصال کا درجہ ہے فاما یبطؤ قبولها للصلاح لکثرة جو جڑوں پر لیا جڑوں کے اندر واقع ہوں؛ ایسے اورام حركة المفصل وللفضاء الذی وتفرقات بہتری کی صورت جلد قبول نہیں کرتے؛ اس لئے یکون عند المفصل المستعد کہ اول تو مفصل میں حرکت ہوا کرتی ہے (حالانکہ ورم اور لانصباب المواد الیہ تفرق کے علاج کے لئے کامل سکون کی ضرورت ہے)، دیم یہ کہ مفصل میں ایک فضا ہوتی ہے، جو انصباب مادہ کو قبول کرنے کے لئے تیار ہوتی ہے۔



ولان النبض والبول من العلامات چونکہ نبض اور بول حالات بدن کے لئے کلی علامات الکلیۃ لاحوال البدن فلتقل فیہما میں سے ہیں، اس لئے اب ہیں ان دونوں چیزوں کا تذکرہ کرنا چاہئے۔



ادویہ مفردہ کا جدید اور معتبر مخزن  
مفردات کی کتب مطولہ کا بہترین خلاصہ

مخزن مفتردا

موسوم بہ

# کتاب الادویہ

جس میں زمانہ موجودہ کی تمام مروجہ نباتی، حیوانی، اور جامدی ادویہ مفردہ  
کی ماہیت، مزاج، افعال و خواص، استعمال اور مقدار خوراک بطرز  
جدید ایجاز و اختصار کے ساتھ لکھے گئے ہیں، ۸۰ پونڈوزنی سفید اور نیس  
کاغذ پر دیدہ زیب طباعت کے ساتھ تقریباً ۴۰۰ صفحات پر

چھپ کر تیار ہو گئی ہے

اس کی اصلی قیمت تین روپے ہے، لیکن کچھ عرصہ کے لئے اسکی قیمت میں تخفیف  
کر کے دو روپے کر دی گئی ہے۔

ملنے کا پتہ لاہور۔ دفتر ایس۔ قرول باغ۔ دہلی

